

حسبنا الله ونعم الوكيل ط

سراج الایضاح

شرح اردو

نور الایضاح

نور الایضاح کی نہایت جامع اور آسان اردو شرح

تالیف

مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاۃ عثمانی

کتب خانہ مجیدیہ ملتان

۵۰۶۱-۵۴۳۸۲۱

مَا شَاءَ اللَّهُ

نور الایضاح کی نہایت جامع اور آسان اردو شرح

سراج الایضاح

شرح اردو
نور الایضاح

تالیف
مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی مفتی دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتب خانہ مجید دہلیہ ملتان

فہرست مضامین سراج الایضاح

مصنف نور الایضاح

| صفحہ | عنوان |
|------|----------------------------|
| ۷ | کتاب الطہارۃ |
| ۳۵ | باب التیمم |
| ۴۱ | باب المسح علی الخفین |
| ۴۶ | باب الحيض والنفس |
| ۵۰ | باب الجناس والطہارۃ عینا |
| ۵۵ | کتاب الصلوٰۃ |
| ۶۰ | باب الاذان |
| ۶۳ | باب شروط الصلوٰۃ و ارکانها |
| ۸۳ | باب الامامۃ |
| ۱۷۵ | کتاب الصوم |
| ۱۹۸ | باب الاعتکاف |
| ۲۰۲ | کتاب الزکوٰۃ |
| ۲۱۴ | کتاب الحج |



اہل نام حسن بن عمار بن علی الاندلسی ہے مگر کی ایک سی اور کے وقت غلات قیاس شریعہ کی معروف ہیں ۱۹۲ء میں عظیم فقیہ صفحہ گیتی پر رونق افروز ہوا ابھی چند سال ہی کی عمر تھی کہ والد نے انہیں برا تعلیم مصر لے آئے اور یہاں انہوں نے پختہ وقت کے بہترین علماء عبد اللہ بن عمر بن عطاء بن محمد بن شیخ الاسلام نور الدین بن علی بن خاتم مقدسی وغیرہ سے علمی بھارتی صاحب نور الایضاح کو اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم میں مہارت تامہ عطا فرمائی تھی آپ اپنے وقت کے ہامو محدث، فقیہ اور فتویٰ میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔

عصر سونے تک ہر مہر ازہر مصر میں درس دیکر تشنگان علوم کو سیراب فرماتے رہے آخر کار متاع کبریا کے بھی چین جانے کا وقت آنی پہنچا اور گیارہ رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ میں بصرہ، سال پیغام اجل کو لبیک کہہ کر لوگوں کے ذہنوں پر اپنی ذہانت و علم و فقہ کے لادال نقوش چھوڑ گئے۔

آپ کی ۴۵ تالیفات و تصانیف علمی یادگاریں ہیں۔ مگر ان سب میں نور الایضاح کو شان امتیازی حاصل ہے اسکی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ کتابا حال مدرسہ کے ہفتہ میں داخل و مکمل مصنف کے علمی بھارتی یاد دلا رہی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فقہ کی اہمیت و فضیلت کا مختصر خاکہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ”وَمَنْ يَدُلَّ عَلَى خَيْرٍ لِّدِينِهِ خَيْرٌ لِّدِينِهِ“ کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ادا فرماتا ہے اسے دین کا فہم عطا کر دیتا ہے یہ دین کا فہم یا بالغانہ دین کا فہم فقہ ہی آدمی کو اپنے ہم معصروں میں ممتاز کرتا ہے

یہی وجہ ہے کہ علم فقہ کی طرف خاص اعتنا کیا گیا۔ بہت سی طویل و مختصر بحثیں قیمت کتابیں لکھی گئیں ان میں نور الایضاح معتبر مسائل کی دستاویز ہونے کے لحاظ سے معروف ہے۔

تا بعین کلام نے صحابہؓ سے اکتساب دین کر کے دوسروں تک پہنچایا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب نئے نئے ایسے واقعات پیش آنے لگے کہ نصوص کا ظاہر ان واقعات کے بارے میں حکم لگانے سے متعلق غیر واضح تھا تو لازمی طور پر اجتہاد اور اصول و قواعد مرتب کرنے کی احتیاج ہوئی۔

پس مجتہدین فقہاتے کلام نے تدبیر مسلك کا عزم کیا انکے سامنے دو رسالت میں بھی اجتہاد کی نظریوں موجود تھیں مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بحیثیت قاضی مین زاد فرماتے وقت معاذؓ سے دریافت فرمایا اے معاذؓ تم کس چیز سے فیصلہ کرو گے عرض کیا کتاب اللہ سے۔ ارشاد ہوا اگر اس کا حکم کتاب میں واضح نہ ملے عرض کیا سنت رسولؐ سے۔ ارشاد ہوا اگر سنت رسولؐ میں بھی واضح نہ ملے عرض کیا ان دونوں کی روشنی میں اپنی طائے سے اجتہاد کروں گا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اس کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اسکی توفیق عطا فرمائی جس سے اسکا رسول خوش ہو۔ پھر علمائے دین اور ائمہ مجتہدین نے شرعی مسائل کی تحقیق اور احکام شرعیہ کے استنباط میں پوری عرق ریزی و کاوش سے کام لے کر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع، ان تینوں کی روشنی میں قیاس یعنی ان چاروں کی بنیاد پر اصول و قواعد مرتب کئے۔

ان مجتہدین فقہاء میں جن کے مسلك زیادہ اشاعت پذیر ہوئے اور پچھلے امام عظیم ابو حنیفہ نغان بن ثابت امام مالک بن انس، امام سفیان ثوری، امام ابن ابی لیلیٰ امام عبد الرحمن اولیٰ امام محمد بن ادریس الشافعی، امام احمد بن حنبل

اور داؤد بن علی رحمہ اللہ ہیں لیکن ان آئمہ میں امتیاز و شہرت مسلک چارہی کو دوامی طور پر نصیب ہوئی یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلہؒ۔

آئمہ اربعہ میں جو شہرت دہر و عزیز و امتیاز اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک و مذہب کو عطا فرمایا وہ ان تین کو بھی امام موصوفہ کم ملا۔ امام ابوحنیفہؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے چالیس ممتاز علمائے مجتہدین کی ایک مجلس بنا کر علم فقہ میں تصنیف و تالیف اور تدوین فقہ کا آغاز کیا۔ علمائے احناف کو بھی فقہ واجتہاد اور ملت و مدینہ میں اولیت کی غنیمت حاصل ہے فقہائے احناف نے مختلف شہروں اور ممالک مثلاً عراق، بغداد، بلخ، خراسان، سمرقند، بخارا، لیس، شیراز، طوس، زربخان، ہمدان، استرآباد، بستان، مرغینان، فرغانہ وغیرہ میں پھیل کر فقہ و حدیث کی اشاعت کی۔

اور تصنیفات و تالیفات سے خدمت انجام دی فقہاء کے اسلیل القدر طبقہ سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ یہ افادہ و استفادہ کا سلسلہ درجہ بدرجہ خوش اسلوبی سے چلتا رہا اور فقہ تاتاریک یہ جن استفادہ پر قرار رہا پھر مستعصم باللہ عباسی کے دورِ خلافت میں ملاکوئے سینکڑوں سال کی مسلم سلطنت کو تاریخ کیا اور علمی ذخائر کو نذر آتش کر دیا

فقہائے احناف کے طبقات
پہلے طبقہ میں تلامذہ ابوحنیفہؒ ہیں مثلاً امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ وغیرہ ان حضرات نے کتاب اللہ سنت رسول اللہؐ، اجماع اور قیاس کی روشنی میں ان قواعد کے مطابق احکام کا استخراج کیا جو ان کے استاد حضرت امام ابوحنیفہؒ مرتب کر گئے تھے۔ فروع میں اگرچہ انہوں نے بعض جگہ استاذ سے اختلاف بھی کیا مگر اصول میں انہیں کے مقلد ہیں۔

دوسرا طبقہ متاخرین احناف کا ہے مثلاً ابو جعفر احمد انصاریؒ، امام ابو جعفر الطحاویؒ، ابوسین الکرمیؒ، شمس اللہ عبد العزیزؒ، محمدا علیؒ، شمس لائتمہ محمد السرخسیؒ، حماد اللہ

تیسرا طبقہ مقلدین اصحاب تخریج کا ہے۔ مثلاً رازؒ وغیرہ اس طبقہ کا شمار زمرہ مجتہدین میں نہیں۔ اولیہ اصول و قواعد مضبوط کر کے اسکی اولیت رکھتا تھا کہ ایسے احوال کی تفصیل کرے جس کے دو پہلو نکلتے ہوں اور البتہ وغیرہ واضح حکم جمیں دو باتوں کا احتمال ہو اور وہ امام ابوحنیفہؒ یا ان کے تلامذہ میں سے کسی سے منقول ہو اسکی توجیح نہیں ذکر کردہ مثالوں اور نظائر کی روشنی میں کرے۔

کفیل الحرمین نشاط



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ وَصَحَابَتِهِ أَجْمَعِينَ قَالَ
الْعَبْدُ الْفَقِيرُ إِلَى مَوْلَاةِ الْحَقِّ أَبُو الْاَخْلَاصِ حَسَنُ الْوَفَا فِي
الشَّرَنْبِلَالِي الْحَقِّ إِنَّهُ التَّمَسُّ مِنِّي بَعْضُ الْاِخْلَاصِ عَامِلُنَا اللَّهُ
وَأَيَّاهُمْ يُلْطَفُهُ الْحَقُّ أَنَّ اَعْمَلَ مُقَدِّمَةً فِي الْبَيَانِ اِت
تَقَرَّبَ عَلَى الْمُتَدَيِّ مَا تَشْتَتِي مِنَ الْمَسَائِلِ فِي الْمَطْرُاقَاتِ فَاسْتَعْت
بِاللَّهِ تَعَالَى وَاجْتَنَتْ طَالِبًا لِلشَّوَابِ وَلَا أَكْ كُرُ الْاَ مَا جَزَمَ
بِصِحَّتِهِ أَهْلُ التَّرْجِيحِ مِنْ غَيْرِ اِطْنَابٍ (وَسَمَّيْتُهُ) نُورُ الْاِصْبَاحِ
وَنَجَاةُ الْاَزْدَاحِ وَاللَّهُ اَسْأَلُ اَنْ يَنْفَعَ بِهِ عِبَادَةً وَبِدَائِمَ بِهِ الْاِفَادَةَ

منجملہ ۱۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں سب
تعریفیں اللہ کو لاتی ہیں جو مرقی ہیں ہر ہر عالم کے اور درود و سلام ہمارے سردار خاتم النبیین
محمد مصلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی پاک و صاف اولاد اور آپ کے صحابہ سب پر
حمد و صلوة کے بعد ابوالاخلاص الوفاتی الشرنبلالی کہنہی بے نیاز آقا کا محتاج بندہ عرض گزار ہے
کہ میرے بعض احباب نے مجھ سے کہا (اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر اپنے پوشیدہ الطاف فرمائے) کہ میں عبادات کے
سلسلہ میں مبتدی کے ذہن کو قریب کر نیکی خاطر ایک مقدمہ لکھوں۔ وہ مسائل جو طویل کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں

میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے اجاب کی خواہش بائید ثواب پوری کر دی۔
میں اس کتاب میں جس کا نام میں نے نور اللہ یضاح اور نجات الارواح رکھا ہے نہایت مختصر
کے ساتھ رائج قول ہی نقل و بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لئے
نفع بخش اور دائمی فائدہ رسائی کا ذریعہ بنلائے۔

تشریح و توضیح بِسْمِ اللّٰهِ کتاب کی ابتداء بسم اللہ سے اس وجہ کی کہ بہترین کلام
کے ساتھ آغاز نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، اس ارشاد کی تعمیل بھی مقصود ہے کہ وہ کام جس کا آغاز
بسم اللہ سے نہ ہو دم بریدہ و ناقص و ناتمام ہوتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مری ہیں ہر ہر عالم کے
اس سے بہترین کلام کا اقتباس مقصود ہے اور اس حدیث کی تعمیل بھی ہے کہ وہ کام جس کی ابتداء اللہ تعالیٰ
کی حمد سے نہ ہو وہ ناقص و ناتمام ہے۔

وَالصَّلٰوةُ اس کے بیان کرنے میں یہ حدیث پیش نظر ہے کہ جس کام کا آغاز حمد و صلوة
(درود) کے بغیر ہو وہ ناتمام رہتا ہے یعنی اسکی برکت اُتر جاتی ہے یہ وہم کیا جاسکتا ہے کہ ”صلوة“
باعتبار لغت دعاء کے مرادف دہم معنی ہے اور یہ اصول طے شدہ ہے کہ دعا صلہ جب ”علی“ کے ساتھ
آتا ہے تو اس کے معنی شرکی دعاء (بد دعاء) کے آتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے ”دعائے فی الخدیر“ اس
کے لئے خبر کی دعاء کی ؟ و دعائے فی الشیر“ (اور اس کے لئے بُرائی و شرکی دعاء کی) تو ”صلوة“ کو علی
کے ساتھ متعدی بنانا کیسے صحیح ہو گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ دعاء کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا وہ درست ہے رہ لفظ ”صلوة“ تو اسے دعاء
کے ہر نوع مساوی قرار دینا صحیح نہیں خود قرآن کریم میں ہے ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا“
اور احادیث میں لفظ ”صلوة“ کا اس طرح استعمال موجود ہے جیسے ”اللهم صل علی محمد علی آل محمد“ و یہ ہے کہ
”صلوة“ اگرچہ باعتبار لغت دعاء کے مرادف ہے لیکن اس سے دو مرادفوں کے درمیان سارے احکام میں
مساوات لازم نہیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر جگہ ایک کا دو سری جگہ رکھنا اولک کا دو سری جگہ استعمال صحیح ہو
پس دعاء جب ”علی“ سے متصل ہو اگرچہ اس سے دعاء بالشرادھوتی ہے مگر علی لفظ صلوة سے متصل ہونے پر بھی مبرا نہیں ہوتے
و صحابہ صلبہ صحابی وہ کہلاتا ہے جس نے بحالت ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو اور بحالت
ایمان ہی انتقال ہوا ہو خواہ وہ انسان ہو یا جانور یہ ذریت و زیارت عام ہے خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً۔ حکماً میں نابینا
صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وغیرہ داخل ہیں۔

الجبَد اس سے اپنی عاجزی اور تذلل کا اظہار مقصود ہے عبادت کا وصف عند اللہ محمود و پسندیدہ ہے قرآن کریم میں متعدد جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وصف کا اظہار فرمایا ہے۔

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

الْمِيَاهُ الَّتِي يُجْزَلُ بِطَهَائِزِهَا سَبْعَةٌ مِيَاهُ مَاءِ السَّمَاءِ وَمَاءُ الْبَحْرِ وَمَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبَرِّ وَمَاءُ ذَابٍ مِنَ الشَّلْجِ مَا لَا يَبْرُدُ وَمَاءُ الْعَيْنِ تَشْرَبُ الْمِيَاهُ عَلَى خَمْسَةِ أَقْسَامٍ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ غَيْرُ مَكْرُوهٍ وَهُوَ الْمَاءُ الْمَطْلُوقُ وَطَاهِرٌ مُطَهَّرٌ مَكْرُوهٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْبَهْرَةُ وَخَوَّهَا وَكَانَ قَلِيلًا وَطَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهَّرٍ وَهُوَ مَا اسْتَعْمَلَ لِيَرْفَعَ حَدِيثٌ أَوْ لِقُرْبَةٍ كَالْوَضُوءِ عَلَى الْوَضُوءِ بِنَيْتِهِ وَكَيْصِيرُ الْمَاءِ مُسْتَعْمَلًا بِجَرْدٍ إِنْ فَصَّالَهُ عَنِ الْجَسَدِ

ترجمہ :- ایسے پانی جن کے ذریعے پاکی حاصل کرنا درست ہے سات ہیں آسمان سے برسنے والا پانی (بارش) سمندر کا، نہر کا، کنوئیں کا، برف کا پگھلا ہوا، اڈے کا چشمہ کا پانی پھر پانی پانچ قسموں پر مشتمل ہے۔ (۱) طاهر مطہر مکر وہ اور وہ مطلق پانی ہے (یعنی محض لفظ پانی بولنے سے ذہن اس کی جانب جاتا ہو) (۲) طاهر مطہر مکر وہ (یعنی خود پاک ہو اور اس میں پاک کر نیکی صلاحیت بھی ہو مگر اس کے استعمال میں کراہت ہو) وہ ایسا پانی کہلاتا ہے جس میں سے بلی وغیرہ نے پی لیا ہو اور وہ پانی تھوڑا ہو (۳) طاهر غیر مطہر (یعنی خود پاک ہو لیکن اس میں دوسری شے پاک کر نیکی صلاحیت نہ ہو) یہ ایسا پانی کہلاتا ہے جو رفع حدث (مثلاً غسل) یا قربت و ثواب کی خاطر استعمال کیا جاتے مثلاً وضو پر وضو وضو بنیت وضو اور پانی محض جسم سے علیحدہ ہونے پر ہی مستعمل ہو جاتے گا۔

تَنْشِيْحٌ وَتَوْضِيْحٌ [کتاب الطہارۃ] یہ متداولہ محذوف کی خبر ہے یعنی ہذا کتاب الطہارۃ (یہ کتاب الطہارۃ ہے) الکتاب لغت کے اعتبار سے کتاب صدر ہے جمع کے معنی میں جیسے کہا جاتا ہے ”کتبت انجیل اے جمعیتا“ (میں نے خیالات جمع کئے) اس میں کیونکہ حروف اکٹھے کئے گئے ہیں اسلئے کتاب کہا گیا پھر اس کا اطلاق مکتوب (لکھے ہوئے) پر ہونے لگا۔ مثلاً ارشادِ ربانی ہے ذلک الکتاب

لا ریب فیہ، اکثر مصنفین کی عادت ہے کہ وہ اپنے مقاصد کا آغاز کتاب "الفصل اور" العنوان سے کرتے ہیں۔ کتاب کا مصنفین کی اصطلاح میں ان مسائل پر اطلاق ہوتا ہے جن کی تفسیر مستقل ہو خواہ بہت سی انواع پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں۔ یہ کتاب فقہ سے متعلق ہے جس میں بندوں کے افعال سے بحث کیا جاتی ہے اور افعال کی دو قسمیں ہیں عبادات اور معاملات اور عبادات سے پہلے بیان کرنے چاہئیں اور عبادات میں سب سے افضل نماز ہے۔ کیونکہ نماز اركان اسلام کا ایک اہم رکن اور دین اسلام کا ستون ہے جس سے مصنف نے اسے ساری عبادتوں پر مقدم رکھا اور شروط (نماز) کا وجود بشرط کے پاتے جانے پر موقوف ہے اور نماز کی ہم نوا میں طہارت (پاکی) ہے۔ طہارت کا اطلاق وضو، غسل، یمیم سب پر ہوتا ہے۔ اس بنا پر کتاب الطہارت کے بیان کو کتاب الصلوٰۃ سے بھی مقدم کر دیا۔ اور پاکیاں بہت سی ہونے کے باوجود صرف لفظ واحد "طہارت" پر اکتفا کیا یہ اس وجہ سے کہ مصدر دراصل تثنیہ ہوتا ہے اور نہ جمع

طہارت کی بہت سی قسمیں ہیں اور طہارت و پاکی مختلف نوع کی ہوتی ہے مثلاً کپڑے کی پاکی بدن کی پاکی، مکان کی پاکی اور طہارت صغریٰ (معمولی درجہ کی پاکی) اور طہارت کبریٰ (بڑے درجہ کی پاکی) پانی کے ذریعہ پاکی اور مٹی کے ذریعہ پاکی

المیاء۔ بقولہ۔ سبعة خیر ماء العین پانی کی اصناف تینہ طریوں تفسیری نہیں ہے بلکہ معرفت پانی کی خاطر ہے و لیسو الماء مستعداً فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پانی جب تک عضو پر برقرار ہے اس پر متعل کام نہیں لگایا جلتے گا مگر اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ وہ کس وقت تک متعل شمار ہوگا طبع اور بحار کے فقہاء کہتے ہیں کہ پانی اس وقت متعل شمار ہوگا کہ بدن سے زائل ہو کر ایک جگہ پڑ جائے مصاص ہلہ "فرماتے ہیں کہ وضو میں اس کے محض عضو سے زائل ہونے اور غسل میں بدن سے زائل ہونے پر وہ متعل قرار دیا جلتے۔

وَلَا يَجُوزُ مَاءٌ شَجَرٍ وَتَمْرٍ وَلَوْ خَرَجَ بِنَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ عَصِيٍّ فِي الْأَطْهَرِ وَلَا بَاءٌ زَالٍ طَبْعُهُ
يَا طَبْعُهُ أَوْ غَلَبَتْهُ عَلَيْهِ وَالْغَلْبَةُ فِي مَخَالِطِ الْجَامِدَاتِ بِإِخْرَاجِ الْمَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ
وَسَبِيلَانِهِ وَلَا يَصْرُغُ لَعَيْنُ زَا وَصَافِهِ كُلُّهَا بِجَامِدٍ كَرِغْفَرٍ وَفَاصِحَةٍ وَذَرْقٍ شَجَرٍ
وَالْغَلْبَةُ فِي الْمَائِعَاتِ بظُهُورِ وَصِفِّ وَاحِدٍ مِنْ مَائِعٍ لَهُ وَصَفَاتٍ فَقَطْ كَاللَّبَنِ
لَهُ اللَّوْنُ وَالطَّعْمُ وَلَا رَائِحَةَ لَهُ

ترجمہ :- اور درخت اور پھل کے پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے خواہ بغیر نچڑے خود ہی نکلے زیادہ ظاہر (درجہ) روایت کے مطابق اور اس پانی سے وضو ناجائز ہے جسکی طبیعت (رقت و سیلان) پلکانے

یا پانی کے علاوہ دوسری چیز کے غالب ہونے کی وجہ سے نازل ہو جاتے اور جامد چیزوں کے ملنے پر غلبہ کا مطلب یہ ہے کہ پانی کی رقت اور اس کا سیلان ان کے ملنے کی بنا پر جاتا ہے اور جامد شے کے سبب پانی کے سارے اوصاف کی تبدیلی بھی نقصان رساں نہ ہوگی اور اس پانی سے وضو درست ہے (گا) مثلاً غفران اور پھل خشک کے پتے اور بہنے والی اشیاء میں غالب ہونے کی شکل یہ ہے کہ وہ رقیق و بہنے والی تھے جو در وصف والی ہو اس میں کا ایک وصف پانی میں نمایاں ہو گیا ہو۔ جیسے دودھ کہ اس میں مزہ بھی ہوتا ہے اور رنگ بھی مگر اس میں نہیں ہوتی

تشریح و توضیح | ولو خرج۔ اگرچہ پھوٹے بغیر خود بخود نکلے تب بھی وضو جائز نہ ہو گا جب بحر صاحب نہر اور علیہ سفینہ وغیرہ کا یہی قول ہے مگر ”صاحب“ ہدایہ کے نزدیک راجح قول اس کے خلاف ہے مگر صحیح اقوال وہی ہیں جو ”صاحب“ ہدایہ کے خلاف ہیں اس لئے کہ اس پر مطلق پانی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ صاحب بحر بحر و علیہ و ذوالایضاح درج الغفار وغیرہ کے نزدیک اس پانی کی مقید ہونے کی وجہ سے اس سے وضو جائز نہیں۔

فی الاظہار اس قول سے استرازا مقصود ہے کہ اگر پھل وغیرہ سے خود بخود نکلے تو اس سے وضو جائز ہے اما معات۔ بالفتح کہی چیز کا زمین پر ڈال دیا جائے اور مثلاً تیل کا ”لبن“ دودھ کہ اس میں تین اوصاف میں سے دو وصف موجود ہیں پانی میں مل جاتے اور کوئی وصف اس کے اوصاف میں سے پانی میں نہ پایا جاتے تو اس کے ساتھ وضو جائز ہے اور اگر دودھ کے دو وصفوں میں سے ایک وصف پانی میں پایا گیا ہو تو اس پانی سے وضو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز مل گئی ہو کہ اس میں تین اوصاف میں سے محض ایک وصف ہو۔ اور وہ پانی میں مل جاتے اور اس کا وصف پانی میں ظاہر ہو گیا ہو تو اس پانی سے وضو کرنا جائز نہ ہو گا۔

وَبُظْهُورِ وَصْفَيْنِ مِنْ مَائِجٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالْحَلَّةِ وَالْغَلْبَةِ فِي الْمَائِجِ الَّتِي لَا وَصْفَ لَهُ كَالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَمَاءِ الْوَرْدِ الْمُنْقَطِعِ الرَّائِحَةِ تَكُونُ بِالْوِزْنِ فَاتَّخَذَ رَطَلًا مِنَ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ يَرْتَلُ مِنَ الْمَطْلُوعِ لَا يَجُوزُ بِهِ الْوُضُوءُ وَبَعْكِهِ جَازٍ وَالتَّرَايُعُ مَاءٌ خَجَسٌ وَهُوَ الَّذِي حَلَّتْ فِيهِ خِجَاسَةٌ وَكَانَ رَاكِدًا أَقْلِيلًا وَالْقَلِيلُ مَا دُونَ عَشْرِ عَشْرٍ فَيُجَسُّ دَانَ لَمْ يَظْهَرْ أَثَرُهَا فِيهِ أَوْ جَارِبًا وَظَلَمَ فِيهِ أَثَرُهَا وَالْأَشْرَطُ عَمُّ أَوْ كَوْنٌ أَوْ سَائِمٌ وَالْخَافِئُ مَاءٌ مُشْكُوذٌ فِي ظُهُورِ يَتَنَّهُ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ جَمَازٌ أَوْ بَغْلٌ

ترجمہ:- اور وہ بہنے والی شے جس کے تین اوصاف ہوں اگر اس کے دو وصف پانی میں نمایاں ہو گئے ہوں جیسے سرکہ تو اسے غلبہ قرار دیا جائے گا۔ (اور اس سے وضو درست نہ ہو گا) اور بہنے والی شے

جو اپنا کوئی وصف نہ کھتی ہو مثلاً مستعل پانی یا ایسا گلاب کا عرق جس کی خوشبو باقی نہ رہی ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار و وزن کے لحاظ سے ہوگا پس اگر دو ظل مستعل پانی میں ایک ظل مطلق پانی مل جاتے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز نہ ہوگا اگر دو ظل مطلق پانی اور ایک ظل مستعل پانی ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہو جائے گا۔

پانی کی چوتھی قسم یہ ہے کہ پانی ناپاک ہو۔ وہ ایسا پانی کہلاتا ہے کہ اس میں نجاست مل جاتے اور وہ پانی نکا ہو اور وضوئی مقدار میں ہو قلیل وہ درود (دس ہاتھ لانا دس ہاتھ چوڑا) سے کم کہلاتا ہے تو وہ نجاست گننے ناپاک ہو جاتے گا۔ خواہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر و نمایاں نہ بھی ہو بلکہ پانی جاری (ڑاں) ہو اور اس میں اثر نجاست ظاہر ہو گیا ہو۔ اثر مقصود و مزو یا رنگ یا بو ہے (کہ ان میں سے کسی کا پانی میں اثر ظاہر ہو تو اس سے وضو جائز نہ ہوگا) پانی کی پانچویں قسم مایہ مشکوک ہے (یعنی وہ پانی جس کی پاکی کے بارے میں شک ہو۔ وہ ایسا پانی کہلاتا ہے کہ

اس میں سے گدھا یا بچہ پلے

تشی ہے و توضیح | اگر الخ اور اگر پانی کے تین اوصاف میں سے دو وصف برقرار موجود رہیں تو اس پانی سے وضو جائز ہوگا اور اگر دو وصف باقی نہ رہیں تو اس پانی سے وضو جائز نہ ہوگا۔

عشر فی عشر غیر جاری پانی کی اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کا اثر ظاہر نہ ہو پس اصحاب ظہر جبکہ اس پر اتفاق ہے کہ جاری پانی اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کا اثر ظاہر نہ ہو پس اصحاب ظہر مطلقاً عدم نجاست کے قابل ہیں اگرچہ پانی کے اوصاف میں سے کوئی وصف متغیر ہو جائے گا یا سب اوصاف میں تغیر ہو جائے مگر یہ مسلک عقل و نقل دونوں سے میل نہیں کھاتا اور شوافع کہتے ہیں کہ پانی قلتین (دو ٹکڑوں) کی مقدار ہو تو تا وقتیکہ پانی کے اوصاف میں کوئی وصف متغیر نہ ہو نجس نہیں ہوگا۔ در نہ نجس ہو جائے گا۔ مایہ کہتے ہیں کہ یہ پانی اس وقت تک نجس نہیں ہوگا جب تک اس کے مزو یا رنگ و بو میں نجاست گرو جائے کیونکہ تبدیلی نہ آجائے جہاں پانی کی مقدار قلتین سے کم ہو یا وہ اسات کہتے ہیں کہ جاری پانی یا جو جاری پانی کے حکم میں ہو وہ تو نجس نہیں ہوگا لیکن اس کے علاوہ وقوع نجاست سے نجس ہو جائے گا خواہ پانی کے اوصاف میں سے کوئی وصف متغیر نہ ہو یا نہ ہوا ہو اور پانی ایک قلعہ ہو یا دو قلعے

اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ بڑا تالاب کہ جس کا ایک کنارہ دوسرے کنارہ کے ہلنے سے متحرک نہ ہو اگر اس کے کسی طرف نجاست گر جائے تو دوسری جانب سے وضو کرنا جائز ہے پھر اس کی مقدار وہ درود سے بیان کی گئی وہ درود کا مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو شخص کنواں کھودے تو اس کے تینے کنویں کے ارد گرد چالیس ہاتھ کا حق ہے پس اس کنویں کے تینے ہر جانب دس ہاتھ رد کہ اس معلوم ہوا کہ اگر دوسرا شخص اس دس ہاتھ کے احاطہ میں کنواں کھودے گا ارادہ کرے تو اسے رد کا جلتے گا۔ کیونکہ اس صورت

میں پہلے کنویں کا پانی دوسرے کی طرف کھینچ کر کم ہو جاتے گا۔ اور اگر کوئی شخص اس احاطہ کے اندر گڑھا کھودنا چاہے
بجائیں ڈالنے کے لئے تو اسے بھی منع کریں گے اسلئے کہ اس صورت میں نجاست اس پہلے کنویں تک پہنچ کر پانی کو
نپاک کر دے اور وہ درودہ کے علاوہ میں نہیں روکیں گے۔

مشکوٰۃ ۱۲۰: کیونکہ یہ گھر دس میں بندھے رہتے ہیں اور برتنوں وغیرہ میں پانی پیتے ہیں تو ضرورتاً نجاست
کا حکم نہیں کیا گیا۔ البتہ اگر ضرورت نہ رہے اور ان کے مستعمل برتنوں اور پانی وغیرہ سے احتراز باقی
ہو سکے تو ان کے جھوٹے حکم پھانسنے والے درندوں کا سا ہوگا۔

(فصل) وَالْمَاءُ الْقَلِيلُ إِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَيَوَانٌ يَكُونُ عَلَى أَمْرِ بَعَةِ أَقْسَامٍ
وَيَسْمَعِي سُورًا الْأَذَلُّ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ آدَمِيٌّ أَوْ فَرَسٌ أَوْ مَائِيٌّ
لَحْمٌ وَالثَّانِي يَحْسَبُ لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْكَلْبُ أَوْ
الْخَنَازِيرُ أَوْ شَيْءٌ مِنْ سَبَاعِ الْهَاسِمِ كَالْفَهْدِ وَالذَّبِّ وَالْثَالِثُ مَكْرُوهٌ
اسْتِعْمَالُهُ مَعَ وُجُودِ غَيْرِهِ وَهُوَ سُورُ الْهَرَّةِ وَالذَّبَابَةِ الْمُخْلَلَةِ وَبَسَاعِ
الظَّائِرِ كَالصُّفْرِ وَالشَّاهِدِينَ وَالْحِدَاةِ وَسَوَاكِينِ الْبُيُوتِ كَالْفَأْسَةِ لَا الْعَقْرَبِ
وَالسَّرَّابِ مَشْكُوكٌ فِي طَهَرِهِ يَتَّبِعُهُ وَهُوَ سُورُ الْبَعْلِ وَالْحِمَارِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ
غَيْرَهُ تَوَضَّأَ بِهِ وَتَيَمَّمَ بِتَمَرٍ صَلَّى

ترجمہ :- وہ تصور پانی جس میں سے کسی جاندار نے پی لیا ہو وہ چار اقسام پر مشتمل ہوگا۔ ایسا پانی جھوٹا کہلاتا
ہے۔ (۱) طاہر مطہر یعنی وہ خود پاک ہو اور اس میں دوسرے کو پاک کر دینے کی صلاحیت ہو) وہ ایسا پانی کہلاتا
ہے۔ کہ جس میں سے آدمی یا گھوڑا یا ایسا جانور پی لے جس کا گوشت کھانا حلال ہو (اور لوگ اس کا گوشت
کھاتے ہوں) (۲) نجس ایسا پانی جس کا استعمال ناجائز ہو وہ ایسا پانی ہے کہ جس میں سے کتیا یا سور یا
پھاڑنے والے درندوں میں سے کوئی درندہ مثلاً چیتا یا بھیڑ پانی لے (۳) ایسا پانی جسے استعمال کرنا دوسرے
(صاف تھوڑے) پانی کے موجود ہونے کے ہوتے مکروہ ہو۔ وہ بلی اور آزاد بھرنے والی مرغی اور شکاری پرندوں مثلاً
شکرہ، باز اور چیل اور گھڑوں میں رہائش پذیر جانوروں مثلاً چوہے کا جھوٹا ہے۔ بچھو کا حکم ان سے الگ ہے
(۴) مشکوک پانی یعنی ایسا پانی کہ جس کے پاک ہونے نہ ہونے میں شک ہو اور وہ ایسا پانی ہے جو خچر اور گدھے
کے پینے کے بعد بچا ہو لہذا اگر اس پانی کے علاوہ اور پانی میسر نہ ہو تو اس پانی سے وضو اور تیمم کے غاڑا کر لے۔
تشریح و توضیح | الْكَلْبُ الكُتَّةُ، سورا اور پھاڑنے والے جانوروں کا جھوٹا اس وجہ سے حرام ہے

جھوٹے ہیں لعاب کی آمیزش ضرور ہوتی ہے۔ اور ان کا لعاب نجس ہے اور اعاذیث میں ہے کہ ان کا لعاب اگر کپڑے پر لگ جلتے تو اسے دھونا اور پاک کرنا لازم ہے

سباع پھارنے والا جانور مثلاً شیر اور مہر لڑا۔ الھرقۃ۔ فارسی میں اسے گرہ اور اردو میں ”تی“ کہتے ہیں۔
 المخلقة۔ آزاد گھومنے والی اور غفلت و بھلاست کھانے والی مرغی یہ قید لگا کر ایسی مرغی مشنی کر دی جو ایک جگہ بند کر کے رکھی جاتے اور وہیں کھالے۔ عدم احتلاط کی بنا پر اس کا جھومنا مکروہ بھی نہیں۔
 مکروہ۔ کیونکہ بلی، مرغی وغیرہ سے مضر ممکن نہیں اس لئے شرفاً سہولت عطا کی گئی اور ان کے جھومنے کی حرمت کا حکم نہیں کیا گیا بلی کے بارے میں ارشاد ہے کہ اس کا جھومنا نجس نہیں کیونکہ یہ تمہارے گھروں میں پھرنے والی ہے یہ حدیث موطا امام مالک، ترمذی، ابن ماجہ، ابو داؤد، نسائی، دارمی اور مسند ابو یعلیٰ وغیرہ میں موجود ہے۔

(فصل) لَوْ اخْتَلَطَ اَدْنِ اَكْثَرِهَا طَاهِرٌ خَرَّ بِي لِمُتَوَضُّوْا وَ الشَّرْبُ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُهَا
 نَجْسًا لَا يَتَخَرَّبِي اِلَّا لِلشَّرْبِ وَفِي الشَّيْبِ الْمُخْتَلَطِ تَجَرَّبِي سِوَاكَ كَانَ اَكْثَرُهَا طَاهِرًا اَوْ نَجْسًا
 (افضل) تَنْزَحُ البَثْرُ الصَّغِيْرَةُ بِوُقُوْعٍ نَجَاسَةٍ وَاِنْ فَكَلَتْ مِنْ غَيْرِ الْاَسْمَادِ
 كَقَطْرَةٍ دَمٍ اَوْ خَمْرٍ وَبُوْقُوْعٍ خَازِيْرٍ وَلَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ مِنْهُ الْمَاءُ وَبُكُوْبُ
 كَلْبٍ اَوْ شَاةٍ اَوْ اَدَمِيٍّ فِيْهَا وَبِاتِّفَافِ خَيْوَانٍ وَلَوْ صَغِيْرًا دَمًا ثَدَّ لَوْ لَوْ لَمْ يُمْكِنَ
 نَزْحُهَا وَرَنْ مَاتَ فِيْهَا دَجَاجَةٌ اَوْ هَرَّةٌ اَوْ غَوْهَا لَزِمَ نَزْحُ اَرْبَعِيْنَ ذَلُوْدًا اَوْ
 مَاتَ فِيْهَا فَاَرَاةٌ اَوْ غَوْهَا لَزِمَ نَزْحُ عَشْرِيْنَ ذَلُوْدًا وَكَانَ ذَلِكَ كُلُّهَا رَاةً لِلْبَثْرِ
 وَالدَّلُوْدِ وَالرَّسَاءِ وَيَكِيْنُ الْمُسْتَقِي وَكَانَتْ نَجَسُ البَثْرِ بِالْبَعْرِ وَالتَّرْدِثِ وَالْغُثَى
 اِلَّا اِنْ يَسْتَكْتَرِهُ الشَّاطِرُ وَاِنْ لَا يَخْلُوْكَ دَلُوْعُنْ بَغْرَةٍ وَلَا يَفْسُدُ الْمَاءُ بِخَرِّ عَمَامٍ
 وَعَصْفُوْرٍ وَلَا يَمُوْتُ مَا لَا دَمَ لَهُ فِيْهِ كَسَمَكٍ وَصَفْدَعٍ وَخَيْوَانِ الْمَاءِ وَلَوْ
 وَذَبَابٍ وَرَسْ نَبُوْرٍ وَغَفْرَبٍ لَا بِوُقُوْعٍ اَدَمِيٍّ وَمَا يُوْكَ كُلُّ لَحْمَةٍ اِذَا خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ
 يَكُنْ عَلَى بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ وَلَا بِوُقُوْعٍ بَغْلٍ وَرَجَاسٍ وَسَبَاعٍ طَلِيْدٍ وَوَحْشٍ فِيْ
 الصَّحِيْحِيْنِ وَاِنْ وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ اِلَى الْمَاءِ اخَذَ حَكْمَهُ وَوُجُوْدُ خَيْوَانٍ مَيِّتٍ
 فِيْهَا يَنْجَسُهَا مِنْ يَوْمٍ وَكِيْلَةٍ وَمُنْتَفِخٍ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَلِيَا لِحْمَانٍ لَمْ يَعْلَمْ دَمٌ وَقُوْعِهِ

ترجمہ۔ اگر ایسے برتن مخلوط ہو جائیں جن میں زیادہ تعداد میں پاک برتن ہوں تو دھوا اور پینے کی خاطر

تحری (خوب خورد فکر) کرے گا۔ اور برتن زیادہ تعداد میں ناپاک ہوں تو اس صورت میں صرف پینے کی خاطر
تحری کرے گا۔ اور مخلوط کپڑے خواہ ان میں سے پاک کی تعداد زیادہ ہو یا کم ناپاک کپڑوں کی تعداد بڑھی
ہوتی ہو۔ بہر صورت تحری کا حکم ہوگا۔

(فصل) کنواں اگر چھوٹا ہو اور مینگینوں کے علاوہ کوئی اور ناپاکی اس میں گر گئی ہو تو سارا پانی نکالا جائے
گا۔ خواہ وہ ناپاکی کم ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے قطرہ خون یا قطرہ شراب

اگر کنویں میں سو گر جائے تو اس کا منہ پانی تک پہنچے اور اسے زندہ ہی نکال لیا گیا تب بھی سارا پانی
نکالیں گے۔ اور کنویں میں کتا یا بکری یا آدمی گر کر مر جائے اور جانور خواہ چھوٹا ہو مگر پھول جائے تو سارا پانی
نکالا جائے گا۔

اور اگر اس کنویں کا سارا پانی نہ نکالا جاسکتا ہو (یعنی کنواں سو تہ دار ہو) تو اس صورت میں دو سو
ڈول نکالے جائیں گے۔

اور اگر کنویں میں مرغی یا بلی یا ان دونوں جیسا کوئی جانور گر کر مر جائے تو لازم ہے کہ چالیس ڈول نکالے جائیں۔
اور اگر کنویں میں چروا یا چوہے جیسی کوئی اور چیز گر کر مر گئی ہو تو بیس ڈول نکالنے لازم ہوں گے۔

اور مقررہ مقدار نکالنے پر کنواں اور ڈول اور رسی اور پانی کھینچنے والے کے ہاتھ سب پاک قرار دیتے جائیں گے
اور مینگینی وید و گوہر کنویں میں گرنے پر کنواں اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ دیکھنے
والے کی نظر میں انکی تعداد کثیر نہ ہو یا یہ کہ ہر ڈول میں مینگینی آئے (تو ناپاکی کا حکم ہوگا)

جبوتر اور چمیا کی بیٹ اور ایسے جانور کے مرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا جیسے (حقیقتاً) خون نہ ہو۔
مثلاً مچھلی اور مینڈک اور دوسرے آبی جانور، اور مکی اور بھڑ اور بھڑا اور کنویں میں آدمی اور ایسا جانور جس کا گوشت
کھایا جاتا ہو ان کے گر کر زندہ نکل آنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

اور صحیح قول کی رُو سے فخر اور گردے اور شکار کرنے والے پرندے اور وحشی جانور کے گر جانے سے ناپاک ہوگا
اور گرنے والے کا لعاب پانی میں بل جانے سے پانی کا حکم اس کے لعاب کا سا ہوگا۔

اور پانی میں ملا ہوا جانور ملے (اور وہ پھول پھٹا نہ ہو) تو ایک دن اور ایک رات سے ناپاک قرار دیں گے
(یہ اس صورت میں ہے کہ گرنے کا وقت معلوم ہو) اور اگر گرنے کے صحیح وقت کا علم نہ ہو اور جانور پھول

(پھٹا) ہوا ہو تو پانی تین دن اور تین رات سے ناپاک قرار دیں گے جبکہ اس کے گرنے کے وقت کا پتہ نہ ہو۔
تشیخ و توضیح | البتہ۔ اگر ایسا کنواں جس میں بخرست گر گئی ہو یا کوئی جانور گر کر پھول یا پھٹ
گیا ہو۔ یا آدمی یا بکری یا کتا گر کر مر گیا ہو اور سارا پانی نکالنا ممکن ہو تب تو سارا پانی نکالا جائے گا۔ اور

اگر سارا پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو اندازہ لگائیں گے زیادہ صحیح قول کے مطابق ایسے دو آدمیوں کا قول معتبر ہوگا۔
جنہیں پانی سے متعلق بصیرت ہو۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ دو سو سے تین سو تک ڈول نکالیں گے (اور متوسط
درجہ کا ڈول شراً معتبر ہے۔

بہن قوع بخاستہ۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نجاست مخففہ اور مغلفہ کے درمیان کوئی فرق
نہیں اس لئے کہ تخفیف کا اثر تو کپڑوں میں غا ہر ہوتا ہے لہذا اگر پانی میں بھری پیشاب کرنے جس کا کہ
گوشت کھایا جاتا ہے تو یہ نجاست خفیفہ کے باوجود سارا پانی نکالا جائے گا قاضی خان نے اسکی صراحت
کی ہے اور یہ کہ قلیل و کثیر کے درمیان کوئی فرق نہیں یہاں تک کہ اگر ایک قطرہ بھی پیشاب یا خون یا شرب کا
گر جائے تو سارا پانی نکالنا واجب ہوگا مگر مناسب یہ ہے کہ کل پانی نکلنے کی قید ان کے ساتھ لگائی جائے۔
جو ضرورۃً بھی مغفونہ اور قابل درگزر نہیں۔

مثلاً اونٹ اور بکری کی سینگ کی گرجانی پر پانی کے فاسد ہونے کا حکم برپائے ضرورت نہیں کیا جاتا کیونکہ ہوا
کے ذریعہ بھی یہ کنویں میں گرجاتی ہیں اس لئے تاوقتیکہ یہ دیکھنے والے کی نظر میں کثرت نہ ہوں قابل مغفود درگزر ہیں
تحری۔ تسلی کے وزن پر باب تفلعل سے اس کے معنی ہیں درست اور صحیح کی جستجو۔

الشرب اگر تین آدمیوں کو تین ایسے پانی کے برتن ملیں کو ان میں سے ایک یقینی طور پر ناپاک ہو
اولان میں سے ہر ایک تحری کرے اور ہر ایک کی تحری میں ایک برتن (دوسرے سے الگ) آئے تو ان کی
نماز تنہا تنہا جائز ہے۔

بجسار۔ کیونکہ ستر عورت کے لئے کپڑے کا کوئی قائم مقام نہیں اور پانی کا قائم مقام مٹی موجود ہے
اس لئے دو ذول کے حکم میں اس اعتبار سے فرق ہے گا۔

نذر عشرین۔ چوہا یا چوٹیا ان جیسا چوٹیا ہونا اگر مر جائے اور بغیر مہولے پئے نکال لیا جائے تو
بیس ڈول نکلانے لازم ہوں گے مستحب ہے کہ بچے بیس کے تیس ڈول نکال دیتے جائیں۔

فصل فی الاستنجاء
يَلْزَمُ الرَّجُلَ الْاِسْتِبْرَاءُ حَتَّى يَزُولَ اثَرُ الْبَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهُ عَلَى حَسَبِ عَادَتِهِ اِمَّا بِالْمُتَنَبِّهِ
وَالْمَتَنَجِّحِ وَالاضْطِجَاعِ اَوْ غَيْرِهِ وَلَا يَجُوزُ لَهُ الشُّرُوعُ فِي الْمَوْضِعِ حَتَّى يَطْمَئِنَّ
بِزَوَالِ رَشِيحِ الْبَوْلِ وَالِاِسْتِنْجَاءُ سَنَةٌ مِنْ تَحِيَّاتِ مَنْ السَّيِّئَاتِ
مَا لَمْ يَتَجَاوَزْ الْمَخْرَجَ وَانْ تَجَاوَزَ كَانَ قَدَرُ الدَّرَجَةِ وَجَبَ اِنْ اَلَتْهُ بِالْمَاءِ
وَانْ رَأَى عَلَى الدَّرَجَةِ اَنْ تَرْضَ غَسْلَهُ وَيَقْتَرِضَ غَسْلَ مَا فِي الْمَخْرَجِ عِنْدَ الْاِعْتِسَالِ

مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَالتَّنَاسُ وَكَانَ كَانَ مَا فِي الْمَخْرَجِ قَلِيلًا وَأَنْ يَسْتَنْجِيَ بِحَجَرٍ
مَنْقُوعٍ وَخِوْفٍ وَالْغَسْلُ بِالْمَاءِ أَحَبُّ وَالْأَفْضَلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ
فِي مَسْحٍ ثُمَّ يَغْسِلُ وَيَجُوزُ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى الْمَاءِ أَوْ الْحَجَرِ وَالسَّنَّةُ أَنْ يَأْخُذَ
وَالْعَدَدُ فِي النَّجَاسَةِ مَنْدُوبٌ لَأَسَنَّةٍ مُؤَكَّدَةٌ فَيَسْتَنْجِي بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ نَدْبًا
أَنْ حَصَلَ التَّنْظِيفُ بِمَا ذُكِرَ وَكَيْفِيَّةُ الْاِسْتِنْجَاءِ أَنْ يَمْسَحَ بِالحَجَرِ لِأَدْلُ
مِنْ جِهَةِ الْمُقَدَّمِ إِلَى خَلْفٍ وَبِالثَّانِي مِنْ خَلْفٍ إِلَى قُدَامٍ وَبِالثَّلَاثِ مِنْ
قُدَامٍ إِلَى خَلْفٍ إِذَا كَانَتِ الْخُصِيَّةُ مَدْلَاةً وَكَانَتْ كَانَتْ غَيْرَ مَدْلَاةً يَبْدُو
مِنْ خَلْفٍ إِلَى قُدَامٍ وَالْمَرْأَةُ تَبْدُو مِنْ قُدَامٍ إِلَى خَلْفٍ خَشْيَةَ تَلَوُّثِ ذَرْعَيْهَا
ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهَا أَوَّلًا بِالْمَاءِ ثُمَّ يَدُ الْيَمَنِ بِالْمَاءِ يَبَاطِنِ أَصْبَعِيهَا وَأَصْبَعِي
أَوَّلَ ثَلَاثِ أَنْ أَحْتَاجَ وَيَصْعَدُ الرَّجُلُ أَصْبَعَهُ الْوُسْطَى عَلَى غَيْرِهَا فِي ابْتِدَائِهِ
الْاِسْتِنْجَاءِ ثُمَّ يَصْعَدُ بِنَصْرَةٍ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلَى أَصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْمَرْأَةُ تَصْعَدُ
بِنَصْرَةٍ وَأَوَّلُهَا أَصْبَعُهَا مَعَ ابْتِدَائِهِ خَشْيَةَ حُصُولِ الدَّلَّةِ وَيُبَالِغُ فِي
التَّنْظِيفِ حَتَّى يَقْطَعَ الشَّرَاحَةَ الْكَسْرِيَّةَ وَفِي إِخْلَافِ الْمُتَعَدِّدَةِ أَنْ لَمْ يَكُنْ
صَاحِبًا لَوَاقِدٍ أَنْزَعَ غَسْلَ يَدَيْهِ ثَانِيًا وَكُشِفَ مُتَعَدِّدَتُهُ قَبْلَ الْإِقْيَامِ إِنْ كَانَ صَاحِبًا

ترجمہ :- استنجائے اس حد تک پاکی و صفائی لازم ہے کہ پیشاب کا اثر جاتا ہے اور قیوی الطمینان
(کہ طہارت حاصل ہو گئی) اس کے مطابق جس کا وہ عادی ہو پیٹر ہو جاتے یا چلنے کے ذریعہ (الطمینان) ہو یا
یا کھائیں کر یا کر وٹ وغیرہ (وہ پہلو) پر لیٹنے کے ذریعہ (محل یہ کہ) اول جس طرح پاکی کا الطمینان کر سکتا
ہو کرے)

اس لئے اس وقت تک وضو کی ابتدا نا جائز ہے جب تک اسے یہ الطمینان حاصل نہ ہو جاتے کہ
پیشاب کا قطر آنا بند ہو گیا ہے۔ اور جس وقت تک نجاست پاخانہ اور پیشاب کے مخرج (نکلنے کے
لاستہ) سے تجاوز نہ کرے استنجاء کرنا مسنون ہے (واجب نہیں)

اگر نجاست مخرج سے بڑھ گئی اور بقدر درجہ ہو تو پانی سے اسے دور کرنا واجب ہے اور ایک ہی
سے (یعنی ۳ ماشہ سے) بڑھ گئی ہو تو اسے دھونا فرض ہے۔

اور ناپاکی اور حیض و نفاس کا غسل کرنے ہوتے مخرج نہیں لگی ہوتی نجاست کا دھونا بھی فرض ہوگا

اور اس میں حدث کے دونوں راستوں سے نکلنے کا گمان ہے پھر وہیو سے استنجا کرنا یہاں تک کہ پاکی و صفائی حاصل ہو جائے کسی عدد کی قید کے بغیر مسنون ہے۔

مد لاثہ یعنی گرمی کے موسم میں خبیہ حرارت کے سبب نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور مخرج کے قریب پہنچ جاتے ہیں اس صورت میں پہلے پتھر سے پیچھے سے آگے کی طرف لے جانے میں تلویٹ کا کافی احتمال ہے اور دوسرے پتھر میں تلویٹ کا احتمال بجا است کم رہ جانے کی بنا پر بہت کم ہے یہ حکم صرف مرد کے ساتھ مخصوص ہے عورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے لئے ایک ہی حکم ہر موسم میں یکساں رہے گا۔

ارضاء للفقہ یعنی مخرج کو ڈھیل چھوڑ کر خوب اچھی طرح ایک یا دو یا تین انگلیوں کے اندر دینی حصول سے دھونا اور پتھروں کے استعمال و پاکی کے بعد مزید صفائی و نفاذ کی خاطر پانی سے پاک کرنا مستحب فرض یا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ اہل مسجد قبا کے بائے میں ان کا طرز عمل پسند کرتے ہوئے کہ وہ پانی بھی بعد میں استعمال کرتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا، (الایۃ) ان لوگوں کا معمول یہ تھا کہ پافانہ سے فراغت کے بعد اول پتھر (ڈھیلے) سے پاکی حاصل کرتے پھر پانی سے یہ روایت ابو داؤد ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ اور سند احمد وغیرہ میں موجود ہے مردوں کے جمع ہونے کا مسنون ہونا تو یہ کثیر روایات سے ثابت ہے بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا میں تشریف لے جاتے اور میں اور میرے ساتھ ایک غلام پانی کا برتن اٹھاتے ہوتے تو آپ پانی سے استنجا فرماتے تھے۔

جامع ترمذی، سند احمد، سنن بیہقی، مسند بزاز اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عورتوں سے فرماتی تھیں کہ تم اپنے شوہروں کو حکم کرو کہ وہ پافانہ یا پیشابے فارغ ہو کر پانی سے استنجا کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے اور مجھے خود ان سے کہتے ہوئے جواب آتا ہے۔

قلبہ یہ چکر یا کھانسن کر قطرہ نہ آنے کا اطمینان مرد کے لئے ہے عورت کو اس کی احتیاج نہیں بلکہ وہ کچھ دیر توقف کر کے استنجا کرے۔

لتصنح۔ گل صاف کرنا کھنکارنا۔

ولا یجوز۔ یعنی جب دل طہارت پر مطمئن ہو جائے استنجا جائز ہے شیطان اکثر دل میں دوسو سے پیدا کرتا ہے انکی خاطر دھیان نہ کرنا چاہیے بلکہ دفع و ہم اور دفع و سوا کی خاطر تر بند یا پاجامہ پر پانی کے چھینٹے سے لینے چاہیں تاکہ ٹنک و شبہ مرد باجلائے۔

سنہ خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے اگر نجاست مخرج سے تجاوز نہ کرے تو مستحب۔
سنت ہو کہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اکثر مواظبت فرمائی ہے اور کبھی کبھی ترک کیا ہے۔

فصل لا یجوز کشف العورة للاستنجاء وإن تجاوزت الخیاسة مخترجاً
و زاد المتجاوز علی قدر الذل لهم لا تصح معہ الصلوة إذا وجد ما یزلیہ
و یحتال لا زالتہ من غیر کشف العورة عند من یراہ و یکبرہ الاستنجاء بعظم
و طعامہ الا دعی انہ یمتہ و انہ یخزین و ینعم و یرجاج و حبص و شیء محترم
خسر قہ دیباچہ و قطن و بالیک الیمنی الا من عذر و یدخل الخلاء برجلہ
الیسری و یتعید باللہ من الشیطن الرجیم قبل دخولہ و یجلس معتمداً
علی سائرہ و لا یتکلم الا بضرہ و یکبرہ تحریماً استقبال القبلة و استند بارہا
و لوف البنیان و استقبال عین الشمس و القمر و مہبت الزہم و یکبرہ ان
یبول او یتغوطف الماء و الظل و الحجر و الطریق و تحت شجرہ مثمرہ
و البول قائماً الا من عذر و یمخرج من الخلاء برجلہ الیمنی شقاً یقول الحمد
للہ الذی اذهب عني الذل و عافانی

ترجمہ۔ استنجائی خاطر لوگوں کی موجودگی میں ستر کھولنا (اور بے پردہ ہونا) ناجائز ہے۔ اگر ناپاکی مخرج
مخرج سے بڑھ گئی ہو اور یہ بڑھنا ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہو تو اس ناپاکی کے
کی صورت میں غار پڑھنا درست نہ ہو گا جبکہ اس کو دُر کر نبوی جیزین میسر ہو۔ اور وہ شخص جو اسے دیکھ رہا ہو
اس کے سامنے ستر کھولے بغیر استنجائی کی کوشش کرے۔

اور بھڑی اور آدمی یا جانور کے کھانے کی چیز اور بختہ اینٹ اور ٹھیکے اور کوئلے اور سببہ اور بک
اور لائق احترام چیز مثلاً ریشمی رومی کے کپڑے اور بلا عذر دایں ہاتھ سے استنجاء کرنا حرام و مکروہ تحریمی اور کھانسی اور
بیت الخلا میں اول بائیں پاؤں داخل کرے۔ اور شیطان مردود سے پناہ طلب کرے۔ (یعنی داخل
ہوتے وقت مثلاً یہ دعا پڑھے "اللہم انی أعوذ بک من الخبث والخبائث") اور بائیں یا
دائیں پر زور دے کر بیٹھ جائے اور بحر ضروری بات کے گفتگو نہ کرے اور بیت الخلا میں پس بدلتے بیٹھنا
اور اس کی طرف پلٹ کر نا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ مکان میں ہو اور کس بارے میں جنگل اور مکان ایک حکم ہے اور سوچ

اور چاند کی جانب رخ کر کے بیٹھنا اور ہوا کے رخ کی جانب منہ کر کے بیٹھنا باعث کراہت ہے۔
 اور پیشاب پاخانہ پانی اور سلتے اور سوراخ (سانپ وغیرہ کے بل) اور سر راہ اور پھل والے درخت کے
 نیچے اور بلا حذر کھڑے ہو کر پیشاب کنا باعث کراہت (کراہت تحریمی) ہے
 اور پاخانہ سے نکلنے وقت (اول) دایاں پیر نکالتے ہوتے کہے موئے الشتر تو نے مجھ سے ناپاکی دور
 کر دی اور مجھ کو عافیت (وراحت) عطا فرمائی۔

تشریح و توضیح | **مخرج جاج**۔ زاکہ پیش کے ساتھ۔ آئینہ۔ کانچ۔
جسم۔ جسم کے زبر اور صا د کی تشدید کے ساتھ، گچ، جیم کے زیر کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔
 کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے محل و مقام نجاست کو نقصان پہنچنے اور زخم وغیرہ کا اندیشہ ہے اور
 اندیشہ ضرر سے تحفظ ضروری ہے۔

دیباچ۔ یاتے معروف کے ساتھ۔ دیباہ و دیباہ رشی منقش کپڑے کی ایک نوع، قطن، قانکے
 پیش کے ساتھ رخی ان دونوں سے استنجاء اصناف مال اور سبب افلاس ہونے کی بنا پر مکروہ ہے۔
بالید الیمنی۔ یعنی شرج بخاری، "میں دائیں ہاتھ سے استنجاء مکروہ ہونے کی دو چیزیں لکھی
 ہیں ایک تو یہ کہ اس میں دائیں ہاتھ کی اہانت ہے دوسرے یہ کہ اگر کتا ہاتھ سے استنجاء کرے اور کھانا
 کھاتے وقت استنجائی حالت یاد آئے تو اسکی وجہ کراہت محسوس ہوگی اور کھانا دشوار ہو جائے گا
 استن با دھا۔ جس طرح پاخانہ پیشاب کرتے ہوتے قبل رخ ہونا مکروہ ہے اسی طرح پیٹھ کرنا بھی مکروہ
 ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم (قضاے حاجت کی خاطر) پاخانہ میں آؤ تو نہ قبلہ رخ
 بیٹھو اور نہ اسکی طرف پیٹھ کرو۔

الحجر۔ سوراخ دل میں پیشاب کرنا کبھی ممانعت اس حدیث سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔ یہ روایت ابو داؤد شریف میں موجود ہے۔
فصل فی الوضوء | **اَرَكَانُ الْوُضُوءِ اَرْبَعَةٌ وَهِيَ فَرَأَضَةُ الْاَوَّلِ**
غَسْلُ الْوَجْهِ وَحَدُّهُ طَوْلًا مِنْ مَبْدِ اسْطِطْحِ
الْجُمَةِ اِلَى اسْفَلِ الذَّنْبِ وَحَدُّهُ عَرْضًا مَا بَيْنَ شَحْمَتَيِ الْاَذْنَيْنِ وَالثَّانِي
غَسْلُ يَدَيْهِ مَعَ مَرْفَقَيْهِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَيْهِ مَعَ كَعْبِيهِ وَالرَّابِعُ مَسْحُ
رَأْسِهِ وَرِسْمُهُ اسْتِبَاحَةٌ مَا لَا يَحِلُّ اِلَا بِهِ وَهُوَ حَكْمُهُ الدَّنْيَوِيُّ
وَحَكْمُهُ الْاٰخَرُ وَهُوَ الثَّوَابُ فِي الْاٰخِرَةِ وَشَرْطُ وَجُوبِهِ الْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْاِسْلَامُ

ہر ایک اپنا چہرہ دھوئے۔

مسح سے بعد داسہ امسح تر ہاتھ کے عضو تک پہنچانے کو کہتے ہیں وہ تری جو تری سے لی گئی ہو یا دھوئے جانے والے اعضا کو دھونے کے بعد ہاتھ میں باقی رہ جانے والی تری ہو وہ تری مسح کے لئے ناکافی ہوگی جو ہاتھ میں مسح کئے جانے والے اعضا کے مسح کے بعد باقی رہتی ہے اور وہ تری کافی ہوگی جو بعض اعضا سے لی جاتے خواہ وہ عضو دھوتے جانے والا ہو یا مسح کئے جانے والا۔ احناف کے نزدیک چوتھی مسح کا مسح فرض ہے۔

وضو۔ داق کے پیش کے ساتھ۔ داق کے زبر کے ساتھ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے وضو کیا جائے۔
(فصل) یَجِبُ غُلُُّ النَّامِلِ لِلْحِجَةِ الْكَثَّةُ فِي اصْحَحِّ مَا يُفْتَى بِهِ وَیَجِبُ اِیْصَالُ الْمَاءِ اِلَى بَشَرَةِ الْحِیَةِ الْخَفِیْفَةِ وَلَا یَجِبُ اِیْصَالُ الْمَاءِ اِلَى الْمُسْتَرْسِلِ مِنَ الشَّعْرِ عَنِ دَاثِرَةِ الْوَجْهِ وَلَا اِلَى مَا اَنْتَلَمَّ مِنَ الشَّفَتَیْنِ عِنْدَ الْاِنْصَامِ وَلَوْ اَنْضَمَّتِ الْاَصَابِعُ اَوْ طَالَ الظُّفْرُ فَغَطَّى الْاَمَلَةَ اَوْ كَانَ فِيهِ مَا یَمْنَعُ الْمَاءَ كَعَجَبِیْنِ وَحَبِّ غَسَلُ مَا تَحْتَهُ وَلَا مَنَعُ الدَّارِكُ وَخُرْعُ الدِّبَاغِیْثِ وَخُفُّهَا وَیَجِبُ خَرْیْكُ الْخَاتَمِ الضَّبِیْقِ وَلَوْ ضَرَّ غَسَلُ شَقِیْقٍ رِجْلِهِ جَا زَامِرًا الْمَاءُ عَلَى الدَّاءِ الَّذِیْ وَضَعَهُ فِیْهَا وَلَا یَعَادُ الْمَسْحُ وَلَا الْغَسْلُ عَلَى مَوْضِعِ الشَّعْرِ بَعْدَ حَلْقِهِ وَلَا الْغُلُّ بِقَصِّ ظُفْرِهِ وَشَارِبِهِ

ترجمہ :- زیادہ صحیح و مفتی بہ قول کے مطابق یہ واجب ہے کہ ایسی ڈاڑھی جو گھنی ہو اس کے پیر و فی حصہ کو دھویا جلتے۔ اور واجب ہے کہ ڈاڑھی گھنی نہ ہو تو پانی کو ڈاڑھی کی کھال (اندرونی حصہ) تک پہنچایا جائے۔ اور وہ بال جو چہرہ کے دائرہ سے باہر (ٹھوڑی سے لٹکے ہوئے) ہوں ان تک واجب نہ ہوگا۔ نہ پانی پہنچایا جائے اور ہونٹوں کا وہ حصہ جو دو نٹوں ہونٹوں کے ملنے کے وقت پوشیدہ ہو جاتا ہے اس کا وضو نہیں دھونا واجب نہیں اور اگر انگلیاں باہم (کسی وجہ سے) مل جائیں یا ناخن اس قدر لانا ہو کہ پورے کو پوشیدہ کر لے یا ناخن میں ایسی چیز لگ رہی ہو کہ پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہے مثلاً اکا تو اس حصہ کا دھونا واجب ہوگا جو اس کے نیچے ہو اور میٹل اور چمچ وغیرہ کی بیٹ ہو تو یہ پانی پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنے گا (اور وضو صحیح ہو جائے گا)۔ اور وہ انگوٹھی جو تنگ ہو اسے ہلانا واجب ہوگا (تا کہ اس کے نیچے پانی پہنچ سکے) اگر پیروں کی پھٹن کا دھونا نقصان دہ ہو تو پھٹن میں رکھی ہوئی دوا پر پانی بہانا کافی درست ہوگا (اور

اندر پانی پہنچانا واجب نہ ہوگا۔ بال مؤنث کے بعد دوبارہ مسح اور دوبارہ وضو واجب ہوگا اگرچہ مؤنث نے سے قبل کا وضو اور مسح کافی ہوگا (اور اسی طرح) انھیں اور مونثیں کاٹنے کے بعد (دوبارہ) وضو واجب نہ ہوگا۔

تشریح و توضیح [و کایعاد۔ یعنی سر کے بال منڈوانے کی صورت میں مسح کا اعادہ اور ڈاڑھی منڈوانے کی شکل میں دھونے کا اعادہ واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح وضو کرنے کے بعد ناخن کتر دیا دیتے تو دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں۔ یہ حکم مجاہد اور حماد کے قول کے خلاف ہے۔ جو اس کے قابل ہیں کہ ناخن یا مونچھ وضو کرنے کے بعد کترنے پر دوبارہ واجب۔ امام محمد کتاب الاطہار میں ابراہیم نخعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک مسح کے بعد سر کے بال منڈوانے پر دوبارہ مسح واجب ہے۔

الکشفہ - کثیر گھنی اور بھری ہوئی ڈاڑھی، گنجان ڈاڑھی

و یجب یہاں یجب - یفترض۔ کے معنی میں ہے یعنی وضو فرض ہے۔
اصابع - اصبع کی جمع - انگلیاں۔

شارب - مونچھ

(فصل) یَسُنُّ فِي الْوُضُوءِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا غَسَلَ الْيَدَيْنِ إِلَى الرُّسْغَيْنِ وَالتَّمِيمَةَ ابْتَدَاءً وَالسَّوَالِفَ فِي ابْتِدَائِهِمْ وَلَوْ بَاكَ صَبْعٍ عِنْدَ فَقْدِهِ وَالْمُضْمَضَةَ ثَلَاثًا وَلَوْ بَغْرَةً وَالِاسْتِنْشَاقَ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ وَالمِبَالَعَةَ فِي الْمُضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقَ لغير الصَّائِمِ وَتَحْلِيلَ اللِّحْيَةِ الْكُشَّةَ بِكَفِّ مَاءٍ مِنْ اسْتِغْلَاها وَتَحْلِيلَ الْأَصَابِعِ وَتَثْلِيثَ الْغُسْلِ وَاسْتِيعَابَ الرَّاسِ بِالْمَسْحِ مَكْرُوهٌ وَمَسْحُ الْأُذُنَيْنِ وَكُومَاءِ الرَّأْسِ وَالدَّلْكُ وَالْوَلَاءُ وَالنِّيَّةُ وَالتَّرْتِيبُ كَمَا نَصَّ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَابْتِدَاءُهُ بِالمِيَامِنِ وَرُءُوسِ الْأَصَابِعِ وَمَقْدَمُ الرَّاسِ وَرُءُوسِ الرِّقْبَةِ لَا الْحَلْقُورَ وَقِيلَ إِنَّ الْأَمْرَ لَبَعَثْنَا لِاخْتِيَارِ مُسْتَحَبَّةٌ

ترجمہ :- وضو میں اٹھارہ اشیاہ سنت میں (۱) پہنچوں تک دونوں ہاتھ (۲) اللہ تعالیٰ کا نام لینا وضو کے شروع میں (۳) وضو کے آغاز میں مسواک خواہ سوک نہ ہوئے کی صورت میں انگلی ہی سے کیوں نہ ہو۔ (۴) تین بار کھلی خواہ ایک ہی چلو کے ذریعہ کیوں نہ ہو۔ (۵) تین بار چلوؤں کے ذریعہ (تین تربطیہ علیہ) ناک میں پانی دینا (۶) کھلی اور ناک میں پانی دینے میں مبالغہ کے ساتھ کام لینا بشرطیکہ رُوئے نہ ہو (اور نہ مبالغہ اور خوب بھی طرح پانی دینے سے احتراز کرے) (۷) اور گنجان ڈاڑھی میں ڈاڑھی کی کھلی طرف سے چلو میں پانی

لے کر خلال کرنا (۸) اور انگلیوں میں (باہم انگلیاں ڈال کر) خلال کرنا۔ (۹) اور تین بار دھونا (۱۰) سے
سرکاش ایک بار کرنا (۱۱) دونوں کانوں کا مسح اگرچہ سر کے باقی ماندہ پانی سے ہو (۱۲) رگڑنا (۱۳) بلاتا بغیر کرنا
(۱۴) نیت (۱۵) ترتیب یعنی وہ ترتیب جس کی صراحت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمائی (۱۶) اور دائیں جانب
اور انگلیوں کے سروں کی جانب آغاز (۱۷) سر کے اگلے حصہ (پیشانی) سے آغاز (۱۸) اور گردن کا مسح،
(دائیں جانب) کرنا ملحق کا مسح نہ کرنا۔ کہا گیا ہے کہ بعد کی چار چیزیں مستحبات میں داخل ہیں۔

تشریح و توضیح | یٰسَٰرُ السَّنَتِ سے مراد سنت مؤکدہ ہے جس کا ماحل یہ ہے کہ کرنے والا ثواب
پاتا ہے اور نہ کرنے والا لائق ملامت ٹھہرتا اور گناہگار ہوتا ہے۔

ثلاثاً۔ اگر کوئی تین بار سے کم دھوے تب بھی سنت تو ادا ہو جائے گی مگر وہ تارک کمالِ سنت
کہلاتے گا۔ اصحاب "السَّنَنِ" کی ایک روایت میں بیدار ہونے والے کے بارے میں ہے "لیُغْضَلْ"
ترتین او ثلاثاً (دو یا تین بار دھوے)

التسمیۃ الخ میں تین قول ہیں (۱) استحباب (۲) سنت مؤکدہ ہے اکثر فقہاء اس کے قابل ہیں
(۳) واجب ہے امام ابن ہمام نے "فتح القدیر" میں اسی کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے اصل اس بارے میں یہ
حدیث ہے کہ جو وضو کرنے ہوئے اللہ کا نام نہ لے (بسم اللہ نہ پڑھے) اس کا وضو نہیں یہ روایت ابوداؤد
ترمذی، دارقطنی اور ابن ماجہ میں موجود ہے "بزار میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو شروع
فرماتے وقت بسم اللہ پڑھا کرتے تھے بعض روایات سے "بسم اللہ الرحمن الرحیم کے علاوہ "بسم اللہ العظیم" اور "الحمد
للہ علی دین الاسلام" پڑھنا بھی ثابت ہے۔

السُّوَالُ وہ لکھری جو دانتوں پر مل جاتی ہے اصل اس بارے میں وہ قولی اور فعلی احادیث ہیں جو
صحاح ستہ "ترغیب مسواک کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں ہر نماز کے وقت دانتوں کی چوڑائی میں
مسواک کرنا مستحب ہے۔

المضمضة باعتبار لغت پانی کے حرکت دینے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں پورے منہ میں پانی کا
استیعاب۔ اور ناک میں پانی دینا اور کلی کرنا صحاح ستہ "وغیرہ میں صحابہ سے مروی ہے۔

وتخليل اللحية الخ ڈاڑھی میں خلال کا سنون طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں ڈاڑھی کے درمیان کشادگی میں
نیچے سے اوپر کی جانب داخل کرے اسی طرح کہ ہاتھ کی ہتھیلی خارج کی طرف ہو اور پشت وضو کرنے والے
کی طرف۔ ڈاڑھی میں دائیں ہاتھ سے خلال کرنا مستحب ہے۔ ڈاڑھی میں خلال کرنا حضرت عمار و حضرت
عثمان رضی اللہ عنہما سے ترمذی میں مروی حدیث سے ثابت ہے اور حضرت ابن عمر و حضرت ابوایوب د

حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی حدیث سے جو سنن ابن ماجہ سنن نسائی اور سنن ابو داؤد میں ثابت ہے ابو داؤد کی حضرت انسؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لے کر تالو کے نیچے یعنی ڈاڑھی کے پچھلے حصہ میں داخل فرماتے تھے

الاصابع - دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں میں خلال خلال کی یہ کیفیت کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسانی جائیں پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح ہو کہ بائیں ہاتھ کی بندھ سے خلال کیا جائے وائیں پاؤں کی بندھ سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی بندھ پر ختم کرے۔
وتشلیت الخذا ورتین مرتبہ جو ناسنت ہو مکروہ ہے اکثر فقہاء ہی فرماتے ہیں اصل اس میں ابو داؤد کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو فرمایا اور پھر ارشاد ہوا کہ یہ وضو ہے جس نے اس پر اضافہ کیا کم کیا تو اس نے بُرا کیا اور ظلم کیا ”نہایہ“ میں ہے کہ اگر ایک بار وضو کیا ٹھنڈک بلبانی کی کمی کی وجہ سے یا ضرورت کے لئے تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر عادت بنائی ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اور خلاصہ“ میں بیان کیا گیا ہے کہ تین بار سے زیادہ بدعت ہے

واستیعاب السراس بالمسح مرة لپوئے سر کا ایک بار مسح صحیح روایات سے ثابت ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ ہتھیلیاں اور انگلیاں سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر انہیں پیچھے کی طرف اس طرح کھینچ کر پوئے سر کا استیعاب ہو جائے پھر انگلیوں سے کانوں کا مسح کرے۔

بماء السراس یعنی کانوں کا مسح اس لئے کرے جو سر کے مسح کے لئے لیا گیا ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ”الاذان من السراس“، لو کان سر ہی میں سے ہیں (ابن ماجہ، داؤد، الطبرانی، ابو داؤد، ترمذی، شرح معانی الآثار) میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیا پانی لئے بغیر سر کے پانی سے کانوں کا مسح فرمایا۔

والثقیب اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ سنون ترتیب ہے جو آیت میں ذکر کی گئی یعنی پہلے چہرہ دھوئے پھر دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح کرے پھر پیروں کا مسح کرے مطلقاً ترتیب مراد نہیں۔
بالمیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم وضو کرو تو وائیں جانب سے شروع کرو۔

ابو داؤد، ابن خزیمہ، ابن ماجہ اور ابن حبان میں یہ روایت موجود ہے دھونے میں وائیں جانب کی رعایت مراد عام ہے۔ خواہ دھونا حقیقی ہو یا ظہمی مسح لہذا ہاتھ اور پاؤں کے مسح میں بھی تیامن اور وائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے۔

(فصل) من ادا اب الوضوء اربعۃ عشر شیئاً الجلووس فی مکان مرتفع واستقبال القبلة وعدم الاستیعانہ بغیرہ وعدم التکلم بکلام الناس

وَالْجَمْعُ بَيْنَ نَيْتَةِ الْقَلْبِ وَفِعْلِ اللِّسَانِ وَالِدُّعَاءِ بِأَلْمَا لُوسِ وَالشَّمِيعَةِ عِنْدَ كُلِّ عَضْوٍ وَادْخَالَ خَنْصَرَةٍ فِي صِمَاخٍ أَذْنِيهِ وَتَحْرِيكَ خَاتَمِهِ الْوَاسِعِ وَالْمُضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقَ بِالْيَدِ الْيَمْنَى وَالِامْتِخَاطَ بِالْيَسْرِحَى وَالْوَضُوءَ قَبْلَ دُخُولِ النُّوْتِ لَعَلَّ الْمَعْدُوسَ وَالِاِيَتَاتُ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَ إِذْ وَانِ يَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ الْوَضُوءِ قَائِمًا وَانِ يَقُولَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

ترجمہ ۱۔ وضو کے آداب میں سے چودہ اشیا۔ ہیں (۱) بلند مقام پر بیٹھنا (۲) قبلہ رخ بیٹھنا (۳) دوسرے سے مدد طلب نہ کرنا (۴) دنیوی گفتگو (دوران وضو) نہ کرنا۔ (۵) قلبی ارادہ اور قول کو اکٹھا کرنا۔ دونوں بیک وقت جمع کر لینا (۶) صحیح ادا بیٹھنے سے منقول دعائیں پڑھنا (۷) ہر عضو دھوتے ہوئے بسم اللہ کہنا (۸) اپنی خنصر کانوں کے سوراخوں میں پہنچانا (۹) ایسی انگلی ہلانا جو تنگ نہ ہو (۱۰) دائیں ہاتھ سے کلی اور ناک میں پانی پہنچانا (۱۱) بائیں ہاتھ سے ناک کی ریش صاف کرنا (۱۲) وہ شخص جو معذور نہ ہو اسے وقت نماز سے پہلے وضو کرنا (۱۳) بعد وضو شہادتین پڑھنا (۱۴) وضو کا باقی ماندہ (پانی) بحالت قیام پینا۔ اور یہ کہنا ”اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین۔“

تشریح و توضیح من ادا اب۔ ادب کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہو۔ اربعۃ عشر بعض کتابوں میں ساٹھ سے زیادہ آداب وضو ذکر کئے گئے ہیں۔

لَعَلَّ الْمَعْدُوسَ وَغَيْرَ مَعْدُورٍ کَیْ قِدَاسَ لَے لگائی کہ اتنا کچھ نزدیک مَعْدُور کا وضو دخول وقت سے ٹوٹ جاتا ہے فضل باقی ماندہ۔ وہ پانی جو وضو کرنے کے بعد باقی بچ جاتا ہے پانی کھڑا ہو کر پینا باعث استنجاب ہے۔

(فصل) وَبِکَرَةِ الْمُتَوَضَّئِ سِتَّةَ أَشْیَاءَ أَلَسْرَافُ فِ الْمَاءِ وَالتَّقْصِيرُ فِیهِ وَضِیْبُ الْوَجْهِ بِهِ وَالتَّكْلُمُ بِكَلَامِ النَّاسِ وَالِاسْتِعَانَةُ بِغَيْرِهِ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ وَتَثْلِیْثُ الْمَسْحِ بِمَاءٍ جَدِیدٍ

(فصل) الْوَضُوءُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ الْأَوَّلُ فَرَضٌ عَلَى الْمَحْدَثِ لِلصَّلَاةِ وَلَوْ كَانَتْ نَفْلًا وَلِصَلَاةِ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةِ التَّلَاوَةِ وَلِمَسِّ الْقُرْآنِ وَلَوْ آيَةً وَالثَّانِي وَاجِبٌ لِلطَّوَابِ بِالْكَعْبَةِ وَالثَّالِثُ مَدْبُوبٌ لِلتَّوَكُّلِ عَلَى حُلَا سَرَاةٍ وَإِذَا اسْتَقْبَحَ مِنْهُ وَلِلْمَدِّ أَوْ مَعَالِیْهِ لِلْوَضُوءِ عَلَى الْوَضُوءِ وَبَعْدَ غِیْبَةِ وَكَذِبِ

و غیمۃ و کل خطیئۃ و انشاد شعر و قرآن خارج الصلوٰۃ و غسل میت و حملہ و لوقت کل صلوٰۃ و قبل غسل الجنابة و للجنب عند اكل و شرب و نوم و وطی و لغضب و قرآن و حَدِیْث و روایتہ و دراستہ علم و اذان و اقامۃ و خطبہ و زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وقوف بعرفۃ و للسعی بین الصفا و المروۃ و اكل لحیزہ و در و الخمر و من خلاف العلماء كما اذا امتس امرًا

ترجمہ: و مکر نیوے کے لئے چہ اشیا باعث کراہت ہیں (۱) پانی میں فضول خورچی (۲) پانی کی مقدار کو موزونیت زیادہ کم کر دینا۔ (۳) پانی کی چہرے پر بھرب (اس طرح چہرے پر پانی ڈالنا کہ مانے کا گمان ہو اور دُور تک اکی چھینٹیں جاتیں (۴) دنیوی گفتگو (۵) عذر کے بغیر کسی اور سے مدد طلب کرنا (۶) سنے پانی کے ذریعہ تین بار مسح کرنا۔

فصل۔ وضو تین قسموں پر مشتمل ہے (۱) فرض ہے وضو شخص پر خواہ وہ نفل نماز کی خاطر ہی کرے فرض ہے اور (اسی طرح) نماز بخلاف اور سجدۃ تلاوت قرآن کریم کو اس کر نیکی خاطر فرض ہے۔ خواہ ایک ہی آیت کو چھونا مقصود کیوں نہ ہو۔

وضو کی دوسری قسم واجب ہے۔ غائر کعبہ کے طواف کی خاطر وضو کرنا واجب ہے۔ وضو کی تیسری قسم مستحب ہے (۱) با وضو نیند کی آغوش میں جانے کے واسطے (۲) سیرار ہونے کے وقت (۳) داگی طور پر با وضو پہننے کی خاطر (۴) وضو ہوتے ہوتے (تازہ) وضو کرنا (۵) غیبت کے بعد وضو کرنا (۶) جھوٹ بولنے کے بعد وضو (۷) چغخوری کے بعد وضو (۸) ہر گناہ سرزد ہونے کے بعد وضو (۹) جنابت کے (نا پاکی کی یعنی جلاء وغیرہ کی بنا پر واجب) غسل سے قبل وضو (۱۰) جس پر غسل جنابت واجب ہوئے کھانے پینے، نیند کی آغوش میں سونے اور بستر کی واسطے وضو کرنا (۱۱) بوقت غصہ وضو کرنا (۱۲) قرآن کریم حدیث شریف اور روایت حدیث اور علم دین پڑھنے کے موقع پر وضو (۱۳) اذان اقامت خطبہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۃ اقدس کی زیارت کے موقع پر وضو (۱۴) منجھے وقوف (ٹھہرنے) اور صفا و مردہ کی سعی کے درمیان وضو (۱۵) اونٹ کا گوشت تناول کرنے کے بعد وضو کرنا (۱۶) علماء (فقہاء) کے اختلاف پہننے کی خاطر وضو۔ جیسے عورت کو چھو لینے پر وضو۔

تشریح و توضیح [للسلوٰۃ] خواہ نماز فرض ہو یا نفل جب پڑھنے کا ارادہ ہو تو وضو کرنا یعنی چہرہ دھونا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا سر کا مس اور گھٹنوں تک پاؤں دھونا فرض ہے۔

ابن عمرؓ، نافعؓ، کسائی، یعقوبؓ اور غصصؓ کی قرأت کے مطابق آیتِ کرمیہ میں ”وَأَمْلِكُمْ“ لام کے نصب کے ساتھ ہے۔

بکثرت احادیث میں دھونے کی فرضیت اور مسح کے ناکافی ہونے پر دلالت کرتی ہیں اہل سنت والجماعت اس پر اجماع ہے اور جماعت سے نکلنے والا اور اجماع کے خلاف ہاتھوں، پاؤں اور چہرہ کے صرف مسح کا قائل گمراہی کے گڑھے میں گرنے والا ہے۔

فرض سے مراد وہ امور ہیں جو وضو میں اس کے رکن ہونے کی حیثیت سے ضروری ہیں کیونکہ وہ ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہیں کہ ہمیں کوئی شک و شبہ نہیں۔

واضح ہے کہ ظاہر روایت کی رو سے اعضاء پر پانی پہننا شرط ہے اور اعضاء سے منقولہ سے تقاطر کے بغیر وضو جائز نہ ہوگا۔ امام ابو یوسفؒ اسے شرط قرار نہیں دیتے ”مسئۃ الاممہ کا ان دو اقوال کی روشنی میں تیسرا قول یہ ہے کہ سارے دھونے والے اعضاء میں پانی کا بہنا معتبر ہے البتہ رخسار اور کان کے درمیانی حصہ کو پانی سے ترک کرنا بھی کافی ہے۔ تقاطر ضروری نہیں اور ہمارے اکثر فقہاء اس کے دھونے کو بھی واجب قرار دیتے ہیں۔ البتہ اگر کلفت و مشقت کا سامنا ہو تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق پانی سے ترک کرنا بھی کافی ہے یہاں تین قول ہو گئے طرفین یعنی امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کا قول امام ابو یوسفؒ کا قول۔ ان اقوال میں سے مفتی بہ پہلا قول ہے۔

عام کتب فقہ سے ایک قطرہ کا بہنا کافی ہے اور بعض سے دو قطروں کا بہنا شرط معلوم ہوتا ہے
مسئۃ الاممہ کے عورت کو چھونے سے وضو نہیں لگے گا، خواہ شہوت ہی سے کیوں نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تعمیل فرمائی (چوما) پھر بغیر وضو کے نماز کے لئے تشریف لے گئے یہ روایت ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ اور نسائی وغیرہ میں موجود ہے اس روایت کی سند میں کوئی مجہول نہیں۔

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلکہ کے وہاں لیٹی ہوتی تھی جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے چھوتے اور میں پاؤں سمیٹ لیتی اور آپ جب کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیل لیتی یہ روایت بخاری، مسلم اور نسائی وغیرہ میں ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بلا حائل اور کپڑے کے بغیر عورت کو چھونا ناقض وضو ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ بلا حائل کے چھونے پر اگر کذلت و شہوت محسوس ہو تو ناقض وضو ہے ان کا استدلال یہ آیت ہے ”وَأَمْلِكُمْ“ اخصاف فرماتے ہیں کہ آیت کرمیہ میں ”اللمس“ سے مراد جماع و صحبت ہے

(فصل) ینقض الوضوء اشعشع شیئاً ماخرج من السبیلین الارضی
القبلی فی الاصح ینقضه ولادة من غیر رؤیة دم وبجاسة سائلة
من غیرها کدر وقیح وفتی طعام او ماء ادخلت او مرقة اذا ملا
الفم وهو لا ینطبق علیه الا بتکلیف علی الاصح ویجوز متفرق النی اذا اتحد
سببه ودم غلب علی البزاق او ساواه ولو لم تکن فیہ المقعدة من
الارض وارتفاع مقعدة ناس قبل انتباهه وان لم یسقط فی الظاهر واعلم
وجنوب وسکر وقهقهة بالغ یقضان فی صلوة ذات رکوع وسجود ولو تعدت
الخروج بها من الصلوة ومثی فخرج بذکر منتصب بلحائل .

(فصل) عشرۃ اشیاء لا تنقض الوضوء ظهور دم لم یسک عن محلیہ و
سقوط لحم من غیر سیلان دم کالعرق المدکی الذی یقال له سرشته
وخر وجر دودة من بخر واذین وآنف ومثی ذکر ومثی امرأة وفتی کایملأ
الفم وفتی بلغم ولو کثیراً وتمايل ناسی احتمال زوال مقعدته ولو لم یتمکن
ولو مستند الی شیء لو ازیل سقط علی الظاهر فیہا ولو لم یصل ولو رکعاً
وساجداً علی اجهة السنة والله الموفق

ترجمہ :- بارہ چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔ (۱) پیشاب یا پاخانہ کے راستے سے نکلنے والی چیز البتہ
زیادہ صحیح قول کی رو سے پیشاب کے راستے سے نکلنے والی ہوا سے وضو نہیں ٹوٹتا (۲) خون دکھائی دینے بغیر (مجمی)
مطلقاً بیدار نش سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (۳) پیشاب و پاخانہ کے راستے کے علاوہ جہم کے دوسرے حصے
پہننے والی نجاست سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے خون اور پیپ (۴) اور کھانے یا پانی یا کھانے (نجاہوا
خون) یا صفرا کی تہ منہ بھر کر ہو کہ تکلیف (وشقت) کے بغیر منہ بند ہونا ممکن نہ ہو تو زیادہ صحیح قول کے
مطابق وضو ٹوٹ جاتے گا ۔ اور سببے ایک ہونے کی صورت میں متفرق تہ یکجا کر کے اندازہ لگائیں گے
(۵) اگر خون تھوک کی مقدار سے زیادہ یا اس کے مساوی ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا ۔ (۶) ایسا سونا کہ
اس میں پاخانہ کا مقام نہیں پر نہ ٹھہرے (۷) سونے والے کے پاخانہ کا مقام بیدار ہونے سے قبل اوپر اٹھ
جاتے خواہ نہ گھرے رایت کے غاہر کی رود سے (تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا) (۸) بے ہوشی سے وضو ٹوٹ جائے گا
(۹) پاگل پن ناقص وضو ہے (۱۰) نشہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (۱۱) اور رکوع و سجود والی نمازیں بالغ و بیدار

شخص کے قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتے گا۔ خواہ وہ قہقہہ کے ذریعہ ناز سے نکلنے ہی کا ارادہ کیوں نہ کرے۔ اور بلا عامل عورت کی شرمگاہ کے مرد کے منتشر آلہ تناسل سے مل جانے پر (اور چھوٹنے پر) وضو ٹوٹ جاتے گا۔

فصل ۴ دس اشیاء سے وضو نہیں ٹوٹتا (۱) گوشت کا ٹکڑا بغیر خون ہے مگر جاتے جیسے عرق ملی (ایک قسم کی بیماری) جسے رشتہ کہا جاتا ہے (تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا) (۲) نیمزنجب سے، کان سے، ناک سے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا (۳) آلہ تناسل کے چھوٹنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا (۴) عورت کے چھوٹنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا (۵) وہ قے جو منہ بھر کر نہ ہو (۶) اور بلغم کی قے خواہ بلغم کی مقدار میں ہو (۷) نیند کی آغوش میں جانے والے کا اس طریقہ سے جب تک کہ یہ احتمال ہو کہ مقتعد کے زہن سے ہٹنے کا احتمال ہو (تو وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ صرف احتمال ہے یقینی صورت نہیں) (۸) وہ سونے والا شخص جس کا مقتعد زمین پر چھا ہوا ہو (بلکہ کمر سورا ہوا ہو) خواہ وہ کسی ایسی شے کے سہارے سے سو رہا ہو کہ اگر اسے ہٹا دیں مگر جاتے ظاہر روایت کے مطابق دونوں شکلوں میں وضو نہ ٹوٹنے کا حکم برقرار رہے گا۔ (۹) وہ شخص جو ناز پڑھ رہا ہو اس کا سونا خواہ مطابق سنت رکوع یا سجدہ ہی کی حالت میں کیوں نہ ہو۔

تشریح و توضیح | **دینی طعام** اگر خواہ قے کھانے کے کچھ دیر بعد ہو یا فوراً ہو جاتے بھلا جسے امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اگر قے کھانے کے فوراً بعد ہو گئی اور کھانے میں کوئی تغیر نہیں ہوا تو عدم تغیر کی وجہ سے یہ ناقض وضو نہیں، مگر یہ روایت متوجہ ہے اور راجح و ظاہر روایت کے مطابق وہ نجس و ناپاک اور ناقض وضو ہے۔ کیونکہ نجاست اسمیں داخل ہو گئی بخلاف بلغم کی قے کے کہ وہ ناقض وضو نہیں۔ اگرچہ منہ بھر کر ہو۔ کیونکہ وہ فی نفسہ پاک ہے اور اس کے ساتھ آنے والی نجاست قلیل و کم مقدار ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ جب کھانا جو فطن تک پہنچ کر نکلے اگر دو مختلف چیزوں کی قے ہوتی مثلاً خون اور کھانا یا خون اور بلغم کی تو اعتبار غالب کا ہے۔ اگر دونوں مساوی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا علیحدہ اعتبار ہوگا۔

ادماء اگر پانی پیا اور جوفِ بطن تک پہنچ کر نکلا تو ناقض وضو ہے خواہ وہ صاف ہی کیوں نہ ہو **او علی**۔ اگر خون بستہ نہ ہو بلکہ بہنے والا ہو تو خواہ کم مقدار ہی میں کیوں نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا نہر الفائق اور ہدایہ میں ہے کہ اگر بستہ خون کی قے ہو تو منہ بھر کر ہونے کا اعتبار ہوگا کیونکہ وہ پختہ سودا ہے ”نبایہ“ میں ہے کہ اگر جھجے ہوئے اور نہ بہنے والے خون کی قے ہو تو تا وقتیکہ منہ بھر کر نہ ہو ناقض وضو نہیں اس لئے کہ یہ خون نہیں بلکہ سودا ہے یہ معده سے نکلتا ہے۔ اور معدہ سے نکلنے

والی چیز کا حکم یہ ہے کہ تا وقتیکہ منہ بھر کر اس کی تہ نہ ہو ناقض وضو نہیں۔

اوسا جذاً الا حدیث میں ہے کہ سجدہ کی حالت میں سونے والے پر وضو واجب نہیں یہاں تک کہ پہلو پر سوتے۔ یہ روایت مسند احمد کی ہے اور حدیث میں ہے کہ بیٹھنے والے یا کھڑے ہوئے والے یا سجدہ کی حالت میں سونے والے پر وضو واجب نہیں ہوتا یہاں تک کہ کوفٹ سے سوئے اس لئے کہ کوفٹ سے بیٹھنے پر جوڑ ڈھیل پڑ جائیں گے۔

بحالت سجدہ سونے میں احناف کے پانچ قول ہیں (۱) مطلقاً اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ظاہر مذہب و مسلک یہی ہے (۲) اگر نماز میں عمداً سوتے تو ناقض وضو ہے ورنہ نہیں۔ امام ابو یوسفؒ سے اسی طرح منقول ہے (۳) خارج نماز میں اس طرح سونا ناقض وضو اور نماز میں سونا ناقض وضو نہیں ہے ”صاحب منیہ“ کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ (۴) ناقض وضو نہیں بشرطیکہ نماز کی ہیئت مسنونہ پر ہو خواہ داخل نماز ہو یا خارج نماز۔ اگر خارج نماز غیر مسنون ہیئت پر ہو تو ناقض وضو ہے۔ اسی طرح نماز میں غیر مسنون ہیئت پر ہو تو ناقض وضو ہے۔ علیؑ نے ”شرح منیر“ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور ثربلانیؒ کا بھی مختار قول یہی ہے (۵) اندرون نماز مطلقاً ناقض وضو نہیں اور خارج نماز اگر ہیئت مسنونہ پر نہ ہو تو ناقض وضو ہے ورنہ ناقض وضو نہیں ورنہ علیؑ کا رجحان اسی طرف ہے۔

فصل ما یوجب الغُسل
یَفْتَرِضُ الْغُسْلُ بِوَاحِدٍ مِنْ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ خُرُوجِ الْمَتَى إِلَى ظَاهِرِ الْجَسَدِ إِذَا انْفَصَلَ عَنْ مَعْرَةٍ بِشَمَوْءٍ مِنْ غَيْرِ جَمَاعٍ وَتَوَارِثِ حُفَّةٍ وَقَدْ رَهِأَ مِنْ مَقْطُوعٍ عَافٍ أَحَدٍ سَبِيلِيٍّ أَدْنَى يَحْنٍ وَإِنْ زَالَ الْمَتَى يَوْطِئُ مِثْلَةَ أَكْهَمِيَّةٍ وَجُودِ مَاءٍ سَرِيقٍ بَعْدَ النَّوْمِ إِذَا الْمَرِيكُنْ ذُكِرَتْ مُتَشَرِّعًا قَبْلَ النَّوْمِ وَجُودُ بَلَلٍ خَلَّتْهُ مَنِيًّا بَعْدَ أَفَاقَتِهِ مِنْ سُكْرِ وَأَعْمَاءٍ وَبَحِيضٍ وَنَفَاسٍ وَلَوْ حَصَلَتْ الْأَشْيَاءُ الْمَذْكُورَةُ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فِي الْأَصَحِّ وَلْيَفْتَرِضْ تَغْسِيلُ الْمَيْتَةِ كِنَايَةً

ترجمہ ۱۔ فصل۔ وہ اشیاء جن کے باعث غسل واجب ہو جاتا ہے۔ ان سات اشیاء میں سے اگر کوئی ایک چیز پائی جائے تو غسل واجب ہو جائے گا (۱) جسم کے بیرونی حصہ کی طرف منی کا نکلنا بشرطیکہ اس کے اپنے مستقر سے علیحدہ ہوتے وقت شہوت موجود ہو (اور) جماع و محبت نہ ہو۔

(۲) خشف (آلہ تناسل کے مقام ختنہ کا) پوشیدہ ہو جانا۔ زندہ شخص کے دونوں دستوں (عورت کی پیشاب گاہ یا پانخانہ کے راستہ یا مرد کے پانخانہ کے راستہ) میں سے کسی راستہ میں

(۳) مردہ یا چوپائے سے جماع کے باعث انزال ہو جانا (۴) نیند سے بیدار ہونے پر رقیق پانی نظر آنا بشرطیکہ نیند کی آغوش میں جانے سے قبل آلہ تناسل میں انتشار نہ ہو۔

(۵) نشہ دور ہونے اور بے ہوشی ختم ہونے کے بعد ایسی تری نظر آتا جس پر منی کا گمان ہو (۶) اور حیض و نفاس کے ساتھ (ان کے انقطاع پر) غسل واجب ہو گا۔ خواہ یہ ذکر کردہ چیزیں قبول اسلام سے قبل رونما ہوئی ہوں زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے اور مردہ کو نہ ملنا فرض کفایہ ہے۔

تشریح و توضیح بعد النہم الز عورت کو اگر تری جاگنے کے بعد نظر آئے تو خواہ اتلا یا دھویا نہ ہو ہر صورت میں غسل واجب ہو گا۔ کیونکہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ عورت پانی (تری) دیکھے تو اس پر غسل واجب ہو گا۔ (ترمذی، مسلم، بخاری)

دواری خشف۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نفس داخل ہو جب نسل ہے تو انزال ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ جب درخت شرمگاہ میں مل جائے اور خشف غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو (طحاوی)

بخاری و مسلم اور سنن میں اسی طرح مروی ہے خشف سے مراد آدمی اور جن کا خشف ہے پس اگر کوئی کسی جانور کی شرمگاہ میں دخول کرے تو تا وقتیکہ انزال نہ ہو غسل واجب نہ ہو گا۔ ”نہایہ“ میں اسکی صراحت ہے اگر کسی شخص نے کسی جنیت سے محبت کی تو جنیت پر غسل واجب ہو گا۔ اکام المرجان فی احکام الجنات میں اسکی تصریح ہے۔

وحیض و نفاس اگر خون منقطع ہوا غسل کا سبب ہو تو اگر خون بحالت کفر منقطع ہو اس کے بعد وہ اسلام قبول کرے اس صورت میں غسل واجب نہ ہو گا۔ کیونکہ عند الاحناف انقطاع کے وقت وہ کافر اور شرعی احکام کی ماتور نہیں تھی اور اسلام لاتے وقت سبب یعنی انقطاع نہیں پایا گیا۔ اس کے برعکس اگر کافر کو ناپاک ہونے کی وجہ سے غسل کی ضرورت ہو تو پھر اسلام قبول کر لے تو اس پر غسل جنابت واجب ہو گا اس لئے کہ یہ قائم و برقرار رہنے والا امر ہے لہذا وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی منی و ناپاک برقرار رہے گی اور انقطاع باقی و برقرار رہے والا امر ہے پس دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔

فَضْلٌ عَشْرًا اَشْيَاءَ لَا يَغْتَسِلُ مِنْهَا
 مَذِيٌّ وَدَنِيٌّ وَاحْتِلَامٌ
 بِلَا بَلَكٍ وَرَوْدَاةٌ مِنْ غَيْرِ
 رُويَةٍ دَمٍ بَعْدَ مَا فِي الصَّبَاحِ وَارْيَاكُ خُرْقَةٍ مَا بَعْدَ مِنْ وُجُودِ الذَّكَرِ حَقْنَةً وَادْكَاةً
 اَصْبَحَ دُخُوهُ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ وَطَوَّعِيَمَةٍ أَوْ مَيْتَةٍ مِنْ غَيْرِ انْزَالٍ وَاصَابَةٌ
 بِكُلِّ لَمْ تُنْزَلْ بِكَارِهَا مِنْ غَيْرِ انْزَالٍ

ترجمہ :- فصل - وہ دس اشیاء جو غسل کو واجب نہیں کرتیں۔

(۱) مذی (۲) دنی (۳) تری کے وجود کے بغیر احتلام (۱) یا برا خواب جس کے باعث انزال ہوا
 کرتا ہے (۴) صحیح قول کے مطابق ایسی لچر کی (پہلیش کہ اس کے بعد خون دکھائی نہ دے) (۵) آلہ تناسل پر
 ایسا موٹا کپڑا لپیٹ کر دخول جبکی وجہ سے لذت مائل نہ ہو سکے (۶) حقنہ (پانچانہ کے راستہ میں دوا پہنچانا اور
 اجابت کرنا) (۷) انگلی وغیرہ کا دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستہ میں دخول (۸) چوبیس
 یا مردہ کے ساتھ جماع مگر شرط یہ ہے کہ انزال نہ ہو۔ (۹) بلا انزال کنواری عورت سے ایسی ہمبستری
 جس سے انکی بکارت (کنوار پن کی علامت ایک باریک جھلی) زائل نہ ہو۔

تشریح و توضیح | مذی میم کے زیر اور ذال کے سکون کے ساتھ نیز اس کے زیر کے ساتھ
 وہ سفید رطوبت کہلاتی ہے جو بوقت شہوت گھٹتی ہے یعنی کی طرح کو درگزر قوت کے ساتھ نہیں نکلتی۔
 ودی - ذال کے سکون اور یا کی تحقیق کے ساتھ وہ غیر بدبو دار اور غیر رقیق گدلا پانی کہلاتا ہے۔ اگر
 کوئی یہ کہے کہ اگر ددی کا پیشاب کے بعد ٹھکان معلوم ہو تو اسے نواقض و منویس سے شمار کرینیکی کیا ضرورت ہے
 کیونکہ پیشاب کی وجہ سے وضو برقرار نہ رہے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ددی پیشاب کے بغیر بھی نکلتی ہے یا یہ کہ
 اس کا فائدہ سلس البول والا ہے سلس پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری (ہو) کیلئے سنا ہر ہوتا ہے کہ اس کا وضو
 ودی سے ٹوٹ جاتا ہے اور پیشاب کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔

احتلام :- اختلام انبیا کو ہونا محال ہے کیونکہ یہ شیطان کے اثر کے باعث ہوتا ہے اور
 انبیا اس سے محفوظ ہوتے ہیں۔

فَضْلٌ يَفْتَرِضُ فِي الْاِغْتِسَالِ اَحَدَ عَشَرَ شَيْئًا

غَسَلَ الْيَدَيْنِ وَالْاُذُنَ وَالْبَدَنَ مَوْءَاً اَعْلَى تَلْفَافَةً كَامْسٍ فِي فَرْجِهِمَا وَطَسَّرَ وَتَغَيَّبَ غَيْرَ مُنْظَمٍ

وداخل المصْفُور من شعر الرَّجُل مُطْلَقًا لَا المصْفُور من شعر المرأة إن سَرَى
الماءُ في أَصُولِهِ وبِشْرَقِ النَّحْيَةِ وبِشْرَقِ الشَّارِبِ والحاجِبِ والفَرْجِ الخارجِ
(فصل) يُسَكِّنُ في الاغتسالِ اثْناءَ عَشَرَ شَيْئًا لا يَبْدَأُ بِالتَّسْمِيَةِ والنيةِ وَخَلَّ
اليَدَيْنِ إِلَى التَّرْسَعَيْنِ وَغَسَلَ نَجَاسَةً لو كَانَتْ بِأَنْفِرَادِهَا وَغَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ
كَوْضُوءِهِ لِلصَّلَاةِ فَيَتَلَثَّثُ الْغُسْلُ بِمِيسَةِ الرَّأْسِ وَلَكِنَّهُ يُؤَخَّرُ غُسْلُ الرَّجُلَيْنِ
إِنْ كَانَ يَتَقَرَّبُ فَيُجْلِي بِجَمْعٍ فِيهِ الْمَاءُ ثُمَّ يَنْفِضُ الْمَاءَ عَلَى بَدَنِهِ ثَلَاثًا وَلَوْ أَنْعَسَ
فِي الْمَاءِ الْجَارِي أَوْ مَا فِي حُكْمِهِ وَمَكَثَ فَقَدْ أَكْثَلَ الشُّعَّةَ وَيَبْدَأُ فِي صَبِّ
الْمَاءِ بِرَأْسِهِ وَيَغْسِلُ بَعْدَ هَا مِنْكِبِهِ الْاَيْمَنُ ثُمَّ الْاَيْسَرُ وَيَذُلُّ لِحْجَهُ وَيُؤَلِّقُ
غُسْلَهُ

ترجمہ۔ فصل۔ گیارہ اشیا غسل کے دائرہ فرض میں داخل ہیں (۱) منہ کے اندر ونی حصہ کا دھونا اور
لگی کرنا (۲) ناک میں پانی دینا (۳) ایک بار سارا جسم دھونا (۴) ہتھنوں میں کافی چائے والی کھال کے اندر ونی حصہ
کو دھونا بشرطیکہ کھال الگ کرنے میں زیادہ مشقت و تکلیف نہ ہو (۵) اس سوراخ کا دھونا جو مل نہ ہو (۶)
مرد کو مطلقاً اپنے گندے ہوتے بالوں کے اندر ونی حصہ کا دھونا۔ البتہ عورت کی بالوں کی طرفوں تک پانی پہنچ گیا
ہو تو اسے گندے ہوتے بال (کھول کر) دھونا فرض نہ ہو گا۔

(۷) اس کھال کا دھونا جو ڈار بھی کے نیچے اور مونچھوں کے نیچے ہو (۸) اس کھال کو دھونا جو بھوڑوں
کے نیچے ہے (۹) شرمگاہ کے پیر ونی حصہ کا دھونا

فصل۔ وہ بارہ اشیا جو غسل میں سنت

(۱) اللہ کے نام سے آغاز (۲) نیت (۳) دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا (۴) علیحدہ سے لگی ہوئی بجا
دھونا (۵) غسل کرنے والے کو اپنی شرمگاہ دھونا (اگرچہ نجاست نہ لگی ہوئی ہو) پھر ناک کے منہ کی طرح وضو کرنا اور
دھوتے جانے والے اعضا کو تین تین بار دھونا (۶) سر کا مسح کرنا مگر پاؤں بعد میں دھونا بشرطیکہ ایسی جگہ کھڑے
ہو کر غسل کر رہا ہو کہ وہاں (تعل) پانی جمع ہو جاتا ہو۔

(۸) پھر بدن پر تین بار پانی بہانا۔ اگر جاری یا حکماً جاری پانی میں غوطہ لگایا اور کچھ دیر اس میں رکھا رہا تو
اس نے سنت کی تکمیل کر لی (۹) پانی بہانے کا آغاز سر سے کرنا اور اس کے بعد دایاں و منڈھا پھر بائیں منڈھا
دھونا اور اپنے ناسے (بلن کو ملنا (دگر دھونا) (۱۰) مسلسل (بلا توقف) دھونا۔

تشریح و توضیح

وداخل قلفۃ الخ حاصل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک قلفہ ظاہر اعضا کے حکم میں ہے لہذا اس کے تحت بیچے کے حصہ کا دھونا فرض ہے اور وہاں تک پیشاب کا پہنچ جانا تاہن منسوبہ اگرچہ آلہ تناسل کے سوراخ سے پیشاب باہر نہ نکلا ہو اور بعض فقہاء کے نزدیک نافعین دھو ہونے میں اس کا حکم ظاہر کا ہے اور وجوب غسل میں باطن کا حکم ہے ”صاحب بدائع“ نے پہلے قول کو صحیح قرار دیا ہے ”صاحب ہدایہ“ نے ”مختارات النوازل“ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے ”صاحب بحر“ نے بوجہ جرح کے قلفہ کے بیچے کے دھونے کو ساقط قرار دیا ہے ”صاحب نور الایضاح“، ”شرعیاتی“، ”فریاتی“ میں کہ اگر کھال کا اکٹھا اور شرفہ کا ظاہر کرنا ممکن ہو تو اس کے تحت کا دھونا فرض ہے ورنہ نہیں

ثُمَّ كَيْفِيضُ الْمَاءِ اس کی طرف اشارہ ہے کہ پانی بہانے اور دھونے کے درمیان ترتیب سنون ہے لہذا اگر ترتیب سے پانی نہ ڈالا گیا تو دھونے کی سنت ادا نہ ہوگی اگرچہ حدیث زائل ہو جائے یہ حکم غیر جاری پانی کا ہے لیکن زائل پانی میں اگر عضو ڈبو کر دھونا دھونے کی مقدار ٹھیک ہے تو سنت ادا ہو جاتے گی ورنہ نہیں ”الدرر شرح الفکر“ اور غنیہ میں اسی طرح ہے۔

بدن پر پانی بہانے کی کیفیت میں تین قول ہیں (۱) ”مجتبیٰ“ میں شمس الائمہ الحلوئی سے منقول ہے کہ اول اپنے داہنے مونڈھے پر تین مرتبہ اور پھر بائیں پر تین بار پانی ڈالے اس کے بعد سر اور سارے بدن پر (۲) ”آثار غانیہ“ میں ہے کہ پہلے دائیں جانب تین مرتبہ پانی ڈالے پھر سر پر پھر بائیں جانب یہ تعریف صحیح بخاری وغیرہ میں ذکر شدہ متعدد امارت کے مطابق ہے ”طبی“، ”صاحب فتح القدیر“، ”صاحب بحر الرائق“ اور ”صاحب النہر“ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(فصل) وَأَدَابُ الْإِغْتِسَالِ حَيْثُ الْأَدَابُ الْوُضُوْعُ لِأَنَّهُ لَا يَسْتَقْبِلُ الْغِلَّةَ لَا تَهْ يَكُونُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَكَرِهَ فِيهِ مَا كَرِهَ فِي الْوُضُوْعِ
(فصل) يُسَنُّ الْإِغْتِسَالُ لَا كَيْفِيَّةً أَشْيَاءَ صَلَوَاتِ الْحَضَةِ وَصَلَوَاتِ الْعِيْدَيْنِ وَالدُّخَانِ وَالْحَاجِّ فِي عَرَفَةَ بَعْدَ التَّوَالِ وَيَذَبُّ الْإِغْتِسَالُ فِي سِتَّةٍ عَشَرَ شَيْئًا مَنْ أَسْلَمَ طَاهِرًا وَلَمْ يَلْعَ بِالشِّتِّ وَلَمْ يَأْكُلْ أَكَاثَ مَنْ جُنُوبٍ وَ عِنْدَ حِمَامَةٍ وَغَسَلَ مَيِّتٍ وَفِي لَيْلَةِ بَرَاءَةٍ وَلَيْلَةِ الْقَدْرِ إِذَا زَالَهَا وَلِذُلُولِ مَدْيَنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْوُفُوفِ بِمَزْدَلَنَةِ غَدَاةِ يَوْمِ النُّحْرِ وَعِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ وَلِطَوَائِفِ الرِّيَاسَةِ وَلِصَلَاةِ كَسُوفٍ وَإِسْتِسْقَاءِ وَفَرَجِ وَظُلْمَةِ دُحُلَيْلٍ وَفَرَجِ شَدِيدَةٍ

ترجمہ۔ فصل۔ غسل کے آداب بعینہ و منویٰ کے آداب میں لیکن محض اتنا فرق ہے کہ نہلانے والا قبلہ رخ ہو کر نہ نہلاتے اس لئے کہ بیشتر ستر کھٹے ہونے کی صورت میں غسل کیا جاتا ہے اور جو اشیاء و منویں باعث کراہت ہیں اندرون غسل خانہ بھی باعث کراہت ہیں۔

فصل۔ غسل میں چار اشیاء سنت ہیں۔

(۱) نماز جمعہ کے لئے (۲) نماز عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کے واسطے (۳) احرام کی خاطر (۴)

بعد زوال حاجی کا عرفات میں غسل

اور رسول موقوف پر غسل باعث استجاب ہے۔

(۱) جس نے بحالت طہارت و پاکی اسلام قبول کیا ہو (۲) جو بلوغ کی عمر کو پہنچ کر بالغ ہو یا ہو (۳) شخص جسے پاگ پن سے افادہ ہو گیا ہو (۴) بچھے لگا لینے کے بعد غسل کرنا (۵) میت کو نہلانے کے بعد (خود نہلانے والے کو) غسل کرنا (۶) لیلة البرأت میں غسل کرنا (۷) لیلة القدر میں اسے دیکھ کر غسل کرنا (۸) مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخلہ کے وقت غسل (۹) دقون مزدلفہ کیلئے دس، ذی الحجہ کی صبح ہونے پر غسل (۱۰) دخول مکہ مکرمہ کے وقت غسل (۱۱) طواف زیارت کی خاطر غسل (۱۲) نماز کسوف اور نماز استسقاء (طلب باران) کے لئے غسل، (۱۳) گھبراہٹ اور تاریکی اور آندھی کے وقت غسل،

تشریح و توضیح | صلوٰۃ الجمعة غسل واجب کے ذکر سے فارغ ہونے کے بعد نون غسل بیان شروع ہوا جمعہ کے لئے غسل سنت مؤکدہ ہے۔ اصل اس بارے میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ و عرفہ کے دن غسل فرماتے تھے (احمد و طبرانی) اور "ترمذی" میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے غسل فرمایا۔ حدیث تشریف میں ہے کہ جب جمعہ کا دن آئے تو غسل کرنا چاہیے (بخاری و ترمذی)

صلوٰۃ العیدین مستحب کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ کھاتے اور مسواک کرے اور خوشبو لگاتے اور اپنے کپڑوں میں جو سب اچھے ہوں پہنے اور عید گاہ کے راستہ میں تکبیر اہستہ اہستہ کہتا ہوا عید گاہ کی طرف جاتے

بَابُ التَّيَمُّمِ

يَصَحُّ بِشَرْطِ ثَمَانِيَةِ الْاَدْلِ الرِّيَّةِ وَحَقِيقَتِهَا عَقْدُ الْقَلْبِ عَلَى الْفِعْلِ وَدَقَّتْهَا عِنْدَ ضَرْبِ يَدِهِ عَلَى تَيَمُّمِهِ بِهِ وَشَرْطُ صَحَّتِ التَّيَمُّمِ ثَلَاثَةُ الْاَسْلَامِ وَالتَّمْيِيزُ وَالْعِلْمُ بِمَا يَكُونُ بِهِ وَيَشْتَرُطُ لِيَصَحَّ التَّيَمُّمُ لِلصَّلَاةِ بِهَ أَحَدُ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ إِمَّا نِيَّةً

الظلمة واستباحة المتلوة أو نيئة عبادة مقصودة لا تصح بدون ظلمة فلا
يصح به إذا نوى التيمم فقط ولو أنه لقرأة القرآن وللم يكن جنباً الثاني العذر
المبيح للتيمم كعذرة ميلان ماء ولو في المصير وحصول مرض وبرد يخاف منه
الثقل أو المرض وخوف عذرة وعطش واحتياج ولو حين لا يطعم مرق ولينقل السرة
وخوف فوت صلوة جنازة أو عييد ولوباء وليس من الغد يخوف الجماعة والوقت
الثالث ان يكون التيمم بظاهر من جنس الأرض كالتراب والحجر والزمل لا الحطب
والقصبة والذهب الرابع استيعاب الحبل بالمسح الخامس أن يسهح بجميع اليد
أو باكراً حتى لو مسحه بأصبعين لا يجوز ولو كثر حتى استوعب جلال مسح الرأس
السادس أن يكون بصريتين بباطن الفكين ولو في مكان واحد ويقوم مقام العزيتين
إصابة التراب بجذبه إذا مسح بنية التيمم السابعة انقطاع ما ينافيه من حصى أو
نفاس أو حديث الثامن زوال ما يمنعه المسح كشمع وشحم وسببه وشروط ومزجه
كما ذكر في الوضوء ومزجناه مسحه اليدين والوجه وسمن التيمم سبعة
التسمية في أوله والترتيب والمواكفة وإقبال اليدين بعد وضعهما في التراب
وإدبارهما ونفضهما وكفرهما الأصابع وتدب تأخير التيمم لمن يزحوا الماء
قبل خروجه الوقت ويجب التأخير بالوعد والماء ولو خاف القضاء يجب التأخير
بالوعد بالتراب أو الشقاء ما لم يخف القضاء ويجب طلب الماء إلى مقدار أربعاء
خطوة إن ظن فركه مع الأيمن ولا فلا ويجب طلبه، وعن مؤمنه إن كان في
حبل لا شح به النفوس وإن لم يعطه إلا بئمن مثله لزمه شراؤه به إن كان
معه فأضلعن نفقته ويصلي بالتيمم الواحد ما شاء من الدلائل والرافل وصحة
تقديمه على الوقت ولو كان أكثر البدن أو نصفه جرحاً تيمم وإن كان أكثره صحيحاً
عسكه ومسح الجرح ولا يجمع بين الغسل والتيمم ونقضه ناقض الوضوء
والقدم على استعمال الماء الكافي ومقطوع اليدين والرجلين إذا كان
بوجه جرحاً أحده يصلي بغير ظلمة ولا يعيد

نہر جمعہ: ۱۔ تیمم کے درست ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں

(۱) نیت نیت کسی کام کے کرنے پر قلبی پختہ ارادہ کا نام ہے اس کا وقت ہاتھ تیمم کرنے والی چیز پر مارنے وقت ہے۔ صحت نیت تین شرطوں پر مشتمل ہے (۱) اسلام (۲) تمیز رکھے ہوئے کی پہچان اور نیم (۳) نیت کا عالم اور اس سے واقفیت

نماز کے لئے تیمم کے صحیح ہونے کی شرط ان تین اشیائیں کسی ایک کا پایا جانا ہے (۱) طہارت و پاکی کے حصول کی نیت (۲) یا یہ نیت کہ نماز جائز ہو جائے (۳) عبادت مقصودہ کی نیت کہ وہ طہارت کے بغیر صحیح و درست نہ ہو گا۔ لہذا جس تیمم کے ذریعہ جس تیمم مقصد ہو یا نیت تیمم تلاوت قرآن کی خاطر ہو دراصل ایک وہ غنہی (ناپاک نہ ہو تو اسے اس تیمم سے نماز پڑھنا درست نہ ہو گا۔

دوسرے ایسے عذر کا پایا جانا کہ اس کی بنا پر تیمم کرنا درست ہو جیسے پانی سے ایک میل دور ہونے کی بنا پر قدرت حاصل نہ ہو خواہ شہر ہی میں (یہ مسافت) کیوں نہ ہو یا بیماری کی وجہ سے پانی استعمال پر قادر نہ ہو یا سڑی کا اندیشہ ہو کہ پانی استعمال کرنے پر ہلاکت یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا دشمن کا خوف ہو یا تشنگی کا اندیشہ ہو یا آگ لگنے کی خاطر پانی کی احتیاج ہو (اور پانی کی صرف اتنی مقدار ہو کہ اس سے آگ لگنے کا خطرہ نہ ہو) البتہ ضرور یہ پکانے کی احتیاط اس حکم میں داخل نہیں یا اگر (مثلاً ڈول اور تھی) نہ ہو یا جنازہ کی نماز نہ ملنے کا اندیشہ ہو یا نماز عید نہ ملنے کا خوف ہو خواہ بناءً ہو (یعنی نماز عید با وضو شروع کرے پھر وضو ٹوٹ جائے اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرے گا تو نماز فوت ہو جائیگی تو اس کے لئے تیمم کر کے باقی نمازیں شرکت درست ہے

اور جمعہ اور وقتہ نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم درست نہیں (کیونکہ ان کا بدلہ موجود ہے) تیسرے یہ کہ تیمم ایسی پاک شے سے کرے جس کا شمار زمین کی جنس میں ہو مثلاً مٹی اور پتھر اور ریت لکڑی اور سونے چاندی سے (اگر وہ دھلے ہوئے اور مٹی وغیرہ سے پاک صاف ہوں تو) جائز نہیں اور چوتھے یہ کہ استیجاب ہو (یعنی متعین جزو حصہ تک ہاتھ پہنچانا شرط ہے)۔

پانچویں یہ کہ مسح پورے ہاتھ یا ہاتھ کے زیادہ حصہ سے ہو حتیٰ کہ (محض) دو انگلیوں سے مسح کرے تو صحیح جائز قرار نہ دیں گے۔ خواہ بار بار مسح کے ذریعہ پورے عضو پر یہ انگلیاں کیوں نہ پھیری ہوں (البتہ) سر کے مسح کا حکم اس مسح کے برعکس ہے۔

چھٹے یہ کہ تیمم دو ضربوں میں سے تھیلیوں کے اندر دینی حصہ کے ذریعہ ہو خواہ یہ دونوں ضربیں ایک ہی مقام پر ہوں (مثلاً ایک ہی ڈھیلے پر دو ضربیں ہوں) اور جسم (جبرہ اور ہاتھوں) پر لگی ہوئی مٹی کے اوپر بنیت تیمم دو بار ہاتھ پھیرے تو یہی ہاتھ پھیرنا دو ضربوں کے قاتلہم مقام ہو جائے گا۔ (اور تیمم درست ہو گا)

مساوق یہ کہ حیض (ماہواری) یا نفاس (پیدا ئش کے بعد عورت کو آنے والا خون) یا مدت منافی تیمم اشیا پر منقطع ہوں

اٹھوئیس یہ کہ مسح کو روکنے والی اشیا بشلاً موم اور عربی تیمم کئے جانے والے اعضا پر موجود نہ ہوں
سبب تیمم اور اس کے وجوب کی شرائط اسی قسم کی ہیں جیسی باب الوضو میں ذکر کی جا چکیں
تیمم کے ارکان (رکان کے بغیر تیمم صحیح نہیں ہوتا) دونوں ہاتھوں اور چہرہ کا مسح ہے
تیمم میں اٹھ چیزیں مسنون ہیں (۱) آغاز تیمم کے وقت بسم اللہ کا پڑھنا (۲) ترتیب (کا خیال) (۳) تسلسل (وقفہ و تاخیر کے بغیر دونوں ارکان کی ادائیگی) (۴) مٹی میں دونوں ہاتھ رکھ کر آگے بڑھا کر پیچھے کی جانب لانا (۵) دونوں ہاتھ جھاڑے جائیں (۶) تیمم کرتے وقت انگلیوں کو کشادہ کرنا
وقت نکلنے سے قبل جسے پانی ملنے کی توقع ہو اس کے لئے باعث استحباب ہے کہ تیمم مؤخر کر دے اور اگر (کوئی) پانی کا وعدہ کر لے تو واجب ہے کہ تیمم مؤخر کر دے تا دقتیکہ اندیشہ قضاء نہ ہو اور (اسی طرح) کپڑے کے وعدہ پر (میں شخص کے پاس کپڑا نہ ہو) یا پانی لکانے کا آرا (رسی وغیرہ) نہ ہونے کی صورت میں تا دقتیکہ قضاء کا اندیشہ نہ ہو تیمم کو مؤخر کرنا واجب نہ ہوگا۔
اور پانی کی جستجو چار تشوؤم کی مقدار تک لازم ہے مگر شرط یہ ہے کہ امن (رانتہ مامون ہونے کے ساتھ) پانی کے قرب کا خیال ہو ورنہ واجب نہ ہوگی۔

اور وہ شخص جو اپنے پاس پانی نہ رکھتا ہو (وضو کی خاطر) اس سے پانی مانگنا واجب۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ ایسے مقام پر ہو کہ دہل لوگ پانی پینے میں (افراط آب کی بنا پر کج فہمی سے کام نہ لیتے ہوں اور اگر پانی نہ کھنے والا پانی کی مشاقی قیمت کے بغیر دینے پر آمادہ نہ ہو اور اس کے پاس خرچ سے زائد رقم موجود (بھی) ہو تو اسے پانی غریب لینا واجب ہے۔

اور ایک بار تیمم کر کے جتنے فرض اور نفلیں پڑھنا چاہے پڑھنا درست ہے۔
اور تیمم کا وقت (وقت نماز) سے قبل کر لینا درست ہے اگر جسم کا زیادہ یا ادھ حصہ مجروح ہو تو (اس صورت میں) تیمم کر لے اور اگر جسم کا زیادہ حصہ صبح سالم ہو تو غیر زخمی حصہ جسم دھوئے اور مجروح حصہ کا مسح کرے۔ اور دھوئے اور تیمم کو اکٹھا نہ کرے (مثلاً ایک مضمود دھوئے اور دوسرے کا مسح کر لے)
ناقص وضو اشیا سے تیمم بھی لوٹ جاتا ہے اور پانی کی اتنی مقدار کے استعمال کرنے پر قادر ہونے سے بھی تیمم لوٹ جاتے گا جس سے وضو ہو سکتا ہو۔
وہ شخص جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹے ہوتے ہوں اگر اس کا چہرہ مجروح ہو تو وہ بلا طہارت

کے نماز پڑھے گا اور اس کا اعادہ نہیں کرے گا۔

تشریح و توضیح | کبعدہ میلان مع ماعز پانی سے ایک میل دور ہونے کی بنا پر قدرت حاصل نہ ہو تو تیمم جائز ہے میل تہائی فرسخ کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک تین ہزار پانچ سو گز سے چار ہزار گز تک ہونا ہے ظاہر روایت کے مطابق یہی حکم ہے حسن کی روایت کے مطابق دو میل جانے والی راہ سے درہو تو تیمم جائز ہے۔ اور ایک میل کی اس راہ سے دوری پر ہو جس طرف سے جانے کا ارادہ نہ ہو تو تیمم جائز ہے کہ اس ایک میل کی مسافت کی آمد و رفت میں دو میل ہو جائے۔

ادالمردن یعنی اگر اس کا اندیشہ ہو کہ پانی کے استعمال سے مرض میں زیادتی ہو جائے گی اور پانی نقصان دہ ثابت ہو گا تب بھی تیمم کرنا درست ہے کیونکہ بدنی نقصان کا درجہ مالی نقصان سے بڑھا ہوا ہے اور شرعاً زیادہ مالی نقصان ہونے پر بھی تیمم کرنے اور ترک وضو کی اجازت ہے مثلاً پانی قیتمل سکتا ہو مگر اتنے پانی کی قیمت بیشی سے زیادہ پر پانی مل سکتا ہو تو اس صورت میں اختیار ہے کہ وہ پانی نہ خرید اجائے اور تیمم کر لیا جائے۔

وعطش اگر اس کا اندیشہ ہو کہ قلیل المقدار پانی وضو میں استعمال کرنے پر باقی نہ رہے گا اور وضو کرنے والا یا اس کے ساتھی پیاسے مر جائیں گے تو تحفظ نفس کو مقدم قرار دیتے ہوئے تیمم کرنا مباح و جائز ہو گا۔

صلوۃ جنازۃ اعدیل الخ یعنی جب جنازہ آجائے اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کرے گا تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو تحقق عجز کی بنا پر اس یکتے تیمم کرنا جائز ہو گا تیمم کے جواز کے لئے اس کے فوت ہونے کا اندیشہ شرط ہے جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو۔

اگر نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز عیدین پڑھ لینا جائز ہے خواہ تیمم کرنے والا صحیح اور تندرست ہو اور پانی پر اسے قدرت حاصل ہو اس میں بلا عذر تیمم کی اجازت کی وجہ ہے کہ نماز عیدین اگر فوت ہو جائیں تو اس کے قائم مقام نہ ہونے کی بنا پر قضا ممکن نہیں تو اس صورت میں پانی پر قدرت عدم قدرت ہی شمار ہوگی لیکن اگر نماز عیدین متعدد وجہ اور مختلف اوقات میں ہو اور وضو کرنے پر کسی خاص امام کے پیچھے نماز فوت ہو رہی ہو مگر دوسری جگہ مل سکتی ہو تو اس شکل میں تیمم درست نہ ہو گا بلکہ وضو کر کے دوسری مسجد میں جانا چاہئے۔ اصل اس بات میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے سلام کا جواب دینے کے لئے پیشاب سے فاسخ ہو کر تیمم فرمایا اور اس کے سلام کا جواب دیا (بخاری و مسلم) اور تیمم کا جواز نماز جنازہ فوت ہونے کے خطرہ پر ثابت ہے۔

اس طرح کی روایت ابن ابی شیبہ، نسائی، طحاوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موجود ہے طحاوی نے حضرت حسنؓ اور ابراہیمؓ و عطاءؓ و ابن شہابؓ وغیرہ سے اور قسیمی و دارقطنی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے ان تمام روایات سے ان چیزوں میں تیمم کا جواز ثابت ہو تا ہے جن کا فوت ہونے پر کوئی قائم مقام نہ ہو۔

تحروف الجسعة والوقت الخ حاصل یہ ہے کہ تیمم کے جواز کے لئے اس کے فوت ہونے کا اندیشہ شرط ہے جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو اور وہی نماز جمعہ اور وقتیہ نماز میں ان کا قائم مقام موجود ہے لہذا یہاں وہ عجز باقی نہ رہا تو اصل نہ ملنے کی صورت میں نماز ظہر پڑھی جاتے گی۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ فرض الوقت ظہر ہے مگر جمعہ کی وجہ سے اس کے ساقط کرنے کا امر کیا گیا۔

والوقت سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وقت سے مراد وہ فرائض اور واجبات ہیں جنکی قضا کی جاتی ہے۔ ورنہ نماز کسوف و خسوف اور تراویح بھی وقتیات ہیں کہ انہیں بھی وقت مقررہ پر ادا کیا جاتا ہے۔

من جنس الارض الخ یہ فرق بیان کرنے کے لئے کن چیزوں کا شمار زمین کی جنس میں ہے اور کن اشیاء کا شمار زمین کی جنس میں ہے۔ زمین پختہ ہو جاتی ہے اور وہ شے جو آگ میں جل کر راکھ بن جاتی ہے مثلاً درخت لکڑی، اور ہر وہ چیز جو آگ کی پیش سے پگھل کر نرم ہو جاتی ہے مثلاً لوہا اور سونا چاندی اور ہر وہ چیز جسے زمین کھائے مثلاً گندم، جو اور سارے بیج اور ان کا شمار زمین کی جنس میں نہیں اور ان چیزوں پر اگر عبادت ہو تو تیمم جائز نہ ہو گا۔

امام شافعیؒ صرف مٹی ہی سے تیمم جائز قرار دیتے ہیں ان کا مستدل یہ حدیث ہے کہ زمین ہمارے لئے پاک کر دی گئی ہے۔ یہ حدیث مسلم، ابن حبان اور ابن جریر وغیرہ میں موجود ہے اور امام ابو یوسفؒ کا یہ قول کہ تیمم ریت سے درست ہے یہ دراصل امام شافعیؒ کا قدیم قول ہے اور امام ابو یوسفؒ کا مستدل یہ آیت کریمہ ”فَتَمَتُّوا صَعِيدًا طَيِّبًا“ ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پاک زمین ہے۔ اور احادیث میں ہے کہ ”جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً“

وصح تقدیم علی الوقت الخ تیمم نماز کے وقت میں بالاتفاق صحیح ہے اور وقت سے پہلے بھی درست ہے امام شافعیؒ کے نزدیک وقت سے پہلے جائز نہیں یہ اختلاف فقہ کے اس اصول پر مبنی ہے کہ ان کے نزدیک مٹی ضرورتاً پانی کے قائم مقام ہے اور احنافؒ کے نزدیک مطلقاً قائم مقام ہے لہذا اگر دو برتنوں میں پانی ہو ایک میں پاک اور دوسرے میں ناپاک اور نماز

پڑھنے والے کو اس کا علم نہ ہو کہ پاک کس برتن میں ہے اور ناپاک کس برتن میں تو حنفی کے نزدیک اس کے تیمم کرنا جائز ہے اور امام شافعی وضو کا حکم فرماتے ہیں

احناف کی دلیل یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ مٹی مسلمان کے لئے پاک کر نیوالی ہے اگرچہ دس برس گذر جاتیں۔ اگر اپنے رفیق سے جس کے پاس پانی ہو طلب کر لے اور وہ انکار کر دے تو تیمم جائز ہے حتیٰ کہ اگر منع کرنے کے بعد وہ نماز پڑھ لے پھر پانی والا اسے پانی دیدے تو اب اس کا وضو ٹوٹ جلتے گا مگر وہ پڑھی ہوئی نماز نہ ٹوٹے گا۔

اور رفیق سے پانی مانگے بغیر بھی وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک درست ہو جلتے گی اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک درست نہ ہوگی ”ہدایہ میں اسی طرح ہے۔“

ناقض الموضوعہ کیونکہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے تو جو اصل کا حکم ہے وہی اس کے قائم مقام اور نائب کا ہوگا۔ اور جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم کے بھی ٹوٹ جلتے گا حکم ہوگا

والقدامة الخ۔ یہاں قدرت سے مراد قدرت شرعیہ ہے اس قید سے پانی نکل گیا و بطور غضب بیا جلتے یا وہ پانی جو امانت ہو اس لئے کہ اس کا استعمال جائز نہیں لہذا تیمم بھی اس پانی کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔

الکافی الخ اس کے اطلاق میں اس طرف اشارہ ہے کہ ادنیٰ طہارت کا اعتبار ہوگا پس اگر پانی مل جائے اور اس سے ہر عضو دو مرتبہ یا تین تین مرتبہ دھویا اور مثلاً اس دو دو تین تین مرتبہ دھونے کی وجہ سے ایک پاؤں نہ دھو سکا اور اس کے لئے پانی کم رو گیا تو راجح قول کے مطابق تیمم ٹوٹ جاتے گا کیونکہ اگر وہ ایک ایک مرتبہ دھونے پر اکتفا کرتا تو یہ پانی سارے اعضا کے لئے کافی ہو جاتا۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفِيِّ

صَحَّ الْمَسْحُ عَلَى الْخَفِيِّ فِي الْحَدِيثِ الْأَصْغَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَكَوْكَانًا مِنْ شَيْءٍ خَثِينٍ غَيْرِ الْجِلْدِ سَوَاءً كَانَ لِهَمَّا نَعْلٌ مِنْ جِلْدٍ أَوْ لَا وَلَيْشَطَرُ لِحَاوِزِ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفِيِّ سَبْعَةُ شُرَاطٍ أَوَّلُ لِبُسْمَا بَعْدَ غَسَلِ الرِّجْلَيْنِ وَكَوَقْبَلُ كَمَالِ الْوُضُوءِ إِذَا تَعَهُ قَبْلَ حُصُولِ نَاقِضٍ لِلْوُضُوءِ وَالثَّانِي سَأْرُهُمَا لِلْعَبَكَيْنِ وَالثَّلَاثُ اِمْتِنَانُ مَتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيهِمَا فَلَا يَجُوزُ عَلَى خَفٍ مِنْ نَحَايَةِ وَخَشَبٍ أَوْ حَدِيدٍ وَالرَّابِعُ خُلُوقُ كُلِّ تَنْهَمَا عَنْ حَرِّ قَدْ رَكَدَتْ أَصَابِعُهُ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ وَالْخَامِسُ

اسمسا کما علی الرجلین من غیر شید والتادیس منعهما وصول الماء إلى
الجسد والسایع ان یبقی من مقدم القدم قد مر ثلاث اصابع من اصغر اصابع
الید فلو کان فاقداً مقدماً قد مره لا یمسح علی خفہ ولا کان عقب القدم موجوداً
ویمسح المقیم يوماً وليلةً والمساوی ثلاثاً اقام بلبا لیهاد ابتداء المدة من
وقت الحدث بعد کس الخفین وان مسح مقیم شتم سافر قبل تمام مدته
انتم مدة السافر وان اقام المسافر بعد ما یمسح يوماً وليلةً نزع والا یتیم
يوماً وليلةً وفرض المسح قدر ثلاث اصابع من اصغر اصابع الید علی
ظاهر مقدم کل رجل وسننه مد الاصابع مفرجةً من رؤوس اصابع
القدم إلى الساق یتقص مسح الخف اربعة اشياء کل شیء ینقض الوضوء
ونزع خف ولو جرح اکثر القدم إلى ساق الخف واصابة الماء اکثر
إحدى القدمین فی الخف علی الصحيح ومضی المدة ان لم یخف
ذهاب رجله من البرد وبعد الثلاثة الاخرة غسل رجله فقط ولا
یحوز المسح علی عمامة وقلنسوة وبرقع وفقارین :-

(فصل) إذا اقتصد اخرج او کسر عضواً فشد عجزه جزیرة وكان
لا یستطیع غسل العضو ولا یستطیع مسحه وجب المسح علی اکثر ما شذبه
العضو وكفی المسح علی ما ظهر من الجسد بین عصابة المقتصد والمسح
كالغسل فلا ینوکت بمدة ولا یشتراط شد الجیزرة علی طهر یموز مسحه
جیزرة إحدى الرجلین مع غسل الأخری ولا یبطل المسح بسقوطها قبل
البرء ویحوز تبدلها بغيرها ولا یجب إعادة المسح علیها إلا فضل إعادته
وإذا اریه وأمر ان لا یغسل عنده أو نكس طفره وجعل علیه دواءً وعلاً
أجلده مراً وصره نزعاً جازله المسح وإن صر المسح تركه ولا
یفترق إلى نتیجة فی مسح الخف والجیزرة والرأس

ترجمہ :- موزوں پر مسح حدث اصغر بے وضو ہونے کی صورت میں (مردوں اور عورتوں
دونوں کے لئے صحیح ہے۔ خواہ چہرے کے علاوہ کسی موٹے کپڑے کے ہی کیوں نہ ہوں۔ دونوں موزوں

کے تلے چڑے کے ہوں یا نہ ہوں

موزوں پر مسج درست ہونے کے واسطے سات باتیں شرط ہیں

(۱) دونوں موزے دونوں پاؤں دھونے کے بعد پہننے جاتیں۔ خواہ وضو کی تکمیل سے قبل پہننے ہوں مگر شرط یہ کہ وضو کو توڑنے والی بات پیش آنے سے قبل وضو مکمل کر چکا ہو۔

(۲) موزے دونوں ٹخنوں کو چھپالیں

(۳) دو موزے پہن کر مسلسل چلنا ممکن ہو لہذا اگر موزے کا نچ یا لکڑی یا لوہے کے ہوں تو ان پر مسج درست نہ ہونے کا حکم ہو گا۔

(۴) دونوں موزے پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے بعثت رہے ہوئے نہ ہوں

(۵) بلا باندھے ان کا پاؤں پر ٹھہر جانا۔

(۶) موزوں کا بدن (پاؤں تک) پانی نہ پہنچنے دینا۔

(۷) ہاتھ کی انگلیوں میں سے تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر پاؤں کے اگلے حصہ کا برقرار رکھنا لہذا اگر پاؤں کا اگلا حصہ موجود نہ ہو تو موزوں پر مسج درست نہ ہو گا خواہ برقرار ہو۔

مقیم کو ایک دن ایک رات مسج کرنا اور مسافر کو تین روز و شب مسج کرنا درست ہو گا۔

مسج کی مدت کا آغاز موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جانے کے وقت سے ہو گا۔ اگر مسج کر کے مدت مسج پوری ہونے سے قبل سفر کرے تو وہ (اس صورت میں) مسافر کے مسج کی مدت مکمل کرے اور اگر مسافر ایک روز و شب کے بعد مقیم ہو جائے تو موزے اتار دے اور اگر مقیم کی مدت مسج (ایک دن رات) پوری نہ ہوئی ہو تو ایک روز و شب مکمل کرے مسج میں ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر ہر پاؤں کے اگلے حصہ کے اوپر والے حصہ پر مسج فرض قرار دیا گیا ہے اور مسنون یہ ہے کہ ہاتھ کی تین (تر) انگلیاں

کنادہ کر کے پیر کی انگلیوں کے سرے سے پینڈلی کی طرف (تین خط کھینچنے

چار چیزوں سے (ان میں سے کسی ایک کے پاتے جلنے پر) مسج ٹوٹ جاتا ہے (۱) ہر وہ شے جو ناقض وضو ہو وہ اسے بھی توڑنے والی ہوگی)۔ (۲) موزہ اتارنا اگرچہ پاؤں کا زیادہ حصہ نکل کر موزہ کی پینڈلی میں کیوں نہ آگیا ہو۔ (۳) صبح قول کے مطابق دونوں بیروں میں سے ایک پیر کے اکثر حصہ پر پانی پہنچ جائے (تو مسج جاتا رہے گا) (۴) مدت مسج کا ختم ہو جانا مگر شرط یہ ہے کہ سردی (کی شدت) کی بنا پر پاؤں کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور آخر کی تین (یعنی مدت کے علاوہ) کے بعد محض دونوں پاؤں کا دھونا ہے۔ مسج عامہ، ٹوپی، برقعہ اور دستاںوں پر ناجائز ہے۔

فصل۔ اگر فصد کھلوے یا کوئی عضو زخمی ہو جائے یا ٹوٹ جاتے اور اسکی وجہ سے اس پر کوئی کپڑا یا پٹی باندھی ہو دلاس عضو کے دھونے پر قدرت حاصل نہ ہو اور نہ اس پر تڑپا تھ پھیرنا ممکن ہو تو (اس صورت میں) اس شے کے زائد حصہ پر جس کے ذریعہ مجروح عضو باندھا ہو مسح واجب ہے۔

اور فصد کھلوانے والے کی پٹی کے درمیان جسم (عضو) کا جو حصہ ظاہر ہو دکھلا ہوا ہو اس پر مسح کافی ہوگا اور مسح کا حکم غسل کا سلسلہ ہے پس اسکی توقیت کسی مدت کے ساتھ نہ ہوگی (کہ وہ مدت گزرنے پر مسح درست نہ ہے) اور نہ یہ شرط ہے کہ پٹی طہارت پر (یعنی بعد الوضو) ہی باندھی جائے۔

اور یہ جائز ہوگا کہ دروزں پیروں میں سے ایک پیر کی پٹی پر مسح کیا جائے اور دوسرا دھوا جائے اور زخم بچا ہونے سے قبل پٹی گزرنے کی تو اس مسح کے باطل ہونے کا حکم نہ ہوگا اور یہ جائز ہوگا کہ اس پٹی کی جگہ دوسری پٹی باندھ دی جائے۔ اس بدلے سے اعادہ مسح واجب نہ ہوگا بلکہ بعد مسح غسل ہے اور آنکھیں دیکھنے (اَشْوَبْ شِم) کی بنا پر اگر آنکھیں دھونے کا حکم کیا گیا ہو یا ناخن ٹوٹ جاتے اور اس کے اوپر دیا یا (ایک چبایا مانے والا گوند) یا پتے کی جھلی رکھ دی جائے اور اس کے لئے اس کا تارنا ضرر رساں ہو تو اس کے لئے (اسی پر) مسح جائز ہے اور اگر مسح بھی نقصان دہ ہو تو کبھی بھی ترک کرنے۔

موزوں اور زنی اور سر کے مسح میں ضرورت نیت نہ ہوگی۔

تشیخ و توضیح | **باب المسح** الخ موزوں پر مسح کرنے کے احکام تیمم کے بعد دروزں کی باہمی مناسبت کیوجہ سے ذکر کئے گئے کیونکہ دروزں میں سے ہر ایک اپنی جگہ نائب و قائم مقام اور بدل ہے اور کچھ شرائط کے ساتھ مقید ہے۔ کیونکہ تیمم کا ثبوت قرآن کریم سے اور مسح کا ثبوت سنت سے ہے لہذا تیمم کا ذکر مسح سے مقدم رکھا گیا

دوسرا صابن میں مسح علی الخفین کی زحمت بوجہ کثرت کے مدتواتر کو پہنچ گئی۔ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ ”الازہار النائر فی الاجاز الملتواتر“ میں مسح خفین سے متعلق احادیث ذکر کی ہیں جس سے مدتواتر کی نشان دہی جوتی ہے۔

فی المحدث الاصحح الخ یعنی مسح خفین (موزوں پر مسح) ان لوگوں کے لئے درست نہیں جن پر غسل واجب ہے مثلاً حیض والی عورت اور وہ عورت جسے نفاس کا خون آرہا ہو اور وہ جسے احتلام ہوا ہو ”ترمذی“ میں حضرت معن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں امر فرمایا کہ دوران سفر ہم تین دن تین تپائیں موزوں سے نہ اتاریں۔ مگر جبنا ہمیش

اجلے تو آتا رہیں۔

”نسائی“ اور ”ابن ماجہ“ میں اسی طرح کی روایت ہے وہ اسکی یہ ہے کہ جنابت جبیں غسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ عاذنا بار بار نہیں ہوتی لہذا انکالنے میں مضائقہ نہیں۔ اس کے برعکس حدیث صغیر (وضو ٹوٹنا) بار بار ہوتا ہے اور وضو کی ضرورت پیش آتی ہے تو شرعاً دغ عروج کی بنا پر تیسری مسح کا حکم ہوا

تخین الخ جو رب اگر سخت ہو تو مسح درست ہے یعنی ایسے ہوں کہ بائیں ہاتھ بغیر ٹک سکیں یہ پاؤں میں سر دی در در کرنے کے لئے پہنے جلتے ہیں یہ اگر سلا ہوا ہو تو جو رب اور بغیر سلا ہو تو خف کہلاتا ہے یہ کبھی بالوں کا اور کبھی چمڑے کا بنایا جاتا ہے اور کبھی کر باس وغیرہ کا اور شرائط کے پائے جانے کی صورت میں ان سب پر مسح ہا تہ ہے

یومنا دلیلة الخ شیخ الاسلام نے وہ بلسوط، میں امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ ان مجزئیک مسح کی مدت مسافر کے جن میں غیر موقوف ہے اور موزے طہارت و پاکی کی صورت میں پہننے پر جب تک چلے مسح کرے۔

وقت حدیث سے مقیم کے لئے مسح کی مدت ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین رات ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے گا۔ اور مسافر تین دن اور تین رات۔ اس سے ذکر کردہ مدت میں مسح کا جواز معلوم ہوا اور حدیث سے پہلے مسح کی ضرورت ہی نہیں۔ لہذا وہ مدت جس میں مسح کی ضرورت ہوتی ہے وہ حدیث کے وقت سے ذکر کردہ مدت ہے۔

قدما ثلاث اصابع الخ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ سنت موزوں پر خطوط اور لکھنوں و نشانات کی شکل میں مسح کرنا ہے اور حضرت یحییٰ بن شعیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے پیشانی سے فارغ ہو کر وضو کیا۔ اور موزوں پر مسح فرمایا۔ اور دایاں دست مبارک داییں موزوں پر رکھا اور بایاں دست مبارک باییں موزوں پر رکھا۔ پھر دونوں کے بالائی حصہ پر ایک مرتبہ مسح فرمایا۔ گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں موزوں پر دیکھ رہا ہوں

”ابن ماجہ“ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو وضو کر کے مونے دھو رہا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا ہمیں اس طرح مسح کا حکم ہوا

پھر آپ کے موزوں کے اگلے حصے سے پنڈلی کی طرف مسح فرمایا اور انگلیاں کشادہ رکھیں۔
 ومضی المسحة یعنی مدت مذکورہ گزر جلتے خواہ اس مدت کے اندر مسح نہ بھی کیا ہو۔
 مثلاً موزے پہننے کے بعد حدث لاحق ہو پھر حدث کے بعد مدت مسح گزر جلتے اور وہ مسح نہ کرے
 تو اب اس کے لئے موزوں پر مسح نہ کرنا درست نہ ہوگا۔ ”فأوی قاضی حنا“ مختارات النوازل
 ”اور“ والواکبہ وغیر میں ہے کہ اگر مسافر کی مدت مسح ختم ہو جلتے لیکن سر کی شدت کی وجہ سے
 پاؤں کے ضائع ہونے کا موزے اتارنے کی صورت میں خوف ہو تو اس کے لئے مسح نہ جائز ہے
 ولو بخرج اکثر القدر الخ اس میں اشارہ ہے کہ پاؤں کے اکثر حصہ کا نکلنا بھی
 ناقض مسح ہے، مگر یہ اس صورت میں ہے کہ موزہ نکلنے ہی کی نیت ہو لیکن اگر نکلنے کی نیت نہ ہو
 تو بالاتفاق مسح باطل نہ ہوگا

ويعوض مسح جبيرة الخ۔ پٹی کے اوپر مسح نہ جائز ہے

جبيرة۔ جیم کے زبر کے ساتھ۔ اس کی جمع جبارت آتی ہے ”جبار“ ان لکڑیوں کو کہا جاتا ہے
 جو ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑنے کیلئے باندھی جاتی ہیں اس کے جواز کی اصل ”ابوداؤد شریف“ کی حضرت عابر
 رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے کہ ہم ایک سفر کے لئے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص پتھر لٹکنے سے زخمی ہو گیا
 اس نے رفقاء سے کہا کیا تیمم کی رخصت مراعات پاتے ہو تو انہوں نے کہا جب تو پانی پر قادر ہے
 تو تیرے لئے تیمم کی رخصت نہیں پاتے انہوں نے دھویا تو ان کا انتقال ہو گیا۔ پھر ہم خدمت نبوی میں
 حاضر ہوئے تو اس واقعہ کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے قتل کر دیا اللہ انہیں ہلاک کرے
 جب واقف نہ تھے تو پوچھا کیوں نہیں کیونکہ ناواقفیت کے مرض کا علاج پوچھ لینا ہے۔ اس کے لئے تیمم
 کافی تھا یا زخم پر کپڑا باندھ کر اس پر مسح کرے باقی حصہ تیمم کو چھو لیتا
 وأنضی الخ۔ ”محیط میں ہے کہ اگر ان ہڈیوں کو جوڑنے والی پٹیوں پر مسح نقصان دہ ہونے
 کی وجہ سے ترک کر دیا جلتے تو اس صورت میں مسح کا ترک کر دینا جائز ہے

بَابُ الْجَبْنِ وَالنَّفَاسِ وَالسَّحَاةِ

يَخْرُجُ مِنَ الْفَرْجِ جَبْنٌ وَنَفَاسٌ وَاسْتِحَاةٌ فَالْجَبْنُ كَمْ يَنْقُضُهُ رَحْمٌ بِالْغَلَةِ

لَادَاءِهَا وَلَا جَبَلٍ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنَ الْإِيَّاسِ وَأَقْلُ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَوْسَطُهُ
خَمْسَةٌ وَكَثْرَةُ عَشْرَةٍ وَالتَّقَاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقِيبَ الْوِلَادَةِ وَكَثْرُهُ
الرَّيْعُونَ يَوْمًا وَلَا حَدَّ لِأَقْلِهِ وَالِاسْتِحْضَاءُ دَمٌ يَقْصُ عَنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
أَوْ زَادَ عَلَى عَشْرَةٍ فِي الْحَيْضِ وَعَلَى الرَّيْعِينَ فِي التَّقَاسِ وَأَقْلُ الظُّهُ الْفَاصِلِ
بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةُ عَشَرَ يَوْمًا وَلَا حَدَّ لِكَثْرَتِهِ إِلَّا لِمَنْ بَلَغَتْ
مُسْتَحَاضَةً وَحَجَرًا بِالْحَيْضِ وَالتَّقَاسِ ثَمَانِيَةُ أَشْيَاءُ الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ
وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَمَسْهَا إِلَّا بِغِلَافٍ وَدُخُولُ مَسْجِدٍ وَالظُّلُوفُ
وَالْجِمَاعُ وَالِاسْتِمْتَاعُ بِمَا خَتَّ الشَّعْرَةُ إِلَى خَتِّ الرُّكْبَةِ وَإِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ
لَا كَثْرَتُ الْحَيْضِ وَالتَّقَاسِ حَلَّ الْوُطُو بِمَا غُسِلَ وَلَا يَحِلُّ أَنْ يَنْقَطَعَ لِدَرْجِهِ
لِتِمَامِ عَادَتِهَا إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ أَوْ تَتِمَّمَ وَتُصَلِّيَ أَوْ تُصِيرَ الصَّلَاةُ دَيْنًا
فِي ذِمَّتِهَا وَذَلِكَ بِأَنْ تُجَدَّ بَعْدَ الْإِنْقِطَاعِ مِنَ الْوَقْتِ الَّذِي انْقَطَعَ الدَّمُ
فِيهِ زَمَانًا يَسَعُ الْغُسْلَ وَالتَّحْرِيمَةُ فَنَاءُ فَوْقَهَا وَلَمْ تَغْتَسِلْ وَلَمْ تَتِمَّمَ
حَتَّى خَرَجَ الْوَقْتُ وَتَقْضَى الْحَائِضُ وَالتَّقَاسُ الصَّوْمُ دُونَ الصَّلَاةِ وَيَحْرُمُ
بِالْجَنَابَةِ خَمْسَةُ أَشْيَاءَ الصَّلَاةُ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَمَسْهَا إِلَّا بِغِلَافٍ
وَدُخُولُ مَسْجِدٍ وَالظُّلُوفُ وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُحْدِثِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الصَّلَاةِ وَالظُّلُوفُ
وَمَسْهُ الْمَصْحُفِ إِلَّا بِغِلَافٍ وَدَمُ الْاسْتِحْضَاءِ كَدُّ عَيْنٍ دَائِرًا لَا
يَمْنَعُ صَلَاةً وَلَا صَوْمًا وَلَا طَهًّا وَتَوَضُّاءُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَمَنْ بِهِ عَذْرُكَ لَسَلِ
بَوْلٍ وَاسْتِطْلَاقِ بَطْنٍ لَوْ قَتَّ كُلَّ فَرْصٍ وَيَصَلُّونَ بِهِ مَا شَاءُوا مِنْ
الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَيَبْتَطِلُ رُضُوءُ الْمَعْدُورِينَ بِخُرُوجِ الْوَقْتِ فَقَطْ وَلَا
يَصَابِرُ مَعْدُورًا حَتَّى يَسْتَوْعِبَهُ الْعُذْرُ وَقَتًا كَمَا لَا يَلِيسُ فِيهِ انْقِطَاعُ
بِقَدْرِ الرُّضُوءِ وَالصَّلَاةِ وَهَذَا أَشْرَطُ ثُبُوتِهِ وَشَرُّ دَوَامِهِ وَجُودُهُ
فِي كُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ ذَلِكَ وَلَوْ مَرَّةً وَشَرُّ انْقِطَاعِهِ وَخُرُوجِ صَاحِبِهِ
عَنْ كَوْنِهِ مَعْدُورًا خَلَوْ وَقْتُ كَامِلٍ عَنْهُ

بابُ اکیض والنفس والاستحاضه

ترجمہ :- عورت کی فرج (پیشاب گاہ) سے نکلنے والے تین خون ہیں (۱) حیض (۲) نفاس (۳) استحاضہ حیض بالغہ عورت کے رحم سے آنے والے خون کا نام ہے کہ نہ اسے کوئی بیماری ہو نہ وہ حاملہ ہو، اور نہ نا اُمیدی (خون بند ہونے) کی عمر ہوتی ہو۔ حیض کی کم سے کم مدت تین دن (اڑھین رات) اور درمیانی مدت پانچ روز اور زیادہ سے زیادہ مدت دس روز ہے۔

اور نفاس بچہ کی پیدائش کے بعد آنے والے خون کا نام ہے زیادہ سے زیادہ انکی مدت چالیس دن ہے۔ اور اس کے کم کی کوئی حد نہیں۔ اڑھین روز سے کم آنے والا یا دس روز سے زیادہ آنے والا خون حیض میں اور چالیس دن سے زیادہ آنے والا خون استحاضہ قرار دیا جائے گا۔ دو حیضوں کے درمیان فاصلہ پیدا کر نیوالے طہر کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے اور زیادہ مدت کی کوئی تحدید نہیں۔ البتہ وہ عورت جو استحاضہ کے ساتھ بالغہ ہوتی ہو۔

حیض و نفاس کے دوران آٹھ چیزیں حرام ہیں (۱) نماز (پڑھنا) (۲) روزہ رکھنا) (۳) قرآن کریم کی (کسی) آیت کی تلاوت ۔

(۴) قرآن شریف کو مس کرنا مگر غلاف کے ساتھ (یعنی ایسے جزدان وغیرہ کے ذریعہ چھونا تو قرآن شریف سے الگ ہو۔ اس کے ساتھ سلا جھڑایا قرآن شریف کی چوٹی نہ ہو (۵) مسجد میں داخل ہو۔ (۶) طواف کرنا (۷) شوہر کا ہمبستر ہونا (۸) زیر ناف کے گھٹنہ تک کے حصہ نفع اٹھانا اور لطف اندوز ہونا۔

اور اگر خون حیض و نفاس کی اکثر مدت (یعنی دس روز اور چالیس روز) میں بند ہوا ہو تو عورت کے غسل کے بغیر بھی (شوہر کو) اس سے ہمبستری حلال ہے۔ اور اگر عورت کا خون عادت کے مطابق یہ مدت پوری ہونے سے قبل بند ہوا ہو۔ البتہ اگر وہ نہالے (یا نہ ہلے پر عدم قدرت کے باعث تیمم کر کے نماز پڑھ لے یا اس پر نماز لازم ہو گئی ہو (تو ہمبستری درست ہے) اسکی شکل یہ ہے کہ خون بند ہو جانے کے بعد جس وقت سے خون ٹرکا ہو۔ اتنا وقت بلی جائے کہ اس کے لئے نہانا اور قرچہ ہوسکے یا ان دونوں سے زیادہ کی وقت میں وسعت ہو اور اس کے باوجود وہ نہنہاتے تیمم کر لے حتیٰ کہ اس نماز کا وقت جاتا رہے

وہ عورت جسے حیض و نفاس آ رہا ہو۔ ان پر روزہ کی قضا لازم ہوگی۔ غازی کی لازم نہ ہوگی۔
بحالت جنابت پانچ اشیاء حرام ہیں (۱) نماز (۲) قرآن کریم کی کسی آیت کی تلاوت (۳)
غلاف کے بغیر قرآن شریف کو چھونا (۴) مسجد میں داخل ہونا (۵) طواف کرنا
بے وضو بہتین اشیاء ممنوعہ (دعرام) قرار دی گئی ہیں (۱) غازی پڑھنا (۲) طواف کرنا (۳)
غلاف کے بغیر قرآن شریف کو چھونا۔

خون استقامت کا دائمی ٹیکس کے حکم میں ہے کہ اسکی وجہ سے نماز پڑھنا ممنوع ہے اور نہ روزہ
اور نہ طہ (مہستری)

استقامت اور وہ شخص جو صاحبِ مذر ہو جسے مسلسل پیشاب کے قطرے ٹپکنے کی بیماری اور پاپیٹ
کا جاری (دست وغیرہ مسلسل آنا) ان کا حکم یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت وضو کر کے اس وقت
کے اندر بہتے فرض و نفل پڑھے جائیں پڑھ لیں۔

ان معذورین کا وضو محض وقت کے اختتام کے ساتھ جاتا ہے گا۔ (مگر شرط یہ ہے کہ
اس عذر کے علاوہ کوئی اور وضو کو توڑنے والی چیز اندرونِ وقت ظاہر نہ ہو) اور معذور اس وقت
تک شمار نہ ہو گا جب تک یہ عذر پورے وقت پر محیط نہ ہو کہ وضو اور نماز کے لئے بھی انقطاع نہ
ہو سکے (اور اس قدر وقت بھی نہ ملے کہ اس عذر سے صحت یابی کی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکے)
مذر کے ثابت ہونے کے لئے اسے شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور عذر کے دائمی ہونے کی یہ شرط قرار دی
گئی ہے کہ اس کے بعد ہر وقت نماز کے اندر یہ عذر موجود رہے قرار ہو خواہ (ہر وقت نماز میں)
ایک ہی بار ہو۔ اور عذر کے ختم ہونے اور عذر دالے کا عذر ختم ہونے کی (اور اسے معذور قرار دینے
کی) شرط یہ ہے کہ ایک نماز کے قابل وقت میں یہ عذر نہ پایا جاتے۔

تشیخ و توضیح باب الحيض الخ اس باب میں وہ تین خون بیان کئے گئے ہیں۔ جو
عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں

لاداءھا الخ وہ خون جو رحم کے علاوہ سے آتے اسے حیض قرار دیں گے۔
وتقتضی الحائض والنفساء الخ یعنی ایام حیض و نفاس کے روزوں کی قضا ہے غازی کی
قضا نہیں مسلم شریف، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں حیض آتا تو ہمیں روزہ کی قضا کا حکم ہوتا۔ اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا (بخاری
البراد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور از وجوب صوم میں یہ ہے کہ وہ تو صرف ایک مہینہ کے رکھنے لازم

ہیں۔ اسکے برعکس نماز کہ وہ ہر روز بار بار پڑھی جاتی ہے۔ اس بنا پر نماز کی قضائیں حرج عظیم ہے خاص طور پر جب کہ مدت حیض دس روز ہو۔ لہذا شریعت نے سہولت کی خاطر ان دنوں کی نماز معاف کر دی۔

دُخُولِ مَسْجِدِ الْیَوْمِ بحالتِ حیض مسجد میں جانا بھی حائضہ کے لئے ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”مسجد میں داخلہ جُنبی (یعنی ناپاکی کی بنا پر غسل کی ضرورت ہو) اور حائضہ کے لئے حلال قرار نہیں دیا گیا اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ مسجد جُنبی اور حائضہ کے لئے حلال نہیں۔ اور اطلاق میں اسکی طرف اشارہ ہے کہ داخلہ مطلقاً ممنوع ہے۔ خواہ قیام کے طور پر ہو یا مسجد سے گزرا جائے۔ اور تمام مسجدوں کا حکم برابر ہے البتہ عید گاہ اور جنازہ گاہ اس سے استثنیٰ نہیں اس لئے کہ ان میں جُنبی کا داخل ہونا اور مساجد کی طرح ممنوع نہیں ہے۔“ بحر الرائق، وغیرہ میں اسکی تفصیل موجود ہے۔

الطَّوُافُ الخ۔ طواف بھی بحالتِ حیض و نفاس ممنوع ہے۔ خواہ فرض ہو جیسے طوافِ زیارت یا نفل

لَا يَمْتَنِعُ صَلَاةُ الْيَوْمِ حدیث شریف میں ہے کہ ایامِ حیض میں نماز مت پڑھ اس کے بعد اکثر مدتِ حیض (دس روز) گزرنے پر غسل کمرے کے نماز پڑھے۔ اور ہر نماز کے لئے وضو کر اور ایک روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ اگرچہ خون کا قطرہ چٹائی پر ہو رہے روایت ابو داؤد و مسند احمد ابن ماجہ مسند سنن بن راہویہ، مسند بزار اور ابن ابی شیبہ وغیرہ میں موجود ہے۔

”سنن ابو داؤد“ کی روایت میں ہے کہ حضرت حمزہ بنت عُمس رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آتا تھا اور ان کے شوہران سے ہمبستر ہوتے تھے۔

وَيَصِلُونَ الخ حاصل اس کا یہ ہے کہ معذور مثلاً اگر ظہر کے اوّل وقت میں وضو کرے تو اس کے لئے اس وضو سے ظہر کے وقت کے انگوٹک امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک نماز جائز ہے پھر ظہر کا وقت ختم ہو جانے کے ساتھ اس کا وضو لوٹ جاتے گا۔

بَابُ الْإِنْجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنْهَا

تَقْفِيهِمُ الْإِنْجَاسَ إِلَى قِسْمَيْنِ غَلِيظَةٍ وَخَفِيفَةٍ فَالْغَلِيظَةُ كَالْخَمْرِ وَالْبَذَرِ

المسْفُوحَ وَلَحْمَ الْمَيْتَةِ وَرَاهِئَهَا وَبَوْلَ مَا لَا يُؤْكَلُ وَبُخْرَ الْكَلْبِ وَرَجِيمَ السَّبَاعِ
وَلَعَائِمَهَا وَخُرْعَ الدَّجَاجِ وَالْبَطْ وَالْأَدْوَرَّ وَمَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ بِخُرْ وَجْهٍ مِنْ
بَدَنِ الْإِنْسَانِ وَأَمَّا الْغَيْفَةُ فَكَبُولُ الْفَرَسِ وَكَذَا بَوْلَ مَا يُؤْكَلُ لِحَمَّةٍ
وَخُرْعَ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ وَخُفَى قَدَرُ الذَّهَبِ مِنَ الْمُخَلْطَةِ وَمَا دُونَ سُرْبِ
الثَّوْبِ أَوِ الْبَدَنِ وَخُفَى رَشَاشُ بَوْلِ لَسَرٍ مُوسٍ الْأَبْرَدِ وَلَوْ بُلَّ فِرَاشٌ
أَوْ ثَرَابٌ بِحَسَانٍ مِنْ عَرَقٍ نَاسِمٍ أَوْ بُلَّ قَدَمٌ وَظَهَرَ أَثَرُ النِّجَاسَةِ
فِي الْبَدَنِ وَالْقَدَمِ تَنْجَسًا وَإِلَّا فَكَلَامًا لَا يَنْجُسُ ثَوْبٌ جَاءَ طَاهِرٌ
لَعَنَ فِي ثَوْبٍ نَجَسٍ سَرَطٌ لَا يَنْغَصِي الرَّطْبُ لَوْ عَصِرَ وَلَا يَنْجُسُ
ثَوْبٌ سَرَطٌ بِنَشْرِهِ عَلَى أَرْضٍ جَنَسَةٍ يَابِسَةٍ فَتَنَدَّتْ مِنْهُ وَلَا بِرِيحٍ
هَبَّتْ عَلَى نِجَاسَةٍ فَاصَابَتْ الثَّوْبَ إِلَّا أَنْ يَظْهَرَ أَثَرُهَا فِيهِ وَيُطَهَّرُ تَنْجِيسًا
بِنِجَاسَةٍ مَرْتَبَةٍ بَزْوَالِ عَيْنِهَا وَلَوْ بِمَرَّةٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَلَا يُضَرُّ بَقَاءُ
أَثَرِ شَيْءٍ زَوَالُهُ وَغَيْرِ الْمَرْتَبَةِ بِغَسْلِهَا ثَلَاثًا وَالْعَصْرِ كُلِّ مَرَّةٍ وَتُطَهَّرُ
النِّجَاسَةُ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ بِالسَّاءِ وَبِكُلِّ مَا تَعَمَّ مُزِيلٌ كَالْحَلِّ وَمَاءِ
الْوُزْدِ وَيُطَهَّرُ النُّجْمُ وَخَوْءُهُ بِالذَّلِكِ مِنْ نِجَاسَةٍ لَهَا جَرْمٌ وَلَوْ كَانَتْ
رَطْبَةً وَيُطَهَّرُ الشَّيْفُ وَخَوْءُهُ بِالسَّاءِ وَإِذَا ذَهَبَ أَثَرُ النِّجَاسَةِ عَنِ
الْأَرْضِ وَجَفَّتْ جَازَتْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا دُونَ التَّيَمُّمِ مِنْهَا وَيُطَهَّرُ مَا هَا
مِنْ شَجَرٍ وَكَلَامٍ قَائِمٍ بِجَنَابِهِ وَتُطَهَّرُ نِجَاسَةٌ اسْتَحَالَتْ عَيْنُهَا كَأَنْ
صَارَتْ مَلْعًا أَوْ احْتَرَقَتْ بِالنَّارِ وَيُطَهَّرُ الْمَتْنُ الْجَائِزُ بِغُرْكِهِ عَنِ الثَّوْبِ
وَالْبَدَنِ وَيُطَهَّرُ الرُّطْبُ بِغُسْلِهِ

(فصل) يُطَهَّرُ جِلْدُ الْمَيْتَةِ بِالذَّبَاغَةِ الْحَقِيقِيَّةِ كَالْقَرِظِ وَبِالْحَكِيمِيَّةِ
كَالتَّمْرِ وَبِالسَّامِيَّةِ كَالْأَدَمِيِّ وَتُطَهَّرُ الذَّكَاءَةُ
الشَّرْعِيَّةُ جِلْدٌ غَيْرُ الْمَاكُولِ دُونَ لَحْمِهِ عَلَى أَصَحِّ مَا يَقْتَضِي
بِهِ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَسْرِي فِيهِ الدَّمُ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ كَالشَّعْرِ وَالرِّيشِ
الْمَحْزُوزِ وَالْقَرْنِ وَالْحَافِرِ وَالْعَظْمِ مَا لَمْ يَكُنْ بِهِ دَسَمٌ وَالْعَصَبُ نَجَسٌ
فِي الصَّحِيحِ وَنَافِئَةُ الْمَسِكِ طَاهِرَةٌ كَالْمَسِكِ وَأَكَلُهُ حَلَالٌ وَالزِّيَادُ

طَاهِرٌ تَصَحُّ صَلَوةٌ مُتَطَهِّرٌ بِهِ

بابُ الانجاس والطهارة عنہا

ترجمہ :- نجاستیں اور نجاستوں سے پاک ہونا۔

نجاست دو قسموں پر مشتمل ہے۔ (۱) غلیظہ (۲) خفیفہ۔ غلیظہ مثلاً شرب اور پینے والا خون اور مردار کا گوشت اور اسکی (بجز باعنت دی ہوئی) کھان اور نہ کھاتے جانے والے جانوروں کا پیشاب اور چھانٹنے والے جانوروں (شیر وغیرہ) اور کتے کا پاخانہ اور ان (ذکر کردہ) جانوروں کا لعاب، مرغابی، بطخ، اور مرغی کی بیٹ اور ایسی اشیاء کہ ان کے جسم انسان سے لگنے پر وضو باقی نہیں رہتا۔

اور نجاست خفیفہ مثلاً گھوڑے کا پیشاب اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور ان پر نندوں کی بیٹ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ ایک درہم (۱/۳ ماشہ) کے بقدر نجاست غلیظہ معاف ہے مگر اس کے لگے ہوتے ہونے کی صورت میں نماز ہو جلتے گی اور چھوٹائی سے کم کپڑے یا بدن پر لگی ہوئی ہو تو معاف ہے۔ اور پیشاب سوئی کے ناکوں کے برابر بڑھ جاتے تو معاف ہے اس کا دھونا واجب نہیں)

اور اگر سونے والے کے پسینہ سے مٹی یا بستر تر ہو جائیں یا قدم کی تری سے یہ دونوں چیزیں بھیگ جائیں اور نجاست کا اثر جسم اور قدم میں ظاہر ہو تو دونوں کے ناپاک ہونے در نہ ناپاک نہ ہونے کا حکم ہو گا۔ جیسے وہ خشک پاک کپڑا نجس نہیں ہوتا۔ جسے نجس تر کپڑے میں پھیٹ دیا جلتے (اور پاک کپڑے پر اسکی تری آ جلتے) مگر اس قدر تری نہیں کہ پتھر نے پر قطرے ٹپکے (تو اس پر نماز درست ہے) یا تر کپڑا ناپاک خشک زمین پر بچھایا جلتے کہ زمین اس سے بھیگ جاتے (تو کپڑا نجس نہ ہو گا) اور اس ہوا کی وجہ سے بھی نجس نہ ہو گا۔ جو کسی ناپاکی پر چلے اور کپڑے تک پہنچے البتہ اگر نجاست کا اثر کپڑے پر عیاں ہو تو ناپاک ہو جلتے گا۔

اور دکھائی دینے والی نجاست بدن یا کپڑے پر لگ جلتے تو عین نجاست در در کرنے سے پاکی کا حکم ہو گا۔ خواہ وہ ایک بار ہی کے دھونے سے ختم ہو جائے۔ اگرچہ اس کا اثر باقی رہ جاتے کہ اس کا زائل کرنا دشوار ہو۔ اور وہ نجاست جو دکھائی نہ دے اسے تین بار دھویں گے اور

ہر مرتبہ پھڑپھڑائے گی۔
جسم اور کپڑے کی نجاست سے پانی اور ہر ایسی بہنے والی چیز کے ذریعہ پاک حاصل ہو جائے گی جو نجاست نازکی کرنے والی ہو۔ مثلاً سرکہ اور گلاب (وغیرہ) اور موزہ وغیرہ پر اگر جسم والی نجاست لگ جاتے تو گرگڑنے سے پاک ہو جائے گا۔ اگرچہ نجاست گیلی کیوں نہ ہو۔
اور تلوار وغیرہ پونچھنے (اور کپڑے وغیرہ کے ذریعہ صاف کرنے سے) پاک ہو جائے گی۔
اور زمین سے نجاست کا اثر ختم ہو جائے اور زمین سوکھ گئی ہو تو زمین پاک ہو جائے گی۔
اور اس پر غار پڑھنا جائز ہو گا۔ (مگر) تیمم اس سے جائز نہیں ہو گا۔ اور درخت اور زمین پر اُگی ہوئی گھاس زمین کے خشک ہو جانے سے پاک قرار دیتے جابین گئے۔
اور وہ جس شے جس کی ذات میں انقلاب آجائے مثلاً (گدھا نمک دان میں گر کر) نمک بن جائے یا آگ میں جل جائے (مثلاً جس چیز کا کہ بن جائے) تو وہ پاک قرار دی جائے گی۔
اور خشک مٹی کپڑے اور بدن پر سے کھرچ دیں تو کپڑے اور بدن کے پاک ہونے کا حکم ہو گا اور تر ہو تو دھونے سے بدن اور کپڑا پاک ہو گا۔

فصل ۱۰ دباغت دی ہوتی سردار کی کھال پاک ہو جائے گی۔ دباغت حقیقہ ہو۔ مثلاً وہ کھال جو کیکر کی مانند درخت کے پتوں کے ذریعہ دباغت دی گئی ہو، اور (نواہ) دباغت محکیہ ہو مثلاً کھال پر مٹی ملی گئی ہو اور (پھر اسے) دھوپ میں سکھایا گیا ہو۔ مگر آدمی اور خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی ناپاک ہے گی (آدمی کی کھال تحکیم کے باعث اور خنزیر کی نجس لعین ہونے کی وجہ سے) اور شرعی طریقہ سے حرام جانور ذبح کرنے سے زیادہ صحیح اور مفتی بہ قول کے مطابق اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور اس کا گوشت پاک نہیں ہوتا۔

اور جانور کے جسم کی ہر ایسی شے جس میں خون سرایت نہ کرے وہ اس کے مرنے سے نجس ہوگی جیسے (بہ پانچ چیزیں) (۱) بال (۲) کٹے ہوئے پر (۳) سینک (۴) کھڑ (۵) وہ ہڈی جس پر کوئی چکناہٹ باقی نہ ہو (پاک ہے) اور صحیح قول کی رو سے ہٹھا نجس ہے اور خشک کی مانند نافہ مشک (نبی) پاک اور اس کا کھالین حلال (قرار دیا گیا) ہے۔ اور زباد (ایک قسم کی خوشبو جو ایک جانور سے حاصل کی جاتی ہے اور یہ جانور بلی کی مانند اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے) اور اس جانور کو بھی الزباد سے سور الزباد اور مدقط الزباد، (کہا جاتا ہے) ظاہر ہے اسے لگا کر مناز پڑھنا درست ہے۔

تشریح و توضیح | دیکل مائعہ الخ یعنی نازی کا بدن کپڑے اور جگہ پاک نہ ہو تو رقیق و مہینہ چیز سرکہ، گلاب وغیرہ سے پاک کر سکتے ہیں ”ہینے دالی“ کی قد لگا کر نہ ہینے دالی پاک چیزوں سے احتراز مقصود ہے مثلاً برف، اولہ، اور ”منزل“ کی قد لگا کر ان چیزوں سے احتراز مقصود ہے جن سے نجاست زائل نہ ہوتی ہو مثلاً دودھ اور تیل وغیرہ کہ ان میں بکھناٹ ہوئی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مطلق طہارت صرف پانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ دوسری ہینے دالی اشیاء سے نہیں۔

و یطہر السیف و خنجر بالمسح الخ یعنی تلوار وغیرہ مثلاً آئینہ اور ہڈی اگر انہیں پاک چیز سے رگڑ کر نجاست کا اثر زائل کر دیا جائے تو انہیں پاک قرار دیا جائے گا۔

و یطہر المنحی الجاف بفركه الخ یعنی خشک مٹی رگڑ کر صاف کرنے سے پاکی حاصل ہو جاتی گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے مٹی دھو دیتی تھی (یہ روایت مسلم شریف میں موجود ہے۔)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے مٹی کھرچ دیا کرتی تھی (مسلم شریف میں یہ بھی روایت ہے۔)

”دارقطنی“ اور ”ہیثمی“ کی روایت میں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے مٹی اس کے تر ہونے کی صورت میں دھوتی تھی اور خشک ہونے کی صورت میں رگڑ دیتی تھی القروظہ وسلم کا درخت جو کبک کے درخت کی مانند ہوتا ہے۔ اسی سے ”القراظہ“ آتا ہے سلم کے درخت کی پتیوں کا بیچنے والا۔

الشمس دھوپ میں خشک کرنا کہا جاتا ہے۔ لبسط لشی فی الشمس“ اس نے چیز کو دھوپ میں پھیلا دیا

لا ینجس بالموت کالشعر الخ۔ ”منع القدر میں ہے کہ مردار کی ہڈیوں صوف اور سینگوں اور بالوں سے انتفاع میں مضائقہ نہیں۔ کیونکہ یہ سب پاک ہیں“ ولا بأس ببيع عظام المیتة عصبها وصوفها وقرنها وشرها واکانتفاع بذلك كله لانها طاهرة الخ (منع القدر ص ۲۳ ج ۵)

امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا حکم پھاڑنے والے درندوں کا سایہ لہذا اسکی ہڈی کی بیع اور اس سے انتفاع کتے کی طرح جائز ہے۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے

ما تھی دانت کے دو گنگن خریدے ، اور لوگوں کے لئے بلا نیکراس کا استعمال ظاہر ہو گیا۔ بعض نے اسکی بیع کے جواز پر علما کا اجماع نقل کیا ہے ”بخاری“ میں ہے امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ مردار کی ہڈیوں کا حکم ما تھی وغیرہ کا سا ہے۔ میں نے علمائے سلف کو پایا کہ وہ انکی ہڈیوں سے گنگن کرتے اور ان سے تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔
امام ابن سیرینؒ اور ابویہؒ فرماتے ہیں کہ ما تھی دانت کی تجارت میں مصافقہ نہیں ،
(فتح القدیر ص ۲۵ ج ۵)

کتاب الصلوة

يَشْتَرُطُ لِفَرْضِيَّتِهَا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَالتَّوَمُّدُ
بِهَا الْأَوَّلُ كَدُ لِسَبْعِ سِنِينَ وَتَضَرُّبُ عَلَيْهَا عَشْرُ بَيِّنَاتٍ لَا يَخْشَبُ
وَأَسْبَابُهَا أَوْقَاتُهَا وَتَجِبُ بِأَوَّلِ الْوَقْتِ وَجُوبًا مُوسَّعًا وَالْأَوْقَاتُ خَمْسَةٌ
وَقْتُ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ إِلَى قُبَيْلِ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَرَقْتُ
الظُّلِّ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ يَصِيرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيَّةً أَوْ مِثْلَهُ
سِوَى ظِلِّ الْإِسْتِواءِ وَاخْتَارَ الثَّانِي الطَّحَاوِيَّ وَهُوَ قَوْلُ الصَّاحِبِينَ
وَرَقْتُ الْعَصْرِ مِنْ ابْتِدَاءِ الزِّيَادَةِ عَلَى الْمَثَلِ أَوْ الْمَثَلَيْنِ إِلَى غُرُوبِ
الشَّمْسِ وَالْمَغْرَبِ مِنْهُ إِلَى غُرُوبِ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ عَلَى الْمَفْتَى بِهِ وَالْعِشَاءُ
وَالْوِتْرُ مِنْهُ إِلَى الصُّبْحِ وَلَا يَقْدَرُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِلتَّرْتِيبِ
الْلاَزِمِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ وَقْتُهَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ فَرْضَيْنِ
فِي وَقْتٍ بَعْدِيٍّ إِلَّا فِي عَرَفَةَ لِلْحَاجِّ بِشَرَطِ الْأَمَامِ الْأَعْظَمِ
وَالْأَحْرَامِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيمٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ
الْمَغْرَبِ وَالْعِشَاءِ بِمَزْدَلَفَةَ وَلَمْ يَجْزِ الْمَغْرِبُ طَرِيقَ مَزْدَلَفَةَ
وَيُسْتَحَبُّ الْأَسْفَارُ وَالْفَجْرُ لِلرِّجَالِ وَالْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْمِيلُهُ
فِي الشِّتَاءِ إِلَّا فِي يَوْمٍ غَيَمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيهِ وَتَأْخِيرُ الْعَصْرِ مَالَمْ يَتَغَيَّرِ
الشَّمْسُ وَتَعْمِيلُهُ فِي يَوْمٍ غَيَمٍ وَتَعْمِيلُ الْمَغْرِبِ إِلَّا فِي يَوْمٍ غَيَمٍ

فَيُؤَخِّرُ فِيهِ وَتَاخِيرُ الْعِشَاءُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَتَعَجِّلُهُ فِي الْعُجْمِ وَتَاخِيرُ
الْوُشْرَ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ لِمَنْ يَثْقُ بِالْأَنْبِيَاءِ
(فصل) ثَلَاثَةُ أَوْقَاتٍ لَا يَصِحُّ فِيهَا شَيْءٌ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالْوُجُوبَاتِ الَّتِي
لَزِمَتْ فِي الدُّعَاءِ قَبْلَ دُخُولِهَا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ تَرْتَفِعَ
وَعِنْدَ اسْتَوَائِهَا إِلَى أَنْ تَنْزُولُ وَعِنْدَ إِصْفَرِ أَرْحِهَا إِلَى أَنْ تَغْرُبَ وَيَصِحُّ
إِدَاءُ مَا وَجِبَ فِيهَا مَعَ الْكَرَاهَةِ كَجَنَازَةٍ حَضَرَتْ وَسَجْدَةُ آيَةِ تَلَيْتَ
فِيهَا كَمَا صَحَّ عَصْرُ الْيَوْمِ عِنْدَ الْغُرُوبِ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَالْأَوْقَاتُ
الثَّلَاثَةُ يَكْرَهُ فِيهَا التَّأَنُّلُ كَرَاهَةِ غَرِيمٍ وَلَوْ كَانَ لَهَا سَبَبٌ كَالْمَذْذَرِ
وَمِنْ كَعْتِي الصَّوَابِ وَيَكْرَهُ التَّنْفُلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِأَكْثَرِ مِنْ سُنَّتِهِ
وَبَعْدَ صَلَاتِهِ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَعِنْدَ
خُرُوجِ الْخُطْبِ حَتَّى يَفْرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَعِنْدَ الْإِقَامَةِ الْآسَنَةِ
الْفَجْرِ وَقَبْلَ الْعِيدِ وَلَوْ فِي الْمَنْزِلِ وَبَعْدَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَبَيْنَ الْمَعِينِ
فِي عَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ وَعِنْدَ صَيْقِ وَقْتِ الْمَكْتُوبَةِ وَمَدَاقِعَةِ
الْأَحْبَاشِ وَحُضُورِ طَعَامِ تَتَوَقَّعُ نَفْسُهُ وَمَا يَشْغَلُ الْبَالُ
وَيُحِلُّ بِالْخُشُوعِ

ترجمہ: بتین چیزوں کو نماز کی فضیلت کے لئے شرط قرار دیا ہے (۱) اسلام (۲) بالغ ہونا
(۳) عقل (صاحب ہوش و دواس ہونا) سات برس کی عمر کو تو نماز پڑھنے کا حکم کرے اور دس برس کی
عمر ہو تو نماز نہ پڑھنے پر لکڑی سے نہیں بلکہ ہاتھ سے مارے۔ نماز فرض ہونے کے اسباب اس کے
اوقات ہیں۔ نماز کا وجوب اس کے اوّل وقت میں ہو جاتا ہے اور آخری وقت تک پڑھی جاسکتی ہے
اوقات نماز پانچ ہیں۔ (۱) نماز فجر کے وقت کی ابتدا صبح صادق سے ہوتی ہے اور سورج
لنگھنے سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

(۲) ظہر کا وقت زوال کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور ہر چیز کا سایہ اصل سائے کے علاوہ دوگنا
ہونے تک باقی رہتا ہے۔ امام محمدؒ کی کا اختیار کردہ قول دوسرا ہے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ مجب ہی فرماتے
ہیں۔ (۳) عصر کا وقت ایک مثل یا دو مثل پر اذان سے سورج غروب ہونے تک ہے۔

(۴) مغرب کا وقت مفتی بقل کے مطابق سورج عذب ہونے کے بعد سے سورج شفق کے عذب ہونے تک ہے۔

(۵) دقتِ عشاء و وتر شفق (سرخ یا سفیدی کے غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کے طلوع تک ہے۔ اور وتر عشاء پر مقدم لازم ترتیب کی بنا پر مقدم نہیں کریں گے۔ اور جنہیں ان دونوں کا وقت نہ ملے اس پر ان دونوں (غاز عشاء و وتر) کا وجوب (بھی) نہ ہوگا۔ اور کسی عذر کی وجہ سے دو فرض ایک وقت میں جمع نہ ہوں گے (کہ ایک فرض کے وقت میں دو فرض ادا کئے جائیں، البتہ امام المسلمین (یا اس کے قائم مقام) اور اعرام کی شرط کے ساتھ حاجوں کے لئے عرفات میں ظہر و عصر کو اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو جمع کرنا اور ایک وقت میں دو فرض نمازیں ادا کرنا درست ہے

اور غارِ مغرب اس دن راہِ مزدلفہ میں پڑھنا جائز ہے اور مردوں کے لئے اسفار ہونے پر فجر کی غار کا آغاز مستحب اور گرمی میں غارِ ظہر ٹھنڈے وقت میں اور موسمِ سرما میں جلدی مستحب، البتہ اگر چھایا ہوا ہو تو (بلا تخصیص موسم) تاخیر مستحب۔

اور عصر کی غار اس وقت تک مؤخر کرنا مستحب کہ آفتاب میں تغیر نہ آئے اور اگر ہو تو جلدی باعثِ استحباب ہے اور غارِ مغرب میں جلدی مستحب، البتہ اگر چھایا ہوا ہو تو مؤخر کرنا مستحب ہے اور عشاء کی غار میں تہائی رات تک تاخیر مستحب اور جس روز بادل ہو جلدی کرنا باعثِ استحباب ہے اور جسے جاگنے کا یقین ہو اسے وتر آخری شب تک مؤخر کرنا مستحب۔ (اور بیداری کا یقین نہ ہو تو عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لے)

فصل - غار کے تین اوقات ہیں کہ ان میں کسی ایسے فرض اور واجب کا ادا کرنا درست نہیں جس کا وجوب ان اوقات کے آنے سے پہلے ہو چکا ہو (دو تین اوقات یہ ہیں) (۱) طلوعِ آفتاب کا وقت حتیٰ کہ وہ اوج (اور روشن) ہو جائے (۲) عین نصف النہار کے وقت حتیٰ کہ وہ ڈھل جائے (۳) اور سورج کے عذب ہونے کے وقت حتیٰ کہ سورج عذب ہو جائے۔

اور جن فرائض کا وجوب ان مکروہ اوقات میں سے کسی مکروہ وقت میں ہو یا ادا کرنا ان اوقات میں بکراہت صحیح ہو گا مثلاً جنازہ جو ان اوقات میں سے کسی وقت میں آئے۔ اور تین اوقات میں نفل نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ ان نوافل کا کوئی سبب ہی کیوں ہو مثلاً ایسی نفلیں جن کی (انہیں اوقات میں ادا کرنے کی نذر کی گئی ہو۔ اور دو رکعات طواف۔

اور طلوع فجر کے بعد سنت فجر کے علاوہ نفل نماز پڑھنا باعث کرامت ہے اور فرض نماز فجر د عصر کے بعد اور نماز مغرب قبل نفل پڑھنا باعث کرامت ہے ،
اور امام کے خطبہ جمعہ کے لئے نفل کے بعد سے اس کے نماز جمعہ فارغ ہونے تک نفل نماز مکروہ ہے۔ اقامت کے وقت فجر کی سنتوں کے علاوہ نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عید سے قبل خواہ گھر ہی میں کیوں نہ ہو اور نماز کے بعد مسجد میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے

اور عرفہ و مزدلفہ میں کٹھی پڑھی جانے والی دو نمازوں کے درمیان نفل نماز باعث کرامت ہے اور نماز فرض کا وقت اگر تنگ ہو جائے اور پاخانہ و پیشاب کے وقت اور کھانا سامنے ہونے کی صورت میں کہ نفس اسکی طرف راغب ہو، اور ہر ایسی شے کے سامنے ہوتے ہوئے کہ دل اسکی طرف راغب متوجہ ہو اور شروع میں جس کے باعث غفل واقع ہوتا ہو نفل نماز مکروہ ہے۔

تشریح و توضیح | اَلْی ان یصیر ظل کل شیءٍ اَوْ قاضی شامہ اللہ حب پانی پتی
نے اپنی مشہور فارسی کتاب در ملا برسنہ، میں سایہ اصلی کی شناخت کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ جہاں زمین پر ایک دائرہ بنا لو اور دائرہ کے بالکل بیچ میں قطر دائرہ کے چوتھائی سے بڑی نوکری سرنگی ایک لکڑی گاڑ دو جب سورج طلوع ہوگا۔ تو اس لکڑی کا سایہ دائرہ سے بالکل باہر ہوگا۔ جول جول سورج چڑھے گا سایہ کم ہوتا ہوا دائرہ کے اندر داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ دائرہ کے محیط پر جب سایہ پہنچے اور اندر داخل ہونا شروع ہو تو محیط پر اس جگہ ایک نشان لگا دو جہاں سے سایہ اندر داخل ہو رہا ہے پھر دو پہر بعد یہ سایہ بڑھ کر دائرہ کے محیط سے نکلنا شروع ہو جائے گا۔ جس جگہ محیط سے یہ سایہ باہر نکلے اس جگہ بھی محیط پر نشان لگا لو۔ پھر جو ان دونوں نشانوں کے درمیان ہے ایک کھلاتے گا اور جو سایہ کہ اس خط پر پڑے گا۔ وہ سایہ اصلی کھلاتے گا۔

وقت العصر یعنی عصر کی نماز خواہ سڑی ہو یا گرمی دونوں موسموں میں مستحب یہ ہے کہ ذرا تاخیر کر کے پڑھی جائے۔ البتہ بادل ہو تو ہمیں مستحب وقت کی تعیین میں مغالطہ بھی سکتا ہے اور اس کا احتمال ہے کہ کہیں مکروہ وقت نہ ہو جائے اسلئے تبغیل بھی بہتر ہے بحوالہ امام محمدؒ امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ نماز عصر میں تاخیر تبغیل سے مستحب نماز ایسے وقت پڑھو کہ آفتاب صاف چمک رہا ہو اور اس میں تغیر نہ ہوا ہو۔ کوفہ میں اصحاب عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسی پر عمل تھا حضرت امام ابراہیمؒ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو نماز عصر تاخیر سے پڑھتے دیکھا۔

والعشاء والوتر الخ عشا کی غار تاخیر تہائی رات تک بلا رعایت موسم مستحب ہے کیونکہ حدیث شریف میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں نماز عشا تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا اور ایک روایت میں نصف کے الفاظ ہیں۔ یہ روایت ”ترمذی“ ابن ماجہ، ابو داؤد، بزار وغیرہ میں موجود ہے۔ اس تاخیر کا لازم یہ ہے کہ جماعت کثیر ہو۔ اور یہ کہ نماز عشا کے بعد دنیوی باتیں نہ کریں۔

”صحاح ستہ“ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا سے قبل سونے اور نماز عشا کے بعد دنیوی گفتگو سے منع فرماتے تھے۔

”نار دوز“ اگر خوب اعتماد اور مانگے کا المینان ہو تو آخرات تک مؤخر کرنے کو مستحب قرار دیا ہے ”حدیث شریف“ میں ہے کہ اپنی رات کی آخری نماز وتر بنا دے۔ حدیث بخاری و سلم میں موجود ہے اور حدیث میں ہے کہ جسے آخرات میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو تو اسے رات کے اول حصہ میں نماز وتر پڑھنا چاہیے اور جو آخرات میں اٹھنے کا خواہشمند ہو اور اٹھ سکتا ہو تو رات کے آخر میں وتر پڑھے اور اس طرح وتر پڑھنا افضل ہے۔ یہ روایت مسلم شریف اور ”مسند احمد“ میں موجود ہے۔

ثلاث اوقات لا یصح الا ان اوقات میں کسی طرح کی نماز جائز نہیں خواہ نماز فرض ہو یا نفل اور خواہ نماز جنازہ ہو۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس سے منع فرماتے تھے کہ ہم تین اوقات میں نماز پڑھیں اور ہم اپنے مردوں کو دفن کریں۔ جب سورج طلوع ہوتی کہ رٹوں و بکند ہو جائے اور نصف النہار کے وقت حتی کہ زوال ہو جائے اور غروب آفتاب کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے عدم جواز سے یہاں کراہت تحریمی مراد ہے۔

ویسک النفل بعد طلوع الفجر الخ یعنی طلوع صبح صادق کے بعد فجر کے سنتوں کے علاوہ سنن و نوافل نہ پڑھنی چاہئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کے طلوع کے بعد صرف دو رکعات پڑھ کر فرض پڑھا کرتے تھے۔ ”مسلم شریف“ وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

عند اخر ورج الخطیب الخ نفل نماز امام کے خطبہ کے لئے نکلنے کے وقت مکروہ ہے خواہ تحیۃ المسجد اور جمعہ کی سنتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم امام کے خطبہ کے لئے نکلنے کے وقت نماز پڑھنے اور گفتگو کو مکروہ سمجھتے تھے (یہ روایت مصنف

ابن شیبہ میں ہے

”موطا امام محمدؒ میں حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ امام کا خطبہ جمعہ کے لئے نکلتا تھا تو منقطع کر دیتا ہے۔ اور اس کی گفتگو کو قطع کر دیتی ہے۔“

بَابُ الْاَذَانِ

سُنَّ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً لِلْفَرَائِضِ وَلَوْ مُتَفَرِّدًا اِدَاءً اَوْ قَضَاءً
 سَفَرًا اَوْ حَضَرًا لِلرِّجَالِ وَكَرُّهَا لِلنِّسَاءِ وَيَكْتَرُ فِي اَوَّلِهِ اَرْبَعًا وَيُتَنَفَّسُ فِي كُلِّ
 اُخْرَى كَمَا فِي الْفَاظِ وَلَا تَرْجِيْعُ فِي الشَّهَادَتَيْنِ وَالْاِقَامَةُ مِثْلُهُ وَيَزِيدُ
 بَعْدَ فَلَاحِ الْفَجْرِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوْمِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْدَ فَلَاحِ الْاِقَامَةِ
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ مَرَّتَيْنِ وَيَكْمُلُ فِي الْاَذَانِ وَكُمِّيْعُ فِي الْاِقَامَةِ وَلَا
 يُجْزِئُ بِالْفَارَسِيَّةِ وَاِنْ عَلِمَ اَنَّهُ اَذَانَ فِي الْاَظْهَرِ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ
 يَكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ صَالِحًا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ وَاَدْوَاتِ الصَّلَاةِ وَعَلَى رُصُوْعٍ
 مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَاكِبًا وَاَنْ يَجْعَلَ اَصْبَعِيْهِ فِي اُذُنَيْهِ
 وَاَنْ يَحْوَلَ وَجْهَهُ يَمِيْنًا بِالصَّلَاةِ وَيَسَارًا بِالْفَلَاحِ وَيُسْتَدِيرُ فِي صَوْمَعَتِهِ
 وَلْيَفْصِلْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمَلَا زِمُوْنَ لِلصَّلَاةِ مَعَ
 مِرَاعَاةِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ وَفِي الْمَغْرِبِ بِسَكْتَةٍ قَدْ رَقَرَاةٌ ثَلَاثِ اَيَّاتٍ
 قِمَارٍ اَوْ ثَلَاثِ خُطُوَاتٍ وَيَتَوَبُّ قَوْلُهُ بَعْدَ الْاَذَانِ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ
 يَا مُصَلِّينَ وَيَكْرَهُ التَّلَجُّيْنُ وَاِقَامَةُ الْمُحَدِّثِ وَاَذَانُهُ وَاَذَانُ الْجَنْبِ
 وَصَيْحَتِي لَا يَحْتَقِلُ وَمَجْنُوْنٌ وَسَكْرَانٌ وَامْرَأَةٌ وَفَاسِقٌ وَقَاعِدٌ وَالْكَلَامُ فِي
 خِلَالِ الْاَذَانِ وَفِي الْاِقَامَةِ يُسْتَحَبُّ اِعَادَتُهُ دُوْنَ الْاِقَامَةِ وَيَكُوْنُ اِنْ
 لَظْهَرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي الْمَصْرِ وَيُؤَذِّنُ لِلْعَائِمَةِ وَيَقِيْمُ وَكَذَا لِاَوَّلَى
 الْفَرَاثِ وَصَرَفَهُ تَرَكَ الْاِقَامَةَ دُوْنَ الْاَذَانِ فِي الْبَوَاقِ اِنْ
 اتَّحَدَ جَلِيسٌ الْقَضَاءُ وَاِذَا سَمِعَ الْمَسُوْنَ مِنْهُ اَمْسَكَ وَقَالَ مِثْلُهُ
 وَحَقَّقَ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ وَقَالَ صَدَقْتَ وَبَرَّرْتَ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ
 عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوْمِ ثُمَّ دَعَا بِالْوَسِيْلَةِ فَيَقُولُ

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الثَّامَةِ وَالصَّلَاةِ الْفَاسِدَةِ اِنِّتَ مُحَمَّدٌ
الْوَسِيْلَةُ وَالْفَضِيْلَةُ وَاَبْعَثْهُ مُقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ

ترجمہ۔ اذان اور اقامت پانچوں فرض نمازوں کے لئے مردوں کے واسطے سنتِ موکدہ ہیں۔ خواہ کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور یہ نماز اداء پڑھی جا رہی ہو یا ثقلاً بحالتِ سفر پڑھی جائے یا بحالتِ قیام (حضر) عورتوں کے واسطے اذان و اقامت کہنا باعثِ کراہت ہے۔
اعازِ اذان میں چار بار اللہ اکبر اور اذان کے اختتام پر باقی الفاظ کی مانند دو بار اللہ اکبر کہے گا اور شہادتین میں ترجیح نہ ہوگی۔ اور اقامت اذان کی مانند ہے۔

اور فجر کی اذان میں ”حی علی الفلاح“ کے بعد ”الصلوٰۃ خیر من النوم“ دو بار کہے اور اقامت میں ”حی علی الفلاح“ کے بعد دوبارہ ”قد قامت الصلوٰۃ“ کا اضافہ کرے۔ اور اذان رک رک کر (ذرا سکون کے ساتھ) کہی جاتے اور اقامت میں جلدی کرے۔ اور فارسی (یا بجز عربی کے کسی دوسری زبان) میں اذان دینا کافی نہ ہوگا۔ خواہ اس کے اذان ہونے کا علم بھی ہونہ زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

مؤذن کا صبح عالم بالسنۃ و اوقاتِ نماز ہونا اور اس کا با وضو قبلہ رخ ہونا باعثِ استحباب ہے البتہ اگر مؤذن احتیاج کے باعث سوار ہو تو اور بات ہے (اور اس کا اس صورت میں قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں) اور شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں میں دے لے اور مؤذن اپنا چہرہ ”حی علی الصلوٰۃ“ میں دائیں طرف اور ”حی علی الفلاح“ میں بائیں طرف پھیرے۔

اور مؤذن کے لئے اپنے صومعہ میں (اذان دینے کی جگہ میں) کھڑے رہ کر چہرہ گھمانا ممکن نہ ہو تو گھوم کر ”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کہہ لے۔

اور اذان و اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ کیا جائے کہ جماعت میں پابندی کے ساتھ شریکِ حاضر ہونے والے آجائیں لیکن نماز کے مستحب وقت کا خیال در رعایت ضروری ہے اور مغرب میں اذان و اقامت کے درمیان تین چھوٹی آیات کی تلاوت کے وقت کی مقلد یا نین قدم چلنے کے بقدر توقف کرے۔ اور تنزیہ (متاخرین فقہاء نے اسے تحسن قرار دیا ہے، عند الاحناف اب ممنوع ہے) جیسے یہ کہنا ”اے لوگو نماز نماز، اور وتلکین“، باعثِ کراہت ہے اور بے وضو شخص کا اذان و اقامت کہنا مکروہ ہے اور منہی شخص جس پر نفل واجب ہو (کا اذان و اقامت کہنا مکروہ ہے)۔

اور نا سمجھ بچہ اور پاگل اور نشہ میں مدہوش اور عورت اور فاسق اور بیٹھے ہوئے کا اذان دینا باعث کراہت ہے۔ اور باعث کراہت ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان گفتگو کی جائے جس اذان کے دوران گفتگو ہوتی ہو مستحب یہ ہے کہ اسے لومایا جائے مگر اقامت نہ لومائی جائے اور اندرون شہر نماز گھر کی خاطر جمعہ کے دن اذان و اقامت دونوں باعث کراہت ہیں۔

اور فوت شدہ نماز کے لئے بھی اذان دی جائے گی۔ اور اقامت بھی جائے گی اور فوت شدہ نمازوں میں پہلی کے لئے اذان اور اقامت یکے۔ اور قضا کرنے کی مجلس ایک ہو تو اقامت کا ترک کرنا باعث کراہت ہے۔ باقی میں اذان کا ترک کرنا باعث کراہت نہیں۔

مسنون طریقہ پر اذان ہو رہی ہو تو اسے سُن کر ٹھہر جائے اور جو کلمات مؤذن کہے یہ دُہراتا ہے جی علی الصلوٰۃ اور جی علی الفلاح کا جواب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کے ساتھ دے اور مؤذن کے الصلوٰۃ غیر من النوم، کا جواب صدقت وبررت، یا ما شاء اللہ سے دے پھر دعائے دلیلہ کرتے ہوتے کہے دیا اللہ اس آواز اور نماز کے پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (دعا فرمودہ) دلیلہ و فیصلت بخش دے اور ان کو مقام محمود عطا فرما جو تیرا وعدہ فرمودہ ہے۔

تشریح و توضیح | سنتۃ الا اذان کی اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت دہائی تو مسلمانوں کے لئے اوقات نماز پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا کہ اس کے مطابق اوقات نماز پہچان کر نماز کے لئے حاضر ہو سکیں تو حضرت عباس بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک شخص کو اذان اور اقامت کے کلمات سکھاتے دیکھا انہوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خواب سچا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا تو انہوں نے اذان دی، واقعہ طویل اور مختصر طور پر ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی اور طحاوی وغیرہ میں مذکور ہے۔

للغافلین یعنی مردوں کے لئے پانچ نمازوں اور جمعہ کے واسطے اذان مسنون ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے اذان اور اقامت کا حکم نہیں، خواہ وہ باجماعت ہی نماز کیوں نہ پڑھیں۔

ادقضاء الا - یعنی جس طرح اداء نماز کے لئے اذان مسنون ہے اسی طرح قضا کے واسطے بھی

مسنون ہے جیسے ثابت ہے کہ جب ایک سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نماز فرمے وقت سو گئے اور انکی قضا کا ارادہ کیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور اقامت کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ باجماعت غار ادرنائی۔

مستقبل القبلة الخ قبل رُخ اذان دینا مسنون ہے اگر کوئی شخص ترک کر دے اور قبلہ رُخ اذان نہ دے بلکہ سمت بدل جاتے تب بھی مقصود حاصل ہونے کی بنا پر اذان تو درست ہو جاتے گی۔ مگر عمل کراہت سے غالی نہیں دہرایہ، ”میں اسی طرح ہے قبلہ رُخ اذان دینے کی اصل حضرت عبد اللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ انہوں نے خواب میں ایک شخص کو اذان کی تعلیم دیتے دیکھا کہ وہ قبلہ رُخ اذان دے رہا تھا۔

وان يجعل اصبعه في اذنيه الخ اذان دیتے ہوئے شہادت کی انگلیاں کانوں میں دے لینی چاہئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس کا امر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اس عمل سے تیری آواز زیادہ بلند ہوگی۔ یہ روایت ابن ماجہ میں ہے یہ امر استحباً ہے صحت کا یقین الخ جس طرح پاگل اور مست کی اذان مکرمہ ہے اسی طرح غیر ذی شعور بچہ اور ایسے شخص کی اذان مکرمہ ہے جس کی عقل میں فتور ہو کیونکہ بلاہم و اختیار انکی اذان پر بند کی آواز کے مانند ہوگی۔ ”بحر الرائق“ اور ”بنایہ“ میں اسی طرح ہے۔

الصلوة خیر من النوم الخ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ ”الصلوة خیر من النوم“ کا محل اذان پوری کرنے کے بعد ہے۔ ”موطا“ میں امام محمدؒ کے کلام کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے مگر یہ قول مرجوح ہے اور صحیح بھی ہے کہ اذان فجر میں ”حی علی الفلاح“ کے بعد اس کا محل ہے اور یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فعل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے (ابن ماجہ، اور ”طرائق“ وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

بَابُ شُرُوطِ الصَّلَاةِ وَارْكَائِهَا

لَا بُدَّ لِصَلَاةِ الصَّلَاةِ مِنْ سَبْعَةِ عَشْرَيْنَ شَيْئًا ظَهَارُهُ مِنَ الْحَدَثِ وَظَهَارُهُ الْجَسَدِ وَالْثَوْبِ وَالْمَكَانِ مِنْ نَجَسٍ غَيْرِ مَعْفُوفٍ عَنْهُ حَتَّى مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ وَالْيَدَيْنِ وَالشَّرْكَتَيْنِ وَالْجَهْمَةِ عَلَى الْأَصَحِّ

وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَلَا يَصْنَعُ نَظَرَهَا مِنْ جَبِيهِ وَأَسْفَلَ ذَيْلَهُ وَاسْتِقْبَالَ
الْقِبْلَةِ فَلِلْمَكْنَى الشَّاهِدِ فَرَضُهُ أَصَابَةُ عَيْنِهَا وَلِغَيْرِ الْمَشَاهِدِ جَهْتُهَا وَلَوْ
مَكْنَةً عَلَى الصَّحِيحِ وَالْوَقْتُ وَاعْتِقَادُ دُخُولِهِ وَالنِّيَّةُ وَالتَّحْرِيمَةُ بِلَا
فَاصِلٍ وَالْإِتْيَانُ بِالتَّحْرِيمَةِ قَائِمًا قَبْلَ إِنْجِنَابِهِ لِلرُّكُوعِ وَعَدَمُ
تَأْخِيرِ النِّيَّةِ عَنِ التَّحْرِيمَةِ وَالنُّظُّ بِالتَّحْرِيمَةِ بِحَيْثُ يَسْمَعُ نَفْسَهُ
عَلَى الْإِصْحَاقِ وَنِيَّةُ الْمَتَابَعَةِ لِلْمُقَدِّدِ وَتَعْيِينُ الْفَرْضِ وَتَعْيِينُ
الْوَاجِبِ وَلَا يَشْتَرُطُ التَّعْيِينُ فِي النَّفْلِ وَالْإِقَامِ فِي غَيْرِ النَّفْلِ وَالْقِرَاعَةُ وَلَوْ أَيْدَى
فِي رُكْعَتَيْ الْفَرْضِ وَكُلُّ النَّفْلِ وَالْوَسْرُ وَلَمْ يَتَّعِنَنَّ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ
إِصْحَاقُ الصَّلَاةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ بَلْ يَسْمَعُ وَيَنْصِتُ وَإِنْ تَوَافَّرَ
تَحْرِيمًا وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ عَلَى مَا يَجْعَلُ حُجَّتَهُ وَتَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ
جَهَّتُهُ وَلَوْ عَلَى كَفِّهِ أَوْ طَرَفِ ثَوْبِهِ إِنْ ظَهَرَ مَجْلٌ وَصُنِعَ وَسَجَدَ
وَجُوبًا بِمَا صَلَّبَ مِنْ أَنْفِهِ وَبِجَبَّتِهِ وَلَا يَصِحُّ الْاِقْتِصَارُ عَلَى
الْأَنْفِ إِلَّا مِنْ عَذْرِهَا بِالْجَبَّةِ وَعَدَمُ ارْتِفَاعِ مَجْلِ السُّجُودِ عَلَى مَوْضِعِ
الْقَدَمَيْنِ بَأَكْثَرِ مِنْ نِصْفِ ذِرَاعٍ وَإِنْ زَادَ عَلَى نِصْفِ ذِرَاعٍ لَمْ
يَجُزْ السُّجُودُ إِلَّا لِزَحْمَةٍ سَجَدَ فِيهَا عَلَى ظَهْرِ مَصْلٍ صَلَوَتُهُ وَوَضْعُ
الْيَدَيْنِ وَالشَّرْكَائِيْنِ فِي الصَّحِيحِ وَوَضْعُ شَيْءٍ مِنْ أَصَابِعِ التَّرْبَلِيِّينَ
حَالَةَ السُّجُودِ عَلَى الْأَرْضِ وَلَا يَكْفِي وَضْعُ ظَاهِرِ الْقَدَمِ وَتَقْدِيمُ
الرُّكُوعِ عَلَى السُّجُودِ وَالزَّهْفُ مِنَ السُّجُودِ إِلَى قُرْبٍ لِقُعُودٍ عَلَى الْإِصْحَاقِ
وَالْعَوْدُ إِلَى السُّجُودِ وَالْقُعُودُ الْآخِرُ قَدَرُ الشَّهْدِ وَتَأْخِيرُهُ عَنْ
الْأَرْكَانِ وَأَدَاءُهَا مُسْتَبْقِظًا وَمَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهَا مِنْ
الْخِصَالِ الْمَفْرُوضَةِ عَلَى وَجْهِ يُمَيِّزُهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمُسْتَوْنَةِ وَاعْتِقَادُ
أَنَّهَا فَرَضٌ حَتَّى لَا يَسْقُلَ بِمَفْرُوضٍ وَالْأَرْكَانُ مِنَ الْمَذْكُورَاتِ أَرْبَعَةٌ
الْقِيَامُ وَالْقِرَاعَةُ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ وَقِيلَ الْقُعُودُ
الْآخِرُ مُقَدَّرُ الشَّهْدِ وَبَاقِيهَا شَرَائِطُ بَعْضُهَا شَرُطٌ لِصَحَّةِ الشَّرُوعِ
فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مَا كَانَ خَارِجًا وَغَيْرُهُ شَرُطٌ لِدَوَامِ صِحَّتِهَا

ترجمہ :- ناکہ درست ہونے کے واسطے سات تائیس اشیا لازم ہیں محدث (بحاست تحقیق اور کمی سے) پاک ہونا، بدن کا پاک ہونا اور غار پڑھنے کی جگہ کو بھی بحاست سے پاکی جو ناقابل معافی ہے یعنی پاؤں اور ہاتھ اور دونوں گھٹنوں اور پیشانی کے مقام کا پاک ہونا زیادہ صحیح قول کی مطابق یہی حکم ہے اور مبتلا حصہ بدن کا چھپانا واجب ہے۔ اس کا چھپانا اور شرمگاہ پر دامن کے نیچے یا گرمیان سے نظر ڈالنا نقصان دہ (مفسدہ صلوٰۃ) نہیں۔

اور قبلہ رُخ ہونا پس مکہ مکرمہ کے باشندے پر فہم بیت اللہ سیدہ اور غریبی پر اسکی سمت کی سیدہ واجب ہے خواہ وہ مکہ مکرمہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ درست قول کے مطابق یہی حکم ہے اور وقت غار اور دخول وقت کا یقین، اور نیت اور تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا) کسی فعل کے بغیر اور رکوع کے واسطے جھکنے سے قبل بحالت قیام تکبیر تحریمہ کی ادائیگی۔ اور تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت (یعنی اول نیت پھر اللہ اکبر کہنا) اور اس طریقہ سے تکبیر تحریمہ کی زبان سے ادائیگی کہ وہ خود اسے سن سکے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ اور مقتدی امام کی اقتدی کی نیت کرے۔ اور غار فرض و واجب میں معین غار کی نیت فرض ہے اور غار نفل کے اندر تعیین شرط قرار نہیں دی گئی نفل کے سوا (دوسری غاروں) جو فرض ہوں یا واجب ان کے اندر فرض ہے) دو رکعات فرض، سب نفلوں کی رکعات اور رکعات وتر میں (سورہ فاتحہ کے علاوہ) خواہ ایک (بڑی) آیت ہی کیوں نہ ہو فرض ہے، صحبت غار کے واسطے قرآن شریف میں کوئی سورۃ یا آیت متعین نہیں (کہ اس کی ہی تلاوت متعین طور پر ضروری ہو)

مقتدی کچھ نہ پڑھے گا۔ بلکہ خاموش رہ کر سنے گا۔ اگر مقتدی نے کچھ پڑھا تو وہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرے گا۔ اور رکوع و سجدہ ایسی چیز پر فرض ہے جو حجم دار ہے اور اس پر ماتھا تک جلتے۔ خواہ کپڑے کی ایک جانب (زائد و فاضل کپڑے) یا پتھیل کے اوپر ہی سجدہ کیوں نہ کرے مگر اس کے رکھنے کا مقام پاک ہونا شرط ہے۔

اور ملتے اور ناک کے سخت حصہ کے ذریعہ سجدہ کرنا واجب ہے اور سجدہ میں فقط ناک پر اکتفا صحیح نہ ہوگا۔ البتہ کسی عذر (خزم وغیرہ کی وجہ سے) ماتھا نہ ٹیک کے تو ناک پر بھی اکتفا درست ہے۔ سجدہ کرنے کا مقام پیروں کے مقام سے آدھے ذراع سے اونچا نہ ہو آدھے ذراع سے زیادہ ہونے کی صورت میں سجدہ درست نہیں ہوگا۔ البتہ ازہام ہو (اور سجدہ کے لئے بیٹھ کر بنا پر لوگوں پیٹھوں کے علاوہ جگہ نہ ملے) تو اسی کی غار پڑھنے والے (مثلاً وہ نماز ظہر پڑھ رہا ہے تو وہ بھی نماز ظہر ہی پڑھ رہا ہو) کی پیٹھ پر سجدہ کر لینا درست ہوگا۔

اور بحالت سجدہ دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں سے صحیح قول کے مطابق زمین پر رکھے یہ کافی نہ ہوگا کہ صرف پاؤں کی پشت رکھ دی جائے اور رکوع و سجدہ سے پہلے کیا جائے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق سجدہ سے بیٹھنے کے قریب تک اٹھے اور دوسرے سجدہ کی جانب لوٹے اور بقدر تشهد قعدۃ اخیرہ کمرے اور قعدۃ اخیرہ سائے ارکان کے بعد کمرے اور نماز بحالت بیداری ادا کرے

اور کیفیت نماز اور اس کے فرائض و مسنونات سے اس طرح پہچانے کہ ایک کی دوسرے سے تمیز کر سکتا ہو۔ یا سب کے فرض ہونے کا اقرار ہو تا کہ فرائض و نیت نفل ادا کرے (اور اس سے محفوظ ہے) ذکر کردہ فرائض نماز میں سے چار ارکان نماز میں (یعنی قیام، قرأت، رکوع، سجدہ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بقدر تشهد قعدۃ اخیرہ بھی رکن میں داخل ہے اور ان کے علاوہ باقی کا شمار شرائط میں ہے لیکن آغاز نماز کی صحت کے واسطے شرط وہ خارج نماز شایع ہیں۔ اور ان کے علاوہ صحت نماز کو برقرار رکھنے کے واسطے شرط قرار دی گئی ہیں۔

تشریح و توضیح | و اماکان الخ یعنی قدیم اور موضع سجدہ کے بقدر جگہ پاک ہونا لازم ہے دستر العصرۃ۔ عورت۔ عین کے زبر کے ساتھ۔ وہ عضو جس کا چھپانا واجب ہے وجوب ستر کے حکم کا مستدل یہ ارشاد باری ہے۔ ”فخذوا زینتکم عند کل مسجد“ (الایۃ) یہاں زینت سے مراد کپڑے ہیں۔

و استقبال القبلة الخ یعنی غیر مکی کے لئے جہت کعبہ کا استقبال لازم ہے۔

ارشاد ربانی ہے ”و کول وجہک شطر المسجد الحرام“ (الایۃ)

والنیۃ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد۔

و التحریۃ۔ نماز پڑھنے والے پر وہ فعل جو جنس نماز میں حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کنجی پاکی ہے اور اس کی تحریمہ (نماز کے علاوہ چیزوں کو حرام کرنے والی) تحریم اور مکی تحلیل (حلال کرنے والی چیز) سلام ہے (یہ روایت ترمذی میں غیر میں موجود ہے) اور تحریمہ کی فرضیت ارشاد ربانی ”و رکعت الخ“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مؤلفیت سے ثابت ہے

تحریمہ میں ”اللہ اکبر“ کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور تعلیماً اور فعلاً منقول ہے ”معجم الطبرانی“، صحیح ابن خرمہ، اور ”سنن ابن حبان“ وغیرہ میں اسکی صراحت موجود ہے

اسی بنا پر تصریح کی ہے کہ خاص طور سے اس لفظ کا اختیار کرامت متوکلہ ہے
اگر کوئی شخص بجلے عربی کے فارسی میں کہے۔ یا ”سبحان اللہ“ اور ”اکمل اللہ“ کہے تو مکروہ
ہے۔ ”ذخیرہ“ اور ”ظہیر“ میں انکی صراحت ہے۔

اقل ہاتھ اٹھاتے پھر تکبیر کہے۔ ”ہدایہ میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے اور ”مبسوط“ میں اسے ہمارے
اکثر مشائخ (فقہائے احناف) کا قول قرار دیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت حضرت
ابو جہید السامری رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ یہ روایت ”بخاری شریف“، اور ”سنن اربعہ“ میں
موجود ہے۔ یہ قول تین اقوال میں سے ایک ہے دوسرا قول ”مہجہ“ کی طرف متذکر نے اشارہ کیا ہے۔
اور قاضی خان نے اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہاتھ اٹھانے اور تکبیر دونوں ساتھ ساتھ ہوں۔

اس قول کی موافقت میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر کے ساتھ دست مبارک اٹھاتے دیکھا (یہ روایت مسند احمد، ابوداؤد اور بیہقی
میں ہے۔

اور تیسرا قول یہ ہے کہ اہل تکبیر کہے پھر ہاتھ اٹھاتے۔ اسکی تائید ”ابوداؤد“ کی اس روایت سے ہوتی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ مؤنڈھوں کے برابر
تک اٹھاتے۔ پھر اسی حال میں تکبیر کہتے کہ دونوں ہاتھ اسی طرح ہوتے تھے مائل یہ ہے کہ تینوں
صورتیں درست ہیں مگر اولیٰ پہلا ہی قول ہے۔

علی ظہر الی۔ یعنی مصلیٰ کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جاتا رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب
بھیر نہ یاد ہو (اور زمین پر سجدہ نہ کر سکے) تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے (بیہقی میں یہ ارشاد موجود ہے)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ نجم کی تلاوت
فرما کر سجدہ کیا پھر سجدوں میں طوالت کی اور لوگوں کی کثرت ہو گئی تو بعضوں نے بعضوں کی پیٹھ پر
سجدے کیے۔

(فصل) تجزئ الصلوۃ علی لبید وجہہ الاکلی طاہرؑ والاسفل منجسؑ وعلی
ثوب طاہرؑ وربطانتہ نجسۃؑ إذا کان غیر مضربؑ وعلی طرف طاہرؑ
وإن تحرك الطرف النجس جمر کتبہ علی الصحیح ولو تنجس أحد طرفی
عمامتہ فالقاء وأبقى الطاهر علی رأسہ ولم یتحرک النجس جمر کتبہ
جائز صلوۃ وإن تحرك لا تجزئ وفاتد ما یزید بہ النجاسة یصلی

مَعَهَا وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ وَلَا عَلَى فَاقِدٍ مَا يَسْتُرُ عَوْرَتَهُ وَلَوْ حَرِيرًا أَوْ خَشِيشًا
 أَوْ طِينًا فَإِنْ وَجَدَهُ وَلَوْ بِالْإِبَاحَةِ وَمُرْبَعُهُ طَاهِرٌ لَا تَصِحُّ صَلَاتُهُ عَارِيًا
 وَخَيْرُ لَنْ طَاهِرٌ أَقْلٌ مِنْ مُرْبَعِهِ وَصَلَاتُهُ فِي ثَوْبٍ نَجِسٍ الْكُلُّ أَحَبُّ مِنْ
 صَلَاتِهِ عُرْيَانًا وَلَوْ وَجَدَ مَا يَسْتُرُ بَعْضَ الْعَوْرَةِ وَجِبَ اسْتِعْمَالُهُ وَيَسْتُرُ
 الْقَبْلَ وَالذِّبْرَ فَإِنْ لَمْ يَسْتُرْ إِلَّا أَحَدَهُمَا قِيلَ يَسْتُرُ الذِّبْرَ وَقِيلَ الْقَبْلُ
 وَتَذَكُّبُ صَلَاةِ الْعَارِي كَالِإِسَاءِ بِالْإِنْمَاءِ مَا دَامَ رُجُلِيهِ غَوِ الْقِبْلَةَ فَإِنْ صَلَّى
 قَائِمًا بِالْإِسَاءِ أَوْ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ مَعَهُ وَعَوْرَتُهُ الرَّجُلُ مَا بَيْنَ الشَّرَافَةِ
 وَمَنْكَبِ الرُّكْبَةِ وَتَزِيدُ عَلَيْهِ أَلَمَةُ الْبَطْنِ وَالْفُطْرُ وَجَمِيعُ بَدَنِ
 الْحُرَّةِ عَوْرَةً إِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا وَكَشَفْتُ مُرْبِعَ عَضْرِ مَنْ أَعْضَاءُ
 الْعَوْرَةِ يَمْنَعُ مَعَهُ الصَّلَاةَ وَلَوْ تَفَرَّقَ الْإِنْكَشَافُ عَلَى أَعْضَاءِ مَنْ
 الْعَوْرَةِ وَكَانَ جُمْلَةً مَا تَفَرَّقَ يَبْلُغُ رُبْعَ أَصْغَرِ الْأَعْضَاءِ الْمُنْكَشَفَةِ مَعَهُ
 وَإِلَّا كَلَّا وَمَنْ عَجَزَ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِمَرَضٍ أَوْ عَجَزَ عَنِ الْقُرْؤِ
 عَنْ دَابَّتِهِ أَوْ خَافَ عَدُوًّا فَقَبِلَتْهُ جِهَةً قُدْرَتِهِ وَأَمِنَهُ وَمَنْ اشْتَمَتْ
 عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مُخْبِرٌ وَلَا مَحْرَبٌ تَحْرِى وَلَا إِعَادَةَ
 عَلَيْهِ لَوْ أَخْطَأَ وَإِنْ عَلِمَ بِخَطِيئَةٍ فِي صَلَاتِهِ اسْتَدَارَ وَبَنَى وَإِنْ شَرَعَ
 بِلَا تَعَرُّ فَعَلِمَ بَعْدَ قِرَآئَتِهِ أَنَّهُ أَصَابَ صَحَّتْ وَإِنْ عَلِمَ بِأَصَابَتِهِ
 فِيهَا فَسَدَتْ كَمَا لَوْ كَمْ يَعْلَمُ إِصَابَتَهُ أَصْلًا وَلَوْ تَحَرَّى فَوَجَّهَ
 جِهَاتٍ وَجَّهًا لَوْ أَحَالَ إِمَامُهُمْ تَجَرُّهُمْ

ترجمہ :- نماز اس مندر کے اوپر درست ہے جس کا بالائی حصہ پاک اور نچلا حصہ نجس ہو
 اور نماز اس پاک کپڑے پر درست ہے جس کا بطانہ نجس یعنی اگر اسٹر سیلا ہوا نہ ہو تو اس
 پر نماز درست ہے اور ایسا فرش (وفیو) جس کا ایک کنارہ نجس ہو اس پر نماز صحیح ہے
 خواہ ایک کنارہ کو ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلتا ہی کیوں نہ ہو صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔
 اگر نماز پڑھنے والے کے علم کا ایک کنارہ نجس ہو جائے اور وہ نجس کنارہ کو ڈال کر باقی ماندہ پاک
 کنارہ سر پر ہی پہنے لے اور نجس کنارہ اس کے ہلنے سے نہ ہلے تو اس صورت میں نماز درست

ہوگی۔ اور پٹنے کی شکل میں نماز درست نہیں ہوگی۔

اور اگر بناست دور کرنے والی کوئی چیز موجود نہ ہو تو (بصورت محبوبی) بناست لگی ہوئی ہونے کے باوجود (اسی طرح) نماز پڑھ لی جلتے۔ اور اس صورت میں اس پر دوبارہ نماز پڑھنی واجب نہ ہوگی۔ اور اس پر بھی دوبارہ نماز پڑھنی واجب نہ ہوگی جسے ستر چھپانے والی کوئی چیز نہ لٹیم یا مٹی یا گھاس میسر نہ ہو پس اگر اسے کوئی چیز میسر ہو جائے اگرچہ بطور اباحت ہی کیوں نہ ہو کہ اس کا مالک دوسرا ہو اور اس نے اجازت استعمال عطا کر لی ہو (اور اس کا کم از کم ایک ربع (چوتھائی) ظاہر ہو تو اس صورت میں اسے برہنہ نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ اور چوتھائی سے کم ظاہر ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے والے کو برہنہ نماز پڑھنے یا اسے ساتھ نماز پڑھنے کا اختیار ہوگا۔

اور برہنہ نماز پڑھنے کے مقابلہ میں فیصلہ ہے کہ اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے جو سارا ناپاک ہے۔ اور اگر اتنا کپڑا (وغیرہ) میسر ہو کہ اس کے ذریعہ کچھ حصہ چھپ سکتا ہو تو اس کے ادنیٰ واجب ہے کہ اسے استعمال کرے اور اگلی اڈکھی شرمگاہ چھپاتے ہیں شرمگاہ میسر ہو کہ دونوں میں سے صرف ایک کو چھپایا جاسکتا ہو تو ایک قول کے مطابق وہ پھل شرمگاہ اور ایک قول کے مطابق اگلی شرمگاہ کو چھپاتے گا۔

اور جس کے پاس کپڑے نہ ہوں اسے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا مستحب (وفضل) ہے اس طرح کہ دونوں پاؤں قبلہ رخ پھیلانے۔ اگر برہنہ شخص بحالت قیام اشارہ یا رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز پڑھ لے تب بھی درست ہو جاتے گی۔

مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک چھپانا واجب ہے۔

اور لونڈی (باندی) کے واسطے بھی یہی حکم ہے البتہ اس کے لئے بیٹھ اور پیٹ کا چھپانا بھی ضروری ہے۔ اور آزاد عورت کا سارا بدن چہرہ اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے علاوہ ستر میں داخل ہے (کہ ان کا چھپانا لازم ہے) اور جو عضو کہ ستر میں داخل ہے اگر اس کا چوتھائی کھل جائے تو نماز درست نہ ہوگی۔ اگرچہ یہ کھلنا چھپانے جانے والے اعضا میں متفرق طریقہ سے لیکن اگر مجموعی طور پر یہ کھلنا کھلے ہوتے اعضا میں سے چھوٹے عضو کے بقدر ہو تو درست نہ ہوگی ورنہ درست ہو جاتے گی۔

اور وہ شخص جو کسی بیماری کی وجہ سے قبلہ رخ نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا اس کے لئے اپنی سواری سے اترنا ممکن نہ ہو یا اسے دشمن کا خطرہ ہو تو اس کا قبلہ وہی قرار دیا جاتے گا جس طرف وہ نماز پڑھنے پر قادر اور اسی طرف وہ مامول ہو۔ اور جسے جہت قبلہ معلوم نہ ہو اور ایسا شخص بھی نہ ہو جس سے

پوچھ سکے اور نہ محراب ہی موجود ہو (کہ اس سے پتہ چل جاتے) تو تحری اور غور و فکر کر کے (جس طرف قبلہ کا یقین ہو) نماز پڑھ لے۔

اور اگر نماز پڑھنے کے بعد غلطی کا علم بھی ہو تب بھی اعادہ نہیں کرے گا۔ اور اگر دوران نماز اسے قبلہ کا علم ہو گیا تو گھوم جاتے اور کھلی پڑھی ہوئی نماز پر باقی نماز پڑھ لے (از سر نو نیت نہ کرے) اگر اس صورت میں بلا تحری (اور غور و فکر) کے نماز شروع کی تو صحیح سمت قبلہ میں پڑھنے پر نماز درست ہو گی۔ اور اگر دوران نماز صحیح سمت قبلہ کا علم ہو گیا تو نماز کے فاسد ہونے کا حکم ہو گا جس طرح کہ اسے اپنی نماز کے درست ہونے کا بالکل علم نہ ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اور اگر مقتدیوں میں سے ہر ایک نے اپنے مالکے حال کے علم کے بغیر تحری کر کے نماز پڑھی (درائتاً لیک وہ اس کے پیچھے ہی نماز پڑھ رہے ہوں آگے نہ بڑھے ہوں) تو ان کی نماز درست ہو جاتے گی

تشریح و توضیح وَلَمْ يَتَحَرَّكَ النِّجْسُ الْخَبَرُ کیونکہ اگر ایک کھٹکے ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے تو عمامہ کے چھوٹا ہونے کی علامت ہو گی۔ اور دونوں کناروں کا حکم ایک کنارہ کا سا ہو گا۔ اور گویا نجس کپڑے پر نماز پڑھنا لازم آئے گا۔

وَانْ عَلِمَ الْخَبَرُ یعنی دوران نماز پڑھنے والے کو اپنی غلطی کا علم ہو جاتے جیسے تاریکی دور ہونے اور ستارے روشن ہو جانے کے سبب جہت قبلہ کی شناخت ہو جاتے یا دوران نماز کوئی اطلاع دینے والا اطلاع دے تو اس کے بعد نماز پڑھنے والے پر صحیح جہت کی طرف گھوم کا قیام نماز ادا کرنا واجب ہے البتہ اس پر از سر نو پوری نماز پڑھنا اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں کیونکہ عاجز اور ناواقف ہونے کی صورت میں جہت تحری فرض ہے تو ان اور گھوم جانے کی اصل یہ ہے کہ جب قبلہ بیت المقدس کی جگہ کعبہ مقرر ہوا تو صحابہ کرام دوران نماز جہت شام سے جہت مکہ کی طرف گھوم گئے اور باقی نماز جہت کعبہ میں ادا کی (یہ روایت بخاری شریف اور مسلم شریف میں موجود ہے۔)

وَانْ عَلِمَ بِاصَابَتِهِ فِيهَا الْخَبَرُ کیونکہ نماز کے اختتام پر پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں کیا جائیگا جیسا کہ نماز پڑھنے کے بعد غلطی کے علم پر حکم ہے

دجہل و احوال امام مہم، یعنی کچھ لوگ تاریک رات میں باجماعت نماز ادا کریں اور تاریکی کی وجہ سے امام کی بیخ جہت کا علم نہ ہو البتہ آواز سے اتنی شناخت ہو کہ امام ان لوگوں سے پیچھے نہیں بلکہ آگے ہے۔

(فصل) فی واجب الصلوٰۃ دھوئانیۃ عشر شیئاً قراءۃ الفاتحۃ وضوء سورۃ اذ ثلاث آیات فی رکعتین غیر شعیئتین من الفرض و فی جمیع رکعات البوتر والنفل ولعین القراءة فی الاولین وتقدیم الفاتحۃ علی سورۃ وضوء الاکف للجهۃ فی السجود والایات بالسجدة الثانیۃ فی کل رکعة قبل الشغال لغيرها والاطمینان فی الاککان والقعود الاول وقراءة الشہد فیہ فی الضحیہ وقرآنتہ فی الجلوس الخیر والعیام الی الثالثۃ من غیر تراخ بعد الشہد ولفظ السلام دون علیکم وثنوت البوتر وتکبیرات العیدین وتعیین التکبیر لا فتاح کل صلوٰۃ لا العیدین خاصۃ وتبکیۃ الركوع فی ثانیۃ العیدین وجہر الامام بقراءة الفجر وأولیٰ العشاءین ولو قضاء والجمعة والعیدین والارواح والبوتر فی رمضان والایسار فی الظہر والعصر وفیما بعد اولیٰ العشاءین ونفل التہار والمنتقم الخیر فیما یجہر کمنقل باللیل ولو ترک الشوۃ فی اولیٰ العشاء قراءۃ ہا فی الآخرین مع الفاتحۃ جہراً ولو ترک الفاتحۃ لا یکررہا فی الآخرین

ترجمہ :- اٹھارہ اشیاء واجبہ نمازیں داخل ہیں ۔

(۱) سورۃ فاتحہ کی تلاوت

(۲) غیر معین دو رکعات فرض اور وتر و نفل کی ساری رکعات میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کسی ایک سورۃ یا تین آیات کا پڑھنا ۔

(۳) پہلی دو رکعات کے اندر قرأت کی تعیین ۔

(۴) سورۃ فاتحہ (دوسری) سورۃ سے پہلے پڑھنا ۔

(۵) سجدہ پیشانی و ناک سے کرنا (صرف ایک پر اتفانہ کرنا)

(۶) ہر رکعت میں دوسرے سجدہ کی ادائیگی دوسری رکعت کی جانب منتقل ہونے سے قبل کرنا ۔

(۷) ٹھیر ٹھیر کر ارکان کی ادائیگی ۔

(۸) قعدہ اولی

(۹) صحیح قول کے مطابق قعدہ اولیٰ میں شہد پڑھنا

(۱۰) قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنا۔

(۱۱) تشہد کے بعد دیر کئے بغیر تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہونا

(۱۲) علیکم۔ نہیں بلکہ (صرف) لفظ ”السلام“ کہنا۔

(۱۳) اندرون وتر دعاتے قنوت۔

(۱۴) عین کی (چھ زائد) تکبیریں

(۱۵) خاص طور پر نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ ہی کے واسطے نہیں بلکہ ہر نماز کے آغاز کی طرح تکبیرات

کی تعیین

(۱۶) نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ کی رکعت ثانیہ میں تکبیر رکوع

(۱۷) امام کا نماز فجر اور مغرب و عشا کی پہلی دو رکعات میں جہراً قرأت کرنا۔ خواہ وہ قضا ہی

کیوں نہ پڑھی جائیں۔ (یعنی بجماعت قضا کی جاتے) اور نماز جمعہ اور نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ اور رمضان

شریف میں اندرون رکعات و تہجرماً پڑھنا اور ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشا کی بعد والی رکعات اور

دن میں پڑھی جانے والی نوافل میں آہستہ قرأت کرنا اور نماز تنہا پڑھنے والا شخص جہری نمازوں میں

مختار ہے کہ خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے جیسے بوقت شب نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے

اگر پہلی دو رکعات عشا میں سورۃ کی تلاوت نہ کی ہو تو بعد والی دو رکعات میں مع فاتحہ کے جہراً

قرأت کرے اور پہلی دو رکعات میں (صرف) سورۃ فاتحہ ترک کر دے تو بعد کی دو رکعات میں مگر

نہ پڑھے (بلکہ سجدہ سہو آخر میں کر کے اس ترک کی تلافی کرے)۔

تشریح و توضیح [فی واجب الصلوٰۃ الیٰ یعنی جس کا لزوم دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ وہ

بجائے عمل فرض کے مساوی ہے۔ البتہ اس کا منکر کا فرق قرار نہیں دیا جاتا اور اس کے سہو ترک پر سجدہ سہو

واجب ہوتا ہے۔

قراۃ الفاتحۃ الحدیث شریف میں ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے

وہ ناقص ہے۔ اسکے علاوہ اور روایات صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ،

میں موجود ہیں۔

وضم سورۃ حدیث شریف میں ہے کہ اسکی نماز کا بل نہیں ہوتا جس نے سورۃ فاتحہ

کے ساتھ اور سورۃ نہیں پڑھی (ترمذی، ابن ماجہ) اگر کسی نے تین چھوٹی آیات یا تین آیتوں کے بقدر

ایک آیت تلاوت کی تو ترک واجب کی کراہت بخوبی سے نماز پڑھنے والا نکل گیا۔

يَدَّيْهَا عَلَى صَدْرِهَا مِنْ غَيْرِ تَعْلِيْقٍ وَالتَّسَاءُّ وَالتَّعَوُّدُ لِلْقِرَاءَةِ وَالتَّسْمِيَةُ أَوَّلُ كُلِّ
 رَكْعَةٍ وَالتَّأْمِينُ وَالتَّحْمِيدُ وَالْإِسْمَاءُ عَمَّا وَالْإِعْتِدَالُ عِنْدَ التَّخَرُّجِ مِنَ
 غَيْرِ طَأْطِءِ الرَّاسِ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّسْمِيَةِ وَتَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ
 فِي الْقِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ وَأَنْ تَكُونَ السُّورَةُ الْمُضْمُومَةُ لِلْفَاتِحَةِ مِنْ طَوَالِ
 الْمُفْصَلِ فِي الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ وَمِنْ أَوْسَاطِهِ فِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَمِنْ قِصَارِهِ
 فِي الْمَغْرِبِ لَوْ كَانَ مُقِيمًا وَقَبُولُ أَحَى سُورَةِ شَاءَ لَوْ كَانَ مُسَافِرًا وَاطِلَالَةُ الْأَوَّلَى
 فِي الْفَجْرِ فَقَطْ وَتَكْبِيرَةُ الرَّكْعَةِ وَتَسْبِيحُهَا ثَلَاثًا وَلِخِذْرُكْتِيهِ يَدَيْهِ
 وَتَفْرِيجُ أَصَابِعِهِ وَالسَّرَاةُ لَا تَفُوجُهَا وَنَصَبُ سَائِيهِ وَبَسْطُ ظَهْرِهِ وَتَسْوِيَةُ
 رَأْسِهِ لِعِجْزِهِ وَالرَّفْعُ مِنَ الرَّكْعَةِ وَالْقِيَامُ بَعْدَهُ مُطْمَئِنًّا وَوَضْعُ
 رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَايِهِ ثُمَّ وَجْهَهُ لِلشُّجُودِ وَعَكْسُهُ لِلنُّهُوضِ وَتَكْبِيرُ الشُّجُودِ
 وَتَكْبِيرُ الرَّفْعِ مِنْهُ وَكَوْنُ الشُّجُودِ بَيْنَ كَفَيْهِ وَتَسْبِيحُهَا ثَلَاثًا وَبِحَافَةِ
 السَّجْدِ بَطْنُهُ عَنْ خِذْيِهِ وَوَفْقِيهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَذِرَاعِيهِ عَنِ الْأَرْضِ
 وَالْحِفَاضُ الْمَرْأَةُ وَلِزَوَّجَاتِهَا بِطَمَحِيهَا وَالتَّوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ بَيْنَ
 السَّجْدَتَيْنِ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخْذَيْنِ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَمَا لَمْ
 الشَّهْدُ وَافْتِرَاشُ رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبُ الْيُمْنَى وَتَوَرُّكُ الْمَرْأَةِ وَالْإِنَارَةَ
 فِي الصَّحِيحِ بِالْمُسْكَةِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النِّقْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ
 وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِيمَا بَعْدَ الْأَوَّلَيْنِ وَالْمُتْلُوَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي الْجُلُوسِ الْخَيْرُ وَالدُّعَاءُ بِمَا يَشَبُّهُ الْفَاطَةُ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ لَا كَلَامَ
 النَّاسِ وَالْإِتِفَاتُ يَمِينًا ثُمَّ يَسَارًا بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ وَنِيَّةُ الْإِمَامِ الرَّجَالَ
 وَالْحَفْظَةُ وَصَالِحُ الْجَنِّ بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ فِي الرَّصِخِ وَنِيَّةُ الْمَأْمُومِ إِمَامَهُ
 فِي جَمْعِهِ وَإِنْ خَازَاهُ نَوَافَهُ فِي التَّسْلِيمَتَيْنِ مَعَ الْقَوْمِ وَالْحَفْظَةُ وَصَالِحُ
 الْجَنِّ وَنِيَّةُ الْمُنْفَرِدِ الْمَلَامَةُ فَقَطْ وَخَفَضُ الثَّانِيَةِ عَنِ الْأَوَّلَى
 وَمُقَارِنَتُهُ بِسَلَامِ الْإِمَامِ وَالْبِدَاعَةُ بِالْيَمِينِ وَإِسْتِظَارُ الْمُسَبِّقِ
 قِرَاءَةُ الْإِمَامِ

ترجمہ ۱۔ نماز کی سنتوں کی تعداد کیا دن ہے

(۱) مرد اور باندی کو بوقت تحریمہ دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے مقابل تک اٹھالینا اور آزاد عورت کا دونوں شانوں کے مقابل تک اٹھانا۔

(۲) انگلیاں کشادہ کرنا۔

(۳) امام کے ساتھ ساتھ (بلاتاخیر) مقتدی کا تکبیر تحریمہ کہنا

(۴) مرد کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔ رکھنے کی شکل یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت کے اوپر اس طرح رکھے کہ انگوٹھے اور خنصر (چھنگلیا) کا حلقہ بن لے۔

(۵) عورت حلقہ بناتے بغیر دونوں ہاتھ سینہ کے اوپر رکھے۔

(۶) ثنا۔ پڑھنا۔

(۷) بوقت قرأت تعوذ (اعوذ باللہ) کی تلاوت۔

(۸) ہر رکعت کے آغاز میں بسم اللہ کی تلاوت۔

(۹) آمین کہے۔

(۱۰) تحمید (ربنا لک الحمد) کہے

(۱۱) ثنا، تعوذ و بسم اللہ آہستہ کہے۔

(۱۲) بوقت تحریمہ سر جھکاتے بغیر سیدھے کھڑے رہنا

(۱۳) امام تکبیر جہرا کہے۔

(۱۴) تسبیح جہرا کہے۔

(۱۵) بحالت قیام دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کے بقدر کشادگی۔

(۱۶) سورۃ فاتحہ کے ساتھ طائی جانے والی سورۃ کا نماز فجر و ظہر میں طوالت مفصل میں سے اور نماز عصر و عشاء میں اوسط مفصل میں سے اور نماز مغرب میں قصار مفصل میں سے ہونا مگر شرط یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا مقیم ہو۔ اور مسافر ہونے کی صورت میں جو سورۃ مرضی ہو پڑھے۔

(۱۷) نماز فجر کی صوف پہلی رکعت کے اندر ربی قرأت کرنا۔

(۱۸) ۱۹ تکبیر و تسبیح رکوع تین بار پڑھنا۔

(۲۰) اور رکوع میں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کشادہ کر لے۔

(۲۱) اور عورت انگلیوں کو کشادہ نہ کرے۔

(۲۲) دونوں پنڈلیاں کھڑی رکھے۔

(۲۳) بیٹھہ برابر لے ہے۔

(۲۴) سرسریں کے برابر رکھے۔

(۲۵ و ۲۶) رکوع الطینان سے کرنے کے بعد اٹھے۔

(۲۷) اور سجدہ کی خاطر اول دونوں گھٹنے، اس کے بعد ہاتھ، اس کے بعد چہرہ زمین پر رکھے۔

(۲۸) سجدہ سے اٹھتے وقت اس کا عکس کرے۔

(۲۹) سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا۔

(۳۰) سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہنا۔

(۳۱) دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرنا۔

(۳۲) سجدہ میں تین بار تسبیح (سبحان ربی الاعلیٰ) پڑھنا۔

(۳۳) اور مرد اپنا پیٹ اپنی دونوں لائوں اور کہنیاں پہلوؤں اور کلاسیاں زمین سے ملے رکھے۔

(۳۴) اور عورت اعضا کو سمیٹے اور پیٹ لائوں سے ملاتے۔

(۳۵) قومہ

(۳۶) اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھے۔

(۳۷) اور حالت شہد کی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے وقت ہاتھ رانوں پر رکھے۔

(۳۸) اپنا بالیاں پاؤں بچھاتے اور دایاں کھڑا رکھے۔

(۳۹) اور عورت اپنے بائیں سرسریں پر دونوں پاؤں دائیں جانب لٹک کر بیٹھے۔

(۴۰) اور عورت اپنے بائیں سرسریں پر دونوں پاؤں دائیں جانب کال کر بیٹھے اور صحیح قول کے

مطابق کلمہ شہادت کے وقت اٹھکی سے اشارہ کرے۔ لاکھتے وقت اٹھاتے اور "لا اشر" کہتے

وقت رکھ لے۔

(۴۱) پہلی در رکعات کے بعد والی رکعات میں (محض) سورۃ فاتحہ پڑھے۔

(۴۲) (پھر) اندرون قعرۃ اخیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

(۴۳) وہ دُعا مانگے جو قرآن کے مشابہ ہو۔ یا اس دُعا کے جو حدیث سے منقول ہو۔ لوگوں کے

کلام کے مشابہ دُعا مانگے۔

(۴۴) اور دائیں جانب پھر بائیں جانب سلام پھیرے۔

(۴۵) امام زیاد صحیح قول کے مطابق دونوں سلام پھیرتے ہوئے لوگوں (جو اقتدی کر رہے ہوں) اور محافظ فرشتوں اور صالح جنوں کی نیت کرے۔

(۴۶) اور مقتدی امام کی اس کی جانب میں نیت کرے۔ اور امام سامنے ہو تو دونوں جانوں میں امام کی نیت کرے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دونوں سلاموں کے اندر باقی اقتدائے کرنے والوں اور محافظ ملائکہ اور صالح جنات کی (بھی یہ مقتدی) نیت کرے۔

(۴۷) اکیلا نماز پڑھنے والا دونوں سلاموں میں فقط فرشتوں کی نیت کرے۔

(۴۸) اور دوسرا سلام پہلے سلام کی بر نسبت پست آواز سے کرے۔

(۴۹) مقتدی اپنا سلام امام کے سلام کے ساتھ پھیرے۔

(۵۰) سلام کا آغاز دائیں جانب سے کرے۔

(۵۱) مسبوق امام کے دوسرا سلام پھیرنے کا (اٹھنے کے لئے) انتظار کرے۔

تشییع وتوضیح | دو حنع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری الخ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دایاں دست مبارک بائیں دست مبارک پر رکھا (یہ روایت ابو داؤد ابن خزیمہ، دار ابن جہان میں موجود ہے) اور بعض روایات میں ہے کہ دائیں دست مبارک بائیں دست مبارک پر رکھا (یہ روایت نسائی میں ہے) اور بعض روایات میں ہے کہ بائیں ہاتھ دائیں ہاتھ میں لیا (یہ روایت ابو داؤد اور ابن جہان میں موجود ہے)۔

بعض فقہانے ان روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ دائیں ہاتھ کی تبصیل بائیں ہاتھ کے اوپر رکھی جائے اور ہونچے پر خضر (شہادت کی انگلی) اور انگوٹھے کا ہاتھ بنایا جائے تاکہ پٹھنے اور رکھنے دونوں کا علم تحقق ہو جائے۔ ”بنیاء“ میں ہے کہ یہ قول زیادہ صحیح ہے اور اس کی تائید حضرت وائل رضی اللہ عنہ کے اس روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ اور ہونچے اور کلائی پر رکھا۔

تحت سیتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دایاں دست مبارک بائیں دست مبارک پر ناف کے نیچے رکھا یہ روایت عمدہ ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں

والتسمیۃ اول کل رکعة الخ یعنی قرأت کے آغاز میں تعوذ کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے یہ پہلی رکعت میں بالاتفاق سنت ہے اور باقی رکعات میں سنت ہے یا نہیں اس کے بارے میں فقہاء کا

اختلاف ہے۔ بحوالہ حسن امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ یہ صرف پہلی رکعت میں مسنون ہے اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ بسم اللہ پڑھنا ہر رکعت میں اور تعوذ پہلی رکعت میں سنت ہے۔ نیز بسم اللہ سورۃ کے شروع میں نہیں بلکہ سورۃ فاتحہ کے آغاز میں پڑھنی چاہئے امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا شہور مسلک یہی ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک سورۃ کے شروع میں بھی پڑھے یہ فقہاء کا اختلاف اس کے مسنون ہونے میں ہے۔

”ذخیرہ“ اور ”مجتبیٰ“ میں تصریح ہے کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اچھا ہے۔ خواہ سورۃ جہرا پڑھی جاتے یا سرا۔ ابن البیہانؒ نے اسے رائج قرار دیا ہے بحر الرائق اور ”من الغفار“ میں اسی طرح ہے۔

(فصل) مِنْ ادْلَھَا اِخْرَاجُ الرَّجُلِ کَفِّیْہِ مِنْ کُتْبِہِ عِنْدَ الشُّکْرِیِّ وَنَظَرُ الْمُصَنِّیِّ اِلَی مَوْضِعِ سُجُودِہِ قَائِمًا طَلَبَ ظَہْرِ الْقَدَمِ رَاکِعًا طَلَبَ اُذُنِہِ اَنْفَہِ سَاجِدًا وَاِلَی جِدْرِ جَالِسًا وَاِلَی الْمَنْکَبِیْنِ مُسْلِمًا وَدَفْعُ الشَّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ وَکَظْمُ فِیْہِ عِنْدَ الشَّأْوِبِ وَالْقِیَامُ حَیْنَ قَبْلَ حَیِّ عَلَی الْفَلَاحِ وَشُرُوعُ الْاَسَامِرِ مَذْقِیْلٌ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ

(فصل) فِی کَیْفِیۃِ تَرْکِیْبِ الصَّلَاۃِ اِذَا ارَادَ الرَّجُلُ الدُّخُوْلَ فِی الصَّلَاۃِ اَخْرَجَ کَفِّیْہِ مِنْ کُتْبِہِ ثُمَّ رَفَعَهَا حِذَاءَ اُذُنِہِ شَرَّكَ کَبْرَ بِلَا مَدِّ نَادِیًا وَیَصَیْئُ الشَّرَّادُ بِکُلِّ ذِکْرِ خَالِصٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی کَسْبَحَانَ اللّٰہِ وَبِالْفَارِیْسِیۃِ اِنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِیۃِ وَاِنْ قَدَّرَ لَا یَصْغُرُ شُرُوعَہُ بِالْفَارِیْسِیۃِ وَلَا قِرَآءَتُہُ بِهَا فِی الْاَصَحِّ شُرُوعُہُ بِمِیْنَتِہُ عَلٰی یَسَارِہِ تَحْتَ سُرَّتِہِ عَقِبَ التَّخْرِیْمِ بِلَا مُہَلِّۃٍ مُسْتَفْجَاً وَهُوَ اَنْ یَقُوْلَ سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ وَبِحَدِّکَ وَتَبَارَکَ اَمَّا کَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ وَیَسْتَنْتَحِ کُلُّ مُصَلٍّ شَعْرَ تَعَوُّذٍ سِوَا الْبَرَاۃِ فِیَا فِی بِہِ الْمَسْبُوقُ لَا الْمُتَدَبِّرُ وَیُؤَخَّرُ عَنْ تَلْکِیْلَاتِ الْعِیْدِیْنِ شَعْرَ یَسْتَحِی سِرًّا اَدَّی سِجْمَ فِی کُلِّ رُکْعَۃٍ قَبْلَ الْفَاتِحَۃِ فَقَطْ شَعْرَ قِرَآءِ الْفَاتِحَۃِ وَآمَنَ الْاِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا شَعْرَ قِرَآءِ سُوْرَۃٍ اَوْ ثَلَاثِ اٰیَاتٍ شَعْرَ کَبْرِ رَاکِعًا مُطْمَئِنًّا مُسَوِّيًا رَاسَہُ بَعِیْزَہُ اِخْدًا رُکْبَتِہِ بِیَدِہِ مُتَرَجِّا اَصَابِعَہُ وَسَجَّہُ فِیْہِ ثَلَاثًا وَذَلِکَ اَدْنٰہُ شَعْرَ رَفَعِ رَاسَہُ وَاطْمَآنَ قَائِلًا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمَدَہُ رَجَّحَا لَکَ

الْحَمْدُ اَوْ اِمَامًا اَوْ مُنْفَرِدًا اَوْ الْمُقْتَدِي يُلْتَقَى بِالتَّحْمِيدِ ثُمَّ كَبَّرَ خَالًا لِلتَّحْمِيدِ ثُمَّ
وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدِيَهُ ثُمَّ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَيْهِ وَسَجَدَ بِأَنْفِهِ وَجَبْهَتِهِ
مُطْمِئِنًا مُسَبِّحًا ثَلَاثًا وَذَلِكَ اَدْنَاهُ وَكَافِي بَطْنُهُ عَنْ فَخْذَيْهِ وَعَصْدَيْهِ عَنْ
إِبْطِلَيْهِ فِي غَيْرِ رَحْمَةٍ مُوجِبًا أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَالْمَرَأَةُ
تَخْفِضُ وَتَلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخْذَيْهَا وَجَلْسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاضْعَا يَدَيْهِ
عَلَى فَخْذَيْهِ مُطْمِئِنًا ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مُطْمِئِنًا وَسَبَّحَ فِيهِ ثَلَاثًا وَكَانَ
بَطْنُهُ عَنْ فَخْذَيْهِ وَابْدَى عَصْدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُكَبِّرًا اِلْتِهَافًا بِلَا
اعْتِمَادٍ عَلَى الْأَرْضِ بِيَدَيْهِ وَلَا تَعُودُ وَالتَّرَكُّعَةُ الثَّانِيَةُ كَالأُولَى إِلَّا
أَنَّهُ لَا يَشْفِي وَلَا يَتَعُودُ وَلَا يَسْنُ رَفْعَ الْيَدَيْنِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ كُلِّ صَلَاةٍ
وَعِنْدَ تَكْبِيرِ الْقَوَاتِ فِي الْوُثْرِ وَتَكْبِيرَاتِ الرُّوَاقِ فِي الْعِيدَيْنِ وَحِينَ يَرَى
الْكَعْبَةَ وَحِينَ يَسْتَلِمُ الْحِجْرَ الْأَسْوَدَ وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الصَّفَا وَالْمُرُوءَةِ وَ
عِنْدَ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ وَمَزْدَلِفَةَ وَبَعْدَ رُمِي الْجَمْرَةِ الْأُولَى أَوِ الْوُسْطَى وَعِنْدَ
التَّسْبِيحِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ وَإِذَا فَرَعَ الرَّجُلُ مِنْ سَجْدَةٍ فِي التَّرَكُّعَةِ الثَّانِيَةِ
اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَلَنَصَبَ يَمَنَاهُ وَوَجَّهَ أَصَابِعَهَا نَحْوَ
الْقِبْلَةِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَبَسَطَ أَصَابِعَهُ وَالْمَرَأَةُ تَتَوَضَّعُ وَفَرَأَ
تَشْهَدَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَشَارَ بِالسَّيْخَةِ فِي الشَّهَادَةِ بِرَفْعِهَا
عِنْدَ الْكُفَى وَبِضَعِهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَلَا يَزِيدُ عَلَى الشَّهَادَةِ فِي الْقُعُودِ الْأَوَّلِ
وَهُوَ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَقَرَأَ الْفَاتِحَةَ فِيمَا
بَعْدَ الْأَوَّلَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ وَقَرَأَ الشَّهَادَتَيْنِ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا بِمَا يَشْبَهُ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ ثُمَّ يَسْلِمُ يَمِينًا وَيسَالًا
فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ كَمَا تَقَدَّمَ

ترجمہ :- فصل :- آداب نمازیں یہ اشیاء (داخل) ہیں

(۱) مرد بوقت تکبیر تحریمہ اپنی ہتھیلیاں اپنی آستینوں سے لٹکالے (بشرطیکہ آستینیں استقدر لمبی ہوں کہ ہتھیلیاں ان میں چھپ جائیں۔

(۲) بحالت قیام نگاہ سجدے کے مقام پر ہے۔

(۳) بحالت رکوع پاؤں کی پشت پر ہے۔

(۴) بحالت سجدہ ناک کے نرم حصہ (پھونگل) کی جانب نگاہ ہے۔

(۵) اور بیٹھنے کی حالت میں گود کی طرف نظر ہے۔

(۶) بوقت سلام شانوں کی جانب نگاہ ہے۔

(۷) حتی الامکان کھانسی روکے۔

(۸) جماتی آتے تو منہ بند کر لے

(۹) مگر کے حی علی الفلاح کہنے پر (اگر پہلے سے کھڑا نہ ہو تو اب) کھڑا ہو جائے

(۱۰) امام مگر کے قدامت الصلوٰۃ کہنے پر نماز کا آغاز کرے

فصل = ادائیگی نماز کی ترکیب

ادائی نماز کے آغاز کا قصد کرے تو (اول) آستینوں سے اپنی ہتھیلیاں لٹکال کر دونوں ہاتھ کالوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ (اور بغیر کھینچے) نیست نماز کہے۔

آغاز نماز ہر اس ذکر سے بھی درست ہو جائے گا جو ذات ربانی یکھتے ہی مخصوص ہو۔ مثلاً سبحان اللہ، اور عربی سے عجز کی صورت میں فارسی (وغیرہ) سے آغاز نماز درست ہوگا۔ اور اگر عربی سے آغاز پر قادر ہو تو درپہر فارسی سے (عربی کے علاوہ دوسری زبان کے ذریعہ) نماز شروع کرنا درست نہ ہوگا۔ اور بزبان فارسی (عربی پر قادر ہونے کی شکل میں) قرأت بھی درست نہ ہوگی۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اس کے بعد اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر زیر ناف رکھے۔ پھر بعد تکبیر تحریمہ بلا توقف سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جلالک ولا الہ غیرک پڑھے۔ اور یہ ہر نماز پڑھنے والے کو پڑھنا چاہیے۔

اس کے بعد سرائے تعوذ پڑھے۔ اور یہ سبق پڑھے (مقتدی شروع سے امام کی اقتدی کئے والا) نہ پڑھے

اور اسے نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ کی تکبیروں سے متحرک کرے۔ اس کے بعد سر البسم اللہ پڑھے۔
 اور ہر رکعت کے اندر محض سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ پڑھی جاتے پھر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرے
 اور امام اور مقتدی سرّاً آمین کہیں۔ اس کے بعد کسی اور سورۃ کی یا تین آیات کی تلاوت کرے
 اس کے بعد رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہے (اور) باطمینان رکوع کرے (کہ) سر سرین کے برابر
 ہو جائے۔

اور اندرون رکوع انگلیاں کشادہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنے پکڑے۔ اور تین بار رکم (کم)
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے اس کے بعد سر کو اٹھاتے ہوئے باطمینان ”سَمِعَ اللَّهُ مَنَ سَجَدَ“
 رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے بشرطیکہ وہ امام ہو یا منفرد۔ اور مقتدی (صرف) ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہے
 پھر سجدہ کی خاطر جھکے ہوئے تکبیر کہے، پھر اول اپنے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ، پھر چہرہ دونوں تھیلیوں
 کے درمیان رکھے اور سجدہ میں ناک دیشانی ٹیک کر باطمینان تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے
 یہ آدمی مقدار ہے۔ پیٹ رانوں سے اور دونوں بازو کسی کو زحمت دیتے بغیر بغلوں سے الگ رکھے۔
 اور ہاتھوں پر دوں کی انگلیاں قبلہ رخ کریں۔

اور عورت اعضا کو میٹھے اور پیٹ رانوں سے ملاتے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں ہاتھ رانوں کے
 اوپر رکھے اور باطمینان بیٹھ جاتے پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ باطمینان کرے اور رکم از کم تین بار سُبْحَانَ
 رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے۔ اور پیٹ رانوں سے الگ رکھے اور دونوں بازو کشادہ رکھے جاتیں۔ پھر زمین پر
 ٹیک لگاتے اور بیٹھے بغیر سر تکبیر کہتے ہوئے اٹھاتے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ہے
 مگر داس میں شاپٹ سے اور نہ تعوذ (اعوذ باللہ)

محض ہر نماز کے آغاز کے وقت ہاتھ اٹھانا مسنون ہے اور اندرون و تر بوقت قنوت اور
 نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ میں (چھ) ازائد تکبیروں کے وقت اور بیت اللہ کو دیکھ کر اور سنگ اسود
 کو چومتے وقت اور صفا و مروہ پر قیام کے اور مزدلفہ و عرفات میں قنوت کے وقت اور پہلے جمرہ
 اور درمیانی جمرہ کی زمی سے فارغ ہونے کے بعد اور پھر نمازوں کی تسبیح سے فارغ ہو کر اور بوقت دعا
 ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔

اور مرد کی دوسری رکعت پوری ہو جائے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے اور دایاں پیر
 اس طرح کھڑا رکھے کہ اگلی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھے (اس طرح کہ) انگلیاں
 قبلہ رخ پھیلی ہوتی ہوں اور عورت باتیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پاؤں داییں جانب نکالے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھے اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے نکتہ شہادت سے اشارہ کرے۔ اس طریقہ سے کہ ”لا“ کہتے ہوئے اٹھا کر ”الا اللہ“ کہتے وقت گرامے اور قعدہ اولیٰ میں محض تشہد پڑھے (اس سے اگے نہ پڑھے) تشہد حسب ذیل ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ تَسْلَامٌ عَلَیْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اور پہلی دو رکعات کے بعد باقی رکعات کے اندر (صرف) سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرے پھر رکعات سے فارغ ہو کر بیٹھ کر (اول) تشہد، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر ان الفاظ سے دُعا مانگے۔ جو قرآن شریف کے مشابہ ہوں یا ان دعاؤں کے الفاظ کے مشابہ ہوں جو احادیث میں منقول ہیں پھر دائیں جانب لوگوں اور فرشتوں کی نیت کرتے ہوئے سلام پھیرے۔ پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرے جیسے کہ اس سے قبل (بھی) بیان کیا جا چکا۔

تشہید و توضیح | شہد کبریا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور تعلیماً اور فعلاً منقول ہے جو عجم طبرانی، صحیح ابن خرمیہ، اور سنن ابن حبان، وغیرہ میں اسکی صراحت موجود ہے اسی بنا پر تصریح ہے کہ غاص طور پر اس لفظ کا اختیار کرنا سنت مؤکدہ ہے اگر کوئی شخص بجاتے عربی کے فارسی میں کہے ”سبحان اللہ“ اور ”اکھدشہ“ تو مکروہ ہے۔

”ذخیرہ“ اور ظہیر“ میں اس کی صراحت ہے

افترش رجلہ الیسری الخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں پیر نہجائے اور دایاں پیر کھڑا رکھتے تھے (یہ روایت مسلم اور نسائی میں ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نماز کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور اگلیاں جگہ رخ رہیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

وقرأ تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ وہ جلسہ میں (یعنی بیٹھ کر) پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ تَسْلَامٌ عَلَیْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ هَبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ مباح ستہ میں یہ روایت ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ تشہید کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں یہ سب زیادہ صحیح ہے اور اکثر اہل علم یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد اکثر علما کا اس پر عمل رہا ہے۔

شروع صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا احناف سے یہ درود پڑھنا منقول ہے۔
 ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“

بَابُ الْإِمَامَةِ

هِيَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْأَحْرَارِ بِإِلَّا عَذْرٍ وَشُرُوطٍ صَحَّحَ الْإِمَامَةُ لِلرِّجَالِ الْأَصْحَاءِ سُنَّةٌ أَشْيَاءُ الْإِسْلَامِ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَالذَّكُورَةُ وَالْبِقَاعَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْأَعْدَاءِ الرَّكَاعَاتِ وَالْفَأَقَةُ وَالتَّمَتُّةُ وَالشَّيْخُ وَقَدْ شَرِّطَ كُطُلَانَهُ وَسِتْرَ عَوْرَتِهِ وَشُرُوطَ صِحَّةِ الْاِقْتِدَاءِ الرَّبْعَةُ عَشَرَ شَيْئًا نِيَّةُ الْمُقْتَدِي السَّابِقَةِ مُقَارَنَةُ لِتَحْرِيمَتِهِ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الْإِمَامَةَ شَرِّطَ لِصِحَّةِ اقْتِدَاءِ النِّسَاءِ بِهِ وَتَقَدُّمُ الْإِمَامِ بِعَقْبِهِ عَنِ الْمَأْمُومِ وَأَنْ لَا يَكُونَ أَدْنَىٰ حَالًا مِنَ الْمَأْمُومِ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ مُصَلِّيًا فَوْضًا غَيْرَ قَضَاهُ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ مُقِيمًا لِمَسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِي رِجَالَةٍ وَلَا مَسْبُوقًا وَأَنْ لَا يَفْصَلَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ صِفَتٌ مِنَ النِّسَاءِ وَأَنْ لَا يَفْصَلَ بَيْنَهُمَا فِيهِ الرُّوْقُ وَلَا طَرِيقٌ تَرْفِيهِ الْعَجَلَةُ وَلَا حَائِطٌ يَشْتَبِهُ مَعَهُ الْعِلْمُ بِاتِّبَاعِ الْإِمَامِ فَإِنْ لَمْ يَشْتَبِهْ لِمَا جَازِيَةً صَحَّ الْاِقْتِدَاءُ فِي الصَّحِيحِ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ رَاكِبًا وَالْمُقْتَدِي رَاحِلًا أَوْ رَاكِبًا غَيْرَ دَابَّةٍ إِمَامِهِ وَأَنْ لَا يَكُونَ فِي سَفِينَةٍ وَالْإِمَامُ فِي أُخْرَىٰ غَيْرَ مُقْتَرَنَةٍ بِهَا وَأَنْ لَا يَعْلَمَ الْمُقْتَدِي مِنْ حَالِ إِمَامِهِ مُفْسَدًا فِي رُغْمِ الْمَأْمُومِ كَخُرُوجِهِ دِرَادَةً لَمْ يُعَدِّ بَعْدَهُ

وَصُوعُهُ وَصَحَّ اِقْتِدَاءُ مُتَوَصِّعٍ بِمُتَتَبِعٍ وَغَاسِلٍ بِمَاسِحٍ وَقَائِمٍ بِقَائِدٍ
وَبَلَحْدَبٍ بِمُؤَمِّمٍ وَتَقْبِيلٍ بِمُقْتَرِبٍ وَإِنْ ظَلَمَ بَطْلَانُ صَلَوةٍ إِمَامَهُ أَعَادَ
وَلَيْسَ مِنَ الْإِمَامِ اِعْلَامُ الْقَوْمِ بِاعَادَةِ صَلَوةِهِمْ بِالْقَدْرِ الْمَكْرَنِ فِي الْغَتَارِ

ترجمہ :- امامت کی فضیلت اذان سے بڑھ کر ہے اور آزاد مردوں (جو غلام نہ ہوں) کے واسطے بلا مذکر بالجماعت نماز سنت مؤکدہ (واجب کے قریب) ہے۔

غیر معذور مردوں کی امامت درست ہے کیلئے صحیح (حسب ذیل) شرائط ہیں۔

(۱) اسلام (۲) بالغ ہونا (۳) بالغ بالقول کا امام نہیں بن سکتا (۴) عقل (۵) ذکوۃ (مرد ہونا)

عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی (۵) تلاوت کر سکتا ہو۔

(۶) صاحبِ عذر نہ ہونا جیسے نکیر میں مبتلا ہو (کہ ناک سے برابر خون آتا ہو) یا بیشتر فاخر زبان سے

نکلنا یا بات چیت میں تا اکثر نکلے یا زبان کا ٹوٹنا (کہ جعفر بن بکر چلے اس کی جگہ اور نہ نکلے اور صحبت ہونے کی شرطوں مثلاً پاکی اور ستر عورت میں سے کسی شرط کا نہ پایا جانا۔

صحیح اقتدی کے لئے چودہ شرائط ہیں۔

(۱) تکبیر تحریم کے ساتھ ساتھ اور اس سے متصل مقتدی کے لئے اقتدائے امام کی نیت

(۲) کسی مرد کی اقتدائیں عورتوں کی نماز درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ امام نے انکی بھی (بوقت)

امامت (نیت کی ہو۔

(۳) اقتدی کرنے والے کی ایڑی سے امام کی ایڑی آگے بڑھی جوتی ہو۔

(۴) امام کی نماز مقتدی کی نماز سے کم درجہ کی نہ ہو (مثلاً مقتدی فرض پڑھے اور امام نفل)

(۵) امام مقتدی کے فرض کے علاوہ دوسرے فرض نہ پڑھ رہا ہو ورنہ دونوں کی فرض نماز ایک

ہی ہو۔

(۶) نماز کا وقت گزر جانے کے بعد مسافر مقتدی کا تقیم امام نہ ہو۔ بشرطیکہ یہ نماز چار رکعت

والی ہو۔

(۷) یہ درست نہیں کہ مسبوق امام ہے (یعنی مسبوق کے باقی ماند نماز پڑھتے ہوئے اس کی اقتدا۔

جائز نہیں)

(۸) مقتدی و امام کے درمیان عورتوں کی صف فضل پیدا نہ کرے نہ

(۹) امام و مقتدی کے درمیان کوئی اس طرح کی نہر فضل پیدا کرے کہ اس میں سے (س) کی وسعت کے باعث (چھوٹی کسی کشتی گزر سکتی ہو۔

(۱۰) اور نہ امام و مقتدی کے درمیان ایسی شرک کے باعث فضل ہو کہ جس میں گاڑی گزرنہ ممکن ہو (۱۱) کوئی اس طرح کی چیز قائل نہ ہو کہ اسکی وجہ سے امام کے انتقالات (رکوع و سجدہ وغیرہ) کا علم مشتبہ (دشوار) ہو جاتے لیکن سننے یا دیکھنے کی بنا پر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں تو صحیح قول کے مطابق اقتدی درست نہ ہوگی۔

(۱۲) امام سوار اور مقتدی یا پیادہ نہ ہو۔

(۱۳) یا مقتدی امام کی سواری کے علاوہ کسی اور سواری پر ہو۔

(۱۴) ایسا نہ ہو کہ اقتدی کو نیکوایا ایک کشتی میں ہو اور امام کسی اور ایسی کشتی میں ہو جو مقتدی کرنے والے کی کشتی متصل نہ ہو (بلکہ فصل ہو)

اقتدی کرنے والا اپنے امام کے کسی ایسے حال سے واقف نہ ہو جو مقتدی کے عقیدہ (و مسلک) کی رد سے نماز کو فاسد کرنے والی ہو۔ جیسے خون کا نکلنا یا قے کا ہونا اور اس کے بعد امام نے وضو کا اعادہ نہ کیا ہو۔

اور وضو کو نیکوایا کے واسطے تم کمریوالے کی متابعت صحیح ہے اور پڑھنے والے کی نماز کو نیکوایا شخص کی اقتدی میں درست ہے اور رکعات قیام نماز پڑھنے والے کی متابعت بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے اور کھڑے اقتدی میں صحیح ہے۔ اور وہ شخص جو اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اس کو اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے والے کی اقتدی کرنا صحیح ہے۔ اور نماز نفل پڑھنے والے کو نماز فرض ادا کرنے والے کی متابعت صحیح ہے۔

اگر مقتدی کو امام کی نماز کے باطل ہو جانے کا علم ہو جائے تو وہ از سر نو نماز پڑھے۔ اور امام پر راجح قول کے مطابق لازم ہے کہ جیسے بھی ہو سکے مقتدیوں کو اعادۂ نماز کی ضرورت سے آگاہ کرے۔
تشریح و توضیح | سنۃ للرجال الخ یعنی جماعت سنت مذکورہ ہے اس پر عامل متحقق اجر و ثواب اور بلا عذر ترک کرنے والا قابل ملامت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس سے سرور ہو کہ بروز قیامت بحالت اسلام ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جبکہ انہیں پکارا جلتے اور اگر تم گھروں میں نماز پڑھو گے تو تم اپنے نبی کی سنت کے تارک ہو گے اور اپنے نبی کی سنت ترک کر کے تو گمراہ ہو جاؤ گے باجماعت نماز کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں۔

مسلم شریف اور بخاری شریف وغیرہ میں روایت ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت
 تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میں ارادہ کرتا ہوں کہ نماز قائم کرنے کا حکم کروں پھر ایک شخص کو لوگوں کی امامت کا حکم کر کے
 لکڑیاں لے کر ایسے لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جامعہ سے نماز (بلا غرض نہیں پڑھتے) اور ان لوگوں کے
 گھروں میں آگ لگا دوں (یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے)

وصح اقتداء مقتونی بمقیم الخ وضو کرنے والے کو تیمم کرنے والے کی اقتدی درست ہے۔
 حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے تیمم کر کے وضو کرنا لے
 لوگوں کی امامت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر انکار نہیں فرمایا (ابوداؤد میں یہ روایت موجود ہے)
 ومتنفل بمقترض الخ کیونکہ امام مقتدی سے قوی حال میں ہے۔ اور وہ فرض پڑھ رہے ہیں لہذا نفل
 پڑھنے والے کے لئے بلاشبہ اسکی اقتدی صحیح ہے مہذب رسالت میں بعض صحابہ سے اس طرح اقتدی ثابت ہے
 (سنن ابوداؤد میں اسکی صراحت ہے)

(فصل) یَسْقُطُ حُضُورُ الْجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَمَانِيَةِ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ وَبَرَدٌ وَخَوْفٌ
 وَظُلْمَةٌ وَجَبَسٌ وَسَمٌّ وَفُلْجٌ وَقَطْعُ يَدٍ وَرَجُلٌ وَسَقَامٌ وَاقْعَادٌ وَوَحْلٌ وَزَمَانَةٌ
 وَشَيْخُوخَةٌ وَتَكَرُّرُ فَقَةٍ بِجَمَاعَةٍ تَفُوتُهُ وَحُضُورُ طَعَامٍ تَتَوَقَّعُ نَفْسُهُ وَارَادَةُ
 سَفَرٍ وَقِيَامَةُ مَرِيضٍ وَشِدَّةُ رِيحٍ لَيْلًا لَأَتَهَارًا وَإِذَا انْقَطَعَ عَنِ الْجَمَاعَةِ
 لِعَذْرٍ مِنْ أَعْذَارِهَا الْمُبْحَرَةِ لِلتَّخْلُفِ يَحْصُلُ لَهُ ثَوَاهُا۔

(فصل) فی الإِخْتِاقِ بِالْإِمَامَةِ وَتَرْتِيبِ الصُّفُوفِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَاضِرِينَ
 صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِيفَةٍ وَلَا ذُو سُلْطَانٍ فَلَا عِلْمُ أَحَدٍ بِالْإِمَامَةِ ثُمَّ الْأَقْرَبُ
 ثُمَّ الْأَوْزَعُ ثُمَّ الْأَسْنَى ثُمَّ الْأَحْسَنُ تَخْلُفًا ثُمَّ الْأَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْأَكْثَرُ
 كَسْبًا ثُمَّ الْأَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْأَنْظَلُ ثَوْبًا فَإِنْ اسْتَوَوْا يُبْرَعُ أَوْ الْخِيَارُ
 لِلْعَوْمِ فَإِنْ اخْتَلَفُوا فَالْعَبْرَةُ بِمِاخْتَارِهِ الْأَكْثَرُونَ قَدْ مُوْغِرُ الْأَوَّلَى فَتَدُ
 أَسَاءُ أَوْ كِرَهُ إِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْعَمَى وَالْأَعْمَى وَالْأَعْمَى وَالْأَعْمَى وَالْأَعْمَى وَالْأَعْمَى
 وَالْمُسْتَدْعِ وَتَطْوِيلُ الصَّلَاةِ وَجَمَاعَةُ الْعُرَا وَالنِّسَاءِ فَإِنْ تَعَلَّنَ يَقَعُ
 الْإِمَامُ وَسَطَهُنَّ كَالْعُرَا وَيَقَعُ الْوَاحِدُ عَنِ يَمِينِ الْإِمَامِ وَالْأَكْثَرُ خَلْفَهُ
 وَيَصِفُ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْحُنَاتُ ثُمَّ النِّسَاءُ

توجہ ۱۔ اٹھارہ اشیا۔ (اعذار) میں سے کوئی شے (مذربانی جاتے تو جماعت کے واسطے حاضر ہونا) صاحبِ عذر کے لئے معاف ہو جاتا ہے۔

(۱) بارش (سخت) چوری ہو (۲) شدید ٹھنڈ ہو (۳) دشمن و غیہ (کا) خوف ہو (۴) سخت اندھیرا ہو کہ اسکی وجہ سے مسجد میں پہنچنا ممکن نہ ہو۔

(۵) قید کر دیا گیا ہو (۶) نابینا ہو (اور اس کے پاس کوئی رہبر اور مسجد تک پہنچانے والا موجود نہ ہو) مفلوج ہو (۷) ہاتھ پاؤں کٹ گئے ہوں (۸) مریض ہو (اور اس مرض کی بنا پر مسجد تک آسکتا ہو)

(۹) اور ہاتھوں پیروں سے معذور ہو (۱۰) سخت کچھر ہو۔

(۱۱) پا ج ہو جاتے۔

(۱۲) زیادہ بوڑھا ہو (اور اس کی وجہ سے جماعت میں حاضر ہونا ممکن نہ ہو)

(۱۳) کتاب فقہ کا تکرار (جماعت کی وجہ سے) فوت ہوتا ہو

(۱۴) کھانا آجانے پر اسکی طرف زیادہ رغبت ہو۔

(۱۵) سفر کا قصد ہو (۱۶) کسی بیمار کے پاس تیمارداری کی خاطر قیام

(۱۷) بوقتِ شب تیز ہوا (آندھی) نہ کہ دن میں تیز ہوا۔

اگر ان جائز اعذار میں سے کسی عذر کی بنا پر باجماعت نماز نہ پڑھ سکے تو جماعت میں حاضر نہ ہونے کے باوجود جماعت کا ثواب حاصل ہو گا۔

فصل ۱۰۔ امامت کا سب سے بڑھ کر حقدار اور ترتیب صفوف۔ موجود لوگوں میں اہل خانہ اور مستقل مقرر (نخواہ یا ب) امام اور حاکم نہ ہونے کی صورت میں امامت کے لئے زیادہ بہتر وہ ہے جو مسائل نماز سے خوب واقف ہو۔ پھر وہ جو زیادہ قاری (و مجتہد) ہو پھر وہ جو زیادہ پرہیزگار ہو۔ پھر وہ جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہو۔ پھر وہ جو زیادہ خوش اخلاق و خوش عادت ہو۔ اس کے بعد وہ جو چہرے کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر ہو۔ پھر وہ جو خوش آوازی میں بڑھا ہوا ہو۔ پھر وہ جو سب سے بڑھ کر کپڑے پاک و صاف رکھتا ہو۔ لیکن اگر تمام لوگ اوصاف کے اعتبار سے مساوی ہوں تو قرعہ اندازی کی جاتے درجہ لوگ جسے پسند کریں۔ اس کے بعد اگر لوگوں (مقتدیان و حاضرین مسجد) کے درمیان اس میں اختلاف ہو تو وہ معتبر (اور امامت کا زیادہ مستحق) ہو گا جسے زیادہ لوگ پسند کریں۔ اور اگر لوگ ایسے شخص کو امامت کیلئے آگے بڑھا دیں جو اعتباراً و صاف سب سے بڑھا ہوا نہ ہو تو لوگوں نے بڑا کیا اور غلام اور نابینا اور

ولد الزنا اور گنوار اور بیٹی کی امامت مکروہ ہے اور نماز کو زیادہ لمبی کرنا (کو لوگ اکتا مائیں) اور ننگوں اور عورتوں کا باجماعت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر وہ جماعت کو جس توان کا امام ان کے بیچ میں کھڑے ہو مقتدی اگر ایک ہو تو امام کی دائیں طرف کھڑا ہوگا۔ اور مقتدی ایک سے بڑھ جائیں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اور جماعت میں اول مردوں کی صف ہوگی پھر خنثی کی پھر عورتوں کی۔

تشریح و توضیح | **الاعلم احق** | یعنی مسائل نماز اور نماز سے متعلق احکام شریعہ سے وہ زیادہ واقف ہو خواہ اور مسائل اس قدر زیادہ جانتا ہو۔

شعر الاقتر | یعنی اگر علم میں برابر ہوں تو باعتبار تجوید و ترتیل زیادہ جی طرح تلاوت کہنوالے کی امامت زیادہ بہتر ہے۔

شعر الاسن | اگر مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اگر مذکور بالا چاروں اوصاف میں مساوی ہوں تو ان میں سے جو زیادہ عمر ہو اس کی امامت اولیٰ ہے۔

عن یسین | **الامام** | یعنی امام مقتدی تنہا ہو تو اسے دائیں جانب کھڑے ہونے کا حکم کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی باتیں جانب کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دائیں جانب کھڑا کر لیا۔ (یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔)

شعر الصبیان | کیونکہ مردوں کو امام کے قریب ہونے کا زیادہ حق ہے اس لئے اول مردوں کی صف ہونی چاہئے۔ پھر دوسرے نمبر پر بچوں کی مسند احمد میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں پھر انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اول مردوں کی پھر بچوں کی اور پھر عورتوں کی صف قائم کی

(فصل) **نِیْمَا یَفْعَلُهُ الْمُقْتَدِیُّ بَعْدَ فَرَاعِ اِمَامِهِ مِنْ وَاجِبٍ وَغَیْرِهِ (لَوْ سَلَّمَ**
الامام قَبْلَ فَرَاعِ الْمُقْتَدِیِّ مِنَ الشَّهَادَةِ وَتَوَرَّعَ الْاِمَامُ رَاسَهُ قَبْلَ
تَسْبِیْهِ الْمُقْتَدِیِّ ثَلَاثًا فَفِ التَّسْبُوحِ اَوْ السُّجُودِ یَتَابِعُهُ وَتَوَرَّادَ الْاِمَامُ
سُجْدَةً اَوْ قَامَ بَعْدَ الْقُعُودِ الْاٰخِرِ سَاحِبًا لَا یَتَّبِعُهُ الْمُؤْتَمِرُ وَلَنْ قِیَّدَ هَا
سَلَّمَ وَحْدَهُ وَلَنْ قَامَ الْاِمَامُ قَبْلَ الْقُعُودِ الْاٰخِرِ سَاحِبًا اَنْظَرَهُ الْمَأْمُومُ فَاِنْ
سَلَّمَ الْمُقْتَدِیُّ قَبْلَ اَنْ یُقِیَّدَ اِمَامُهُ الزَّائِدَةُ بِسُجْدَةٍ فَسَدَ نَوْصُهُ وَكِرَاهٌ
سَلَامُ الْمُقْتَدِیِّ بَعْدَ شَهَادَةِ الْاِمَامِ قَبْلَ سَلَامِهِ

فصل فی الاذکار الوارثۃ بعد النویز (القیام إلى السُّنة متصلًا بالنویز
مَسْنُونٌ وَعَنْ شَمْسِ الْأُمَّةِ الْحَلَوَانِي لَابَاسَ بَقَاعَةِ الْأَوْدَادِ بَيْنَ الْفَرِيضَةِ
وَالسُّنَةِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ بَعْدَ سَلَامِهِ أَنْ يَتَحَوَّلَ إِلَى يَسَارِهِ لِنَطَوُّعِ
بَعْدَ النَوِيْزِ وَأَنْ يَسْتَقْبَلَ بَعْدَهُ النَّاسَ وَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهُ وَيَقْرَعُونَ
أَيَّةَ الْكَرْسِيِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَيَسْتَحْشِرُونَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُحَمِّدُونَهُ
عَذْلِكَ وَيَكْبِّرُونَهُ كَذَلِكَ ثُمَّ يَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ثُمَّ يَكْعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ
وَلِلْمُسْلِمِينَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَسْحُونَ بِمَا دَعَوْهُمْ فِي آخِرِهِ

ترجمہ :- وہ واجب اور غیر واجب کام جو مقتدی امام کے فارغ (نماز سے) ہونے پر
انجام دیتا ہے۔
مقتدی ابھی تشہد سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اپنا تشہد مکمل
کمرے گا۔

اور اگر مقتدی نے رکوع یا سجدہ میں ابھی تین بار تسبیح نہیں پڑھی ہے کہ امام نے سر اٹھایا تو اس
صورت میں مقتدی امام کی پیروی کرے گا (اور تین تسبیح پوری کرنے کے لئے نہیں اڑے گا) اور
ایک سجدہ امام زیادہ کرے یا سہواً قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو جائے تو مقتدی (اس معاملہ میں) اسکا
اتباع نہیں کرے گا۔ اور امام اسے مقید کرے (یعنی اس کے بعد سجدہ بھی کرے) تو سلام ایک مقتدی
پھیرے اور امام کے سہواً قعدہ اخیرہ سے قبل کھڑے ہونے کی صورت میں مقتدی منتظر رہے گا پس اگر
مقتدی امام کے زائد رکعت کا سجدہ کرنے سے قبل ہی (بلا انتظار) سلام پھیرے تو مقتدی کے
فرض کے فاسد ہونے کا حکم ہو گا۔ اور امام تشہد پڑھ چکا ہو تو امام کے سلام پھیرنے سے قبل
مقتدی کے لئے سلام پھیرنا باعث کراہت تحریمی ہے۔

فصل :- وہ اذکار جن کے فرض نمازوں کے بعد پڑھنا ثابت ہے مسنون ہے کہ فرض نماز سے
فراغت کے بعد فوراً ہی بعد (بلا تاخیر) سنتوں کے لئے کھڑے ہو جائیں۔
شمس الائمہ اکلوانی سے نقل کیا گیا ہے کہ عیسٰی کوئی مضائقہ نہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان

و ظالمت (دادکار) پڑھ لئے جمائیں۔ باعث استعجاب ہے کہ امام سلام پھیر کر فرض کے بعد نفل پڑھنے کی خاطر باتیں طرف ہٹ جاتے اور باعث استعجاب ہے کہ فرض نماز کے بعد لوگوں کی جانب رخ کرے اور تین بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں اور آیتہ الکرسی اور موعودتین کی تلاوت کریں۔ تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھیں اس کے بعد ”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک لہ الحمد و ہو علی کل شیء قدیر“ پڑھ کر اپنے واسطے اور سارے مسلمانوں کے واسطے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کریں اس کے بعد دعا ختم ہو تو ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیریں۔

تشریح و توضیح فی الاذکار الخ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نہیں وہ عمل دنیاویں جو سب بہتر ہو اور تمہارے مالک کو زیادہ پسندیدہ ہو۔ تمہارے درجات کو بلند کرتا ہو۔ تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے اور دشمن سے ایسی جنگ کرنے سے کہ وہ تمہاری گزینہ تائیں اور تم انکی گردنیں آٹاؤ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اپنے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی کوئی شے نہ ذکر اللہ سے بڑھ کر نہیں (ابن ماجہ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے تو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور سیکنٹ ان پر نازل ہونے لگتی ہے اور اللہ فرشتوں سے ان کا ذکر کرتا ہے (ابن ماجہ)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لا الہ الا اللہ“ سے کوئی عمل نہیں بڑھ سکتا۔ (ابن ماجہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سب سے بہترین ذکر ”لا الہ الا اللہ“ اور سب سے بہترین دعا ”الحمد للہ“ ہے (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز وہ درخت لگا ہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے فرمایا اے ابو ہریرہؓ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں اس سے بہتر درخت بتا دوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں

آپؐ نے فرمایا۔ ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ ان میں سے ہر ایک کلمہ کے بدلے تیرے لئے جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا (ابن ماجہ)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
 چار کلمے تمام کلمات سے بہتر ہیں اگر ان میں سے کوئی مقدم و متوخر جمع کرتے تو کوئی عرج نہیں (وہ
 یہ تھن) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (ابن ماجہ)
 حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 جس نے استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر غم اور تکلیف سے نجات دے گا۔
 اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے غم و گمان بھی نہ ہو گا۔ (ابن ماجہ)
 حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا وہ انسان بہت خوش قسمت ہے جس کے صحیفہ میں کثرت سے استغفار ہو (ابن ماجہ)

بَابُ مَا يَفْسِدُ الصَّلَاةُ

وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَتَسْتَوْنَ شَيْئًا الْكَلِمَةُ وَلَوْ سَهْوًا أَوْ خَطَاً وَالِدُعَاءُ بِأَيِّ شَيْبَةٍ
 تَلَامَنَّا وَالسَّلَامُ بِنَيْتَةِ الْحُجَّةِ وَلَوْ سَاهِيًا وَرَدَّ السَّلَامُ بِلِسَانِهِ أَوْ بِالْمُصَافَحَةِ
 وَالْعَمَلُ الْكَثِيرُ تَحْوِيلُ الصَّدْرِ عَنْ أَهْلِ الْهَيْلَةِ وَكُلِّ شَيْءٍ مِنْ خَارِجٍ فِيهِ وَلَوْ قَلَّ
 وَأَكَلُ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَهُوَ قَدْرُ الْحِصَّةِ وَشُرْبُهُ وَالتَّفْخُخُ بِلَا عُدْرٍ وَ
 التَّافُفُ وَالْإِنْبِيْنُ وَالتَّاقُفُ وَارْتِفَاعُ بُكَائِهِمْ مِنْ وَجَعٍ أَوْ مُصِيبَةٍ لَا مِنْ
 فِي كَرِيحَةٍ أَوْ نَائِمٍ وَتَشْمِيتُ عَاطِسٍ بِرُحْمَتِكَ اللَّهُ وَجَوَابُ مُسْتَقْلِمٍ عَنْ
 نَدِّ بِلَا إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَخَيْرُ سَوْءٍ بِالْأَسْتِرْجَاعِ وَسَارُّ الْحَمْدِ لِلَّهِ وَعَجَبُ
 بِلَا إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ أَوْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَكُلِّ شَيْءٍ قَصْدُهُ بِهِ الْجَوَابُ كَمَا يَجِبُ خُذِ الْكِتَابَ
 وَرُؤْيَا مُسْتَجِيمٍ مَاءٌ وَمَتَامُ مَدَّةٍ مَا سَجَّ الْحَقُّ وَنَزَعَةُ وَتَعَلُّمُ الْأَمْرِ الْإِيَّةِ وَوَجْدَانُ
 الْعَارِي سَاتِرًا وَقُدْرَةُ الْمُجْبَى عَلَى التَّكْوِينِ وَالتَّجَوُّدُ وَتَذَكُّرُ فَايَسَّةٍ لِذِي تَكْرِيْبٍ
 وَاسْتِغْلَافٌ مَنْ لَا يَصْلَحُ إِمَامًا وَطُلُوعُ الشَّمْسِ فِي النَّجْوِ وَزَوَالُهَا فِي الْعِيدَيْنِ وَ
 دُخُولُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ وَسُقُوطُ الْجَبْرِقَةِ عَنْ بَرْءٍ وَزَوَالُ عُدْرٍ الْمَعْدُورِ
 وَالْحَدَّثُ عَمْدًا أَوْ بَعْضُ غَيْرِهِ وَالْإِعْمَاءُ وَالْجُنُونُ وَالْجَنَابَةُ يَنْظُرُ أَوْ لِحْتِلَامِ

ومعاداة المشتهة في صلوة مطلقاً مشرقة تحرمة في مكان متجديلاً
 حليل ونوى إمامتها وظهور عورة من سبقة الحديث ولواضطر إلى
 لكشف المرأة ذراعها للوضوء وقراءته ذاهباً واعائداً للوضوء ومكثه
 قد راداء ركن بعد سبقي الحديث مستيقظاً ومجاورة متاعاً قريباً لغيره
 وخروجاً من المسجد بظن الحديث ومجاورة الصفوف في غير بطنه
 والنصران ظاناً أنه غير متوضئ وإن مدة مسح انقضت أو أن عليه فائسة
 أو نجاسة وإن لم يخرج من المسجد وفتحه على غير إمامه والتكبير نيبة
 الانتقال بصلوة أخرى غير صلواته إذا حصلت هذه المذكورات قبل الجلوس
 الأخير مقدار التشهد ويقصد بها أيضاً مدة الهز في التكبير وقراءة ما لا
 يحفظه من مصحف راداء ركن أو مكانه مع كشف العورة أو مع نجاسة
 مانعة ومساوقة المتقدمين لم يشاركه فيه إمامه ومتابعة الإمام في
 سجود السهو للمسبوق وعدم إعادة الجلوس الأخير بعد أداء سجدة صليبة
 تذكرها بعد الجلوس وعدم إعادة ركن إذا ناساً وفتحية إمام المسبوق
 وحديثه النعمد بعد الجلوس الأخير والسلام على رأس الركعتين في غير
 الشائبة ظاناً أنه مسافراً أو أنها الجمعة أو أنها التراويح وهي العشاء أو كان
 قريب عهد بالإسلام فظن الفرض ركعتين

ترجمہ :- وہ باتیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے انکی تعداد اسٹھ ہے۔ کلام کرنے سے نماز فاسد
 ہو جاتی ہے خواہ مجبول کر یا غلطی ہی سے کیوں نہ ہو اور (اندر دن نماز) لوگوں کے کلام سے مشابہ الفاظ
 کے ساتھ دعا کرے اور نیت تعظیم سلام ہو خواہ مجبول کر ہی کیوں نہ ہو اور بذریعہ مصافحہ یا زبان
 سلام کا جواب۔ اور سر عمل کثیر (مفسد نماز ہے) اور قبلہ سے سیدنا کا پھیرنا، کوئی چیز ایسی کھانا جو منہ سے
 باہر ہو خواہ کم مقدار ہی میں کیوں نہ ہو اور چنے کے بقدر (یا اس سے بڑی) وہ شے کھانا جو نماز
 کے وقتوں کے درمیان میں ہو اور مینا بلا عذر کھانا، اور آہ، اودہ اور آفت کی آواز لگانا رادار آواز
 کے ساتھ درد یا مصیبت و پریشانی کے باعث رونا جنت یا دوزخ کے ذکر کی بات پر رٹنے سے
 نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور چھینکنے والے والے کا جواب مدبر حکم اللہ، کے ساتھ دینے اور بڑی خبر کے

جواب میں انا اللہ وانا الیہ راجعون“ کہے اور خوشی کے موقع پڑا الحمد للہ“ کہنے اور تعجب خیز خبر پر وہ لا الہ الا اللہ، یا سبحان اللہ“ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتے گی۔ اور ہر اس قسم کی بات مفسد نماز ہو گی جس سے جواب کا ارادہ کیا گیا ہو۔ مثلاً وہ یہی فذلک کتاب“ اور تیمم کتے ہوئے کو پانی کا نظر آنا اور موزوں پر مس کرنے والے شخص کی مسح کی مدت کا پورا ہونا اور موزہ کا نکال دینا، اور ان پڑھ کا کوئی نیت سیکھ جانا اور ننگے شخص کو ستر چھپانے والی کسی چیز کا مل جانا۔ اور اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو رکوع اور سجدہ پر قدرت حاصل ہو جانا۔ اور صاحب ترتیب شخص کو فوت شدہ نماز یاد آنا۔ اور امامت کے لئے ایسے شخص کو قائم مقام بنانا جو اس کا اہل نہ ہو۔ صبح کی نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آنا۔ اور نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ پڑھتے ہوئے سورج ڈھل جانا اور نماز جمعہ پڑھتے ہوئے (تاخیر کے باعث) وقت عصر ہو جانا اور زخم اچھا ہونے کی بنا پر ہڈی کا گر جانا اور معذور شخص کے عذر کا ختم ہونا اور ارلۃ وضو ٹوٹنا۔ یا کسی دوسرے شخص کے فعل کے باعث وضو ٹوٹ جانا۔

اور بے ہوش ہو جانا۔ اور پاگل ہو جانا۔ اتلام یا دیکھنے کی بنا پر جنابت ناپاکی کا لاحق ہونا، اور کسی شہوت کے لائق (جو کم از کم نوسال کی ہو) عورت کا مطلق نماز کے اندر جو باعتبار تحریم مشترک ہو ایک مقام میں کسی حامل کے بغیر محاذافہ دہرا بر میں آنا مگر شرط یہ ہے کہ امام نے بوقت امامت اس کی نیت بھی کہے اور ایسے شخص کا ستر کھل جاتے جسے اندر نماز حدث لاحق ہو (وضو ٹوٹ جلتے) خواہ وہ اس کے اوپر مضطر و مجبور رکبوں نہ ہو۔ مثلاً عورت وضو کی بنا پر بازو و کھولے اور ایسے شخص کے وضو کی خاطر جاتے ہوئے یا وضو سے فارغ ہو کر لوٹتے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت اور حدث لاحق ہونے پر کسی عذر کے بغیر جلتے ہوئے ایک رکن کے بقدر رکنا اور نذر رک کے پانی کو چھوڑ کر اس پانی کے علاوہ دوسرے پانی پر وضو کی خاطر پہنچنا۔ حدث کے گمان میں مسجد سے باہر آ جانا، اور سجدہ ہونے کی صورت میں صفوں سے آگے بڑھ جانا۔ (اور انہی حد سے نکل آنا) اندرون نماز یہ خیال کرتے ہوئے اپنے مقام سے ہٹنا کہ اس کا وضو جانا رہا۔ یا یہ کہ مسح کی مدت پوری ہو گئی۔ یا اس پر فوت شدہ نماز کی قضا واجب ہے۔ یا اس پر نجاست لگ گئی ہے خواہ وہ ان شکلوں میں مسجد سے باہر نہ نکلے (مگر ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جلتے گی) اور اپنے امام کے سوا القمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتے گی۔

وہ نماز جو وہ پڑھ رہا ہو اس کے سوا کسی اور نماز کی جانب منتقل ہونے کے قصد سے بچر

(اللہ اکبر) کہے جبکہ یہ ذکر کردہ باتیں قصہ اخیر میں مقدار شہد بیٹھنے سے قبل وقوع پذیر ہوں۔

اندر دن تکبیر ہمزہ کو کھینچنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی گی اور ایسے ہی قرآن شریف کی (ان آیات و سورتوں کی) دیکھ کر تلاوت جو اسے حفظ یاد نہ ہوں۔

اور ستر کھلا ہونے یا ایسی نجاست لگی ہوتی ہونے کی صورت میں ایک رکن کی اتوریگی یا اسے ادا کر سکتا (کہ ایک رکن اتنے وقت میں ادا کرنا ممکن ہو) جس کے ہوتے ہوئے نماز صحیح نہ ہوتی ہو۔

اور مقتدی کو ایک رکن (اس طرح) ادا کر لینا کہ اس میں اس کے امام کی (سرے سے اس کے ساتھ) شرکت ہی نہ ہو (اور مسبوق کی بعد سہو کے اندر) مسبوق کے باقی ماندہ نماز کیلئے کھڑے ہونے کے بعد حاجت اور سجدہ صلیبہ (وہ سجدہ جو رکن نماز ہو) جو بیٹھنے کے بعد یاد آئے کھنسنے کے بعد از سر نو قعدہ اخیر نہ کرنا اور وہ رکن از سر نو نہ کرنا جسکی ادائیگی زندگی کی حالت میں ہوتی ہو اور مسبوق کا جو امام ہوا سکا قبچہہ لگانا، اور قعدہ اخیر کے بعد عمداً وضو تو کار اس صورت میں بکراہتِ نجس نماز ہو گی اور اسے دوبارہ پڑھنا لازم ہو گا) اور دو رکعتوں والی نماز کے علاوہ میں (یعنی چار رکعت والی میں) خود کو مسافر خیال کرتے ہوئے سلام پھیر دینا یا نماز کے خیال سے یا تراویح کے گمان میں سلام پھیر دینا درحالیہ کہ وہ نماز عشا ہو یا نماز پڑھنے والا قوسم ہو اور وہ در رکعت ہی کو فرض خیال کرتے ہوئے سلام پھیر دے۔

تشریح و توضیح | الکلمۃ الخ: اصل اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ ہماری اس نماز میں لوگوں کے کلام کی گنجائش نہیں نماز صرف تسبیح و تکبیر اور قرات قرآن ہے (یہ روایت مسلم، ابوداؤد طبرانی وغیرہ میں موجود ہے) اور اطلاق کلام اوامام نفی سے معلوم ہوا کہ کلام کم ہو یا زیادہ مفسدِ صلوٰۃ ہے پس دو حرفوں کا نطق

(تلفظ) ہو تب بھی نماز فاسد ہو جاتی گی (بحر اراتق وغیرہ میں اسی طرح ہے)

وسموا السلام بلسانہ الخ یعنی زبان سے سلام کا جواب دینا مفسدِ صلوٰۃ ہے حضرت جابر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم دوران نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام (باتھ سے) کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح) جواب دیا کرتے تھے۔ پھر جب ہم بخاشم کی پاس سے (ہجرت حبشہ کے بعد) لوٹے اور ہم نے سلام کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران نماز ایسا کرنے کی ممانعت فرمادی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا چاہے امر فرمادے اس نے اس کا امر فرمایا اور دوران نماز گفتگو نہ کی جاتی۔

راہِ داور اور ابنِ جہان“ میں یہ رائیت موجود ہے)

من وجع الخ یعنی درو یکی پریشانی کے باعث اواز سے مفسدِ صلوٰۃ ہے یہ قید لگا کر اس طر اشارہ کیا کہ اگر رُخِ نازِ کبرجست و درخ پر ہو تو یہ مفسدِ صلوٰۃ نہیں۔

و تشمیت عاطس الخ یعنی اگر چھینکے والے کے جواب میں ”یرحمک اللہ“ کہے تو اس کی ناز فاسد ہو جاتے گی۔

و خبر مسوع بالاستر بجای الخ یعنی کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو کسی مُصیبت مثلاً موت کی اطلاع دے اور وہ کہے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتے گی۔ ان مسائل میں امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے۔ وہ استرجاع اور حمد لہ وغیرہ کو اذکار میں شمار کرتے ہوئے مفسدِ صلوٰۃ قرار نہیں دیتے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب یہ بطور جواب ہوں تو مفسدِ صلوٰۃ ہیں۔ ورنہ نہیں۔

و فتحہ علی غیر امامہ الخ اپنے امام کو لقمہ دینا مفسدِ صلوٰۃ نہیں ”سنن ابوداؤد“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم نماز میں موجود تھے انہوں نے عرض کیا ”ہاں“ ارشاد ہوا پھر تمہیں کس چیز نے بتانے سے رکھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے رائیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تلاوت فرماتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلاوت میں ایک آیت چھوٹ گئی تو (بعد نماز) ایک شخص نے عرض کیا کہ آپؐ ایک آیت ایسی چھوٹ گئی ارشاد ہوا کہ تم نے نماز میں یاد دہانی نہ کرا دی انہوں نے عرض کیا میں سمجھا کہ یہ آیت (شاید منسوخ ہو گئی)

وقرأ ما لا یحفظ من مصحف الخ یعنی اگر نماز پڑھنے والا قرآنِ شریف میں سے دیکھ کر پڑھے تو غلط ہو جائے گا امام ابو یوسفؒ کی رائیت ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا نماز پڑھنے والے کے پاس سے دیکھ کر پڑھنا خارج نماز ہے تلقین اور استفادہ ہے جو بنفسہ مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ قرآنِ شریف رکھا ہوا ہو یا لٹکا ہوا ہو اور خواہ نماز پڑھنے والا غور و اوراقِ التا ہو یا کوئی اور سب کا حکم یکساں ہے۔ یہی قول صحیح ہے۔ ”کافی“ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

و قطعہ امام المسبوق الخ بعد شہد امام کے قہقہہ یا حدیث سے مسبوق کی نماز تو باطل ہوگی مگر مدرک کی جس نے کہ امام کے ساتھ کل رکعات پائی ہوں باطل نہیں ہوگی کیونکہ امام کی نماز تمام کی تمام

اسکی نماز بھی پوری ہوگئی۔ اور رطل مسبوق تو اسکی نماز کے سچ میں یہ امر پیش آیا لہذا اس کی نماز بطل ہونے کا حکم کیا گیا۔

بَابُ زَلَّةِ الْقَارِئِ

قال المحشى لما رأيت مسائل زلة القارئ من اهم ما يجب العلم بها والناس عنها غافلون وجدت ما في الطحاوى على المرقى وفي ما في هذا البحث الحقته على الكتاب مراعاة لمن سلك طريق الهدى واجتنب سبيل العوى ليكون ايقان من التيران وكسيلة الى الجنان وتجنبانا في ميزان عند خفة الميزان وعليه التكلان (تكميل) زلة القارئ من اهم المسائل وهي مبنية على قواعد ناشئة من الاختلافات لا كما توهم انه ليس له قاعدة تبني عليها. فالاصل فيها عند الامام ومحمد رحمهما الله تعالى تغير المعنى تغيراً فاحشاً وعدمه للفساد وعدمه مطلقاً سواء كان اللفظ موجوداً في القرآن او لم يكن وعند ابي يوسف رحمه الله ان كان اللفظ نظيره موجوداً في القرآن لا يفسد مطلقاً تغير المعنى تغيراً فاحشاً ولا وان لم يكن موجوداً في القرآن يفسد امطلقاً ولا يعتبر الإعراب اصلاً ومحل الاختلاف في الخطاء والنسيان اما في العهد ففسد به مطلقاً بالاتفق اذا كان مما يفسد الصلوة أما اذا كان شائعاً فلا يفسد ولو تعدد ذلك اذاه ابن امير حاجز وفي هذا الفصل مسائل -

(الاولى) الخطاء في الاعراب ويدخل فيه تخفيف الشدد وعكسه وقصر الممدود وعكسه وذلك المذموم وعكسه فان لم يتغير به المعنى لا يفسد به صلواته بالاجماع كافي المضرات واذا تغير المعنى غوان يقرأ واذا ابتلى ابراهيم رتبة يرفع ابراهيم ونصب رتبة فالصحيح عنهما الفساد وعلى قياس قول ابي يوسف لا يفسد لانه لا يعتبر الاعراب وبه ينهى واجمع المتأخرون كعبد ابن مقاتل وعجز بن سلام واسماعيل الزاهد ادى بهم سعيد البلخي والهند والى وابن الفضل والحلواني على ان الخطأ في الاعراب لا يفسد مطلقاً وان كان متاخرتاده كفر لان اكثرا للناس لا يميزون بين وجه الاعراب وفي اختيار الصواب في الاعراب لنقص الناس في المخرج وهو مرفوع شرعاً وعلى هذا مشى في الخلاصة فقال وفي النوازل لا يفسد في الكل وبه يدعى وينبغي ان يكون هذا في ما اذا كان خطأ او غلطاً وهو لا يعلم او تعدد ذلك مع ما لا يغير المعنى كثيراً كصوب الرحمن في قوله تعالى

الرجن على العرش استوى اما لو تعدد مع ما يغير المعنى كثير او يكون اعتقاد أكثر الفساد حينئذ اقل الاحوال والمعنى به قول ابي يوسف واما تخفيف التشديد كما لو قرء اياك بعدد اورب العالمين بالتخفيف فقال المتأخرون لا تقصد مطلقا من غير استثناء على المختار لان ترك المد والتشديد بمنزلة الخطأ في الاعراب كما في قاضي خان وهو الاصح كما في المضمون وكذا نص في الذخير على انه الاصح كما في امير حاج وحكم تشديد التخفيف كحكم عكسه في الخلاف والتفصيل وكذا اظهرها المدغم وعكسه فالكل نوع واحد كما في الحلبي.

(المسئلة الثانية) في الوقف والابتداء في غير موضعها فان لم يتغير به المعنى لا تقصد بالاجماع من المتقدمين والمتأخرين وان تغير به المعنى ففيه اختلاف والفتوى على عدم الفساد بكل حال وهو قول عامة علمائنا المتقدمين كان في مراعاة الوقف والوصل ايقاع الناس في المحرجه كما في العوام والمحرجه مرفوع كما في الذخير والسراجية والنصاب وفيه ايضا لو ترك الوقف في جميع القرآن لا تقصد صلوة عندنا واما الحكم في قطع بعض الكلمة كما لو ارد ان يقول الحمد لله فقال ال فوقف على اللام وعلى الحاء وعلى الميم او ارد ان يقرأ والغديت فقال والعافوق على العين لا تقطع انفسهم ونسيان الباقي ثم تم ادانتهم الى اية اخرى فالذي عليه عامة المشايخ عدم الفساد مطلقا وان غير المعنى للضرورة وعموم البيوت كما في الذخير وهو الاصح كما ذكره البوليث.

(المسئلة الثالثة) وضع حرف موضع حرف اخر فان كانت الكلمة لا تخرج عن لفظ القرآن ولم يتغير به المعنى المراد لا تقصد كما لو قرأ ان الظالمون بواو الرفع او قال والارض وما دخلها مكان طها وان خرجت به عن لفظ القرآن ولم يتغير به المعنى لا تقصد عند ما خلافا لابي يوسف كما قرأ قيامين بالقسط مكان قوامين اود وارا مكان ديارا وان لم يخرج به عن لفظ القرآن وتغير به المعنى فالخلاف بالعكس كما لو قرأ وانتم خامدون مكان سادون وللمتأخرين قوله اخر غير ما ذكرنا واقتصرنا على ما سبق لا طرا دها في كل الفرع بخلاف قواعد المتأخرين.

(واعلم) انه لا يئس مسائل فلة القارئ بعضها على بعض الامن له دراية باللغة العربية والمعاني وغير ذلك مما يحتاج اليه التفسير كما في منية المصلي وفي النهى واحسن من لخص من كلامهم في نزلة القارئ الكمال في زاد الفقير فقال ان كان الخطأ في الاعراب ولم يتغير

بل المعنی کسر قواماً مکان فتحها وفتح باء نعبداً مکان ضمها لا تفسد وإن غیر نصب حمزة
العلماء وضم هاء الجلالة من قوله تعالى استأخثني الله فمن عب ۱۰ العلو تفسد على قول
المتقدمين واختلف المتأخرون فقال ابن الفضل وابن مقاتل وابن جعفر والحواشي وابن سلام
واسماعيل الزاهد لا تفسد وقول هو لأبعد وأوسع وإن كان بوضع حرف مكان حرف
ولم يتغير المعنى نحو إياك مكللاً أو اب لا تفسد وعن أبي سعيد تفسد وكثير ما يقع في
قراءة بعض القرويين والأتراك والسودان وبالك نعيد بواو مكان اسمزة والصرل
الذين بزيادة الالف واللام وصرحوا في الصورتين بعدم الفساد وإن غير المعنى فقامت
فيه فليراجع والله سبحانه وتعالى اعلم واستغفر الله العظيم

ترجمہ وشرح

تکمیل ۱۔ (۱) نزولہ القاری یعنی قرأت کر کے والے کی غلطی کے احکام نہایت مفردی مسائل میں سطحی نظریں یہ خیال
ہوتا ہے کہ ان کے لئے قواعد مقرر نہیں مگر درحقیقت یہ خیال غلط ہے
ان احکام کے متعلق علماء کے نظریوں میں اختلاف واقع ہوا اور ہم ان مختلف نظریوں کے بموجب کہ قواعد مرتب ہوتے نزولہ القاری
کے احکام ان قواعد کی روشنی میں ترتیب پاتے ہیں۔

(۲) غلط قرأت سے جو غلط پیدا ہوا اس کے متعلق امام اعظم اور امام محمد صلی علیہ وسلم نے بحث نہیں کرتے کہ آیا یہ غلط قرآن پاک میں ہے
یا نہیں اس کے نزدیک مضابطہ یہ ہے کہ اگر معنی میں نمایاں تبدیلی ہو گئی تب تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔
امام ابو یوسف صاحب کا مضابطہ اس کے برعکس ہے وہ معنی کی نمایاں یا معمولی تبدیلی سے نماز کو فاسد نہیں کہتے ان کے
نزدیک مضابطہ یہ ہے کہ غلط قرأت سے جو غلط پیدا ہوا ہے اگر وہ قرآن میں کسی جگہ موجود ہے تو نماز فاسد نہیں معنی میں
خواہ تبدیلی ہو یا نہیں اور اگر وہ غلط قرآن پاک میں کسی جگہ موجود نہیں تو نماز فاسد ہو جلتے گی۔

امام ابو یوسف صاحب کے نزدیک اعراب کی تبدیلی کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۳) اختلاف اس صورت میں ہے کہ خطا یا فراموشی سے لفظ میں غلطی ہو گئی ہو لیکن اگر قصداً غلط پڑھا تو اختلاف

ہر صورت میں غار فاسد ہو جاتے گی البتہ اگر اس سے حمد و ثنا کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں تو علامہ ابن امیر البحر نے یہ بتایا ہے کہ غار فاسد نہیں ہوگی۔

(۴) یہاں چند مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

۱۔ مسئلہ :- اعراب کی غلطی کے متعلق ہے یعنی زبر، زیر، پیش میں ایک جگہ تے دوسرے کو زبر و یا جلتے یا تشدید کے بجائے تنقیف یا تخفیف کے بجائے تشدید یا نہ کے بجائے تصر یا اس کے برعکس یا ادغام کے بجائے بلا ادغام یا اس کے برخلاف اعراب کی غلطی اگر معنی میں تبدیلی نہ ہو تو متفقہ قول ہے کہ غار میں فساد نہیں آتا۔ (کما فی المصنعات) اور اگر معنی میں تبدیلی ہو جاتے مثلاً وَاِذَا ابْتَلٰ اِبْرٰهٖمَ رَبُّہٗ ؕ اِذْ یَقُوْمُ عَلٰی رُءُوسِہٖمْ اَنْبِیَآءُ ؕ اِبْرٰهٖمَ کے معنی پریشیاں یا رب کی باہر زبر پڑھ لے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ضابطہ کے بموجب توجیح روایت یہی ہے کہ اسکی غار فاسد ہو جائے گی کیونکہ معنی میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی یا اور امام ابو یوسف صاحبؒ کے ضابطہ کے بموجب غار فاسد نہ ہوئی چاہے کیونکہ اس کے نزدیک اعراب کا اعتبار نہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔ چنانچہ محدثین مقاتل، محمد بن سلام، اسماعیل زاہر، ابو یوسف، سعید بخاری، ہندوئی ابن فضل اور غلطی جیسے حضرات متاخرین کا فتویٰ یہ ہے کہ اعراب کی غلطی سے کبھی بھی غار فاسد نہیں ہوتی اگرچہ وہ غلطی ایسی ہی کیوں نہ ہو جس پر عقیدہ جالینا کفر ہوتا ہو۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ عوام الناس اعراب کی صورتوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ لہذا صحت اعراب کی قید لگانے میں عوام کا قابل برداشت تنگی ہے (جو کھو شریعت نے اٹھایا ہے)

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ خلاصہ میں بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے چنانچہ صاحب خلاصہ کا ارشاد ہے۔

وفي النوازل لا قصد في الشكل دية يفتى، یعنی نوازل (کتاب کا نام) میں ہے کہ ان تمام صورتوں میں غار فاسد نہیں ہوتی اسی پر فتویٰ ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ اس قول کی توضیح میں خطا یا نواسۃ غلطی کی شرط ضرور لگائی جاتے یعنی غار فاسد ہونے میں

مسح جن حضرات کو عربوں کی گفتگو سنے لگو قطع رلا ہو وہ بخوبی جانتے ہیں کہ بسا اوقات وہ آخری حرف کو ساکن بولتے ہیں اور پھر اعراب میں توبہ حد تبدیلی ہوتی ہے، ہم لوگ جو بخوبی اور صرفی قواعد سے لڑی بولتے ہیں، اپنی سمجھتے دیتے ہیں کہ یہ لفظ قائل ہے یا مفعول، اسی طرح ضمیروں کی حرکتوں میں بھی بہت زیادہ تغادرت ہوتا ہے۔ قلت کے بجائے قلت محو ما بولتے ہیں۔ وغیرہ انک اور پھر دقت یہ ہے کہ ان کو اس کا بھی نہیں ہوتا کہ ان کی گفتگو بخوبی یا صرفی قواعد کے اعتبار سے غلط ہوتی ہے حتیٰ کہ کوئی چند و ستانی قواعد نحو سے استہلال کر کے ان کی غلطی لکالے وہ اس کو ایسے ہی احمق بناتیں گے جیسے کوئی عرب یا انگریز اردو کے کسی محاورہ میں کسی بخوبی قاعدہ کے لحاظ سے ہماری غلطی لکھانے لگے۔

فاسد نہ ہوگی کوجب نادانستہ طور پر اعراب میں غلطی ہوگئی یا اگر قصداً اعراب غلط پڑھا تھا تا اس فطراعت میں زیادہ تبدیلی نہیں ہوتی تھی جیسے کہ اللّٰہُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی میں حرف کے قون کے پیش کے جملے زر بر پڑھا جاتے۔ لیکن اگر قصداً غلط اعراب پڑھا جلتے اور غلطی بھی کسی وجہ سے معنی میں بہت زیادہ تبدیلی ہو جاتے یا ایسے معنی پیدا ہوں جس کا عقیدہ کفر ہے تو ایسی صورت میں فساد نماز کا حکم تو کم سے کم درجہ ہے۔

بہر حال امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے یعنی شرائط بالا کا لحاظ رکھتے ہوئے اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

ب۔ مشد کی تخفیف جیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا رَبِّ الْعَالَمِینَ تشدید کے بغیر قرائت کا قول ہے اور اگر کسی نے یہی ہے اس صورت میں نماز نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ مدیات تشدید کے چھوڑ دینے کا حکم وہی ہوگا جو اعراب کی غلطی کا۔ چنانچہ حنفی عل میں یہی تحریر ہے اور مشرکات کی تصریح کے بموجب یہی قول صحیح بھی ہے وغیرہ میں بھی یہی تصریح ہے کہ یہی قول صحیح ہے اور ابن امیر الحنبلے نے بھی یہی نسخہ پایا ہے۔

مخفف کو مشد پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے جو مشد کو مخفف پڑھنے کا حکم ہے علیٰ ہذا ائمہ اربعہ اور اس کے برعکس وغیرہ۔ بہر حال یہ تمام صورتیں ایک ہی حیثیت رکھتی ہیں اور اعراب کی غلطی میں جو اختلاف اور جو فیصلہ ہے وہی ان تمام صورتوں میں چلتا ہے

دوسرا مسئلہ۔ ہر موقعہ وقف اور بے محل ابتداء کے متعلق ہے اس سے اگر معنی میں تبدیلی نہ ہو تو نماز میں فساد نہیں آتا متقدمین اور متاخرین کا اسی پر اجماع ہے۔ اور اگر معنی میں تبدیلی پیدا ہو جاتے تو اس میں اختلاف ہے ہر حال فتویٰ یہی ہے کہ نماز نہیں ٹوٹی۔ اور عام طور پر ہمارے علمائے متاخرین کا بھی قول ہے کہ یہ وقف اور محل کی پابندی کا محکم خصوصیت کے ساتھ عوام الناس کو پریشانی میں ڈال دینا ہے۔ مالا کو اس قسم کی پریشانی سے شریعت اسلام آزاد اور محفوظ ہے۔ وغیرہ۔ مبرا جید اور نصاب میں ایسا ہی درج ہے۔ نصاب میں یہ بھی ہے کہ اگر تمام قرآن شریف میں وقف کو چھوڑ دے تو ہمارے علمائے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔

ضروری مسئلہ۔ اگر ایک کلمہ کا کوئی ٹکڑا دوسرے سے الگ کر دیا مثلاً اللّٰہُ یَدْعُ کُلَّ اُمَّۃٍ مَّا کَانَ حَتّٰی مَکْرَہٌ یَّہْدٰہُ اِلَیْہِ کہہ کر لیا یا اللّٰہُ کہہ کر لیا یا ہم پر وقف کر دیا۔ یا مثلاً والحادیات پڑھنا چاہتا تھا۔ والعا کہہ کر اس ٹوکے مانے یا مثلاً باقی حصہ بھول جانے کے باعث میں پر وقف کر دیا پھر باقی حصہ پورا کر لیا۔ یا اس کو چھوڑ کر دوسری آیت شروع کر دی تو (ضرورت اور عمومی بلوی کے پیش نظر) عام شائع کا مسئلہ ہی ہے کہ ان صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹی۔ اگر بعض میں تبدیلی ہو جاتے۔ کما فی الذخیرہ وهو الاصح

ذکرہ (لعلّ اللیث)

تیسری مسئلہ :- ایک کلمہ کی جگہ پر درمرا کلمہ ادا کر دینے کی صورت اس میں چند شکلیں ہیں
(۱) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے خارج نہیں ہوتا اور جو معنی مقصود اور مراد ہیں ان میں بھی تبدیلی نہیں واقع ہوتی تو
ناز فاسد نہ ہوگی۔ جیسے ان الظالمین کے بجائے ان الظالمون پڑھا جاتے۔ یا طحاہا کے بجائے
دحاہا پڑھ دیا جاتے۔

(۲) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے خارج ہے مگر معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے قوامین کے بجائے قیامین
یا دیار کے بجائے دقار ا توام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے بموجب نماز میں فاسد نہیں آتا امام ابو یوسفؒ
کا قول اس کے خلاف ہے۔

(۳) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے تو خارج نہیں مگر معنی میں تبدیلی پیدا کر دیتا ہے مثلاً وانتہر ساءمداون
کے بجائے وانتہر خامداون پڑھ دیا جاتے تو اس صورت میں مسئلہ سابق کے برخلاف آئمہ کے اقوال کا
اختلاف ہوگا یعنی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تو ناز فاسد نہ ہوگی اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے
بوجوب ناز فاسد ہو جاتے گی۔

متاخرین نے مذکورہ بالا قواعد کے علاوہ کچھ اور قواعد بھی ترتیب دیے ہیں مگر ہم نے صرف مذکورہ بالا قواعد
پر اکتفا کیا۔ کیونکہ یہ قواعد تمام فروع میں نافذ ہو جاتے ہیں اور متاخرین کے قواعد میں یہ بات نہیں۔

تذنیہ

یہ خیال رکھو کہ زلۃ القاری کے مسائل میں ایک کو دوسرے پر دہی شخص قیاس کر سکتا ہے جس کو زنیٰ فئت
معانی اور اس کے علاوہ ان امور کی کافی واقفیت ہو جن کی تفسیر میں ضرورت ہوتی ہے

(منیۃ المصلیٰ)

علامہ کمال نے اس مسئلہ میں فوائد التفسیر میں نہایت ہی بہتر اور سبب عمدة طور پر کلام فقہاء کا خلاصہ بیان کر دیا ہے



(فصل) لو نظر المصلي إلى مكتوب وفيه أركل ما بين أسنانه وكان
دون الحصة بلا عمل كثير أو مر ما في موضع سجود لا تسد ولو
أشعر المأد ولا تسد بنظره إلى فرج المطلقة بشهوة في المختار أن ثبت به الرجعة
(فصل) يكره للمصلي سبعة وسبعون شيئاً ترك واجب أو سنة عمداً
كعبثه بثوبه وبدنيه وقلب الحصى إلا للسجود مرة وركعة الأصابع وتبيلها
والتخضير والالتفات بعنقه والاتعاء وافتراش ذراعيه وتسمير كفيه
عنهما وصلواته في الشراويل مع قدرته على لبس القميص ورد السلام
بالأشارة والترجيع بلا عدل وعقص شعره والاعتجار وهو شد الرأس باليد
وترك وسطها مكشوفاً وكف ثوبه وسدله والإندراج فيه بحيث لا يخرج
يديه ويجعل الثوب تحت البطل الأيمن وطرح جانيبه على عاتقه الأيسر
والقراءة في غير حالة القيام وإطالة الركعة الأولى في التطوع وقطرب الثانية
على الأولى في جميع الصلوات وتكرار السورة في ركعة واحدة من الفرض
وقراءة سورة فوق التي قراها وفصلة بسورة بين بسورتين قرأهما
في ركعتين وشم طيب وترويحاً بثوبه أو مروحة مرة أو ركعتين وتحويل
أصابع يديه أو رجليه عن القبلة في السجود وغيرها وترك وضع اليدين
على الركبتين في الركوع والتثاقيب وتغييض عينيه ورفعها للسجدة
والمضي والعمل والليل وأخذ قملتي قتلها وتغطية أنفه ومعه وضع
شيء في فيه بمنع القراءة السنونة والسجود على كسر عمامته وعلى صورة
والإقتصار على الجهة بلا عدل بالأنف والصلوة في طرقت والحمام وفي
المخرج وفي المقبرة وأرض الغير بلا رضاه وقرباً من نجاسة ومداًبغاً لإحاديث
الاجتنبين أو الرمي ومع نجاسة غير مائعة إلا إذا خاف فوت الوقت أو الجماع
والإندب قطعهما والصلوة في ثياب البذلة ومكشوف الرأس لا للشد لل
والتضرع ويحرم طلاء يميل إليه وما يشغل البال ويحلب بالحشوع وعداً

والتَّسْبِيحُ بِالْيَدِ وَ قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْمَحْرَابِ أَوْ عَلَى مَكَانٍ أَوْ الْأَرْضِ وَحَدُّهُ
وَالْقِيَامُ خَلْفَهُ صَعْتٌ فِيهِ فُرْجَةٌ وَلَيْسَ ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرٌ دَانَ يَكُونُ قَوْفٌ
رَأْسُهُ أَوْ خَلْفُهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ جِذَائِهِ صُورَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَغِيرَةً
أَوْ مَقْطُوعَةً الرَّأْسِ أَوْ لَغَائِزْدَى رُوحٍ وَأَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَشْوِيرٌ أَوْ
كَأَنَّهُ فِيهِ جَعْرٌ أَوْ قَوْمٌ بِنَامٍ وَمَسْحُ الْجَمْعَةِ مِنْ تَرَابٍ لَا يَصْنَعُهُ فِي خِلَالِ
الصَّلَاةِ وَتَعْيِينَ سُورَةٍ لَا يَفْرَأُ غَيْرَهَا إِلَّا لِيُسْرَى عَلَيْهِ أَوْ تَابِعًا بِقِرَاءَةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرْكُ اخْتِذَاذِ سِتْرَةٍ فِي مَحَلٍّ يَطْنُ الْمُرُورُ فِيهِ
بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي

ترجمہ۔ فصل۔ نماز پڑھنے والا کسی تحریر شدہ چیز کو دیکھ کر اسے (دوران نماز) سمجھ لے یا
بغیر کثیر عمل کے دانتوں میں چنے کی مقدار سے کم لگی ہوئی کوئی چیز کھالے یا کوئی نماز پڑھنے والے کے سامنے
سے گزر جاتے تو نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ البتہ گزرنے والے کو گناہ ہوگا۔

مطلقہ کی شرمگاہ پر (طلاق دینے والے شوہر کی) شہوت کے ساتھ نظر ڈالنے سے راجح قول کے مطابق
نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ رجعت کے ثابت ہونے کا حکم ہوگا۔

فصل۔ ستر اشیا نماز پڑھنے والے کے لئے باعثِ کراہت ہیں

(۱) عمدائی مسنون یا واجب (فعل) کا ترک مثلاً دوران نماز کپڑے اور بدن سے کھینا۔

(۲) کنکریاں، لٹنا پٹنا۔ البتہ ایک بار سجدہ کی خاطر لٹنے پٹنے میں حرج نہیں۔

(۳) اور انگلیاں پٹھانا اور انگلیاں انگلیوں میں پھسنا مکرر نہ ہے

(۴) اور باعثِ کراہت ہے کہ (دوران نماز) کو کچھ پر ہاتھ رکھے۔

(۵) اور التفات کچے ساتھ داتیں اور باتیں گردن گھما کر دیکھے۔

(۶) اور گتے کی مانند بیٹھنا باعثِ کراہت ہے (وہ یہ کہ دونوں سرینوں پر اس طرح بیٹھے کہ

گتے کھڑے کئے)

(۷) اور سجدہ میں دونوں بازوؤں کو پھاننا باعثِ کراہت ہے۔

(۸) اور کنٹیوں پر سبے آستین چڑھا لینا (کہ کہنیاں کھل جائیں)

(۹) قیض کے پہننے پر قادر ہوتے ہوئے صرف پاجامہ پہن کر نماز ادا کرنا۔

(۱۰) بندہ استیسا و سلام کا جواب دینا۔

(۱۱) کسی عذر کے بغیر چار زانو بیٹھنا۔

(۱۲) اور بالوں کو لیٹنا ("مغرب"، نامی کتاب میں ہے، "مقصود شعر" یہ ہے کہ بال سر پر بیکرا کرے جوڑا بنالے) اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ بالوں کے سرے بالوں کی جڑوں میں داخل کرے)

(۱۳) سر کو بندہ رعبہ رومال باندھنا اور درمیانی حصہ کو کھلا رہنے دینا۔

(۱۴) دوران نماز کپڑے پھینا۔

(۱۵) بدن کے اوپر کپڑے لٹکانا۔

(۱۶) کپڑا اس طرح لیٹ لینا کہ اس کے لئے دونوں ہاتھ بھی نکلنے ممکن نہ ہوں

(۱۷) کپڑا اپنی دائیں بغل سے نکلنے کے بعد کپڑے کے دونوں کنارے بائیں شانہ پر ڈالنا۔

(۱۸) قیام کی حالت کے علاوہ میں تلاوت قرآن شریف۔

(۱۹) نماز نفل کے اندر رکعت اولیٰ کو (دوسری رکعت سے) لمبی کرنا۔ اور باقی ساری نمازوں کے

اندروں دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبی کرنا۔

(۲۰) نماز فرض کی ایک ہی رکعت کے اندر کسی سورۃ کی بار بار تلاوت

(۲۱) جس سورۃ کی تلاوت کر چکا ہو اس سے اوپر والی سورۃ کی تلاوت

(۲۲) اور دو رکعات کے اندر تلاوت کردہ سورتوں کے درمیان ایک سورۃ کا فصل۔

(۲۳) اور دوران نماز خوشبو سوگنہ لینا۔

(۲۴) اور ایک یا دو بار پیچھے یا کپڑے کے ذریعہ ہوا کرنا۔

(۲۵) اپنے ہاتھوں یا پیروں کی انگلیاں قبلہ سے دوران سجدہ وغیرہ پھیرنا۔

(۲۶) دوران رکوع دونوں گھٹنوں پر ہاتھ نہ رکھنا۔

(۲۷) دوران نماز جہاں لینا۔

(۲۸) دوران نماز آنکھیں بند کرنا۔

(۲۹) آنکھیں آسمان کی جانب اٹھانا۔

(۳۰) دوران نماز انگڑائی لینا

(۳۱) دوران نماز قلیل عمل (غیر مفید نماز) کرنا (باعث کراہت ہے)

(۳۲) دوران نماز جوں کا بچر کرنا اور اسے مار دینا۔

- (۳۳) ناک اور منہ (کپڑے وغیرہ سے) پوشیدہ کر لینا۔
 (۳۴) کوئی ایسی شے منہ میں رکھنا جو سنون قرأت میں مانع ہو
 (۳۵) اور عمامہ کے نیچے پر سجدہ کرنا۔
 (۳۶) تصویر کے اوپر سجدہ کر لینا۔
 (۳۷) ناک کے کسی عذر کے بغیر فقط پیشانی سے سجدہ کرنا۔
 (۳۸) اور سر راہ نماز پڑھنا۔
 (۳۹) اور غسل خانہ میں نماز پڑھنا۔
 (۴۰) بیت الخلاء میں نماز پڑھنا۔
 (۴۱) اندرون قبرستان نماز پڑھنا۔
 (۴۲) کسی شخص کی زمین میں اسکی رضا کے بغیر نماز پڑھنا۔
 (۴۳) کسی نجاست کے قریب نماز پڑھنا۔
 (۴۴) پاخانہ یا پیشاب کو دبانے کی حالت میں نماز پڑھنا۔
 (۴۵) یا ریاچ روک کر نماز پڑھنا (کہ اس سے یکسوئی اور اطمینان برقرار نہیں رہتا بلکہ اخراج ریح کے بعد اطمینان سے وضو کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔
 (۴۶) اور نجاست کی ایسی قلیل مقدار کے ساتھ نماز پڑھنا جس کے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا ممنوع نہ ہو۔
 (نماز پڑھنا مکروہ ہے) البتہ اگر جماعت یا وقت نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اسی طرح نماز پڑھ لے۔ درنہ باعث استباحہ کو پاخانہ یا پیشاب سے ناسخ ہو کر (و نہ کو کر کے) نماز پڑھے۔
 (۴۷) اور خراب کپڑوں میں نماز مکروہ ہے۔
 (۴۸) اور برہمنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اظہار تضرع و عاجزی کی بنا پر ننگے سر نماز مکروہ نہیں۔
 (۴۹) اور ایسے کھانے کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے کہ اس کے کھانے کی طرف رغبت ہو۔
 (۵۰) اور ہر ایسی شے کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے جسکی جانب دل مائل و راعب ہو اور شوق و فصوص میں اسکی وجہ سے غل پڑے۔
 (۵۱) دوران نماز ہاتھ کے ذریعہ آیتوں اور سورج کا گزنا۔
 (۵۲) امام کا اندرون محراب (اس طرح) کھڑا ہونا (کہ قدم بھی باہر نہ ہوں)
 (۵۳) یا مکان یا زمین کے اوپر تنہا کھڑا ہو (یعنی امام زمین پر کھڑا ہو اور مقتدی دوکان پر ہوں) یا اسکے

برعکس ہو یہ مکروہ ہے۔

(۵۴) یہ باعث کربلت ہے کہ صفت میں جگہ ہوتے ہوتے ایک مقتدی صفت کے پیچھے کھڑا ہو۔

(۵۵) ایسا کپڑا پہننا جو تصویر دار ہو۔

(۵۶) اور مکروہ ہے کہ کسی ذی روح کی تصویر بنانا پڑھنے والے کے سامنے یا دائیں یا بائیں پہلو کے مقابل ہو البتہ اگر (آپنی) چھوٹی تصویریں ہوں کہ دیکھنے والے کو نظر نہ آئیں یا تصویر کا سر کٹا ہوا ہو۔ یا تصویر کسی غیر ذی روح (مثلاً پہاڑ وغیرہ) کی تصویر ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔

(۵۷) یا اس کے آگے تنور یا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔

(۵۸) یا انگلیسی ہو جس میں انگٹے ہوں تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔

(۵۹) یا نمازی کے آگے کچھ لوگ پڑے ہوئے ہیند کی آفتوش میں ہوں۔

(۶۰) اور مکروہ ہے کہ دوران نماز ایسی مٹی بيشانی سے دُور کرے جو اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو۔

(۶۱) اور نماز میں متعین سورۃ کی تلاوت کہ اس سورۃ کے علاوہ کی تلاوت ہی نہ کرے۔

البتہ اگر (آپنی) سہولت کی خاطر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تلاوت فرمانے کی بنا پر بطور تبرک تلاوت کرے

تو مضائقہ نہیں

(۶۲) جس جگہ سے یہ خیال ہو کہ لوگ گذریں گے دہاں سترہ ترک کر دینا۔

تشریح و توضیح | وقلب الحصى الحجۃ بکلمۃ بار بار سنگریزے ہٹانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر ایک بار ضرورتاً ایسا کر لیا جائے تو اس میں مضائقہ نہیں۔

”مسلم شریف“ میں حضرت معقوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو مسجد کیلئے مٹی ہموار کرے فرمایا۔ اگر کرے تو ایک بار کرے نیز دو صحاح ستہ میں روفاً روایت ہے کہ دوران نماز سنگریزے نہ ہٹاؤ اور اگر ہٹانا ضروری ہو تو صرف ایک بار ہٹاؤ و التخصیٰ الخ اس کے بارے میں بھی دمانعت کی روایات ابن ماجہ کے علاوہ بخاری و مسلم و غیرہ میں موجود ہیں۔

والاقتعاء الخ مسلم، ترمذی، مسند احمد، بیہقی اور ابن ماجہ، وغیرہ میں دمانعت کی روایات موجود ہیں و التریح الخ اس طرح بیٹھنا مسنون طریقہ سے بیٹھنے کے خلاف ہے۔ اس لئے مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ حالت غُدر اس سے ثقیل ہے منقول ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر چار زانو بیٹھے تھے مگر دوسروں (غیر معز دین) کو اس سے منع فرماتے تھے۔ (یہ روایت ”موطأ امام مالک“ میں ہے)

فی ثیاب البذلۃ الا یمکن ترک اہتمام نماز کا ایہام ہو تلبہ جو کہ نفل العبادات ہے اس لئے اسے
مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

ورفعہما الی السماء ابو کیونکہ اس کے اندر ترک شوق اور بے ادبی ہے اسلئے اسے منع کیا گیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا کہ دوران نماز آنکھیں آسمان کی طرف بلند
کرتے ہیں اور فرمایا تو اس سے رک جاتیں ورنہ (ممکن ہے) انکی مینائی چھین لی جائے (بخاری و مسلم)
(ابوداؤد وغیرہ میں تقریباً انہیں الفاظ کے ساتھ یہ روایت موجود ہے)

وعُدَّ الاثم ابو دوران نماز انگلیوں وغیرہ پر شمار کرنا مکروہ ہے اور اگر زبان سے ہو تو بالاتفاق
مفسد موقوف ہے یہ انگلیوں پر گنا کیونکہ منافی خشوع ہے اسلئے مکروہ تزیہی ہے اور اس کے اطلاق میں
اس طرف اشارہ ہے کہ

یہ کراہت عام ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔

(فصل) فی اخاذ السترة ودفع الماترین یدی المصلی (اداکن
مروءاً یسحب لہ ان یمس سترہ کلون طول ذراع فصاعداً فی غلط
الاصبع والسنة ان یقرب منها ویجعلها علی احد حاجبیه لا یصمد
الیها صمداً وان لم یجد ما یتصبہ فلیخط خطاً طویلاً وقالوا بالعرض مثل
الہلال والستح ترک دفع المار وخص دفعہ بالإشارة او بالتسليم
وکرۃ الجمع بینہما ویدفعہ برفع الصوت بالقراءة وتدفعہ بالإشارة
او التصنیق بظہر اصابع الیمنی علی صفحۃ کف الیسری ولا ترفع صوتکما
لأنہ فتنۃ ولا یقاتل المار وما ورد بہ مؤولاً بآئہ کان والعسل
مباح وقد نسخ

(فصل) فیما لا یکرہ للمصلی لا یکرہ لہ شد الوسط ولا تقلد
سیف وحرۃ اذا لم یستغل حركتہ ولا عدم ادخال یدیه فی جیبہ وشقیہ
علی المختار ولا الترجۃ لصحف ارسف معتنی اوظہر قاعد یتحدث او
شمع او سراج علی الصبح والشجود علی بساط فیہ تصاویرکم یسجد
علیہا وقتل حیۃ وعقرب خاف اذا ہما ولو بصرباۃ واخلار عین القبلة فی
الظہر ولا باس بنقض لہ کلاً یتلصق بجسدہ فی الركوع ولا یسجد

جَهَّتْهُ مِنَ الثَّرَابِ أَوْ الْحَشِيشِ بَعْدَ الْفَرَاحِ مِنَ الصَّلَاةِ وَلَا تَبْلُ الْفَرَاحُ إِذَا
صَنَعَهُ أَوْ شَعَلَهُ عَنِ الصَّلَاةِ وَلَا بِالنَّظَرِ بِمُقِ عَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْوِيلِ الرَّحْمَةِ
وَلَا بِأَسَ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْفَرَشِ وَالْبُسْطِ وَاللُّبُودِ وَالْأَقْصَلِ الصَّلَاةُ عَلَى
الْأَرْضِ أَوْ عَلَى مَا تَنَبَّتُهُ وَلَا بِأَسَ بِتَكَرُّرِ السُّورَةِ فِي التَّرَكُّعَيْنِ مِنَ الثَّقَلِ
(فَصْلٌ) نَيْمًا يُوجِبُ قَطْعُ الصَّلَاةِ وَمَا يُجَاهِدُهُ وَغَيْرُ ذَلِكَ (يَجِبُ قَطْعُ الصَّلَاةِ
بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوفٍ بِالصَّلَاةِ لَا يَنْبَغِي إِذَا أَحَدُ أَبَوَيْهِ وَجَوْرُهُ قَطَعَهَا بِسَرِقَةٍ مَا
يُسَاوِي دِينَهًا وَلَوْ لِيَاغِيهِ وَخَوْفٍ ذَنْبٍ عَلَى عَمَلٍ أَوْ خَوْفٍ تَرَدُّدِي أَعْنَى فِي بَيْتٍ
وَحَدِّمْ وَلَا ذَاخَاتٍ الْعَالَمَةُ مَوْتُ الْوَلَدِ وَلَا فَلَا بِأَسَ بِتَأْخِيرِهَا الصَّلَاةُ وَتَقْبَلُ
عَلَى الْوَلَدِ وَكَذَا الْمَسَاكِينُ إِذَا خَافَ مِنَ اللَّصُورِ أَوْ قُطَاعِ الطَّرِيقِ جَازَلَهُ
تَأْخِيرُ الْوَقْتِ وَتَارَكَ الصَّلَاةَ عَمْدًا كَسَلًا يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيدًا حَتَّى يَسِيلَ
مِنْهُ الدَّمُ وَيَجْبَسَ حَتَّى يُصْلِحَهَا وَكَذَا إِذَا تَارَكَ صَوْمَ رَمَضَانَ وَلَا يَقْتُلُ
إِلَّا إِذَا أَحْدًا أَوْ اسْتَخَفَّ بِأَحَدِهِمَا

ترجمہ (فصل) سترہ کا قیام اور نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو دُور کرنا اگر کسی کے وہاں سے گزرنے
کا گمان ہو تو نماز پڑھنے والے کیلئے باعث استیجاب کہ بقدر ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اپنے آگے
سترہ کرے جس کی موثاقی ایک انگل کے بقدر ہو اور سترہ کے نزدیک رہنا مسنون ہے اور سترہ ابروؤں
میں سے کسی ابرو کے برابر ہو اور رُخ سیدھا اسی کی طرف نہ کرے۔

اگر کھڑا کرنے کی خاطر کوئی چیز میسر نہ ہو تو لمبائی میں ایک خط کھینچ دینا چاہیے اور فقہاء فرماتے ہیں کہ
چوڑائی میں ہلال کی مانند کھینچ دے اور باعث استیجاب ہے کہ نماز پڑھنے والا گزرنے والے کو بڑے ہاتھ کے
دُور نہ کرے بلکہ تسبیح (سبحان اللہ وغیرہ) یا اشارہ سے رک دے تسبیح اور اشارہ کو جمع کرنا (اور دونوں سے گزرنے والا
کے رکنے میں کام لینا) مکروہ ہے۔

اور تلاوت کی آواز اونچی کر کے بھی ہٹانا درست ہے۔

اور عورت اشارہ یا تصفیق (دایمیں ہاتھ کی انگلیوں کا بالائی حصہ بائیں ہاتھ کی تھمیلی کے کنارے پر مانا)
کے ذریعہ گزرنے والے کو ہٹائے اور آواز اونچی نہ کرے اس لئے کہ عورت کی آواز بھاتے خود فقہاء (اور اہل
کاسب) ہے۔ اور نمازی گزرنے والے سے مصروف جنگ نہ ہو اور اس مضمون سے (جنگ سے متعلق جو حدیث

آتی ہے اس کی تامل اس طرح کی گئی ہے کہ یہ حکم اس دور میں تھا جبکہ دورانِ نماز گل درست تھا۔ اور اب وہ حکم منسوخ ہو چکا۔

فصل نماز پڑھنے والے کے واسطے غیر مکررہ اشیاء

نماز پڑھنے والے کے واسطے مکرر کو باندھ لینا اور تلوار یا تلوار کی مانند شے حال کرنا باعثِ کراہت نہیں بشرطیکہ اس کی حرکت اس کے قلب کو مشغول نہ کرے۔

اور رائج قول کے مطابق فوجی (ایک نوع کی عبا) اور اس کے کھلے ہوئے حصہ میں ہاتھ ڈالنا باعثِ کراہت نہیں۔ قرآنِ کریم یا وہ تلوار جو (نمازی کے سامنے) ٹک رہی ہو ایسے بیٹھے ہوئے شخص کے پیچھے جو مصروفِ گفتگو ہو یا شمع یا چراغ کی جانب رخ کر کے صحیح قول کے مطابق نماز ادا کرنا باعثِ کراہت نہیں ایسے باتصویر فریش کے اوپر سجدہ کا اس پر سجدہ کی جگہ تصویر نہ ہو باعثِ کراہت نہیں

اور وہ سانپ یا کچھو جن سے ایذا کا اندیشہ ہو مار دینا باعثِ کراہت نہیں خواہ کئی ضربوں کے ذریعہ ہلاک ہوں اور خواہ (اس کی وجہ سے) قبلہ سے رخ پھر جائے۔ زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے (مگر مفتی بہ قول کے مطابق عمل کی مشورہ مطلوب ہے)۔

اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کپڑا اس لئے جھٹک دیا جائے تاکہ بحالتِ رکوع جسم سے نہ چمٹے اور نماز سے فارغ ہو کر مٹی یا تنکے سے پیشانی کو صاف کرنا مکررہ نہیں اور نماز سے فارغ ہونے سے قبل (اس وقت صاف کرنے میں مضائقہ نہیں) کہ وہ مٹی یا تنکا تکلیف دہ ہو یا اس کا قلب اس کی وجہ سے نماز سے پھر رہا (اور دھیان ہٹ رہا) ہو چہرہ گھلاتے بغیر آنکھ کے کونہ سے دیکھ لینا باعثِ کراہت نہیں افضل یہ ہے کہ زمین پر نماز پڑھی جاتے یا ایسی چیز کے اوپر نماز پڑھیں جو زمین سے اُگی ہو (مثلاً گھاس بھوس) اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ نفل کی دو رکعات میں ایک ہی سورۃ تلاوت کی جائے۔

فصل جن چیزوں کے باعث نماز توڑنا واجب ہے اور جن کی وجہ سے نماز توڑنا درست ہے۔

اور ان کے علاوہ (کا بیان) اگر کوئی مصیبت (وسخت پریشانی) میں مبتلا شخص نماز پڑھنے والے سے مدد کا طالب ہو تو واجب ہے کہ نماز توڑ دے (اور اگر کسی مدد کرے) اور یہ واجب نہیں کہ والدین (یا کسی کوئی) چکاسے تو نماز توڑ دی جائے (فرض نماز کا یہی حکم ہے)

ایسی شے کے چوری کے اندیشہ پر جس کی قیمت ایک درہم کے مساوی ہو جائز ہے کہ نماز توڑ دی جائے خواہ وہ چیز (نماز پڑھنے والے کے علاوہ) کسی اور بھی کی کیوں نہ ہو۔

اور بیٹھنے کے بکری کھالینے کا اندیشہ ہو یا اس کا اندیشہ ہو کہ نابینا شخص کنویں میں گر جاتے گا۔ اور اسی کے مانند اندیشہ پر نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اور دایہ کو بچہ کی موت کا اندیشہ ہو تو واجب ہے کہ نماز توڑ دے۔ دایہ بچہ کے اوپر توجہ کرنے اور تائید نماز میں حرج نہیں اور اسی طریق سے اگر مسافر کو چوڑیں یا دو اکوڑوں کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے وقتیہ نماز میں ناجائز جائز ہے اور قصد استی کے باعث تارک نماز کو اپنا پٹیا جلتے کہ اس کے جسم سے خون بہہ جاتے اور نماز ترک کرنے والے کو قید میں ڈال دیا جاتے حتیٰ کہ وہ نماز پھنی شروع کر دے۔ ایسا ہی بتاؤ اس شخص کے ساتھ کیا جاتے جو رمضان شریف کے روزے نہ رکھتے اور وہ شخص ترک نماز ترک روزہ کی وجہ سے قتل نہ کیا جاتے۔ البتہ اگر وہ نماز یا روزہ کی فرصت کا ہی منکر ہو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی توہین کا مرتکب ہو تو قتل کر دینا درست ہے۔

نشیخ و توضیح | ودفع الماء الخ یعنی نمازی کے آگے سے گزرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت

یا کوئی جانور نماز پڑھنے والے کی نماز بہر صورت فاسد نہ ہوگی
حدیث شریف میں ہے کہ نماز کو کوئی چیز (گزرنا) منقطع نہیں کرتی اور مسجد امکان گزرنے والے کو گزرنے سے روکو۔ (یہ روایت الحداد و شریف میں موجود ہے) "دارطنی" اور "طبرانی" وغیرہ میں بھی اسی طرح کے روایت موجود ہے

نمازی کے آگے سے گزرنے والا یقیناً گناہگار ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس گزرنے کے گناہ کا علم ہو جاتے تو اسے گزرنے کے مقابلہ میں چالیس سال تک ٹھہرے رہنا بہتر معلوم ہو۔ (یہ روایت بخاری، مسلم اور ترمذی امام مالک وغیرہ میں موجود ہے)

اظہار قاعدتاً یحذرت الخ نماز پڑھنے والے بیٹھے ہوئے شخص کے پیچھے دو گنا میں شغل ہو نماز پڑھنا جائز ہے۔ بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت کے سامنے اس طرح لیٹی رہتیں جیسے جنازہ سامنے ہوتا ہے

بَابُ الْوُتْرِ

أَوْ تَرَدَّاجِبٌ دَهْوَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَةٍ وَبِقِرَاءَةِ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ مِنْهُ الْفَاتِحَةُ وَسُورَةٌ

وَيَجْلِسُ عَلَى رَأْسِ الْأَوَّلَيْنِ مِنْهُ وَيَقْتَصِرُ عَلَى الشَّهَادِ وَلَا يَسْتَفْتِحُ عِنْدَ قِيَامِهِ لِلثَّالِثَةِ وَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّورَةِ فِيهَا رَفَعَ يَدَيْهِ جَذَاهُ أَذُنَيْهِ شَعْرَ كَبْرٍ وَقَفَّتْ قَائِمًا قَبْلَ الرُّكُوعِ فِي جَمِيعِ السُّنَّةِ وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِ الْوُتْرِ وَالْقُنُوتِ مَعْنَاهُ الدُّعَاءُ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْأَلُكَ بِكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتُوْبُ إِلَيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُخَيَّرُ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ لِنُشْكُرَكَ وَلَا نَكْفُرَكَ وَنُخْلَعُ وَنُتْرَكَ مَنْ يَنْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِنَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْشُدُ وَنَرْجُوا رَحْمَتَكَ وَنُخْشِي عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَارَ أَنْتَ الْكَافِرُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْتَمِرُ الْقُنُوتُ يقرأ كالامام وَإِذَا شَرَعَ الْإِمَامُ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ قَالَ أَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ يَتَابَعُونَهُ وَيَقْرَأُ وَهُوَ مَعَهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يَتَابَعُونَهُ وَلَكِنْ يُؤْمِنُونَ وَالدُّعَاءُ هُوَ هَذَا اللَّهُمَّ اهْدِنَا بَيْضَ بِلَدِكَ فِيمَنْ مَدَيْتَ وَعَانَا فِيمَنْ عَايَيْتَ وَتَوَلَّانَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا تَصَيَّيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يَتَضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَإِذِلُّ مَنْ ذَالِيَّتْ وَلَا يَعْزُ مَنْ عَادِيَّتْ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ لَمْ يَحْسِنِ الْقُنُوتَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَوْ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ أَوْ يَارَبِّ يَارَبِّ وَإِذَا اقْتَدَى بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ قَامَ مَعَهُ فِي قُنُوتِهِ سَاكِنًا فِي الْأَظْهَرِ وَيُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي جَنْبَيْهِ وَإِذَا السَّيِّ الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ وَتَدَكَّرَهُ فِي الرُّكُوعِ أَوْ الرَّفْعِ مِنْهُ لَا يَقْنُتُ وَلَوْ قَفَّتْ بَعْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ لَا يَعْبُدُ الرُّكُوعَ وَيَسْجُدُ لِلشَّهَادَةِ لِزَوَالِ الْقُنُوتِ عَنْ مُحَلِّهِ الْأَصْلِيِّ وَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ قَبْلَ فِرَاقِ الْمُقْتَدِي مِنْ قِرَاءَةِ الْقُنُوتِ أَوْ قَبْلَ شُرُوعِهِ فِيهِ وَخَاتَمَتْ الرُّكُوعَ تَابَعَ إِمَامَهُ وَلَوْ تَرَكَ الْإِمَامُ الْقُنُوتَ يَأْتِي بِهِ الْمُؤْتَمِرُ إِنْ امْكَنَهُ مُشَارَكَةُ الْإِمَامِ فِي الرُّكُوعِ وَإِلَّا تَابَعَهُ وَلَوْ أَدْرَكَ الْإِمَامُ فِي الرُّكُوعِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْوُتْرِ كَانَ مُدْرِكًا لِلْقُنُوتِ فَلَا يَأْتِي بِهِ فِيهِمَا سَبَقَ بِهِ وَيُتَرَجَّعُ عَالِمًا فِي رَمَضَانَ فَقَطْ وَصَلَوَتُهُ مَعَ الْجَمَاعَةِ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَدَائِهِ مُفْرَدًا الْآخِرُ اللَّيْلُ فِي اخْتِيَارِ قَاصِي خَانَ قَالَ هُوَ الصَّحِيحُ وَصَحَّحَ

غیرۃ خلافۃ

ترجمہ :- درتک تین رکعات ایک سلام سے واجب ہیں۔ اور درتک ہر رکعت کے اندر فاتحہ اور کسی سورۃ کی تلاوت کرے اور پہلی دو رکعت پڑھ کر نقطہ شہد پڑھے اور تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہونے کے وقت شائیں نہیں پڑھے گا۔ اور تیسری رکعت کے اندر سورۃ کی تلاوت سے فارغ ہو کر دو زل ہاتھ کانوں کے مقابل اٹھائے اللہ اکبر کہے اور رکعات قیام رکوع سے قبل پورے سال یعنی ہمیشہ (قنوت پڑھے وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز کے اندر) دُعا کے قنوت نہ پڑھی جلتے۔ باعتبار قنوت دعا ہی کو کہتے ہیں اور وہ یہ کہنا ہے کہ اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور تیرے سے (ہم اپنی) ہدایت کے طلب گار ہیں اور تجھ ہی سے (اپنی) بخشش کے طالب ہیں اور تیری ہی جانب رجوع ہوتے ہیں اور تجھ ہی پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری سب خوبیاں بیان کرتے ہیں تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے ہیں اور عیسیٰ کی اور میرزا ختیار کے گتے ہیں اس جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ تجھ ہی کو ہم پوجتے ہیں اور تیرے ہی لئے ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا حقیقی (یعنی) عذاب منکروں پر پہنچنے والا ہے۔ اور امام کی مانند مقتدی بھی قنوت کی دعا پڑھے گا۔

دعا کے قنوت سے فارغ ہو کر امام دوسری دعا (بھی) پڑھنے لگے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مقتدی بھی امام کی پیروی کرے اور وہ بھی پڑھے گا۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک مقتدی اس دوسری دعا میں امام کا ساتھ نہ دیں گے مگر آئین کہتے ہیں گے۔ اور وہ (دوسری) دعا یہ ہے

اے اللہ ہمیں اپنے فضل سے راہ یاب کر اور ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت یافتہ کیا اور عافیت یافتہ لوگوں کی طرح ہم کو بھی عطا کر اور ان لوگوں میں شامل فرما جن کا تو ولی (وکیل) ہو اور وہ اشیاء جو تو نے ہم کو عطا کی ہیں ان چیزوں میں برکت و دیعت فرما اور جن اشیاء کا تیری قضا و قدر میں فیصلہ ہو چکا ہو ان کے شر (دہلائی) سے ہماری حفاظت فرما۔ کیونکہ تیری ہی ذات فیصلہ کرنے والی ہے اور تیری ذات (اور تیرے فیصلے) پر کسی کو فیصلہ دے دس ترس نہیں۔

جس شخص کا تو والی (دنگران) ہو اس کا ذلیل (دخوار) ہونا ممکن نہیں اور جسکی تو مخالفت کرے اسکا معزز ہونا ممکن نہیں۔

اے ہمارے رب تیری ذات بابرکت اور (سب سے) بلند والہ ہے اور (پھر) سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و صحابہ کرامؓ پر درود اور سلام بھیجے۔
اور جو دلع قنوت (ایاد نہ ہو سکی وجہ سے) نہ پڑھ سکا ہو وہ تین بار ”اللہم اغفر لی“ (اے اللہ میری مغفرت فرما نا فرمے۔

یا ربنا انتانی الدنیا حسنة وفي الآخرة قناتنا عند اب النار“ اے رب نے مجھ کو دنیا کی اور نیکی انعام میں اور پچا ہم کو دوزخ کے مذاہب (پڑھ لے یا تین بار یا رب یا رب کہے۔ اگر ایسے شخص کی اقتدی کرے جو نماز فجر میں قنوت پڑھے تو مقتدی اس کے ساتھ نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے زیادہ ظاہر قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں کی طرف سیدھا چھوٹے۔
اگر اندر دین در قنوت پڑھنی یاد نہ رہے اور دوران رکوع یا د اجماعے یا رکوع سے جب اٹھے اس وقت قنوت نہ پڑھنا یاد آئے تو اب دلع قنوت نہ پڑھنی چاہیے۔
اور اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد دلع قنوت پڑھ لے تو اب میر نور کو رکوع نہ کرے۔ البتہ قنوت کے اپنے اصل مقام سے ہٹ جانے کے باعث بحدہ سہو کر لے۔

اور اگر مقتدی ابھی دلع قنوت سے فارغ نہ ہوا ہو کہ امام رکوع کرے یا مقتدی نے ابھی قنوت شروع بھی نہ کی ہو کہ امام رکوع کرے اور مقتدی کو یہ اندیشہ ہو کہ رکوع فوت ہو جائے گا۔ تو اس صورت میں (اسے اپنے امام کی اقتدی کرنی چاہیے۔

اور اگر امام قنوت ترک کرے اور مقتدی کے دلع قنوت پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے کا امکان ہو تو مقتدی دلع قنوت پڑھ لے۔ ورنہ امام کی اتباع کرے۔

اگر مقتدی وتر کی تیسری رکعت کے رکوع کے دوران امام کو پاتے تو مقتدی تیسری رکعت کی طرح قنوت کا بھی پانے والا شمار ہوگا لہذا سابق پڑھی ہوئی رکعات میں (جنہیں سبق بعد میں ادا کرے گا) دلع قنوت نہیں پڑھے گا۔

اور (صرف) ماہ رمضان میں وتر باجماعت پڑھے گا۔ اور ”قاضی خان“ کے اقتیاد رکودہ قول کے مطابق رمضان شریف میں باجماعت وتر پڑھنا تنہا آخر شب میں پڑھنے کے مقابلہ میں افضل ہے۔ قاضی خان اسی کو درست قرار دیتے ہیں۔ دوسرے فقہاء کے نزدیک افضل صورت اس کے برعکس ہے
تشریح و توضیح ملت رکعات المغرب کی طرح وتر کی تین رکعات میں ”مسند حاکم“ میں

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعات پڑھتے تھے۔ اور اخیر میں سلام پھیرتے تھے۔^{۱۱} ”صحیح بخاری و دیگر“ میں اور روایات ہیں جن سے تین رکعات کی نشان دہی ہوتی ہے۔

و تر واجب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی نماز کا حکم فرمائے گا جس سے تمہارے لئے سُرخ آؤٹوں سے (بھی) بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے جس کو تم اسے نماز عشاء وغیرہ کے درمیان (ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں یہ روایت موعودہ ہے)

قبل الركوع اے دعائے قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔

رسنن نسائی اور ”ابن ماجہ“ میں اسکی صراحت ہے)

سنن ابوداؤد، "دعائیں وہ احادیث منقول ہیں جن سے دعائے قنوت کا پورے سال پڑھا جانا مس
ہوتا ہے۔"

من قراۃ السورۃ ۱۰ سورۃ کی تخصیص نہیں بلکہ جو سورۃ چاہے نماز وتر میں پڑھے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات نماز وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ دوسری میں
قل یا ایہا الکفرون اور تیسری میں قل هو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور
اعوذ برب الناس پڑھتے تھے (ابوداؤد ترمذی، ابن ماجہ)

فِي اللَّيْلِ مَشْنَى مَشْنَى وَبِهِ يُفْتَى وَصَلَاةُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ النَّهَارِ وَطَوَّلُ الْقِيَامِ أَحَبُّ مِنْ كَثْرَةِ السُّجُودِ -

(فصل فی تحیتۃ المسجداً وَصَلَاةُ الصُّحَى وَاجِبَاءُ اللَّيَالِي) سُنَّ حَيْثُ السَّجْدِ بَرَكَتَيْنِ قَبْلَ الْجُلُوسِ وَإِذَا عَ الْفَرْصِ يَنْوِبُ عَنْهَا وَكُلُّ صَلَاةٍ إِذَا هَا عِنْدَ الدَّخُولِ بِلَا نِيَّةٍ الْحَيَّةِ وَنَدَبَ رَكَعَتَانِ بَعْدَ الْوُضُوءِ قَبْلَ جَفَائِهِ وَارْتِجَاءِ نَصَاعِدًا فِي الصُّحَى وَنَدَبَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَصَلَاةُ الْاسْتِحَارَةِ وَصَلَاةُ الْحَاجَةِ وَنَدَبَ احْيَاءُ لَيْلِي الْعَشْرِ الْآخِرِينَ مِنْ رَمَضَانَ وَارْحَاءُ لَيْلَتِي الْعِيدَيْنِ وَكَيْلِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَيَكْرَهُ الْاجْتِمَاعُ عَلَى احْيَاءِ لَيْلَةٍ مِنْ هَذِهِ اللَّيَالِي فِي الْمَسَاجِدِ

ترجمہ :- دو رکعات نماز فجر سے قبل مؤکدہ سنتیں ہیں۔ اور دو رکعات بعد ظہر اور بعد مغرب و بعد عشاء اور نماز ظہر سے قبل اور نماز جمعہ سے قبل چار رکعات ایک سلام کے ساتھ مسنون (قرار دی گئی ہیں) اور چار رکعات عصر اور عشاء سے قبل اور چار رکعات بعد عشاء اور چھ رکعات بعد مغرب پڑھنا باعثِ استجاب ہے۔ اور چار رکعات سنت مؤکدہ ہوں تو ان کے قدر اولیٰ میں فقط شہد پر اکتفا کرے۔ اور (پھر) تیسری رکعت کے اندر شانائے بڑھے۔

اس کے برعکس چار رکعات والی مستحب نماز میں تیسری رکعت میں (بھی) شتا پڑھنا مستحب۔ اور اگر نماز نفل دو رکعات سے زیادہ پڑھتے ہوئے قدر محض اخیر میں کرے تو استمنا اسکی نماز کو درست قرار دیں گے اس لئے کہ وہ (گویا) ایک نماز ہوئی اور وہ نماز جو چار رکعات والی ہو اس میں فرض محض قدر اخیر ہے۔

اور دن کی نفلیں، چار رکعات سے بڑھ کر ایک سلام سے پڑھنا اور رات کی نفلیں آٹھ سے زیادہ ایک سلام کے ساتھ پڑھنا باعثِ کراہت ہے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں افضل یہ ہے کہ نوافل خواہ دن کی ہو یا رات کی چار چار رکعات ایک سلام سے پڑھی جائیں

امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ رات کی نفلیں دو دو رکعات ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ ہی کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

اور نماز شب (نوافل رات میں پڑھنا) دن کی نماز کے مقابلہ میں افضل ہے۔ اور قیام لیا کرنا مجسوس کی

زیادتی (اور تعداد رکعات) کے مقابلہ میں افضل ہے۔

فصل ۱۔ تحیۃ المسجد، نماز چاشت، راتوں کو زندہ (جاگ کر عبادت کرنا) مسجد میں پہنچنے کے بعد اس سے قبل کہ بیٹھا جائے دو رکعات تحیۃ المسجد مسنون ہیں اور نماز فرض کی ادائیگی تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔
اسی طرح ہر وہ نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے جو مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد کی نیت کے بغیر ادا کی جائے۔

اور وضو کے بعد دو رکعات اعضائے وضو (کی تری) خشک ہونے سے قبل پڑھنا مسنون ہے چار رکعات یا چار رکعات سے زیادہ پڑھنا وقت چاشت باعث استحباب ہے۔ صلوٰۃ التہجد، صلوٰۃ استسوا، اور صلوٰۃ حاجت پڑھنا (بھی) باعث استحباب (و باعث اجر) ہے۔ اور یہ بھی استحباب کے زمرہ میں داخل ہے کہ رمضان شریف کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شب عید الفطر و عید الاضحیٰ اور عشر ذی الحجہ کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں شب میں بیدار رہا جائے (اور یہ راتیں فرائض و دیگر عبادات میں غرق و کویاد الہی میں بہر تن مصروف بسر کی جائیں)۔

اور ان ذکر کردہ راتوں میں سے کسی شب کو زندہ کرنے (بیدار رہنے) کی خاطر مسجدوں میں اکٹھا ہونا مکروہ ہو گا۔

تشریح و توضیح رکعتان ۱۰ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعت پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے قبل اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعات مغرب کے بعد اور دو رکعات عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں نماز ظہر سے قبل چار رکعات پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لا کر ظہر پڑھتے تھے پھر گھر میں تشریف لا کر دو رکعات پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لا کر لوگوں کو نماز عصر پڑھاتے اور پھر مغرب کی نماز پڑھتے اس کے بعد گھر تشریف لا کر دو رکعات پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لاتے اور دو رکعات ادا فرماتے اور جب طلوع فجر ہوتی تو دو رکعات پڑھتے (مسلم) (ابوداؤد، احمد)

و اربع قبل الظہر الخ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے۔ (ترمذی)

ابوداؤد و ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے جمعہ کے بعد چار رکعات

پڑھتے تھے کبھی اقل دو رکعات پھر چار اور کبھی اول چار رکعات اور پھر دو رکعات۔

وحداب اربع قبل العصر الو عصر سے قبل چار رکعات اور پڑھنا مستحب۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے چار رکعات عصر سے قبل پڑھیں (ترمذی) نیز حدیث شریف میں ہے کہ جس نے ظہر سے قبل چار رکعات کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی (ریضیہ ترمذی و دیگر میں ہے)

وَصَكْرَة یعنی دن کی نفلوں میں چار سے زیادہ ایک سلام کے ساتھ اور رات کی نفلوں میں آٹھ سے زیادہ ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح ثابت ہے اور ایسا نہ کر کہیں ان سے زیادہ رکعات ایک سلام سے پڑھنا منقول ہے جیسے مکہ سلم کی ایک روایت میں ہے تو دوسرے بیان جواز کے لئے ہے۔

وَصَلَاةُ الْاِسْتِخَارَةِ الخ استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ اقل دو رکعت نفل نماز پڑھو۔ پھر خوب دل لگا کر استخارہ کی دعا پڑھو اور اس کام کا دھیان کرو جس کے لئے استخارہ کر رہے ہو اس کے بعد پاک صاف ستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے با وضو سو جاؤ جب سو کر اٹھو اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی ہر ہے۔ اس کو حق تعالیٰ کا مشورہ و معاونی کے موافق کام کرو اگر ایک دن میں اطمینان نہ ہو تو دوسرے دن بسا ہی کرو۔ استخارہ کی دعا یہ ہے۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقَدْرِکَ وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ اَعْظِیْمُ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ اَللّٰهُمَّ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هَذَا الْاَمْرُ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلُ اَمْرِیْ اَجْلَمُ فَاقْدِرْ لِّیْ وَ یَسِّرْ لِّیْ شَرِّ مَا رَزَقْتَ لِّیْ فِیْهِ وَ اَنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هَذَا الْاَمْرُ اَکْبَرُ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلُ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ اَقْدِرْ لِّیْ الْخَیْرَ حِیْثُ کَانَ ثُمَّ ارْضَنِیْ بِہِ۔

فصل فی صَلَاةِ التَّغْلِیْلِ جَالِسًا وَ الصَّلَاةِ عَلَی الدَّائِبَةِ (يَجُوزُ النُّقْلُ قَاعِدًا عَنِ الْقَدَرَةِ عَلَى الْقِيَامِ لَكِنْ لَهُ نِصْفُ الْحُجَّةِ الْقَائِمَةِ لِأَمِنْ عَذْرٍ وَ يَنْعَدُ لِمُتَشَهِّدٍ فِي الْخُتَارِ وَ جَازِلًا مِمَّا فَعَدًا بَعْدًا فَيُتَّحَاذُ قَاعِدًا يَلَا كَرَاهَةً لِّی الْاَصْحَحُ وَ يَتَنَفَّلُ رَاكِبًا خَارِجِ الْمَدِينَةِ مُؤَمِّيًا إِلَى اَيِّ حِمَّةٍ تَوَحَّشَتْ وَ اَتَتْهُ وَ بَنَى

يَنْزِلُهُ لِابْرُكُوبِهِ وَلَوْ كَانَ بِالْكَوْفِ الْرَّاتِبَةِ وَعَنِ ابْنِ حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
 أَنَّهُ يَنْزِلُ لِسُنَّةِ الْفَجْرِ لِأَنَّهَا أَكْثَرُ مِنْ غَيْرِهَا وَحَازَ لِلْمُطَوِّعِ الْإِسْتِغْنَاءَ عَلَى شَيْءٍ
 إِنْ تَعَبَ بِلَا كِبَرٍ هَذِهِ وَإِنْ كَانَ بِغَيْرِ عَذْرٍ كَرِهَ فِي الْأَطْلَقِ لِسَاعَةِ الْأَدَبِ
 وَلَا يَسْتَعْمَلُ صَلَوةً عَلَى الدَّائِبَةِ بِحَاسَةِ عَلَيْهَا وَلَوْ كَانَتْ فِي الشَّرْحِ
 وَالْأَمْرِ كَابَيْنَ عَلَى الْأَصَحِّ وَلَا تُصَيِّغُ صَلَوةُ الْمَاشِي بِالْإِجْمَاعِ

(فَبَصُلِّ فِي صَلَوةٍ الْفَرَضِ وَالْوَجِبِ عَلَى الدَّائِبَةِ)

لَا يَصِيغُ عَلَى الدَّائِبَةِ صَلَوةُ الْفَرَايِضِ وَالْوَجِبَاتِ كَالْوُتْرِ وَالْمُنْدُورِ وَمَا شَرَعَ
 فِيهِ نَفْلًا فَافْسَدَهُ وَلَا صَلَوةُ الْحَازَةِ وَسَجْدَةٌ تَلِيَتْ أَيْتُهَا عَلَى الْأَرْضِ
 إِلَّا لِضُرُورَةٍ كَخَوْفِ لَيْسَ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ دَابَّتِهِ أَوْ ثِيَابِهِ لَوْ نَزَلَ وَخَوْفِ سَلْبِ
 وَطِينِ الْمَكَانِ وَجُمُوحِ الدَّائِبَةِ وَعَدَمِ وَجْدَانِ مَنْ يَرُكِبُهُ لِعَجْمِهِ وَالصَّلَوةُ
 فِي الْحِجْلِ عَلَى الدَّائِبَةِ كَالصَّلَوةِ عَلَيْهَا سَوَاءً كَانَتْ سَائِرَةً أَوْ رَاقِفَةً وَلَوْ جَعَلَ
 حَتَّى الْمَحِجْلِ خَشْبَةً حَتَّى يَنْقُضَ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْأَرْضِ فَتَصِيغُ
 الْفَرِيضَةُ فِيهِ قَائِمًا

(فَصُلِّ فِي الصَّلَوةِ فِي السَّفِينَةِ) صَلَوةُ الْفَرَضِ فِيهَا وَهِيَ جَارِيَةٌ

قَاعِدًا بِإِلَاعْذِ رَصِيحَةٍ عِنْدَ ابْنِ حَنِيفَةَ بِاتِّصَافِ الشُّجُوعِ وَالشُّجُودِ وَقَالَ لَا تَصِيغُ
 إِلَّا مِنْ عَذْرٍ وَهِيَ الْأَظْهَرُ وَالْعَذْرُ كَدْرَانِ الرَّاسِ وَعَدَمُ الْقُدْرَةِ عَلَى
 الْحُرُوجِ وَلَا فِيهَا بِالْأَيْسَاءِ إِتْفَاقًا وَالْمَرْبُوطَةُ فِي لُجَّةِ الْبَحْرِ وَخَرَجَتْ كَمَا الرِّيحُ شَدِيدًا
 كَالسَّائِرَةِ وَالْأَفْكَالُ أَقْفَمَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ وَإِنْ كَانَتْ مَرْبُوطَةً بِالشَّطْرِ لَا تَجُوزُ
 صَلَواتُهُ قَاعِدًا بِالْإِجْمَاعِ فَإِنْ صَلَّى قَائِمًا وَكَانَ شَيْءٌ مِنَ السَّفِينَةِ عَلَى قَرَارِ
 الْأَرْضِ صَحَّتِ الصَّلَوةُ وَإِلَّا فَلَا تَصِيغُ عَلَى الْخِتَارِ إِلَّا إِذَا لَمْ يَكُنْهُ الْحُرُوجُ
 وَيَتَوَجَّهَ الْمُصَلِّي فِيهَا إِلَى الْقِبْلَةِ عِنْدَ انْتِهَاجِ الصَّلَوةِ وَكُلَّمَا اسْتَدْرَأَتْ عَنْهَا
 يَتَوَجَّهُ إِلَيْهَا فِي خِلَالِ الصَّلَوةِ حَتَّى يَتِمَّهَا مُسْتَقْبِلًا

جملہ فصل ۱۔ بیٹھنے کی حالت میں اور سواری کے اوپر غافل پڑنے کا بیان قیام پر قدرت کے باوجود
بغیر غار سے ہی (یہ جائز ہے کہ بیٹھ کر نماز نفل پڑھی جائے مگر ثواب کے اعتبار سے بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے
کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا زیادہ کثرت نسبت آدھا ثواب ہے۔ اور رائج قول کے مطابق تشہد پڑھنے والے
بائیں بیٹھے گا۔

اور نفل کا آغاز کھڑے ہو کر کیا ہو تب بھی بٹھلا کر اس کی تکمیل بلا کراہت جائز و درست ہے،
جمع قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور سوار کے لئے شہر سے باہر اشارہ سے جس طرف بھی سواری کا رخ ہو (اگرچہ قبلہ رخ نہ ہو) نفل نماز
ما درست ہے۔

اگر سواری پر نفل نماز شروع کرے پھر اتر کر باقی ماندہ پڑھی کرے تو درست ہے اور اگر زمین پر آغاز
کے پھر باقی ماندہ سواری پر پڑھی کرے تو درست نہ ہوگی۔ خواہ وہ مؤکد سنتیں ہی کیوں نہ ہوں۔
امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ سوار فجر کی سنتوں کی خاطر ان کے دوسری سنتوں کی نسبت زیادہ
اہم کیونکہ سواری سے اترے گا (اور اتر کر زمین پر بیٹھے گا)

اور نفل نماز پڑھنے والے کے لئے کسی کراہت کے بغیر درست ہے کہ تنہا کی صورت میں کسی چیز
ارالے (اور سہاگے سے کھڑا ہو جائے) البتہ (تنہا وغیرہ کے) عذر کے بغیر ایسا کرنا زیادہ ظاہر قول
نہ سواروں کی کراہت دائرہ کراہت میں داخل ہے وہ بجاست جو سواری کی یار کابلوں پر لگ رہی ہو
جمع قول کے مطابق اسکی وجہ نماز پڑھنے والے (سواری) کو نماز پڑھنا ممنوع نہ ہوگا۔
پایادہ چلنے والے کی نماز (چلنے کی حالت میں) متفقہ طور صحیح نہ ہوگی۔

(۱) نماز فرض و واجب کی سواری کے اوپر ادائیگی کا بیان

وہ نمازیں جو فرض اور واجب ہیں جیسے نماز و تراویح و نذر کردہ نمازیں ایسی نماز جس کا نفل کے طور پر
یا گیا۔ اور پھر فاسد کردی انہیں سواری پر پڑھنا صحیح نہ ہوگا۔ (اور نماز ادا نہ ہوگی)

اور نہ سواری کے اوپر غار بنانہ درست ہوگی اور نہ ایسا سجدہ تلاوت درست ہوگا۔ کہ جس آیت کی تلاوت
پر کی گئی ہو (اور اس کی وجہ سجدہ تلاوت کا وجہ ہوا ہو) البتہ ضرورت (دجہوی) کی صورت میں درست
ہوگی (کہ دجہوی کی صورت کا حکم الگ ہے) مثلاً اپنی ذات یا سواری یا کچھوں کے بارے میں اترنے کی صورت
کا اندیشہ یا درندہ کا خطرہ (ظہن غالب) لاحق ہو یا اترنے کی جگہ (بہت زیادہ) کچھ ہونے (کہ کچھ اور وغیرہ
بھی نماز نہ پڑھی جائے) یا سواری کا غافل نہ ہونا اور اس پر خود سوار نہ ہو سکنے کی صورت میں دوسرا کوئی سوار

کرانے والا موجود نہ ہو (تو یہ بھی عذر شمار ہوگا۔ اور سواری پر غار درست ہوگی۔

اور سواری کے اوپر رکھے ہوئے کجاوہ میں نماز پڑھنے کا حکم سواری کے اوپر (بلا کجاوہ کے) نماز پڑھنے کا سا ہے۔ خواہ سواری کا جانور چل رہا ہو یا رکھا ہوا ہو۔

اور اگر کجاوہ کے نیچے اس طریقہ سے لکڑی لگائی گئی ہو کہ کجاوہ زمین کے اوپر پڑ گیا ہو تو (اس صورت میں) اس کجاوہ کا حکم زمین کا سا ہوگا۔ پس کجاوہ میں بحالت قیام نماز فرض ادا کرنا درست ہوگا۔

فصل ۱۰: اندرون کشتی نماز پڑھنے کا بیان

کشتی رواں ہو تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کسی عذر کے بغیر بھی بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کے ساتھ فرض نماز درست ہے۔

امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بلا عذر درست نہیں۔ زائدہ ظاہر قول یہی ہے اور عذر میں مثلاً سر کے چکر اور باہر نکلنے پر عدم قدرت داخل ہیں۔ اور بالاتفاق (سب کے نزدیک) یہ جائز نہیں کہ کشتی میں اشارہ کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔

ایسی کشتی جسے سمندر کے درمیان باندھ دیا گیا ہو اور بوجہ ہوائے وہ شدید طور پر متحرک ہو اس کا حکم چلنے والی کشتی کا سا ہوگا۔ (اگر ہوا متحرک نہ کر رہی ہو تو) اس کا حکم ٹھہری ہوئی کشتی کا سا ہوگا۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور کشتی کو کنارہ پر باندھا گیا ہو تو (اس وقت) متفقہ طور پر سب کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز نہ ہوگا۔

پھر وہ کشتی جسے کنارہ پر باندھ دیا گیا ہو اگر اس پر بحالت قیام نماز پڑھے درآنما یکو کچھ حصہ کشتی کا زمین کے اوپر پڑا ہو تو ہونانکے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ ورنہ راجح قول کے مطابق بحالت قیام بھی نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر اس کا کشتی سے باہر آنا ممکن نہ ہو تو کشتی میں نماز بایں صورت درست ہو جائے گی۔ اندرون کشتی نماز ادا کرنے والا نماز کی ابتلا کے وقت قبلہ رخ ہو جائے اور جسے جیسے کشتی قبلہ رخ کی جانب سے گھومے یہ شخص بھی دوران نماز قبلہ کی جانب گھومتا ہے حتیٰ کو کشتی مار مار میں پڑی ہو کہ قبلہ رخ ہو۔

تشریح و توضیح بیحوز النفل قاعدًا اگر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے لیکن بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے پر ثواب کم ملا ہے حدیث شریف میں ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا اگر کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ہے۔ (بخاری)

الیٰ اسی جہت سے اگر یعنی جس طرف سواری کا رخ ہو اس طرف نماز پڑھ لینا شہرے باہر ہوتے

ہوتے درست ہے۔

وما شیء فیہ نفلًا الا یعنی نفل شریع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا لازم ہے ارشاد تانی ہے۔
 "لا تبطلوا عما لکم" جب لزوم اتمام ثابت ہو گیا تو فاسد کرنے پر قضا بھی لازم ہو گئی۔ نفلی
 رزق کے بارے میں مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسد کرنے والے کو اس کی قضا کا امر فرمایا۔
 (یہ روایت ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور بزار وغیرہ میں متعدد طرق سے مروی ہے۔
 (فصل فی التراويح) التَّارِوِیْحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَصَلَوْتُهَا بِالْجَمَاعَةِ
 سُنَّةٌ كِفَايَةٌ وَقَفَّهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَيُصْبِحُ تَقْدِيمُ الْوُتْرِ عَلَى التَّارِوِیْحِ
 وَتَاخِيرُهُ عَنْهَا وَيَسْتَحِبُّ تَاخِيرُ التَّارِوِیْحِ إِلَى ثَلَاثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ وَلَا يَكْرَهُ
 تَاخِيرُهَا إِلَى مَا بَعْدَهُ عَلَى الصَّحِيحِ وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً بَعَثَ تَسْلِيمَاتٍ
 وَيَسْتَحِبُّ الْجُلُوسَ بَعْدَ كُلِّ ارْتَبَعٍ بَعْدَ رِهَا وَكَذَا ابْنُ التَّرَدِيدَةِ الْخَامِسَةَ
 وَالْوُتْرَ سُنَّةٌ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِيهَا مَرَّةً فِي الشَّهْرِ عَلَى الصَّحِيحِ وَإِنْ مَلَ بَاءُ الْقَوْمِ قَتْلًا
 بِقَدَرِ مَا لَا يُوعَدُ إِلَى تَنْفِيهِمْ فِي الْمَخَارِ وَلَا يَتْرُكُ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ تَشَهُّدٍ مِنْهَا وَلَوْ مَلَ الْقَوْمُ عَلَى الْخُتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الشَّعَاءَ
 وَتَسْبِيحَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا يَأْتِي بِالذُّعَاءِ أَنْ مَلَ الْقَوْمُ وَلَا تَقْنَعُ التَّارِوِیْحُ
 بِفَوَاتِهَا مُنْفَرِدًا وَلَا بِجَمَاعَةٍ

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكِبَةِ

صَحَّ فَرْصٌ وَنَفْلٌ فِيهَا وَكَذَا فَوْقُهَا وَإِنْ لَمْ يَنْخِذْ سِتْرَهُ لَكِنَّهُ مَكْرُوهٌ لِإِسَاءَةِ
 الْأَدَبِ بِاسْتِعْلَائِهِ عَلَيْهَا وَمَنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى غَيْرِ وَجْهِهِ إِمَامِهِ فِيهَا أَوْ قَوْفَهَا
 صَحَّ وَإِنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى وَجْهِهِ إِمَامِهِ لَا يَصِحُّ وَصَحَّ الْاِقْتِدَاءُ خَارِجَهَا
 بِإِمَامٍ فِيهَا وَالْبَابُ مَفْتُوحٌ وَإِنْ تَخَلَّقُوا أَحْوَلُهَا وَالْإِمَامُ خَارِجُهَا صَحَّ إِلَّا لِمَنْ
 كَانَ أَكْرَبَ إِلَيْهَا فِي هَجَةِ إِمَامِهِ

ترجمہ: فصل: تراویح کا ذکر، تراویح خواہ مرد ہوں اور خواہ عورتیں دونوں کے لئے مسنون ہے

اور باجماعت تراویح سنت کفایہ میں داخل ہے تراویح (کی بیس رکعات) فرض نماز عشاء کے بعد منون ہے اور
ترکا تراویح سے پہلے اور تراویح کے بعد دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔

تہائی رات یا آدھی رات تک تراویح میں تاخیر باعث استحباب ہے اور صبح قول کے
مطابق اس میں بھی کراہت نہیں کہ تراویح آدھی رات کے بعد تک مؤخر کی جائے۔

تراویح کی دس سلاموں سے بیس رکعات ہیں ہر چار رکعات کے بعد بقدر ترویج جلد (بیٹھا)
ہے اسی طرح پانچویں ترویج اور وتر کے بیچ میں بیٹھنا باعث استحباب ہے درست قول کے مطابق
پورے ماہ رمضان شریف میں ایک بار قرآن شریف کا تمام مسنون ہے۔

اور اگر اتنی مقدار لوگوں کے لئے آگاہی (ادربے دلی) کا سبب ہو تو رائج کے مطابق اتنی
مقدار کی تلاوت کرے جس سے لوگوں کو آگاہی نہ ہو اور ان میں بے دلی و انتشار پیدا نہ ہو۔

تراویح کے کسی بھی تشہد میں دو رکعت شریف ترک نہ کیا جائے خواہ لوگ آگاہی ہی میں کہوں نہ بتلا ہوں
(مگر پڑا نہ کی جائے) رائج قول یہی ہے، اسی طریقہ سے ثنا اور رکوع و سجدہ کی تسبیحات نہ چھوئے اور لوگ
آگاہی کا شکار ہوں۔ تو اہتمام کے بعد دعا ترک کرے تراویح فوت ہو جاتے تو اس کی ذمہ داری
قضا ہے اور نہ تنہا۔

بیت اللہ میں نماز

بیت اللہ میں فرض اور نفل نماز درست ہے اسی طرح بیت اللہ کے اوپر بھی درست ہے۔ خواہ
منزق قائم نہ کرے مگر بیت اللہ کے اوپر چڑھنے کے ادربے ادبی (کے ایہام) کے باعث بیت اللہ
کے اوپر نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں اور اندرون بیت اللہ یا بیت اللہ کے اوپر (باجماعت نماز
کی شکل میں) جس نے اپنی پیٹھ امام کے چہرہ کے علاوہ کسی اور جانب کی اسکی نماز صحیح ہو گئی اور اگر
اپنی پیٹھ امام کے چہرہ کی جانب کر لی تو اسکی نماز صحیح نہ ہو گئی جو امام اندرون بیت اللہ ہو۔ مگر
ردائے مکمل رہا ہو اسکی اقتداء بیرون بیت اللہ مقتدی کے لئے صحیح ہے اور اگر مقتدی بیت اللہ کے
رد گرد حلقہ بنالیں اور امام بیت اللہ کے باہر ہو تو مقتدی درست ہو گئی البتہ اس آدمی کی اقتدی درست
راہ نہیں دی جائے گی جو امام کی ہمت (سمت) میں امام کے مقابل میں بیت اللہ سے زیادہ نزدیک
ہو گیا ہو۔

شرح و توضیح | التواضع سنة الخ صبح اور رائج قول کے مطابق تراویح سنت ہو گئے ہیں

عہد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی موافقت اور اہتمام ثابت ہے اور جس پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی موافقت ثابت ہو وہ سنوں ہے۔ حدیث میں ہے "علیکم بسنتی و سنتۃ الخلفاء الراشدين" (ابوداؤد) اگر مقتدیوں پر گراں نہ ہو تو چار رکعت کے بعد ایک ترویج کے بقدر بیٹھنا مستحب ہے ورنہ اگر مقتدیوں پر اتنا بیٹھنا بھاری ہو اور قرأت بھی طویل کر لی ہو تو اس سے پہلے اٹھ جائے اور مختصر جگہ میں بھی مضائقہ نہیں

صم فرض و نفل فیہا اربع روایات سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ (۶۱۰ء) کے موقع پر کعبہ میں داخل ہوئے اور اندرون کعبہ دو رکعت نفل پڑھی یہ روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے) یہ معلوم ہے استقبال کعبہ کے سلسلہ میں خواہ نماز فرض ہو یا نفل دونوں کا حکم یکساں ہے۔ لہذا جب اندرون کعبہ نفل نماز جا تر ہے تو بلاشبہ نماز فرض بھی جا تر ہوگی۔

وصح الاقتداء بخارجہا الخ اس مسئلہ کا حلال یہ ہے کہ انہوں نے خارج کعبہ نماز باجماعت ادا کی اور امام کعبہ کی ایک جہت میں کھڑا ہوا اور مقتدی حلقہ بنا کر کعبہ کے ارد گرد کھڑے ہوتے تو سب کی نماز درست ہو گئی البتہ جو شخص جہت امام سے قریب ترین ہوا سبکی نماز امام سے آگے بڑھ جائے کیوجہ سے نہ ہوگی۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ

أَقَلُّ سَفَرٍ تَغْيِيرُ بِهِ الْحُكْمَ مُسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ أَقْصَرِ أَيَّامِ السَّنَةِ لِسَيْرٍ وَسَطٍ مَعَ الْأَسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسْطُ سَيْرٌ إِلَى الْإِيلِ وَشَيْءُ الْأَقْدَامِ فِي الْبَرِّ وَفِي الْجَبَلِ بِمَا يَنْسَبُ فِي الْبَحْرِ اعْتِدَالُ الرِّيحِ فَيَقْصُرُ الْفَرْضُ الشَّرْبَاعِي مَنْ نَوَى السَّفَرَ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا سَفَرًا إِذَا جَاوَزَ بُيُوتَ مَقَامِهِ وَكَانَ أَيْضًا مَا اتَّصَلَ بِهِ مِنْ فَنَائِهِمْ وَإِنْ فَصَلَ الْفَنَاءَ بِمَنْزَعَةٍ أَوْ قَدَرِ غُلُوَةٍ لَا يُشْتَرَطُ حُجَاوَةٌ وَالْفَنَاءُ الْمَكَانُ الْمُعَدُّ لِمَصَاحِجِ الْبَلَدِ كَرِضِ الدَّوَابِّ وَذَنِّ الْمَوْتِ وَتُشْتَرَطُ لَصَحَّةُ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ الْإِسْتِقْلَالُ بِالْحُكْمِ وَالْبُلُوغُ وَعَدَمُ تَقْصَانِ مَدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَلَا يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يَجَاوِزْ عَمَرَ أَنْ مَقَامِهِ أَوْ جَاوَزَ وَكَانَ صَبِيًّا أَوْ تَابِعًا لَمْ يَكُنْ مُتَبَوِّعًا السَّفَرُ كَالْمَرْأَةِ مَعَ زَوْجِهَا وَالْعَبْدُ مَعَ مَوْلَاةٍ وَالْجُنْدِيُّ مَعَ أَمِيرِهِ أَوْ نَادِيًا دُونَ الثَّلَاثَةِ وَتَعْتَبَرُ نِيَّةُ الْقَامَةِ وَالسَّفَرُ مِنَ الْأَصْلِ دُونَ الشَّجَرِ إِنْ عَلِمَ نِيَّةُ الْمَتَبَوِّعِ فِي الْأَصْحَى وَالتَّقْصُرُ غَرِيْبَةٌ عِنْدَنَا فَإِذَا اسْتَمَرَ

الرَّابِعِيَّةُ وَقَعَدَ الْقُعُودَ الْأَقْلَ صَحَّحَتْ صَلَوَتُهُ مَعَ الْكُرَامَةِ وَالْأَقْلَا تَصَحَّحَ
 إِلَّا إِذَا نَوَى الْإِقَامَةَ لِمَقَامٍ لِلثَّالِثَةِ وَلَا يَزَالُ يَقْصِرُ حَتَّى يَدْخُلَ مِصْرًا وَدُنْيَا
 إِقَامَتَهُ يَصِفُ شَهْرًا بِكُلِّ أَوْ قَرِيبَةٍ وَقَصْرَانِ نَوَى أَقْلَ مِنْهُ أَوْ لَمْ يَنْوِ وَيَقِي
 سَنِينَ وَلَا تَصَحَّحُ نِيَّةُ الْإِقَامَةِ بِبِلْدَتَيْنِ لَمْ يُعَيِّنِ الْمَبِيتَ بِأَحَدِهِمَا وَلَا فِي
 مَقَانَةٍ لِغَيْرِ أَهْلِ الْأَخِيَّةِ وَلَا لِعَسْكَرٍ يَأْبُدُ الْحَرْبَ وَلَا لِأَيَّارِنَا فِي مُحَاصِرَةِ أَهْلِ الْبَغْيِ وَإِنْ
 اقْتَبَضَى مُسَافِرٌ بِمَقَامٍ فِي الْوَقْتِ صَحَّحَ وَاتَّعَاهُ أَرْبَعًا وَبَعْدَهُ لَا يَصَحُّ وَبَعْكَسِهِ مَحْذُومٌ
 فِيهِمَا وَكَذَلِكَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقُولَ أَتَيْتُمُ أَصْلَاحَكُمْ فَأَيُّ مُسَافِرٍ وَيَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ
 قَبْلَ شُرُوعِهِ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمُقِيمُ بِمَقَامَتِهِ بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهِ الْمُسَافِرِ
 فِي الْأَصْحَى وَقَائِمَتُهُ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ تَقْصِي رُكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا وَالْمُعْتَمِرُ فِيهِ أُخْرَى
 الْوَقْتُ وَيَبْطُلُ الْوُكُنُ الْأَصْلِيُّ بِمِثْلِهِ فَقَطْرٌ وَيَبْطُلُ وَطَنُ الْإِقَامَةِ بِمِثْلِهِ
 وَبِالسَّفَرِ وَبِالْأَصْلِيِّ وَالْوَطَنُ الْأَصْلِيُّ هُوَ الَّذِي وُلِدَ فِيهِ أَوْ شَرَوْجَ أَوْ لَمْ
 يَكُنْ رَوْجٌ وَقَصْدُ التَّعَاشِ لَا الْإِحْتَالَ عَنْهُ وَوَطَنُ الْإِقَامَةِ مَوْضِعُ سَنَوَيْ
 الْإِقَامَةِ فِيهِ يَصِفُ شَهْرًا فَانْقَوَتْ وَلَمْ يَحْتَبِرِ الْحَقِيقُونَ وَطَنَ السَّكْنَى دَعَا
 مَا يَنْوِي الْإِقَامَةَ فِيهِ دُونَ نِصْفِ شَهْرٍ

ترجمہ: وہ اقل سفر جس کی وجہ سے احکام میں تبدیلی ہوتی ہے وہ سال کے ان دنوں کے اعتبار سے
 جو سب سے چھوٹے ہول تین روز کا اوسط درجہ کی رفتار سے سفر ہے جو عادت کے مطابق اہل عالم و اہل میان
 سے ہو۔ اور خشکی میں اونٹ کی متوسط رفتار اور پانی یا شہر کی قابل اعتبار ہوگی۔ اور یہاں ٹریس اس
 کی رفتار معتبر ہوگی جو اس علاقہ کے لحاظ سے موزوں ہو۔ اور سمندر میں ہوا کا موافق و معتدل ہونا۔
 پس جو شخص بارادۂ سفر مکمل وہ چار رکعات فرض میں قصر کرے گا۔ (دو پڑھے گا) اگرچہ اس کا سفر بارادہ گناہ
 ہو۔ اگر وہ اپنی جگہ مکانوں سے نیز اس جگہ کے فنا سے جو اس جگہ سے ملا ہوا ہو گزر گیا ہو اور ایک کیمت یا
 ایک غلوہ کے بقدر اس جگہ سے الگ ہو تو اس سے گزر جانے کو مسافرت کی شرط قرار نہ دیں گے۔ فلتح
 شہر وہ ہے جو شہر سے متصل شہر کے فائدہ کی خاطر مقرر (موتعین) ہو مثلاً گھوڑا دوڑنے والا در شکر
 اکٹھا کرنے) اور بڑے دن کرنے کے لئے ہو

اور نیت سفر کی صحت کے لئے تین اشیا شرط قرار دی گئی ہیں (۱) حکم کا استقلال (۲) بلوغ (۳) ستر

تین رز سے کم نہ ہو۔ لہذا اپنی جگہ کی آبادی سے آگے نہ بڑھنے والے شخص کے لئے (فرض نماز میں) قصر کا حکم نہ ہو گا۔ یا آگے بڑھنے والا بچہ (نابالغ) ہو تو وہ بھی قصر نہ کرے گا یا آگے بڑھنے والا بالغ (مثلاً غلام) ہو اور مقبوضہ کی متابعت کر رہے (نیت سفر نہ کرے) جیسے یہودی اپنے خاوند کے ساتھ یا غلام اپنے آقا کے ہمراہ ہو۔ یا سپاہی اپنے سپہ سالار کے ہمراہ ہو۔ یا تین رز سے کم کی نیت کرے (ان سب صورتوں میں قصر نہیں کرے گا) قیام اور سفر دونوں میں مل (مقبوض) کی نیت کا اعتبار ہے بالغ کی نیت قابل اعتبار نہیں اگر اصل (مقبوض) کی نیت کا علم ہو گیا ہو (تتابع ہی کی پیروی کرے) زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

عند الاحناف دران سفر اصل حکم قصر ہی کا ہے۔ لہذا اگر چار رکعات والی نماز مکمل پڑھ لی دلائل علیہ کہ قصر اولیٰ میں بیٹھا ہو تو بکراہت کی نماز درست ہونے کا حکم ہو گا۔ اور قصر اولیٰ میں نہیں بیٹھا تو نماز درست نہ ہوگی۔ البتہ اگر تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوتے ہوئے قیام کی نیت کر لی ہو تو درست ہو جائیگی اور مسافر اپنے شہر میں داخل ہونے تک مسلسل قصر ہی کرے گا۔ یا (اس صورت میں قصر نہیں کرے گا) وہ کسی شہر یا دیہات میں پندرہ دن قیام کا قصد کرے اور اگر پندرہ رز سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے یا کوئی نیت نہ کرے اور اسی طرح (آج اور کل جانے کے ارادہ میں) کئی برس کسی مقام پر گذر جائیں تو وہ قصر ہی کرے گا۔

دو شہروں میں اس طرح قیام کی نیت کہ کوئی ایک شہر شب بسر کرنے کے لئے متعین نہ کرے صحیح نہیں ہوگی اور تینوں میں (اندرون حوا) سب سے والوں کے سوا اور لوگوں کے واسطے جنگل میں قیام کی نیت قابل اعتبار نہ ہوگی (اور وہ پندرہ روز قیام کی نیت کریں تب بھی قصر ہی کریں گے)۔ اسی طرح اسلامی شکر دارا کرب میں داخل ہو یا باغیوں کو دارالاسلام میں (بیرون شہر) گھیر لے اگر مسافر نے اندرون وقت مقیم کی اقتدی کر لی تو درست ہو جائے گی اور وہ چار رکعت مکمل پڑھے گا۔ اور وقت نماز کے بعد اقتدی درست نہ ہوگی اور اگر صورت اس کے برعکس ہو (یعنی مقیم مسافر کی اقتدی کرے) تو اندرون وقت اور بیرون وقت دونوں شکلوں میں اقتدی درست ہوگی۔

امام مسافر ہو تو اس کے واسطے سلام بھیر کرے کہنا دائرہ استحباب میں داخل ہے کہ میں مسافر ہوں آپ لوگ اپنی نماز مکمل کر لیں۔ اور نماز کے آغاز سے قبل کہہ دینا موزوں ہے۔

مقیم جو رکعات مسافر امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے زیادہ صحیح قول کے مطابق اس میں قرأت نہیں کرے گا سفر کی فرت نماز کی قضا دو رکعات اور حضر کی قضا چار رکعات کی (صورت میں) ہوگی (یعنی ادا کے اعتبار سے قضا بھی ہوگی) اور اس میں (دو یا چار رکعت کی فرضیت کے سلسلہ میں)

آخر وقت معتبر ہوگا۔

وطن اصلی محض وطن اصلی سے باطل ہوتا ہے۔ اور وطن اقامت سے اور سفر اور وطن اصلی کے ذریعہ باطل (و کالعدم باعتبار حکم) ہو جاتا ہے۔ وطن اصلی ایسا مقام کہلاتا ہے جہاں کی وہ پیدائش ہو یا وہاں مقدر کلاچ کرے یا نکاح کرے لیکن وہاں زندگی گزارنے (اور رہنے کا) ارادہ کر لے۔ اور وہاں سے روانگی کا ارادہ نہ کرے۔

وطن اقامت ایسی جگہ کہلاتی ہے جہاں پندرو روز یا پندرو روز سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے۔ محققین علماء کے نزدیک وطن کبھی معتبر نہیں وطن کبھی وہ مقام کہلاتا ہے کہ جہاں پندرہ روز سے کم قیام کی نیت کی ہو۔

تشریح وتوضیح | **صلوة المسافر** | اس باب میں مسافر کے احکام کا ذکر ہے "السفر" اس کے معنی ہیں "الکشف" "سفر میں کیونکہ مسافر کے اخلاق کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور لوگوں پر اس کے اخلاق کا حسن و قبح کھلتا ہے۔ اسی طرح مسافر پر لوگوں کے مزاج حالات واضح ہوتے ہیں اور زمین کے عجائبات عیاں ہوتے ہیں اس لئے سفر کو سفر کہا جاتا ہے۔

من تنوی اے سفر میں دو امر معتبر ہیں (۱) ارادہ و نیت سفر (۲) شہر سے باہر نکلنا۔ لہذا اگر کوئی بلا نیت سفر شہر سے باہر نکل جائے یا مسافت سفر سے کم کا قصد کرے تو وہ شرعی سفر نہ ہوگا۔ "بنیاء" میں اسی طرح ہے۔

نصف شہر یعنی اگر مسافر نے کہیں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کر لی تو وہ نماز پوری پڑھے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تو بحالت سفر کسی شہر میں آئے اور وہاں پندرہ روز قیام کی نیت کر لے تو وہاں اپنی نماز پوری پڑھے (طحاوی نے "شرح معانی الآثار" میں یہ ارشاد نقل کیا ہے) اسی طرح کی روایت "مصنف ابن ابی شیبہ" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

والعصی عنی یعنی اگر علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ دوران سفر نماز میں قصر رخصت ہے یا عزیمت۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مسافر پر چار رکعات فرض ہیں اور قصر رخصت ہے اور احناف اس طرز گئے ہیں کہ مسافر کے حق میں دو رکعتیں فرض ہیں اور قصر عزیمت ہے پس امام شافعی کے نزدیک اتمام (چار رکعت پڑھنا) اور قصر دونوں جائز ہیں اور فضل اتمام ہے اور احناف کے نزدیک قصر کرنا مسافر پر مزدوری ہے لہذا اگر وہ چار رکعات نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔ جو لوگ قصر کو رخصت قرار دیتے ہیں انہوں نے ارشاد ربانی سے استدلال کیا ہے۔

اذا اضیبتکم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة انہوں نے قصر کی تشریح ”لا جناح“ سے کی ہے پس معلوم ہوا کہ قصر مباح و جائز ہے واجب نہیں اور احناف کا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ نماز اقل دو رکعات فرض کی گئی ہیں پس میں نے وہی دو رکعات برقرار رہیں اور حضرت عقیق ہونے کی صورت میں ان پر اضافہ ہو گیا (چار ہو گئیں) یہ روایت بخاری و مسلم میں موجود ہے

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبیؐ کی زبان میں چار رکعات اور ستر غنیمتیں دو رکعات فرض کیں۔

”نسائی کا اور ابن ماجہ“ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سفر کی دو رکعات ہیں اور نماز عبد اللہؓ کی دو رکعات ہیں اور نماز فطر کی دو رکعات ہیں اور نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہیں مکمل بلا قصر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی۔

اور جواب اس آیت ”واذا اضیبتکم“ کا یہ ہے کہ اس فعل کا گناہ نہ ہونا اس آیت سے لازم نہیں آتا۔ دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صفا و مروہ کی سعی کے بارے میں فرمایا اِنَّ الصَّفاَ وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَارِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَاَعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطُوفَ بِهِمَا اِلَّا بِحِفْظٍ صفا و مروہ کا طواف واجب ہے یا کر نہ۔

وَيَبْطُلُ الْوَطْنُ الْاَصْلَى اِسکی دلیل یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اور حجة الوداع کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ پہنچے تو مکہ مکرمہ جاتے پیدائش اور سکون رہ چکے کے باوجود وہاں انہوں نے قصر کیا اور یہ وطن اصلی کا بطلان اس وجہ سے تھا کہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ کو وطن بنا لیا تھا

بَابُ صَلَاةِ الْمَرِيضِ

اِذَا تَعَدَّ عَلَى الْمَرِيضِ كُلُّ الْقِيَامِ وَتَعَسَّرَ بُوْجُودُ الْمَشْدِيْدِ اَوْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرِيضِ اَوْ اِنْطَاعًا بِهِ صَلَّى قَاعِدًا اَوْ سِرْكُوْعًا وَتُعَسَّرُ اَوْ يَنْقُصُ كَيْفُ شَاءَ فِي الْاَحْمَقِ وَالْاَفْطَامِ بِقَدْرِ مَا يُمْكِنُ وَانْ تَعَدَّ رَأْسُ الْكُوعِ وَالسُّجُودُ صَلَّى قَاعِدًا اِلَّا اَلْجَاءَ وَجَعَلَ اِسَاءَةً لِّلْجُودِ اخْفَضَ مِنْ اِسْمَاءِهِ لِّلشَّرْكُوْعِ فَإِنْ لَمْ يَخْفُضْهُ عَنْهُ لَا تَصِحُّ وَلَا يَرْفَعُ لَوْحَهُ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَإِنْ فَعَلَ وَخَفَضَ رَأْسَهُ صَحَّ وَالْاَلَا فَإِنْ تَعَسَّرَ الْقَعُودُ أَوْ مَا مُسْتَلْقِيًا أَوْ عَلَى جَنْبِهِ وَالْاَوَّلُ أَوْ لَى وَيَجْعَلُ تَحْتَ رَأْسِهِ

وَسَادَةٌ لِّصَیْرِ رَحْمَتُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ لَا السَّمَاءِ وَيُتَّبَعِي نَصَبُ رُكْبَتَيْهِ إِنْ تَدَارَ
 حَتَّى لَا يَمُدَّ هُمَا إِلَى الْقِبْلَةِ وَإِنْ تَعَدَّ لَا إِيْسَاءَ أَخْرَتْ عَنْهُ مَا دَامَ يَفْهَمُ
 الْخِطَابَ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ هُوَ الصَّحِيحُ وَحَرْفُ صَاحِبِ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ
 وَالْمَزِيدُ يَسْقُوطُ الْقَضَاءُ إِذَا دَامَ عَجْزُهُ عَنِ الْإِيْسَاءِ أَكْثَرُ مِنْ خَمْسٍ صَلَوَاتٍ
 وَإِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ وَصَحَّحَهُ قَاضِيكَانَ وَمِثْلُهُ فِي الْمِجْطِ وَاحْتَارَكَ شَيْخُ
 الْإِسْلَامِ وَغَرَّ الْإِسْلَامَ وَقَالَ فِي الظَّاهِرِيَّةِ هُوَ طَاهِرٌ مِنَ الْإِيْسَاءِ وَعَلَيْهِ الْقَتْلُ
 وَفِي الْخُلَاصَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ وَصَحَّحَهُ فِي الْيَسَارِيعِ وَابْدَأَ السَّحْبَ وَنَحْمَ بِهِ الْوُلُوحِي
 نَحْمَهُمُ اللَّهُ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِعَيْنِهِ وَقَلْبِهِ وَحَلِجِيمَ وَإِنْ تَدَارَكَ عَلَى الْقِيَامِ وَعَجْزَ عَنِ
 الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ صَلَّى قَاعِدًا أَبَا الْإِيْسَاءِ وَإِنْ عَزَّ لَهُ مَرَضٌ يَتِمُّهَا بِمَا قَدَّرَ
 وَلَوْ بِالْإِيْمَاءِ فِي الشُّهُورِ وَلَوْ صَلَّى قَاعِدًا أَيْرُكَهُ وَلِيَجُزَّ فَصَحَّ بَنِي وَلَوْ كَانَ
 مُؤْمِنًا لَا وَمَنْ جَنَّ أَوْ عَجِيَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ قُضِيَ وَلَوْ أَكْثَرَ لَا

رَفْعُ صَلَاةٍ فِي إِسْقَاطِ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ إِذَا مَاتَ الْمَرِيضُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلَاةِ
 بِالْإِيْسَاءِ لَا يَلْزَمُهُ الْإِيْسَاءُ بِمَا دَامَ قَلَّتْ وَكَذَا الصَّوْمُ إِنْ انْطَرَفَ فِيهِ الْمُسَافِرُ
 وَالْمَرِيضُ وَمَا تَقَبَّلَ الْإِقَامَةَ وَالصَّحَّةَ وَعَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ بِمَا قَدَّرَ عَلَيْهِ وَبَقِيَ
 بِذِمَّتِهِ فَيُخْرِجُ عَنْهُ رَيْتُهُ مِنْ ثَلَاثَ مَا تَرَكَ لِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ وَاصْلَاةٍ كُلِّ
 وَقْتٍ حَتَّى الْوُتْرَ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيمَتُهُ وَإِنْ لَمْ يُوصَ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ
 رَيْتُهُ جَازَ وَلَا يَصِحُّ أَنْ يَصُومَ وَلَا أَنْ يَصَلِّيَ عَنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْبِ مَا أَوْصَى بِهِ
 عَمَّا عَلَيْهِ يَذْفَعُ ذَلِكَ الْمِقْدَارَ لِلْفَقِيرِ فَيَسْقُطُ عَنِ الْمَيْتِ بِقَدَرِهِ ثُمَّ يَهْبُهُ
 الْفَقِيرَ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَذْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيرِ فَيَسْقُطُ بِقَدَرِهِ ثُمَّ يَهْبُهُ الْفَقِيرَ
 لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَذْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيرِ فَكَذَا حَتَّى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى
 الْمَيْتِ مِنْ صَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَحُجْرٍ إِعْطَاءً فِدَايَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جَمْلَةً غِلَافٍ
 كَقَارِ الْيَمِينِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ

ترجمہ :- اگر کوئی شخص (دوران نماز کوئی) مرض پیش آئے (یا پہلے سے مریض ہونے کے باعث)
 پورا کھڑا نہ ہو سکے یا شدید تکلیف کے باعث پورا کھڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ

ہو یا مرض کے تادیر برقرار رہنے کا اندیشہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ کرے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق جس طریقہ سے بیٹھے (اور اسے سہولت ہو) بیٹھ جاتے ورزہ مقدر رکھ کر پڑھتا ہو تا اس کے پس میں ہو کھڑا جاتے۔ اور اگر قیام کیساتھ ساتھ (رکوع و سجدہ دہی) نہ ہو سکتا ہو تو سر کے اشارے سے بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے اگر سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ کے مقابل میں پست نہ کرے تو (اس صورت میں) نماز درست نہیں ہوگی۔ اور سجدہ کی خاطر کوئی آدھنی چیز نہ رکھے پس اگر وہ ایسا کرے اور وہ اپنا سر بھی اٹھکاتے تو نماز صحیح ہو جاتے گی۔ (لیکن بکراہت) ورزہ نماز صحیح نہ ہوگی۔ اور بیٹھنا دشوار ہو گیا ہو تو چت لیٹ کر (اور پر قبلہ رخ کر کے) یا کرٹ سے لیٹ کر (منہ قبلہ رخ کر کے) سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور پہلی صورت (چت لیٹ کر پاؤں قبلہ رخ کر کے نماز پڑھنا) اولیٰ ہے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے تاکہ اس کا رخ قبلہ کی جانب ہو جاتے آسمان کی جانب منع نہیں ہے اور اگر استطاعت ہو تو گھٹنے کھڑے کر لے تاکہ انہیں قبلہ کی جانب نہ پھیلانے۔ اور اگر اشارہ سے دہی (پڑھنا ممکن نہ ہو تو نماز مؤخر کر دے تا آنکہ اس کا بات سمجھنا ممکن ہو" ہدایہ" میں اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

اور صاحب ہدایہ نے تجنیس و مزید نامی کتاب میں یقین کے ساتھ کہا ہے کہ جب پانچ نمازوں تک اس کا اشارہ سے بھی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو اس مدت کی نماز کی قضا معاف ہے خواہ وہ بات بھی کیوں نہ سمجھتا ہو۔ قاضی خان اور صاحب محیط بھی اسی قول کو صحیح قرار دیتے ہیں شیخ الاسلام الشریفیؒ اور علامہ زادہ کا اختلاف کڑا قول بھی یہی ہے اور "ظہیر" میں فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر ثابت ہے اور یہی معنی ہے۔ "غلامہ" میں اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے۔ "ینایح" اور "بدائع" میں اسی درست کہا ہے۔ اور اسی پر "دلو الکی" نے یقین و اعتماد دیا ہے۔

اور آنکھ اور مجھوڑوں اور دل سے اشارہ نہ کرے اور اقامت پر قدرت ہو اور رکوع و سجدہ پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر کراٹھ سے نماز پڑھے اور اگر دوران نماز کوئی مرض پیش آجائے تو اس شکل میں نماز جس طرح ممکن ہو پڑی کر لے۔ خواہ اشارہ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو اگر رکوع و سجدہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے نماز پڑھ رہا ہو کہ (اسی دوران) اچھا ہو جاتے تو صرف باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے گا۔ اور اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر ناکہ دوران اچھا ہو جاتے تو وہ اس سر نماز پڑھے گا

اور باگل پن یا بے ہوشی کی وجہ سے پانچ نمازوں کا وقت گزر جائے تک بخون یا بے ہوش ہے تو اس پر پانچ نمازوں کی قضا لازم ہوگی اور اس سے زیادہ وقت گزر جانے پر قضا لازم نہ ہوگی۔

فصل - نماز اور رُزہ کے ساتھ ہونے کا بیان

اگر مہینہ ہرنے لگے اور اشارہ کے ساتھ (بھی) نماز پڑھنے پر قدرت حاصل نہ ہو تو اس پر ان نمازوں کی وصیت لازم نہ ہوگی خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں۔

اسی طریقہ سے رُزہ کا حکم ہے اگر ماہ رمضان شریف میں مسافر یا بیمار روزے نہ کھے اور (پھر وہ) اقامت یا تندرست ہونے سے قبل مرجائے تو اس پر فدیہ کی وصیت واجب نہ ہوگی۔

اور نماز یا رُزہ میں سے جس پر اسے قدرت حاصل ہوگی اور وہ اس کے ذمہ باقی ہو گئی ہو تو مرنے والے پر بڑی وصیت واجب ہوگی۔ لہذا اس کا ولی اس کے ایک تہائی ترکہ میں سے ادا کرے ہر روز اور نماز کا سترہ ایک کو ۶۳۳ گرم گندم یا اس کی قیمت ہوگی

اور اگر وہ وصیت نہ کرے اور اس کا ولی تبرعاً اس کی جانب سے ادا کر دے تو اسے درست قرار دیں گے

ولی کا میت کی جانب سے رُزہ رکھنا اور نماز پڑھنا صحیح نہ ہوگا۔ اگر صدقہ کی وصیت کردہ مال وصیت کردہ مقدار کے لئے ناکافی ہو تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ یہ مقدار کسی معتبر فاضل (غیر صاحب نصاب) کو دے دے تو صدقہ کی اتنی مقدار وصیت کے ذمہ سے ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ پھر فقیر وغیر صاحب نصاب شخص مالِ ولی کو مہربہ کے طور پر دے دے اور ولی اس کے اُد پر قابض ہو جائے اس کے بعد ولی وہ مال فقیر کو کھلا کر دے اور اسی تدبیر سے کام لیتا ہے حتیٰ کہ میت کے واجب شدہ نمازیں اور روزے اس طریقہ سے ادا قسط ہوں گئی نمازوں کا فدیہ ایک ہی شخص کو عطا نہ کر دینا درست ہے اس کے برعکس قسم کا کفار میں ایک فدیہ کی مقدار سے زیادہ ایک شخص کو دینا درست نہیں

تشریح و توضیح | اذا تعدد من اد خواہ غرض حقیقی ہو کہ اگر کھڑا ہو جائے تو گر جائے گا۔

اور خواہ کسی ہو کہ قیام کی صورت میں ضرور نقصان اور مرض کی زیادتی کا فوری اندیشہ ہو نہایت "میں اسی طرح ہے"

صلی قاعداً یعنی اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو کر ڈٹ سے اشارہ کے ساتھ پڑے (یہ روایت بخاری شریف میں موجود ہے)

وجعل الخ اگر رکوع و سجود پر قدرت ہو تو رکوع و سجود کر لے ورنہ اشارے سے پڑے۔ حدیث شریف میں ہے اگر رکوع و سجود پر قیلولہ تو رکوع و سجود کے دنہ اشارے سے نماز پڑے اور سجود رکوع سے زیادہ جھکا ہوا کرے۔

(یہ روایت سند بزار و دیلمی میں ہے۔)

و لایک دفعہ اگر در سجدہ کرنے کیلئے اونچی کوئی چیز سامنے نہ رکھے کیونکہ یہ بھی دمانت کی بنا پر مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر تنگہ زمین پر رکھا ہوا ہو اور اس پر سجدہ کرے تو جائز ہے ”ذخیرۃ بین اسی طرح ہے
 وان تعسر القعود الا یعنی بیٹھنا نہ خود بغیر ٹیک لگاتے ممکن ہو اور نہ دیوار وغیرہ کے سہارے سے
 لیکن اگر ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہو تو سہارے سے بیٹھنا لازم ہوگا۔ ”غنیہ“ میں اسی طرح ہے۔
 آخرت عنہ ابو اگر اشارہ سے ادائیگی بھی دشوار ہو تو تاد تیکہ اتنی طاقت آئے کہ کسی صورت سے
 ادا کرے نماز متروک کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفس کو بقدر استطاعت ہی مکلف بنایا ہے۔
 ولو صلی قاعداً الا یعنی بیٹھ کر رکوع و سجدہ سے نماز پڑھنے والا اگر دوران نماز اچھا ہو جائے
 تو اسی پڑھی ہوتی نماز کی بنا اور باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھنا درست ہے اس طرح تمام کھڑے ہونے والے کی اقتدی
 قاعد (بیٹھنے والے) کے پیچھے جائز ہے اور یہ جواز حدیث سے ثابت ہے۔
 ”سنن“ میں روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھی
 اور لوگوں نے کھڑے ہو کر آپ کی اقتدی کی۔

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

الترتیب بین الفائتۃ والوقتیۃ و بین الفوائت مسحقٌ و یسقط باحد ثلاثۃ
 اشیا ضیق الوقت المستحب فی الاصلح والنسیان و اذا صارت الفوائت سبأً
 غیر الوتر فانہ لا یعد مسقطاً وان لم یترتیبہ ولم یعد الترتیب بعودھا
 الی الفلۃ ولا یعوت حلویۃ بعد سبت قدیمۃ علی الاصلح فیہما فلو صلی
 فرضاً ذاکراً فائتۃ ولو وثراً فسدت فرضہ فساداً موثقاً فان خرج وقت
 الخامسة ماصلاً بعد المترکۃ ذاکراً الهاصحت جمیعھا فلا یبطل
 بقضاء المترکۃ بعدہ وان قضی المترکۃ قبل خروج وقت الخامسة
 بطل وصف ماصلاً متدکیراً قبلھا وصار نقلاً و اذا كثرت الفوائت
 یحتاج لتعین کل صلوۃ فان الابد تسہیل الامر علیہ لئلا ینزل ظہر علیہ
 او اخرہ و کذا الصوم من یومنا ننبی علی احد تصحیحین مختلفین و یعد
 من اسلم ید الحرب بحملہ الشرع

نقص جہل :- وقت شدہ اور دقیقہ نمازوں اور چند فوت شدہ نمازوں کے درمیان ترتیب واجب ہے اور تین اشیا میں سے ایک (بھی) شے پاتے جانے کی صورت میں ترتیب ساقط ہو جاتے گی۔

(۱) زیادہ صحیح قول کے مطابق اگر نماز کا مستحب وقت تنگ ہو جائے (تو ترتیب ساقط ہو جائے گی)
(۲) مجہول مانا (۳) یا چھ نمازیں وتر کے علاوہ فوت ہو جائیں اسلئے کہ وتر ترتیب ساقط کرنے والا قرار نہیں دیا جاتا۔ اگرچہ اس میں بھی ترتیب کا لحاظ واجب ہے۔

اور قضا نمازوں کے چھ سے کم ہو جانے سے ترتیب نہیں ہونے کی لڑنا دیکھ سب نہ پڑھ لے ترتیب جدید نہیں ہونے لگی) اور نہ چھ پہلی نمازیں قضا ہونے کے بعد نئی نماز کے فوت ہونے کے باعث ترتیب ہونے لگی۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے پس جس شخص نے فرض خواہ وہ دہریہ کیوں نہ ہو فوت شدہ نماز یاد ہوتے ہوئے پڑھ لی تو یہ نماز فاسد موقوف ہو گئی۔ (اس کا فاسد ہونا موقوف ہے بے گناہ ہونا) فاسد نماز کے یاد ہونے کے ساتھ اگر پڑھی ہوئی نمازوں میں سے پانچویں نماز کا وقت جاتا۔ اور چھٹی کا شروع ہو گیا) تو سب نمازیں صحیح ہونے کا حکم ہو گا۔ اور اس کے بعد فوت شدہ نماز یاد کرنے کی وجہ سے ان ادا کردہ نمازوں کے باطل ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔

اور اگر فوت شدہ نماز پانچویں نماز کا وقت بکھلنے سے قبل پڑھ لی تو فوت شدہ نماز سے قبل پڑھی ہوئی فرض نمازوں کا وصف (فرضیت) باطل ہو کر یہ نمازیں نفل شمار ہوں گی۔
اور جب فوت شدہ نمازوں کی تعداد بڑھ جائے تو اس کی احتیاج ہو گئی کہ ہر نماز کی تعیین کی جائے پھر اپنی سہولت کا اس معاملہ میں خیال ہو تو (مثال کے طور پر اس طریقہ سے) نیت کرے کہ اس پر واجب شدہ پہلی نماز ظہر یا آخری نماز ظہر۔

اسی طرح دو تصحیحوں میں سے ایک تصحیح کے مطابق دو رمضان کے دنوں میں تو ان میں (بھی) تعیین کی احتیاج ہو گئی

اور جس شخص نے والا کرب میں اسلام قبول کیا ہو اور وہ نادان تھا ہونے کا عذر کرے تو اس کے عذر کو لائق قبول قرار دیا جائے گا۔

تشریح و توضیح | والوقتية الا پانچوں نمازوں کے درمیان ترتیب فرض ہے اہل اس باتیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ہے کہ جو شخص اپنی کوئی نماز سمجھ کر ادا کرے اس وقت یاد آئے جبکہ وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اول مجہول ہوئی نماز پڑھے اس کے بعد دوسری نماز پڑھے (یہ روایت موطا امام مالک و ترمذی میں موجود ہے۔)

ترمذی میں ہے کہ غزوہ خندق میں شغویت اور کافروں کے مہلت نہ دینے کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین نمازیں ظہر و عصر و مغرب قضا ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کے وقت اول بالترتیب یہ نمازیں پڑھیں پھر نماز عشا پڑھی۔

صنیع الوقت الا یعنی نماز کے شروع کرتے ہوئے وقت تنگ ہو بیس اگر فوت شدہ نماز یاد ہوتے ہوئے اقبل وقت میں شروع کرے اور قرأت اس قدر طویل کرے کہ وقت تنگ ہو جائے (فتاویٰ قاضی خان) اگر وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ قضا اور ادا دونوں پڑھ سکے بلکہ صرف ایک ہی پڑھی جاسکتی ہو تو اس صورت میں قضا چھوڑ کر صرف ادا نماز پڑھے کیونکہ فرض وقت ”فرض ترتیب“ سے زیادہ کوکبر ہے اور یکتاب و سنت و اجماع سے ثابت ہے۔ اور فرضیت ترتیب ”یہ اخبار احاد سے ثابت ہے۔ لہذا فرض وقت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

بَابُ ادْرَاكِ الْفَرِيضَةِ

اِذَا سَرَعَ فِي فَرِيضٍ مُفْرَدًا فَاقِيَمَتِ الْجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدَى اِنْ لَمْ يَسْجُدْ بِمَا شَرَعَ فِيهِ اَوْ سَجَدَ فِي غَيْرِ بِلَاحِيَةٍ وَاِنْ سَجَدَ فِي رَكْعَةٍ ضَمَّ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَسَلَّمْ لِتَصْنِيفِ الرَّكْعَتَانِ لَهُ نَافِلَةٌ ثُمَّ اقْتَدَى مُعْتَرِضًا وَاِنْ صَلَّى ثَلَاثًا اَتَتْهَا شَرْقًا اَوْ اَقْتَدَى مُتَّبِعًا اِلَّا فِي الْعَمْرِ وَاِنْ قَامَ لِثَلَاثِهِ فَاقِيَمَتِ قَبْلَ سَجُودِهِ قَطَعَ قَائِمًا بِسَلَامَةٍ فِي الْاَوْحَاحِ وَانْكَدَ فِي سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ الْخَطِيبُ اَوْ فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ فَاقِيَمَتِ سَلَامٌ عَلَى رَاسِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ الْاَوْجَحُ شَرَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرِيضِ وَمَنْ حَضَرَ وَالْاِمَامُ فِي صَلَوةِ الْفَرِيضِ اقْتَدَى بِهِ وَلَا يَسْتَعْلِ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ اِلَّا فِي الْعَمْرِ اِنْ اَمِنَ فَوُتَتْ وَلَنْ لَمْ يَأْمَنْ تَرَكَهَا وَلَمْ تَقْضَ سُنَّةُ الْفَجْرِ اِلَّا بِفَوَهِهَا مَعَ الْفَرِيضِ وَتَقْضَى السُّنَّةُ الَّتِي قَبْلَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِهِ قَبْلَ شَفْعِهِ وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً بِادْرَاكِ رَكْعَتِهِ بَلْ اَدْرَكَ تَضَلُّهَا وَاخْتَلَفَ فِي مَدْرَكَ الثَّلَاثِ وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الْفَرِيضِ اِنْ اَمِنَ فَوُتَ الْوَقْتُ وَلَا فَلَكَ وَمَنْ اَدْرَكَ اِمَامَهُ رَاكَ اَوْ كَبَّرَ وَوَقَفَ حَتَّى رَفَعَ الْاِمَامُ رَأْسَهُ لَمْ يَدْرِكِ الرَّكْعَةَ وَاِنْ رَكِعَ اِمَامُهُ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ مَا تَجَوَّزَ بِهِ الصَّلَوةُ فَادْرَكَ اِمَامَهُ فِيهِ صَحَّ وَالْاَوْكُرَةُ خُرُوجُهُ مِنْ مَسْجِدٍ اُذُنَ فِيهِ حَتَّى يُصَلِّيَ اِلَّا اِذَا كَانَ مُقِيمًا جَمَاعَةً اُخْرَى

وَلَا تَحِجَّ بَعْدَ صَلَاتِهِ مُتَفَرِّدًا لَا يَكْرَهُ إِلَّا إِذَا أَقَامَتِ الْجُمُعَةُ قَبْلَ شُرُوعِهِ
فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَيُتَّقَرَّبُ فِيهِمَا مُتَفَرِّدًا وَلَا يَصَلِّي بَعْدَ صَلَاةٍ مُثْلًا

ترجمہ: جو شخص تنہا فرض نماز شروع کرے پھر جماعت کے واسطے تکبیر کہی جائے تو اگر اس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو (نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں اگر شروع کردہ نمازیں پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جاتے۔ یا سجدہ کر چکا ہو اور نماز رباعی کے علاوہ ہو (مثلاً نماز فجر و مغرب) تو توہین طرح کرے (توڑ کر شامل ہو جاتے) اور اگر رباعی نمازیں سجدہ کر چکا ہو تو دوسری رکعت پڑھے اور دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیرے تاکہ اسکی یہ دو رکعت نفل بن جائیں، پھر فرض نماز کی ادائیگی کی خاطر امام کی اقتدی کرے۔

اور اگر رباعی نمازیں سے چار رکعت ادا کر چکا ہو تو چار رکعت پوری کر کے بہ نیت نفل امام کی اقتدی کرے البتہ نماز عصر ہو تو بہ نیت نفل امام کے ساتھ شامل نہ ہو۔

اور اگر تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا ہی ہو کہ سجدہ سے قبل امامت شروع ہو جائے تو زیادہ صحیح نفل مطابق وہ بجا بہت قیام ہی سلام پھیرے (اور نماز میں شامل ہو جاتے)

اور اگر جمعہ کی سنتیں پڑھ رہا ہو کہ خطیب جمعہ سے خطبہ کیلئے اُٹلتے یا ظہر کی سنتیں پڑھ رہا ہو کہ امامت شروع ہو جائے تو زیادہ مستند و معتبر قول کے مطابق دو رکعت پر سلام پھیرے پھر فرض سے فارغ ہو کر انکی قضا کرے۔

اور اگر ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ امام نماز فرض پڑھ رہا ہو تو سنتوں میں مشغول ہوتے بغیر امام کی اقتدی کر لے۔ البتہ اگر سنتیں فجر کی ہوں اور فرض فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو (اول) سنتیں پڑھ لے اور فرض فوت ہونے کا اندیشہ (قوی) ہو تو سنتیں ترک کر دے اور بعض سنتوں کی قضا نہیں ہوگی البتہ اگر فرض فوت ہو جائیں تو فرض کے ساتھ سنتیں بھی پڑھی جائیں۔

اور ظہر سے قبل کی سنتوں کو اندرون وقت ظہر، ظہر کی دو سنتوں سے قبل ادائیگی کرے۔ اور ظہر کی ایک رکعت مل گئی تو ایسے باجماعت نماز ظہر پانے والا قرار نہیں دیا جاتے گا۔ بلکہ جماعت کی فضیلت پانے والا شمار ہو گا۔ اور وہ شخص جسے تین رکعت مل گئی ہوں اس کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے، کہ وہ باجماعت نماز ادا کرنے والا شمار ہو گا یا صرف فضیلت حاصل کرنے والا (اگر وقت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو فرض سے قبل نفل ادا کر لے ورنہ ترک کرے۔

اور جو شخص امام کو بجا لیت رکوع پاتے۔ پھر وہ تکبیر کو کرامام کے سر اٹھانے تک کھڑا ہے تو وہ شخص رکعت پانے والا شمار نہ ہوگا۔

اور اگر امام کے ماتحت بصلوۃ قرات کے بعد وہ امام سے قبل رکوع کرے پھر امام اسے رکوع میں پالے تو (اس صورت میں) مقتدی کا رکوع درست ہوگا ورنہ درست نہ ہوگا۔

اور مسجد میں اذان ہو گئی ہو تو نماز پڑھنے سے قبل مسجد سے نکلنا مکروہ ہے البتہ دوسری جماعت کے منظم کے لئے اذان کے بعد بھی نکلنا مکروہ نہیں اور اگر تنہا نماز ادا کرنے کے بعد اس مسجد سے نکلے تو باعث کراہت نہیں۔ البتہ اگر نماز ظہر و عشاء میں اس کے مسجد سے نکلنے سے قبل جماعت کھڑی ہو جاتے تو نکلنا باعث کراہت ہے اسلئے کہ ان میں وہ بہ نیت نفل امام کی اقتدی کر لے گا۔ اور کوئی نماز پڑھنے کے بعد اس قسم کی نماز (دوبارہ) نہ پڑھیں گے۔

تشریح و توضیح **خاتیم** الخ یعنی امام نے نماز شروع کر دی حکم اس صورت میں ہے کہ اقامت اسی مسجد میں ہو جہاں وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔ لیکن اگر دوسری مسجد میں ہو تو وہ مطلقاً نماز نہیں توڑے گا۔ ”بحر الرائق“ میں اسی طرح ہے۔

قطع و اقتطاع الخ ”صاحب بحر“ فرماتے ہیں کہ نماز توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے کبھی مباح اور کبھی مستحب۔ بلا کسی عذر کے نماز توڑنا حرام ہے اور مال وغیرہ تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو مباح ہے اور اکمال و اتمام کی غرض توڑنا مستحب ہے۔

انتہا الخ تین رکعات پڑھ لینے کی صورت میں ایک رکعت اور پڑھ کر اپنی فرض نماز پوری کر کے نفل باجماعت پڑھ لے گا کیونکہ فرض میں ٹکرا نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو آدمیوں سے جو اپنی فرض نماز پڑھ چکے تھے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے کجاو میں نماز پڑھ کر آؤ اور لوگ باجماعت نماز پڑھ رہے ہوں تو ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤ اور ان لوگوں کے ساتھ تمہاری نماز نفل ہو جائے (ترمذی، ابوداؤد وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔)

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نفل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے تو کہا جائے گا کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ امام اور مقتدی سب نفل پڑھنے والے ہوں لیکن اگر امام فرض پڑھ رہا ہو اور پھر بعض لوگ شریک عجا ہو جائیں تو کراہت نہیں۔

الکافی العصر الخ عصر کی اور فجر کی نماز میں اس طرح اقتدی درست نہیں کیونکہ بخاری و مسلم کی۔

رُایات میں اس سے رد کیا گیا ہے۔

دوسرے خروجہ الخ یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے پھر وہ بلا امتیاج (وعذر) مسجد سے نکل جائے اور اس کا ارادہ لوٹنے کا نہ ہو تو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ)

”سنن الربیع“ اور ”مسلم شریف“ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اذان کے بعد (بلا عذر شرعی) مسجد سے نکلا تو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور اس طرح گویا اللہ کی نافرمانی کی۔ کیونکہ قرآن کریم میں ہے مَنْ يَطْعَمْهُ الرَّسُولُ فَقَدْ اطَّاعَ اللَّهَ (جس طرح کھانا کھائے اسی طرح مسجد میں نمازیں شریک ہوتے بغیر ٹھہرنا بھی مکروہ ہے۔ ”بحر الرائق“ میں اسی مراد سے اذن فیہ الخ یہ حکم مطلقاً ہے خواہ اسکے مسجد میں داخل ہونے کے بعد اذان ہوتی ہو یا اس کے مسجد میں داخل ہونے سے قبل اذان ہو چکی ہو اور جو شخص نماز فجر یا عصر یا مغرب پڑھ چکا ہو اسکے لئے مسجد سے نکلنا حائز ہے اگرچہ اقامت شروع ہو چکی ہو۔ کیونکہ صحیح احادیث سے بد نماز فجر اور عصر نوافل پڑھنا مکروہ ہے اسلئے جماعت میں شریک نہ ہونے اور بوقت اقامت نکل جانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

بَابُ سُجُودِ السَّهْوِ

يَجِبُ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُدٍ وَتَسْلِيمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْوًا اَوْ اِنْ تَكَرَّرَ وَلَوْ كَانَ شَرْكَهُ عَمْدًا اَوْ شَرًّا وَحَبَّ اِعَادَةُ الصَّلَاةِ لِجَبْرِ نَقْصِهَا وَلَا يَسْجُدُ فِي الْعَمْدِ لِلْسَهْوِ وَقِيلَ الْاَلَا فِي ثَلَاثِ تَرْكِ الْقُعُودِ الْاَوَّلِ اَوْ تَاخِيرِهِ سَجْدَةً مِنَ التَّرَكُّعِ الْاَوَّلِ اِلَى الْاٰخِرِ الصَّلَاةِ وَتَفَكُّرُهُ عَمْدًا اَحْتَى شَعْلَةً عَنْ رُكْبٍ وَلَيْسَ الْاِيْتَانِ بِسُجُودِ التَّهْمُو بَعْدَ السَّلَامِ وَيَكْتَفَى بِتَسْلِيمَتِهِ وَاجِدَةً عَنْ يَمِينِهِ فِي الْاَصْحَحِ فَاِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كَثْرَةً تَنَزَّهًا وَيَقْطَعُ سُجُودُ السَّهْوِ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَاجْتِمَاعِهَا فِي الْعَصْرِ وَبُيُودُ مَا يَمْنَعُ الْبُتْ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَكْزِمُ الْمَأْمُورُ بِسَهْوٍ اِمَامًا لَا يَسْجُدُ وَتَسْجُدُ الْمَسْبُوقُ مَعَ اِمَامِهِ ثُمَّ يَقُومُ بِقَضَاءِ مَا سَبَقَ بِهِ وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوقُ فِيمَا يَقْضِيهِ سَجْدَةً لَهُ اَيْضًا لَا لِلْاِخْتِاقِ وَلَا يَأْتِي الْاِمَامُ بِسُجُودِ السَّهْوِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ

وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْقَعُودِ الْأَوَّلِ مِنَ الْفَرْضِ عَادَ إِلَيْهِ مَا لَمْ يَسْتَوِ قَائِمًا فِي ظَاهِرِ
الرَّيَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ وَالْمُقْتَدَى كَالْمُسْتَقْبَلِ يَعُودُ وَلَوْ اسْتَمَّ قَائِمًا وَإِنْ
عَادَ وَهُوَ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبُ سَجْدًا لِلشَّهْوِ وَإِنْ كَانَ إِلَى الْقَعُودِ أَقْرَبُ لَا سَجُودَ عَلَيْهِ
فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ عَادَ بَعْدَ مَا سَنَّمُ قَائِمًا اخْتَلَفَ التَّصْحِيحُ فِي فَسَادِ صَلَاتِهِ
وَلَوْ سَمِعَ مِنَ الْقَعُودِ الْآخِرِ عَادَ مَا لَمْ يَسْجُدْ وَسَجْدًا لِتَاخِيرِهِ فَرْضَ الْقَعُودِ
فَإِنْ سَجَدَ صَارَ نَرَضَةً نَفْلًا وَصَنَّمُ سَادِسَةً إِنْ شَاءَ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَرَابِعَةً
فِي الْفَجْرِ وَلَا كَرَاهَةَ فِي الصَّغَرِ فِيهَا عَلَى الصَّحِيحِ وَلَا يَسْجُدُ لِلشَّهْوِ فِي
الْأَصَحِّ وَإِنْ قَعَدَ الْآخِرَ نَسَمَ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عَادَةِ الشَّهْدِ فَإِنْ سَجَدَ
لَمْ يَبْطُلْ نَرَضُهُ وَصَنَّمُ إِلَيْهَا أُخْرَى لِتَصِيرِ الرَّائِدِ ثَانٍ لَهُ نَافِلَةٌ وَسَجْدًا
لِلشَّهْوِ وَلَوْ سَجَدَ لِلشَّهْوِ فِي شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا أُخْرَى عَلَيْهِ اسْتِحْبَابًا
فَإِنْ بَنَى عَادَ سَجُودَ الشَّهْوِ فِي الْمُخْتَارِ وَلَوْ سَلَّمَ مِنْ عَلَيْهِ سَهْوًا فَاقْتَدَى بِهِ غَيْرُهُ
صَحَّ إِنْ سَجَدَ لِلشَّهْوِ وَالْأَنَذَا يَصَحُّ وَيَسْجُدُ لِلشَّهْوِ وَإِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ
مَا لَمْ يَخُولَ عَنِ الْقِبْلَةِ أَوْ يَكْتُمُ وَلَوْ تَوَهَّمُ مُصَلِّ رُبَاعِيَّةً أَوْ ثَلَاثِيَّةً أَنَّهُ اتَّهَمَ
فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ اتَّهَمَ وَسَجَدَ لِلشَّهْوِ وَإِنْ طَالَ تَفَكُّرُهُ
وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتَّى اسْتَيْقَنَ إِنْ كَانَ قَدَّرَ أَدَاءَ رَكْعَتَيْنِ وَجَبَ عَلَيْهِ سَجُودُ الشَّهْوِ وَالْأَنَذَا
فَصَلِّ فِي الشَّكِّ) تَبْطُلُ الصَّلَاةُ بِالشَّكِّ فِي عَدَدِ رُكْعَاتِهَا إِذَا كَانَ فَيَسْلُ
إِكْمَالِهَا وَهُوَ أَذَلُّ مَا غَرَضَ لَهُ مِنَ الشَّكِّ أَوْ كَانَ الشَّكُّ عَرَضًا لَهُ فَلَوْ شَكَّ بَعْدَ سَلَامِهِ
لَا يَعْتَبَرُ إِلَّا أَنْ يَتَيَقَّنَ بِالْثَّرَكِ فَإِنْ كَثُرَ الشَّكُّ عَدَلَ بِغَالِبِ ظَنِّهِ فَإِنْ لَمْ
يَعْلُبْ لَهُ ظَنٌّ أَخَذَ بِالْأَقَلِّ وَقَعَدَ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَةٍ ظَنُّهَا أُخْرَى صَلَاتِهِ

ترجمہ :- اگر ایک رکن مکمل کر دے تو ایک سلام کے بعد دو سجدے واجب ہیں یا بھول کر واجب ترک
کر دے تو دو سجدوں کا ایک سلام کے بعد واجب ہو گا۔ اور عمدہ ترک واجب کی صورت میں باعش گناہ
ہو گا۔ اور نماز کا نقص دور کرنے کے لئے از سر نو پڑھنی واجب ہو گی۔

اور عمدہ ترک کی صورت میں سجدہ سہو واجب نہ ہو گا۔ اور کہا گیا ہے کہ تین صورتوں میں عمدہ واجب ترک
کرنے پر بھی سجدہ سہو لازم ہو گا۔ (دو تین صورتیں یہ ہیں)

(۱) قعدہ اولیٰ ترک کرے (۲) رکعت اولیٰ کا سجدہ منانہ کے اخیر تک مؤخر کرے۔

(۳) عمداً اتنا مؤخر نہ کرے کہ وہ ارکان میں سے کوئی ایک رکن ادا نہ کر سکے۔

بعد سلام سجدہ سہو کی ادائیگی وائرہ سنت میں داخل ہے اور زیادہ صحیح قول کے مطابق دایں جانب سلام پھیرنے پر بھی اتنا درست ہے پس سلام سے قبل سجدہ سہو کرنا مکروہ تہنی ہے (خلافاً دلی) ہے اور نماز ختم ہونے کے بعد سورج نکل آئے یا نماز عصر میں (سلام کے بعد) سورج مخرج ہو جائے (جو غروب کی علامت ہے تو اس صورت میں) سجدہ سہو کے ساقط ہونے کا حکم ہو گا۔

اور سلام کے بعد کوئی ایسی بات پائی جائے جو بنا سے روکتی ہو (جیسے عمداً گفتگو) تو سجدہ سہو ساقط ہو جائے گا۔

اور مقتدی پر امام کے سہو کی بنا پر سجدہ سہو کا وجوب ہو گا مقتدی کو سہو ہو گیا ہو تو سجدہ سہو کا وجوب نہ ہو گا۔

مستحب اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنے کے بعد ان رکعات کی ادائیگی کی طرح کھڑا ہو جن رکعات میں وہ سبق ہو گیا ہو۔ اگر سبق کو ادا کرنے والے حصہ (رکعات) میں سہو ہو جائے تو اس کی خاطر بھی سجدہ کرے گا۔ لاقی سجدہ سہو نہ کرے گا۔ نماز جمعہ اور نماز عید الفطر و عید الاضحیٰ میں سلام لوگوں کو خلفتار سے پہچانے کی خاطر سجدہ سہو نہیں کرے گا۔ یہ شرطیکہ جمع زیادہ ہو جیسے عموماً ہوتا ہے۔

اور جس شخص کو غار فرض کے قعدہ اولیٰ میں سہو ہو تو روایت کے ظاہر کے مطابق تا وقتیکہ وہ سیدھا کھڑا ہوا ہو قعدہ اولیٰ کی خاطر پلٹ آئے یہی قول زیادہ صحیح ہے۔ اور مقتدی خواہ پلٹا ہی کھڑا ہو جائے (مگر) نفل پڑھنے والے کی مانند قعدہ اولیٰ کی جانب پلٹ آئے۔

پس اگر وہ اس حال میں پلٹا ہو کہ وہ قیام سے زیادہ نزدیک تھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہو گا۔ اور اگر وہ قعود (بیٹھنے) سے زیادہ نزدیک ہو تو زیادہ صحیح قول کے مطابق اس پر سجدہ سہو کا وجوب نہ ہو گا۔ اور پورا کھڑا ہونے کے بعد قعدہ کی جانب لوٹنے کی صورت میں نماز فاسد ہونے (اور صحیح ہونے کے متعلق) اختلاف (فقہاء کا اختلاف) ہے اور قعدہ اخیرہ مہول جانے کی شکل میں تا وقتیکہ سجدہ نہ کرے پلٹ آئے۔ اور قعدہ اخیرہ میں جو فرض ہے اس کے مؤخر کرنے کی بنا پر سجدہ سہو کرے گا۔

پھر اگر وہ لوٹ کر قعدہ اخیرہ نہ کرے اور سجدہ کرے تو اس کا فرض نفل سے بدل جائے گا۔ اور اگر مرضی ہو تو چوتھی رکعت پڑھ لے چاہے یہ نماز عصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور نماز میں چوتھی رکعت (بھی) ملے۔ اور صحیح قول کے مطابق (بایں صورت) نماز فجر عصر میں (اور رکعات) ملنا مکروہ نہیں اور زیادہ صحیح قول

کے مطابق اس پر سجدہ سہو کا وجوب (مجہ) نہ ہوگا۔

اور اگر قعدۂ اخیر کر لے اس کے بعد سہو اکھڑا ہو جائے تو اس صورت میں (پلٹ کر از سر نو تشہد پڑھے بغیر سلام پھیرے پھر زیادہ رکعت کا سجدہ نہ کر سکے پر اس کے فرض کے باطل ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ اور وہ زائد پڑھی جانے والی رکعت کے ساتھ ایک اور رکعت پڑھ لے تاکہ یہ دو زیادہ رکعات نفل بن جائیں اور سجدہ سہو کر لے۔

اور دو رکعات نفل میں سجدہ سہو کر چکا ہو تو اب باعث استیجاب یہ ہے کہ دوسری رکعات ان دو رکعات کے ساتھ نہ ملتے لیکن اگر دوسری دو رکعات ملالی ہوں تو از سر نو سجدہ سہو کر لے راجح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور اگر شخص جس پر سجدہ سہو کا وجوب ہوا ہو سلام پھیرے اور اب کوئی شخص اس کی اقتدی کرے اور امام (پھر سجدہ سہو کرے تو اس کی اقتدی درست ہوگی اور امام کے سجدہ سہو نہ کرنے کی صورت میں اس کی اقتدی درست نہ ہوگی

اور اگر چہ نماز ختم کر دینے کی نیت سے سلام پھیر لے مگر تا وقتیکہ قبلہ سے دھڑے یا گفتگو نہ کرے سجدہ سہو کرنا درست ہے۔

اگر چار یا تین رکعات پڑھنے والا اس دن میں مبتلا ہو گیا ہو کہ وہ مکمل نماز پڑھ چکا ہے پھر وہ سلام پھیرے اس کے بعد پست چلے کہ اس نے دو ہی رکعات پڑھی تھیں تو اس صورت میں سجدہ سہو کرے اور تین رکعات کی تکمیل کرے۔

اور اگر تادیہ غور و فکر کرتا ہے اور یقین نہ ہونے تک سلام نہ پھیرے اس صورت میں یہ غور و فکر ایک رکن کی ادائیگی کے بقدر اتنی دیر تک ہو کہ اس میں ایک رکن ادا ہو سکتا ہو) ہو تو اس پر سجدہ سہو کا وجوب ہوگا۔ ورنہ ہوگا۔

فصل شک کا ذکر۔ رکعات نماز میں شک و شبہ ہو جائے تو نماز باطل قرار دی جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ شک و شبہ نماز کی تکمیل سے قبل ہو اور پہلی بار سے یہ شک و شبہ ہو یا یہ کہ وہ شک و شبہ کا عادی نہ ہو۔

پس اگر سلام پھیر چکنے کے بعد شک میں مبتلا ہو تو وہ معتبر نہ ہوگا۔ البتہ اگر چھوٹ جانے کا یقین ہو تو معتبر نہ ہوگا۔ اور اگر اکثر یہ شک کی صورت پیش آتی ہو تو وہ غالب گمان پر عمل پیرا ہو پھر اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو تو رکعات کی مقدار کے اعتبار سے جو مقدار کم ہو وہ تسلیم کر لے۔ اور ہر رکعت جسے نماز

کی آخری رکعت گمان کرے اس کے بعد بیٹھے۔

تشریح و توضیح | یجب الی مصلی کے لئے دو سجدے صحیح درج قول کے مطابق واجب میں تا کو بحر و طاقی نقصان ہو جائے ”صحاح ستہ“ کی روایات اور بحر الرائق“ وغیرہ کی صراحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر موافقت ثابت ہے۔ اور جب اس کا واجب ہو نا ثابت ہو گیا تو ترک واجب ہی پر طاقی نقصان واجب ہو گی پس ترک تسمیہ و تعوذ و ثنا پر اس کا وجوب نہ ہو گا کیونکہ وہ خود مغفوب نہیں اسی طرح رکعت پر بھی سجدہ سہو واجب نہ ہو گا کیونکہ ترک رکعت سے نماز باطل ہو جاتی ہے اگر واجب عمدتاً ترک کر دیا تب بھی سجدہ سہو واجب نہ ہو گا اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے یہ سجدے سہو کی بنا پر ہیں عمدتاً ترک کی صورت میں نماز کا اعادہ لازم ہو گا

تشہد و تسلیم الخ حدیث شریف میں ہے ہر سہو کے لئے سلام کے بعد دو سجدے ہیں (یہ روایت مسند احمد، ابن ماجہ اور ابوداؤد میں ہے) اور ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کئے (بخاری شریف)

بعض ائمہ کے نزدیک سلام سے قبل سجدہ سہو سنت ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں سلام سے پہلے بھی سجدہ سہو جائز ہے۔ اختلاف اولویت میں ہے۔

کیونکہ سجدہ سہو کی بنا پر پہلا تشہد پڑھنے کے درج میں شمار ہو گا۔ لہذا اس کے بعد اور دُرجہ میں پڑھ کر اور دعا مانگ کر سلام پھیرے گا۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اس میں سہو ہوا تو سجدے کئے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا (ترمذی، ابوداؤد)

لابسھوہ الی مقتدی کے سہو سے نہ خود اس پر سجدہ سہو واجب ہو گا اور نہ امام پر کیونکہ وہ امام کے تابع ہے اور تابع کی بھول سے اصل پر کوئی چیز واجب نہیں ہوتی نیز مقتدی کے لئے قبل سلام اس کا ادا کرنا ممکن ہے اور نہ بعد سلام کیونکہ امام کی مخالفت لازم آتی ہے حدیث شریف میں ہے امام اسی لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدی کی جائے (ابوداؤد) اس سے وجوب متابعت ثابت ہوتا ہے۔

دھوا اول الخ یعنی یہ سہو کی صورت پہلی بار پیش آتی ہو اور اس سے قبل کبھی سہو نہ ہوا ہو تو اس اتفاق کی صورت میں نماز دہرانے کا حکم ہو گا۔ ”مسلم“ ابوداؤد“ ابن ماجہ“ میں مرفوع روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو اور یہ یاد نہ ہے کہ تین رکعات پڑھیں یا چار رکعات تو شک کو دور کر کے یقین یعنی اقل رکعات کو اختیار کر دے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے اگر یاد نہ رہے کہ میں نے کتنی نماز پڑھی تو میں لوٹا دوں گا۔ یہ حکم پہلی بار سہو کا ہے (یہ روایت ”مصنف ابن ابی شیبہ“ میں ہے)

بَابُ سُجُودِ التَّلَاوةِ

سَبَبُهُ التَّلَاوةُ عَلَى الثَّانِي وَالسَّامِعِ فِي الصَّحِيحِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى الثَّانِي إِنْ لَمْ
يَكُنْ فِي الصَّلَاةِ وَكَرَرَهُ تَأْخِيرُهُ تَأْتِيهَا وَيَجِبُ عَلَى مَنْ تَلَا آيَةً وَلَوْ بِالْعَارِسِيَّةِ
وَقَرَأَهُ حَرْفَ السُّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ مِنْ آيَتِهَا كَالْآيَةِ فِي
الصَّحِيحِ وَآيَتُهَا أَرْبَعُ عَشْرَةَ آيَةً فِي الْأَعْرَافِ وَالزُّرُوعِ وَالنُّحُلِ وَالْأَسْرَاءِ
وَمَرْيَمَ وَأُولَى الْحَجَرِ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسُّجْدَةِ وَصَلَّ وَحَسَمَ السُّجْدَةَ
وَالنَّجْمَ وَانْشَقَّتْ وَقَرَأَ وَيَجِبُ السُّجُودُ عَلَى مَنْ سَمِعَ وَإِنْ لَمْ يَقْصِدِ السَّمَاءَ
إِلَّا الْحَائِضَ وَالنَّفْسَاءَ وَالْإِمَامَ وَالْمُقْتَدِيَ بِهِ وَلَوْ سَمِعَهَا مِنْ غَيْرِهِ سَجَدُوا
بَعْدَ الصَّلَاةِ وَلَوْ اسْتَجَدُوا فِيهَا مَجْزُومٌ وَلَمْ يَنْسُدْ صَلَواتَهُمْ فِي ظَاهِرِ الزَّوَايِدِ وَيَجِبُ سَمَاعُ الْعَارِسِيَّةِ إِنْ نَهَى
عَنِ الْمُعْتَمِدِ وَخَلَّتْ التَّصَدِيقُ فِي وَجْهِهَا بِالسَّمَاعِ مِنْ مَجْزُومٍ أَوْ نَاسِحٍ وَلَا يَجِبُ بِسَمَاعِهَا مِنَ الْكَلْبِ
وَالصَّدَى وَتُؤَدَّى بِرُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ فِي الصَّلَاةِ غَيْرِ رُكُوعِ الصَّلَاةِ وَسُجُودِهَا
وَيَجْزِي عَنْهَا رُكُوعُ الصَّلَاةِ إِنْ نَزَّاهَا وَسُجُودُهَا وَإِنْ لَمْ يَنْوِهَا إِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ
فَوُسَّ التَّلَاوةُ بِأَكْثَرِ مِنْ آيَتَيْنِ وَلَوْ سَمِعَ مِنْ إِمَامٍ فَلَمْ يَأْتِ بِهِ إِذْ عَاشَرَ فِي رَكْعَةٍ
أُخْرَى سَجَدَ خَارِجَ الصَّلَاةِ فِي الْأَظْهَرِ وَإِنْ عَاشَرَ قَبْلَ سُجُودِ إِمَامِهِ لَهَا
سَجْدَةٌ مَعَهُ فَإِنْ اقْتَدَى بِهِ بَعْدَ سُجُودِهَا فِي رَكْعَتِهَا صَارَ مَذْرُوعًا لَهَا حَكْمًا
فَلَا يَسْجُدُهَا أَصْلًا وَلَمْ تَقْضِ الصَّلَاةُ خَارِجَهَا وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلَاةِ
فَسَجَدَ ثُمَّ أَعَادَ فِيهَا سَجْدَةً أُخْرَى وَإِنْ لَمْ يَسْجُدْ أَوَّلًا كَفَتُهُ وَاحِدَةً فِي ظَاهِرِ
الزَّوَايِدِ كَمَنْ كَثُرَ رُكُوعُهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ لَا مَجْلِسَيْنِ وَيَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْإِنْتِقَالِ
مِنْهُ وَلَوْ مَسَدًا إِلَى الْغُصْنِ وَبِالْإِنْتِقَالِ مِنَ الْغُصْنِ إِلَى الْغُصْنِ وَعَوْمٍ فِي هَرٍّ
أَوْ حَوْضٍ كَبِيرٍ فِي الْأَصَحِّ وَلَا يَتَبَدَّلُ بِزَوَايَا الْبَيْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ كَبِيرًا
وَلَا بِسِيرِ سَفِينَةٍ وَلَا بِسِرْ كَعْتَةٍ وَبِرْ كَعْتَيْنِ وَشُرْبَةٍ وَأكْثَرِ لَقَمَتَيْنِ وَمَشْيٍ
خَطَوَتَيْنِ وَلَا بِاشْتَاءٍ وَفَعُولٍ وَقِيَامٍ وَرُكُوبٍ وَنُزُولٍ فِي حُلٍّ تِلَاوَتِهِ وَلَا
بِسِيرِ دَابَّتِهِ مُصَلِّيًا وَتَكَثَّرَ الْوُجُوبُ عَلَى السَّامِعِ بِتَبَدُّلِ مَجْلِسِهِ وَقَدْ
اتَّخَذَ مَجْلِسَ الثَّانِي لَا بِكَلْبِهِ عَلَى الْأَصَحِّ وَكَرَرَهُ أَنْ يَتْلُو سُورَةً وَيَذَعُ آيَةً

التَّجِدُّ لَا عِلْسَهُ وَتَدَبُّ ضَمًّا يَتِي أَدَاكَ لِيَهَا وَتَدَبُّ لِحْفَاءَهَا مِنْ
غَيْرِ مُتَأَقِّبٍ لَهَا وَتَدَبُّ الْقِيَامُ شَمْرُ التَّجِدُّ لَهَا وَلَا يَمُرُّ فَعَ السَّامِعُ رَأْسَهُ
وَمِنْهَا قَبْلَ تَالِيهَا وَلَا يُؤْمَرُ النَّالِي بِالتَّقْدِيرِ وَلَا السَّامِعُونَ بِالْأَصْطِفَانِ
فَيَسْجُدُونَ كَيْفَ كَانُوا وَشَرِطُ لِيَصَحَّهَا شَرِطُ الصَّلَاةِ إِلَّا التَّخَرُّبُ
وَكَيْفِيَّتُهَا أَنْ يَسْجُدَ سَجْدَةً وَاحِدَةً بَيْنَ تَكْبِيرَتَيْنِ مِمَّا سَنَتَانِ بِلَا سَرَفٍ وَتَجِدُ
وَلَا تَشْهَدُ وَلَا تَسْلِمُ

(فصل) سَجْدَةُ الشُّكْرِ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَ الْإِمَامِ لَا يَثَابُ عَلَيْهَا وَتَرَكَهَا
وَقَالَ هِيَ قُرْبَةٌ يَثَابُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَمَامُ مِثْلِ سَجْدَةِ التَّلَاوةِ

فَائِدَةٌ مُهِمَّةٌ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّةٍ

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي الْكَافِي مَنْ قَرَأَ أَى التَّجِدَّةِ كُلَّهَا فِي جَلْسٍ وَاحِدٍ
تَسَجَّدَ لِكُلِّ مِنْهَا كَفَّاهُ اللَّهُ مَا أَهَمَّهُ

متوجہ اور سجدہ تلاوت کے وجوب کا سبب تلاوت کرنے والے کا سجدہ کی آیت کی تلاوت کرنا۔ اور
آیت سجدہ سننا ہے درست قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ آیت سجدہ کا وجوب اگر دورانِ نماز نہ ہو تو یہ
تاخیر کی گنجائش کے ساتھ لازم ہو تلبہ (یعنی اگر تاخیر سے ادا کیا جائے تب بھی شرعاً درست ہے)
مگر (بلاعذر) تاخیر کرنے میں کراہت تشریعی ہے (یعنی خلافِ اولیٰ ہے) اور سجدہ تلاوت کا وجوب
آیت سجدہ تلاوت کرنے والے پر ہوگا۔ خواہ بربانِ فارسی (عزیر عربی) ہی تلاوت کرے اور صرف سجدہ
کے ساتھ اس سے پہلے کے ایک کلمہ کے بڑھ لیے کا حکم صحیح قول کے مطابق آیت سجدہ کی تلاوت
کا سلسلہ ہے۔

اور سجدہ کی آیات کی تعداد چودہ ہے۔ سورۃ اعراف کی (خبر) آیت اور سورۃ رعد و نحل و بنی اسرائیل
و مریم کی آیات اور سورہ جمعہ کے سجدہ کی پہلی آیت (پہلی آیت کہہ کر دوسری آیت یعنی "و اذکروا آیتہ"
سے احتراز مقصود ہے۔ عند الاحاطات اس آیت پر سجدہ نہیں) اور سورۃ فرقان، نمل، الم اجد، م،
حم اجد، النجم، انشقاق اور سورۃ اقرار میں سجدہ ہے۔

اور سجدہ کا وجوب ہر اس شخص پر ہو تلبہ جس نے آیت سجدہ سن لی ہو خواہ وہ سننے کا ارادہ بھی

نہ کرے۔ البتہ وہ عورت جسے حیض یا نفاس آ رہا ہو اور امام اور مقتدی (اگر اہمیت مسجد و خطا کسی دوسری مقتدی کے آیت مسجد پڑھنے کے باعث سن لیں تو) ان پر مسجد تلاوت کا وجوب نہ ہوگا اور امام و مقتدی خارج نماز شخص سے آیت مسجد سنیں تو ان پر نماز سے خارج ہو کر مسجد تلاوت کرنا واجب ہوگا۔ اور اندرین نماز ان کا مسجد کرنا کافی ہوگا۔ البتہ ان کے مسجد دوران نماز کر لینے سے نماز فاسد ہونے کا حکم نہ ہوگا۔ آیت کے ظاہر کے مطابق یہی ہے۔ اور معتد قول کے مطابق اگر بزبان فارسی (عربی کے علاوہ) بھی مسجد کی آیت کا ترجمہ سن کر سمجھ لے تو سننے والے پر مسجد کا وجوب ہوگا۔

اور سونے والے یا پاگل شخص سے آیت مسجد سننے پر مسجد واجب ہونے نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف راتے ہے (بعض وجوب اور بعض عدم وجوب کے قائل ہیں) اور پرندو سے آیت مسجد سن لینے پر (کہ اسے آیت مسجد مثلاً یاد کر رکھی ہو) اور صلیح بازگشت سے مسجد کی آیت کان میں پڑھانے پر مسجد کا وجوب نہ ہوگا۔

رکوع و مسجد نماز کے علاوہ میں اندرین نماز رکوع یا مسجد کر لینے پر (کہ وہ نیت الایگی مسجد تلاوت کیا ہو پھر) مسجد تلاوت کرے (اور وہ رکوع یا مسجد کافی نہ ہوگا۔ اور اندرین رکوع نماز اگر مسجد تلاوت کی نیت کر لے تو اسے کافی قرار دیا جائے گا) (اور مسجد تلاوت ادا ہو جائے گا) (اور اسی طرح) مسجد نماز مسجد کے واسطے کافی ہو جائے گا۔ خواہ نیت مسجد تلاوت نہ بھی کرے بشرطیکہ آیت مسجد کی تلاوت کے بعد دو آیات سے زیادہ کی تلاوت نہ کی ہو۔

اگر امام سے مسجد کی آیت سن کر امام کی اقتدائی نہ کرے یا درجملے اس رکعت کے (دوسری رکعت کی اختتامی کرے تو روایت کے ظاہر کے مطابق خارج نماز تلاوت کے مسجد کی ادائیگی کرے گا۔

اور اگر امام نے ابھی مسجد تلاوت نہ کیا ہو کہ وہ اسکی اقتدائی کر لے تو وہ امام کے ہمراہ مسجد کرے۔ اور اگر امام کے مسجد کر چکنے کے بعد اسکی رکعت میں امام کی اقتدائی کرے تو وہ حکماً مسجد کا بھی پانے والا (اور گویا امام کے ساتھ مسجد کرنے والا) شمار ہوگا۔ لہذا پھر وہ بالکل مسجد تلاوت نہ کرے (زائد ورنہ نماز اور نہ خارج نماز) جس مسجد تلاوت کا وجوب اندرین نماز ہو وہ خارج نماز ادا نہ ہوگا۔

اور اگر خارج نماز آیت مسجد تلاوت کرنے کے بعد مسجد کرے پھر اندرین نماز اسی آیت مسجد کی تلاوت کر لے تو وہ (اس صورت میں) دوبارہ مسجد کرے اور اگر ابھی پہلا مسجد نہ کیا ہو تو روایت کے ظاہر کے مطابق ایک ہی مسجد کافی ہو جائے گا۔ جیسے اس شخص کیلئے ایک مسجد کافی ہو جاتا ہے۔ جو ایک مجلس میں آیت مسجد کی

دو مرتبہ تلاوت کرے۔ البتہ دو مجلسوں میں مکرر پڑھے تو ایک سجدہ کافی نہ ہوگا۔ اور مجلس تلاوت بدل جانے سے مجلس بدلنے کا حکم ہوگا۔ خواہ تلامتے کے باعث مجلس بدل رہی ہو اور ایک شاخ سے دوسری شاخ کی جانب منتقل ہونے کے باعث مجلس بدلنے کا حکم ہوگا۔

نیز زیادہ صحیح قول کے مطابق نہریا بڑے قول میں تیرنے کے باعث مجلس بدلنے کا حکم ہوگا۔ اور کمزور یا مسجد کے گوشوں کے بدلنے سے خواہ مسجد بڑی ہی کیوں نہ ہو مجلس کے بدلنے کا حکم نہ ہوگا۔ اور نہ کشتی کے رُال ہونے سے مجلس بدلے گی اور نہ ایک دو رکعات پڑھ لینے سے مجلس بدلے گی۔ اور نہ پانی پی لینے اور ایک دو لقمے کھا لینے اور ایک دو قدم چلنے، اور ٹیک (تھیک لگا لینے اور بیٹھ جانے (کھڑا ہوا اور بیٹھ جلتے) اور کھڑا ہو جلتے، سوار ہو جانے اور چہال تلاوت کر رہا ہو وہیں سوار ہونے اور اتر جانے اور محلات نماز کی سواری کے چلنے کے باعث مجلس تبدیل نہ ہوگی اور سننے والے کی مجلس بدل جانے کی صورت میں دو بار سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔ خواہ تلاوت کرنے والے کی مجلس نہ بدلی ہو اور زیادہ صحیح قول کے مطابق اگر تلاوت کرنے والے کی مجلس بدلتی رہی اور سننے والے کی نہ بدلے تو سننے والے ایک سجدہ کا وجوب ہوگا۔ یہ باعث کراہت ہے کہ سورۃ کی تلاوت کرے (در صرف) آیت سجدہ کی تلاوت ترک کرے اور صرف آیت سجدہ تلاوت کرنا باعث کراہت نہیں اور باعث استحباب ہے کہ سجدہ کی آیت کے ساتھ ایک ایک سے زیادہ آیات ملا لی جائیں۔

اور ایسے شخص کے سامنے آیت سجدہ پڑھنا باعث استحباب ہے (اس وقت) سجدہ کے واسطے آمادہ نہ ہو۔

باعث استحباب کہ سجدہ کی تلاوت کی ادائیگی کی خاطر کھڑا ہو، پھر سجدہ کرے آیت سجدہ کو سننے والا اپنا سر تلاوت کرنے والے سے قبل نہ اٹھائے

اور آیت سجدہ کی تلاوت کرنے والے کو کنگے بڑھنے (امام کی طرح آگے بڑھنے) اور سننے والوں کی صفیں بنا کر سجدہ کا حکم نہیں کیا جاتے گا۔ بلکہ وہ جس طرح بھی ہوں سجدہ کریں گے۔

سجدہ تلاوت درست ہونے کے لئے تحریمہ چھوڑ کر وہی شرائط ہیں جو نماز کے واسطے ہیں اور سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو تکیوں کے درمیان ایک سجدہ کر لے یہ دو تکیوں میں ہاتھ اٹھائے اور تشہد و سلام کے بغیر پڑھنا دائرہ سنت میں داخل ہیں

فصل ۱۔ امام (ابو ضیفہؒ) کے نزدیک سجدہ شکر باعث کراہت ہے اور اس کے ادا کرنے پر ثواب نہیں ملے گا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وہ مستحب ثواب ہوگا اور اس کی

(ادریگی کی شکل) تلاوت کے سجود کی طرح

ہر پریشانی دُور کرنے کی خاطر عظیم (روم) قائلہ

”کافی“ میں امام نسفیؒ کہتے ہیں کہ جس شخص نے ایک مجلس میں ساری آیات سجود کی تلاوت کی اور ہر آیت سجود کا سجود کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے پریشان کن ہو کفیل بن جاتے گا۔

تشریح و توضیح | وہو واجب الخ آیت سجود تلاوت کرینوالے پر یہ سجود واجب ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جب ابن آدم سجود کرتا ہے تو پتلا اس سے اشک نکلیں کہہ کر جُدا ہوتا ہے ہاتے افسوس ابن آدم کو سجود کا حکم ہوا پس اس نے سجود کیا اور عذبت کا حقدار ہو گیا۔ اور مجھے سجود کا حکم کیا گیا میں نے انکار کیا پس میرے لئے دو نوحے ہے (۱) حدیث مسلم شریف وغیرہ میں موجود ہے۔ اس حدیث کی تائید میں کفار کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہے ”وَاذْأَقْرَأْ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ لَا يَسْجُدُونَ“ (الاعراف)

تلاۃ الیمۃ الخ یعنی ایک آیت پوری تلاوت کرے یا حرف سجود کے ساتھ اکثر آیت تلاوت کرے۔ سجود واجب ہوگا۔ اور صحیح یہ ہے کہ اگر کُحُوفِ سجود کے ساتھ اس سے پہلے ایک کلمہ یا اس کے بعد ایک کلمہ تلاوت کرے تو سجود تلاوت واجب ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ ”سراج الوباح“ میں اسی طرح ہے۔

فی الاعراف الخ یعنی ارشاد ربانی ہے ”ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ ویسجدونہ ولایسجدون“ سورہ اعراف میں آیت سجود تلاوت ہے۔

والرعد الخ سورہ رعد کی آیت ”وَاللّٰهُ یَسْجُدُ مِنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَکَرْهًا وَظِلًّا لِّهٖمُ بِالْعِزِّ وَالْاَصْصَال“ آیت سجود ہے۔

والاسراء الخ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ”وِیَخْرُجُونَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُونَ وَیَسْجُدُ لَهُمْ خَشَرًا“ آیت سجود ہے۔

ومریم الخ سورہ مریم کی آیت ”اِذَا تَلٰی عَلَیْہِمْ اٰیٰتِ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سَجْدًا وِابْکِیَا“ آیت سجود ہے۔

والاحق الخ سورہ حج کی آیت ”الْمَنْتَرٰنِ اِنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَہٗ مِنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِاٰیٰتِہٖ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ“ آیت سجود ہے۔

والفرقان الخ سورہ فرقان کی آیت ”وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ اَسْجُدْ لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا مَا لِلرَّحْمٰنِ السَّجْدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَہُمْ نِفْرًا“ آیت سجود ہے۔

والفعل الخ سورۃ نمل کی یہ آیت ”الایسجدوا لله الذی یخرج الخبأ فی السموات والارض
 ویعلم ما تخفون وما تعلنون الله لا اله الا هو رب العرش العظیم“ آیت سجدہ ہے۔
 والما السجدة۔ اس سورت کی یہ آیت ”انما یؤمن باياتنا الذین اذا ذکرنا بما خردا
 سجداً وسبحوا بحمد ربهم وهم لا یتکبرون“ آیت سجدہ ہے۔

صح۔ اس سورۃ کی آیت ”وخر ما رکعاً واناب“ آیت سجدہ ہے۔

النجم۔ سورۃ النجم کی آیت ”فاسجدوا لله واعبدوا“ آیت سجدہ ہے۔

اشقت الخ اس سورۃ کی یہ آیت ”فما لهم لا یؤمنون واذا قرئ علیهم القرآن لا

یسجدون“ آیت سجدہ ہے۔ واقواء اس سورۃ کی آیت ”فاسجدوا وقرب“ یہ آیت سجدہ ہے

ولم تقض الصلوة الخ قضا بمعنی ادا بھی استعمال کرتے ہیں یعنی نماز میں واجب ہونے والا
 سجدہ خارج نماز ادا نہ کیا جائے۔ قضا بمعنی ادا استعمال کئے جانے کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے ”فاذا قضیت
 الصلوة فانشرط فی الارض“ (الاحزاب)

فی مجلس واحد الخ مجلس نہ بدلنے کی صورت میں ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ حدیث شریف میں
 ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، نبی علیہ السلام کے سامنے تلاوت فرماتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام
 کے سامنے تلاوت فرماتے تھے اور صرف ایک مرتبہ سجدہ کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابوبکر
 صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بھی اسی طرح مروی ہے (ہدایہ اور بنایہ) میں اسکی صراحت ہے (ایک رکعت میں
 اگر متعدد بار ایک آیت سجدہ پڑھی گئی تو بالاتفاق سب کے نزدیک دوسرا سجدہ لازم نہ ہوگا وغیرہ) میں اسی طرح ہے
 وکسر الخ بشارت داخلاتی مومن سے یہ بات بعید ہے کہ قرآن شریف کے کچھ حصہ کی تلاوت سجدہ سے
 گریز کی بنا پر چھوڑ دی جاتے کیونکہ اس طرح صرف آیت سجدہ کا ترک گریز کے ایہام کو تقویت دیتا ہے،
 اسلئے شرعاً اسے ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے مکروہ قرار دیا گیا ہے

ولا بعکسہ الخ کیونکہ صرف آیت سجدہ پڑھنے میں سجدہ ریزی اور اطاعت کیشی کے جذبہ کا اظہار
 ہوتا ہے جو عن اللہ محو ہے اسلئے اس میں کسی طرح کی کراہت نہیں بلکہ مبادرت الی الطاعت کی بنا
 پر مستحسن ہے۔

باب الجمعۃ

صلوۃ الجمعۃ فرم من عین علی من اجتمع فیہ سبعة شرائط الذکورة
 والحریۃ والاقامۃ فی مصر او فیما هو داخل فی حد الاقامۃ فیہا فی الاصل

وَالصَّحَّةُ وَالْأَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ الْعَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرِّجْلَيْنِ وَلَيْسَ يَشْرَطُ
 بِصِحَّتِهَا سِتَّةُ أَشْيَاءَ الْمَصْرَ أَوْفَاءُ ذُو السُّلْطَانِ أَوْ نَائِبُهُ وَوَقْتُ الظُّهْرِ
 فَلَا تَصُحُّ قَبْلَهُ وَتَبْطُلُ بَعْدَهُ وَالْخُطْبَةُ قَبْلَهَا بِقَصْدِهَا فِي وَقْتُهَا وَحُضُورُ
 أَحَدٍ لِسَمَاعِهَا مِمَّنْ تَتَعَدَّى كِسْمُ الْجُمُعَةِ وَلَوْ وَاحِدًا فِي الصُّبْحِ وَالْأَذُنُ
 الْعَامَّ وَالْجَمَاعَةَ وَهِيَ ثَلَاثَةٌ رِجَالٍ غَيْرِ الْإِمَامِ وَلَوْ كَانُوا عِيْدًا أَوْ سَافِرِينَ
 أَوْ مَرْضَى وَالشَّرْطُ بَقَاؤُهُمْ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَسْجُدَ فَإِنْ نَفَرَ وَابْعَدَ سَجُودَهُ
 اتَّهَلَّهَا وَحَدَّاهُ جُمُعَةً وَإِنْ نَفَرَ وَاقْبَلَ سَجُودَهُ بَطَلَتْ وَلَا تَصِحُّ بِأَمْرٍ أَوْ
 بِوَصِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ وَجَانِئٍ لِلْعَبِيدِ وَالْمُرِيضِ إِنْ يَوُمَّرُ فِيهَا وَالْمَصْرُ كُلُّ مَوْضِعٍ
 لَهُ مُنْفًى وَآمِيرٌ وَقَاضٍ يَنْفَعُ الْأَحْكَامَ وَيُقِيمُ الْحُدُودَ وَيَلْعَنُ أَسْبِيَّتَهُ وَمَنْ
 فِي ظَاهِرِ الزَّوَايَا وَلِذَا كَانَ الْقَاضِي أَوْ لَأَمِيرٌ مُقْتَنِيًا أَعْنَى عَنِ التَّعْدَادِ وَ
 جَازَتْ الْجُمُعَةُ بِمَنْ فِي الْمَوْسِمِ لِلْخَلِيفَةِ أَوْ أَمِيرِ الْحِجَازِ وَصَحَّ الْاِقْتِنَاصُ
 فِي الْخُطْبَةِ عَلَى عَوْنِ سَبِيحَةٍ أَوْ تَحْمِيدَةٍ مَعَ الْكِرَاهَةِ وَسَنُّ الْخُطْبَةِ
 ثَمَانِيَةٌ عَشْرُ شَيْئًا الظَّهَارُ وَسِتْرُ الْعَوْرَةِ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْمُنْبَرِ قَبْلَ الشُّرُوعِ
 فِي الْخُطْبَةِ وَالْأَذَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْإِقَامَةِ شَرْقِيًّا مَهْ وَالسَّيْفُ يَسَارِهِ
 مُتَّكِئًا عَلَيْهِ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ فِتْحَتْ عَنْوَةٌ وَبِذْنِهِ فِي بَلَدَةٍ فِتْحَتْ صَلَاحًا وَسِتْقَالُ
 الْقَوْمِ بَوَاجِهِمْ وَبِذْنِهِ يَحْجِدُ اللَّهُ وَالشَّاءُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَالشَّهَادَتَانِ
 وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعِظَةُ وَالتَّذْكِيرُ وَقِرَاءَةُ
 آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَخُطْبَتَانِ وَالْجُلُوسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَرِعَادَةُ الْحَمْدِ
 وَالشَّاءُ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رِبْدَاءِ الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ
 وَالِدَّاعَاءُ فِيهَا لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ وَإِنْ يَسْمَعُ الْقَوْمُ
 الْخُطْبَةَ وَتَحْفِيفُ الْخُطْبَتَيْنِ بِقَدْرِ سُورَةٍ مِنْ حُلُولِ الْمَفْصَلِ وَيَكْرَهُ
 التَّطْوِيلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِنَ الشَّيْنِ وَيَجِبُ السَّغْيُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَسِيعِ
 بِالْأَذَانِ الْأَوَّلِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا خَوَّجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا يَمْرَدُ
 سَلَامًا وَلَا يَشْتَمُ عَاطِسًا حَتَّى يُفْرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَكِرَهُ الْحَاضِرُ الْخُطْبَةَ الْأَوَّلُ
 وَالشَّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْأَلْتِفَاتُ وَلَا يُسَلِّمُ الْخَطِيبُ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا اسْتَوَى

عَلَى الْمُنْبَرِ وَكَرَّهَ الْخُرُوجَ مِنَ الْمِصْرِ بَعْدَ الْبَدَاءِ مَا لَمْ يُصَلِّ وَمَنْ لَا جَمْعَةَ عَلَيْهِ إِنْ أَذَاهَا جَازَتْهُ فَرَضَ الْوَقْتُ وَمَنْ لَا عُدَّةَ لَهُ لَوْ صَلَّى الظُّلُمَ فَلَيْسَ بِهَا حَرَمٌ فَإِنْ سَعَى إِلَيْهَا وَالْإِمَامُ فِيهَا بَطَلَ ظُهُرُهُ وَإِنْ لَمْ يَدِرْ كَيْفًا وَكُسِرَ لِلْمَعْدُورِ وَالْمَسْجُونِ إِذْ عَاءَ الظُّلُمِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا وَمَنْ أَدْرَكَ كَيْفًا فِي الشَّهَادَةِ أَوْ سَجَدَ الشَّهَادَةَ جَمْعَةً وَاللَّهُ أَعْلَمُ

ترجمہ - نماز جمعہ اُس شخص پر فرض عین ہے جو ان سات شرطوں کا حامل ہو (۱) مرد ہو (۲) آزاد ہو (۳) شہر میں مقیم ہو یا ایسے مقام پر قیام جو شہر کی حد میں شمار ہو۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ (۴) تندرست ہو (۵) ظالم (شخص) سے مامون ہو (۶) آنکھوں کی سلامتی (۷) پاؤں کی سلامتی اور جمعہ کے صحیح ہونے (اور ادائیگی) کے لئے چھ شرائط ہیں۔

(۱) شہر یا قلعے شہر ہو (۲) بادشاہ یا اس کے قائم مقام کا ہو (۳) ظہر کے وقت کا ہو ، لہذا وقت ظہر سے پہلے نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی۔ اور نماز جمعہ پڑھتے ہوئے اگر وقت ظہر نکل جائے تو نماز جمعہ باطل ہو جائے گی (۴) نماز جمعہ سے قبل نماز جمعہ کے قصد سے اندر نہ وقت جمعہ خطبہ، اور وہ لوگ جس جمعہ کا انعقاد ہوتا ہے ان میں سے کسی ایک شخص کا خطبہ سننے کی خاطر موجود ہونا۔ درست قول کے مطابق یہی حکم ہے (۵) (بلار دیک ٹوک) عام اجازت (۶) نماز جمعہ کا باجماعت ہونا اور وہ یہ کو امام کے علاوہ (کم از کم) تین مرد ہوں۔ خواہ وہ غلام یا مسافر یا مریض ہی کیوں نہ ہوں

اور شرط یہ ہے کہ وہ امام کے بعد کو نہ بن سکے امام کے ساتھ شریک رہے ہوں لہذا اگر امام بعد کر سکے کے بعد یہ لوگ بھاگ گئے ہوں تو امام (اس صورت میں) تنہا نماز جمعہ کیلئے ادا کرے امام کے بعد سے قبل ہی وہ لوگ بھاگ جائیں تو نماز جمعہ کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔

دو مردوں کے ہمراہ اگر کوئی عورت یا بچہ (نا بالغ) ہو تو نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی (یعنی صحیح جمعہ کے لئے جمع بالغ مردوں کا مقتدی ہونا ضروری ہے)

بہ درست ہے کہ غلام یا مریض شخص امام جمعہ بن جلتے۔

اور شہر ہر وہ مقام کہلاتا ہے جہاں مفتی اور امیر اور قاضی ہو کہ احکام شریعت کا حکم دے اور حد و قیام کرتا ہو اور مفتی کی عمارتوں کے بعد راسخ عارفتیں ہو گئی ہوں روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔ اور اگر قاضی یا امیر ہی مفتی بھی ہو تو مقررہ (تین کی قاضی، مفتی، امیر کی تعداد سے بے نیازی) جو طاعت کی۔ اور موسوم حج میں خلیفۃ المسیح

یا امیر حجاز کے واسطے مٹی میں جمعہ پڑھنا درست ہے اور نماز سے پہلے (کم از کم) ایک بیج یا تمہید کے بعد خطبہ پر (ظہر کے وقت میں) گفتگیاں تو نماز جمعہ مع الحکامہت صحیح ہو جائے گی۔

خطبہ میں اٹھاؤ چیزیں سنوں ہیں

(۱) طہارت (پاک ہونا) (۲) ستر عورت (۳) خطبے کے آغاز سے قبل (خطیب کا) ممبر پر بیٹھ جانا۔ (۴) تجبیر کے مانند نام کے در بدر و اذان (۵) پھر خطیب کا کھڑا ہونا (ادھر کھڑے ہو کر خطبہ دینا) اس طریقہ سے کہ باتیں ہاتھ میں لی ہوئی تلوار پر ٹیک لگاتے ہو ہر اس شہر میں جس پر غالب ہو کر فتح حاصل کی گئی ہو اور جس شہر پر مصاحبانہ فتح حاصل کی گئی ہو وہاں بلا تلوار لئے خطبہ کی خاطر (خطیب) کھڑا ہو (۶) خطیب کا رُخ قوم (نمازیوں) کی طرف ہے (۷) خطبہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کے لائق حمد و ثناء سے کرنا (۸) دونوں شہادت کے کاموں کی (دو روئے خطبہ) ادائیگی (۹) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر درود بھیجنا (۱۰) امور خیر کی نصیحت (و تلقین) (۱۱) ثواب و عذابِ آخرت سے مطلع کرنا۔ (۱۲) قرآن کریم کی کسی آیت کی کسی آیت کی تلاوت (۱۳) دو خطبے پڑھنا (۱۴) دونوں خطبوں کے بیچ میں (ذرا دیر کے لئے) بیٹھ جانا (۱۵) دوسرے خطبہ کے آغاز میں حمد و ثناء و درود شریف از سر نو پڑھنا (۱۶) تمام مومنین کو ثنات کے لئے (دعائے مغفرت) (اور دیگر دعائیں) (۱۷) اور یہ کہ مقتدیوں (حاضرین نماز) کو خطیب کا خطبہ سنا ممکن ہو (یعنی آواز زیادہ پست نہ ہو) (۱۸) دونوں طوالمفصل کی ایک سورۃ کے بعد مختصر پڑھے جائیں اور باعثِ کرامت ہے کہ خطبہ (زیادہ) لمبا پڑھا جائے اور یہ بھی مذکور ہے کہ خطبہ کی سنتوں میں سے کوئی سنت ترک کر دی جائے۔

اذان اقل پر نماز جمعہ کی خاطر روانگی اور غریبہ و فروخت کا ترک کرنا واجب ہے زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور امام کے خطبہ کے لئے نکلنے پر نماز پڑھنا اور گفتگو کرنا اور سلام کا جواب دینا اور چھینکے والے کی چھینک کا جواب دینا مناسبت سے خارج ہونے تک جائز نہیں اور خطبہ میں حاضر شخص کے لئے کھانا پینا اور ادھر ادھر متوجہ ہونا باعثِ کرامت ہے۔

خطیب خطبہ کی خاطر ممبر پر آتے وقت حاضرین کو سلام نہ کرے۔

اور باعثِ کرامت ہے کہ اذان جمعہ کے بعد شہر سے باہر نکلے تاکہ نماز نہ پڑھے۔ وہ شخص جس کے اوپر نماز جمعہ کا وجوب نہ ہو اگر جمعہ پڑھے تو فرض وقت سے کافی ہو جائے گا (اور اگر نماز ظہر ادا ہو جائے گی)۔ اور غیر معذور شخص اگر نماز ظہر جمعہ سے قبل پڑھے تو حرام ہے۔

پس اگر نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد نماز جمعہ کی خاطر امام کے نماز جمعہ پڑھنے کے وقت ادا نہ ہو تو چاہے اسے

نماز جمعہ نہ ملی ہو اسکی نماز ظہر باطل (اکالعدم) قرار دی جائے گی۔

ادرمعذور یا قیدی کے لئے جمعہ کے دن شہر میں باجماعت نماز ظہر ادا کرنا باعث کرامت ہے اور جو شخص امام کو تشہد یا سجدہ سہو میں پاتے تو وہ نماز جمعہ مکمل کرے۔

تشریح و توضیح | **والاقامة فی مصر** الخ یہ اس حدیث کی بنیاد پر ہے کہ وہ واجب ہے مگر بچہ یا غلام یا مسافر پر واجب نہیں (یہ روایت یہی تھی میں ہے) اور اسی پر آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کا اجماع ہے پس اگر مسافر نماز جمعہ ادا کرے تو جائز ہے مگر اس پر واجب نہیں۔

والصحة الخ تندرست ہونا بھی شرط ہے لہذا ایسے مریض پر واجب نہیں جو جامع مسجد میں جانے پر قادر نہ ہو یا قادر تو ہو مگر مرض میں اضافہ کا اندیشہ ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ ہر مسلمان پر واجب ہے مگر چار اس سے مستثنیٰ ہیں۔ غلام یا عورت یا بچہ یا مریض (یہ روایت ابوداؤد میں ہے) ”غیر“ میں بھی سطح ہے۔ علی نحو تسبیحۃ الخ۔ یہ اس مقدار کا بیان ہے جو خطبہ میں شرط ہے حال یہ کہ نیت خطبہ ایک تسبیح یا تحمید یا تہلیل کی مقدار۔ مقدار واجب کی ادائیگی کے لئے کافی ہو جائے گی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ”اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله“ مطلق ہے مگر صرف اتنی مقدار پر انحصار کرامت سے خالی نہیں۔ درختار اور ”جامع المروزیں“ اسکی صراحت ہے کیونکہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے اسلئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیتے تھے۔ اور دونوں خطبوں کے درمیان ذرا دیر کے لئے بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کی ثنا کرتے۔ وعظ و تذکیر کرتے، مناسب احکام بیان کرتے اور آیات قرآن تلاوت فرماتے تھے ”صحاح ستہ“ وغیرہ میں اسکی صراحت ہے۔

امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک خطبہ کے لئے ذکر طویل شرط ہے کیونکہ صرف تسبیح و تحمید پر اہل نماز عرف خطبہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔

بالاذان الاول الخ حاصل یہ کہ جمعہ کے لئے پہلا اور عزیز و فر دخت وغیرہ ترک کرنا اذان اول کے ساتھ ضروری ہے ارشاد ربانی ہے ”اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله“ (الایۃ)

ومن ادركها الخ یعنی وہ شخص جو امام کے ساتھ نماز جمعہ کا کچھ حصہ پالے مثلاً تشہد یا سجدہ سہو میں شریک ہو جائے تو جتنی نماز امام کی باقی ہو وہ اس کے ساتھ پڑھے اور باقی پوری کرے اور ظہر نہ پڑھے کیونکہ حدیث شریف میں مطلق ہے کہ جتنی نماز تم امام کے ساتھ پاد پڑھو اور جو فوت ہو جلتے پوری کرلو۔ (یہ روایت ”صحاح ستہ“ میں موجود ہے۔)

بَابُ الْعِيدَيْنِ

صَلَاةُ الْعِيدِ وَاجِبَةٌ فِي الْأَصَحِّ عَلَى مَنْ تَجَبَّ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ بِشَرِاطِطِهَا سِوَى
الْخُطْبَةِ فَتَصَوُّمٌ يَدُّ وَنَهَامٌ مَعَ الْأَسَاءَةِ كَمَا لَوْ قَدَّمَتِ الْخُطْبَةُ عَلَى صَلَاةِ الْعِيدِ
وَنَدَبٌ فِي الْعِيدِ ثَلَاثَةُ عَشَرَ شَيْئًا أَنْ يَأْكُلَ وَأَنْ يَكُونَ الْمَاكُولُ تَمْرًا
وَرَشْرًا وَيَغْتَسِلَ وَيَتَأَكَّفَ وَيُطَيِّبَ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيُوَدِّيَ صَدَقَةً
الْفِطْرَانَ وَجَبَتْ عَلَيْهِ وَيُظْهِرُ الْفَرْجَ وَالْبَشَاشَةَ وَكَثْرَةَ الصَّدَقَةِ
حَسَبَ طَاقَتِهِ وَالتَّكْبِيرُ وَهُوَ سُرْعَةُ الْإِتْبَاعِ وَالْإِتْكَامُ وَهُوَ الْمُسَارَعَةُ
إِلَى الْمُصَلَّى وَصَلَاةُ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ حَيْهَ ثُمَّ يَوَجَّهُ إِلَى الْمُصَلَّى مَا شَاءَ
مَكْرَهًا أَوْ سُرْعًا وَيَقْطَعُهُ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْمُصَلَّى فِي رَوَايَةٍ وَفِي رَوَايَةٍ إِذَا انْتَهَى
الصلوة ويرجع من طريق آخر ويكره التنقل قبل صلاة العيد في المصلى والبيت بعد ما في المصلى
فقط على إختيار الجمهور ووقت صحته صلاة العيد من ارتفاع الشمس
قد رُوي عن إدريس بن يحيى أنه قال في كيفية صلواتهما أن ينوي صلاة العيد
ثم يكبر للتحريم ثم يقرأ الشاء ثم يكبر تكبيرات التراويذ ثلاثين ثم
يديه في يدها يتعوذ ثم يسبح سبعمائة الفاتحة ثم سورة وندب أن
تكون سبعمائة اسم ربك الأعلى ثم يسبح كذا فإذا قام للثانية ابتدأ بالبسملة
ثم بالفاتحة ثم بالسورة وندب أن تكون سورة العاشية ثم يكبر تكبيرات
التراويذ ثلاثين ثم يديه فيها كما في الأولى وهذا أولى من تقديم
تكبيرات التراويذ في الركعة الثانية على القراءة فإن تقدم التكبيرات على
القراءة فيها جاز ثم غطى الإمام بعد الصلاة خطبتين يعلم قبلها
أحكام صدقة الفطر ومن فاتته الصلاة مع الإمام لا يقضيها وتؤخر بعد
إلى الغد فقط وأحكام الأضحية كالنحر في الأضحية يؤخر الأكل عن
الصلوة ويكبر في الطريق جهرًا ويعلم الأضحية وتكبير الشريق في
الخطبة وتؤخر بعد إلى ثلاثة أيام والتعريف ليس بشيء ويجب تكبير

التَّشْرِيقَ مِنْ بَعْدِ فِجْرِ عَرَفَةَ إِلَى عَصْرِ الْعِيدِ مَرَّةً فَوَرَّكَ كَلَّ فَرَضَ أَيْ جَمَاعَةً
مُسْتَحَبَّةً عَلَى إِمَامٍ مُقِيمٍ بِمَضَى وَعَلَى مَنْ اقْتَدَى بِهِ وَلَوْ كَانَ مَسَافِرًا
أَوْ رَقِيقًا أَوْ أُنْثَى عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَا يَجِبُ فَوَرَّكَ كَلَّ فَرَضَ
عَلَى مَنْ صَلَّاهُ وَكَوْنُهُ مُسَافِرًا أَوْ قَرِيبًا إِلَى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ
وَبِهِ يُحْمَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَلَا يَأْتِي بِالتَّكْبِيرِ عَقِبَ صَلَاةِ الْعِيدِ كَيْنِ
وَالْتَّكْبِيرُ أَنْ يَقُولَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

ترجمہ: ہر زیادہ صحیح قول کے مطابق عید کی نماز واجب ہے، خطبہ کے علاوہ جو شرطیں وجوب اور ادا
جمعہ کی ہیں وہی عید کی بھی ہیں (البتہ خطبہ عیدین میں سنت ہے) لہذا عید کی نماز بلا خطبہ کے بھی
بکراہت صحیح ہو جاتے گی جیسا کہ عید کی نماز پر خطبہ کو مقدم کرنا مکروہ (اور خلاف سنت) ہے۔
عید العطر میں تیرہ اشیاء باعث استحباب ہیں۔

(۱) نماز سے قبل کچھ کھانا (۲) کھائی جانے والی چیز کھجور ہو (خواہ خشک چھوڑا رہی کیوں نہ ہو) (۳) طاق
عدد ہو (۴) اور ٹھل کر لے (۵) اور سواک کرے (۶) اور خوشبو لگاتے (۷) اور اپنے کپڑوں میں جو سب سے
اچھے ہوں وہ پہنے۔ (۸) اور صدقہ فطر ادا کرے بشرطیکہ واجب ہو (۹) اور مسرت و دہشت کا اظہار کرے
(۱۰) اور حسب استطاعت زیادہ صدقہ کرے (۱۱) صبح سویرے بیدار ہونا (۱۲) سویرے عید گاہ جانا۔
(۱۳) نماز فجر مسجد محلہ میں پڑھنا۔ پھر آہستہ آہستہ تکبیر کہتے ہوئے عید گاہ پیدل جانا۔ اور ایک روایت
کے مطابق عید گاہ پہنچ کر تکبیر بند کر دینا۔ اور ایک روایت کی مفسرے نماز شروع کرنے پر تکبیر بند کرنا
اور دوسرے راستے سے لوٹنا

اور باعث کراہت ہے کہ نماز عید سے قبل عید گاہ اور مکان میں نقل پڑھے اور نماز عید کے بعد
جمہور فقہائے اختیار مکروہ قول کے مطابق صرف یہ باعث کراہت ہے کہ عید گاہ میں نماز پڑھے۔
نماز عید کا صحیح وقت سورج کے ایک نیزہ یا دو نیزے بلند ہونے پر شروع ہو کر زوال تک رہتا ہے۔
اور نماز عیدین کا طریقہ یہ ہے کہ نماز عید کی نیت کر کے تکبیر تحریم پڑھے، پھر شتا پڑھے۔ پھر تین زمرہ تحریری
کہے ہر تحریر پر ہاتھ اٹھائے اسکے بعد آہستگی اعوذ باللہ اس کے بعد بسم اللہ پڑھے۔ اس کے بعد امام
سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے گار

اور ”سبح اسم ربك الاعلا“ پڑھنا باعثِ استحباب اس کے بعد رکوع کرے گا۔ پھر دوسری رکعت کی خاطر کھڑا ہو تو ”بسم اللہ“ سے آغاز کرے پھر سورہ فاتحہ اور سورہ کی تلاوت کرے۔ اور سورہ الغاشیہ کی تلاوت باعثِ استحباب ہے۔ پھر تین بار زائد تکبیریں کہے۔ اور دو نزل ہاتھ پہلی رکعت کی طرح اٹھائے۔

دوسری رکعت میں زائد تکبیرات سے قرأت کو مقدم کرنا (جیسا کہ عند الاخاف ترجیح ہے) اولیٰ (و بہتر) ہے لیکن اگر اندر زین رکعت ثانیہ قرأت پر تکبیرات کو مقدم کرے تو یہ بھی درست ہے۔

پھر نماز کے بعد امام دو خطبہ پڑھے گا جن میں احکامِ مسدوقہ فطر بتلائے گا۔ اور جبے امام کے ساتھ غازیہ نہ لے وہ قضا نہیں کرے گا۔ اور نماز عذر کی وجہ سے محض دوسرے دن پڑھی جائیگی (اگر پہلے دن نہ پڑھی گئی ہو) اور عید الاضحیٰ کے احکام عید الفطر کے سے ہیں لیکن عید الاضحیٰ میں نماز سے قبل نہ کھانا مستحب ہے اور عید الاضحیٰ میں راستہ میں جہر اُتکبیر کہے گا اور غریب خطبہ میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بتلائے گا۔ اور عذر کی وجہ سے اس عہد کے دن کے علاوہ دو دن بعد تک نماز (نماز عید الاضحیٰ) درست ہے اور عرفہ کے دن دو وقتِ عرفہ کرنے والوں کی مشابہت کے خیال سے اکٹھا ہونا غیر معتبر ہے (قابل اعتبار چیز نہیں) اور تکبیرات تشریق یعنی اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر کا کہنا نوں تالیخ کی فجر سے ہر فرض نماز کے بعد جو جماعتِ متحبہ سے ادا کی گئی ہو۔ واجب ہے رجاعتِ متحبہ کہہ کر عورتوں کی جماعت سے ہزار مقصود ہے) یہ تکبیریں شہر کے امام مقیم پر ادا رکھی گئی ہوں۔ والوں پر واجب ہیں۔ خواہ وہ اقتدی کرنے والا سفر ہو یا غلام یا عورت، امام ابوحنیفہ بھی فرماتے ہیں۔

امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک تکبیر تشریق کا وجوب ہر فرض نماز کی ادائیگی کے بعد فوراً ہو جاتا ہے خواہ فرض نماز ادا کرنے والا منفرد ہو یا مسافر ہو یا دیہات کا باشندہ ہو۔ تو تاریخ کی صبح سے پانچویں دن یعنی تیو ذی الحجہ کی عصر تک یہ تکبیریں واجب ہیں

اسی پر عمل اور فتویٰ ہے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ نماز عید الفطر و نماز عید الاضحیٰ کے بعد تکبیر کہی جائے۔ تشریق کی تکبیر

(حسب ذیل) ہے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اکبر
تشریع و توصیہ | ان یا کمل الخ نماز عید پہلے تین یا پانچ یا سات یا کم و بیش مجھو میں
کھانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ”بخاری شریف“ میں اس کی صراحت ہے اگر کعبہ میں

موجود نہ ہوں تو اور کوئی ٹیٹھی چیز کھا لینا مستحب ہے۔

دو بیست و اسی ہر نماز کے لئے مسواک کرنا تنبیہ تو نماز عیدین کے لئے بہ بطریق کوئی مسنون ہوگی
 ویسے صدقۃ الفطر **المصلیٰ** مسنون یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے قبل ہی دیا جاتے حضرت
 ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم صدقہ فطر لوگوں کے نماز عید
 کے لئے کھانے سے قبل ادا کریں (بخاری اور مسلم میں یہ روایت موجود ہے)

بشر یتوجہ الی المصلیٰ **المصلیٰ** عید گاہ یا میدان میں نکل کر نماز عیدین پڑھنا سنت ہے۔ خواہ شہر کی
 مساجد میں گنجانے ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا اگر ماذر شہر کی مسجدوں میں نماز پڑھی گئی تو نماز درست ہو جاتے گی۔
 لیکن ترک سنت کا گناہ ہوگا۔

اصل اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں نماز عیدین کے لئے نکلتے تھے اور مسجد نبوی
 کے مشرف کے باوجود اس میں نماز نہیں پڑھتے تھے البتہ ایک مرتبہ بارش کے مذر کی بنا پر مسجد میں نماز عید
 پڑھی **ابن قیمؒ** نے "نزار المعاد" اور "تسطانی" نے "مواعظ لدنیہ" میں اس کی تفصیل کی ہے۔
الی المصلیٰ **المصلیٰ** دار تقنی میں روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں گھر سے تشریف لاتے
 تو بحیر عید گاہ تک پڑھتے تھے

وکیبہ التفتل **المصلیٰ** اس باب میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید پڑھتے تھے اور اس سے
 قبل کوئی نفل نماز پڑھتے تھے۔ اور اس کے بعد "صحاح ستہ" میں یہ روایت موجود ہے۔
 وتؤخر بعد من الی الغد **المصلیٰ** اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن فوت ہو جائے مثلاً
 شدت باران کی وجہ سے نکلنا ممکن نہ ہو تو اگلے دن نماز پڑھی جائیگی (یہ روایت مختلف الفاظ سے ابن ماجہ ،
 نسائی ، ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہے) اور اگر دو دن تک کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھی جائے
 تو پھر تیسرے دن نہیں پڑھی جاتے گی۔

بابُ صَلَوةِ الْكُسُوفِ وَالْخُسُوفِ وَالْأَفْزَاءِ

سَنَ رَكْعَتَانِ كُلَّيْئَةٍ النُّكُوفِ بِأَمَامِ الْجُمُعَةِ أَوْ مَأْمُورِ السُّلْطَانِ بِلَا
 أَدَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَلَا هَيْبٍ وَلَا خُطْبَةٍ بِلَا بُيَادِي الصَّلَاةِ جَامِعَةً وَسَبَّحَ
 تَطَوُّلَهُمَا وَتَطَوُّلَهُمَا كَوَعْمًا وَسَجَّوْهُمَا شَرِيدًا عَزَا لِمَا مَرَجَالًا مُسْتَقِيلًا
 الْبَقْلَةَ إِنْ شَاءَ أَدَا قَائِمًا مُسْتَقِيلًا النَّاسِ وَهُوَ أَحْسَنُ وَيُؤْمِنُونَ عَلَى دُعَائِهِ

حَتَّى يَكْمَلَ اِجْلَاءُ الشَّمْسِ وَلَنْ لَمْ يَحْضُرِ الْإِمَامُ صَلُّوا اِزَادِي كَالْحُسُوفِ وَالظُّلُمَةِ
الْهَائِلَةِ كَمَا سَأَلَ السَّادَّةَ الشَّيْخَ الشَّيْخَ بَيْكَةَ وَالْفَزَّاعَ

ترجمہ: سورج گھن ہو تو باعثِ سنت ہے کہ نفل کی مانند دو رکعات جمع کے امام یا بادشاہ کے
مقرر کردہ شخص کی امامت میں بلا اذان و اقامت اور بلا جہر و غطب کے پڑھی جائیں بلکہ ”مسئوۃ جامعہ“
پکار دیا جائے اور سنت ہے کہ یہ دونوں رکعات لمبی پڑھی جائیں (طویل قرأت کی جائے) اور ان رکعتوں کے مجموعہ
و جسے (بھی طویل کئے جائیں)۔ پھر امام کو اختیار ہے خواہ قبلہ رخ بیٹھ کر دعا مانگے یا لوگوں کی جانب رخ
کر کے کھڑے ہو کر دعا کرے۔ اور یہ کھڑے ہو کر لوگوں کی جانب رخ کر کے دعا مانگنا زیادہ
اچھا ہے مقتدی امام جو دعا کرے اس پر آئین کہتے جاتیں حتیٰ کہ سورج پوری طرح رُکن ہو جائے اور امام کے
موجود نہ ہونے کی صورت میں اکیلے اکیلے نماز ادا کریں جس طرح کہ چاند کے گھن ہونے اور دن میں ہیبت نگ
تاریکی جلنے، اور شدید آندھی یا گھبراہٹ و پریشانی کی صورت میں الگ الگ نفلیں پڑھی جاتی ہیں
تشریح و توضیح علی دعائے ابو حضرت اسماعیل عیسیٰ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے چند کلمات سکھائے جو میں سختی کے وقت پڑھتی ہوں۔ (روہ یہ ہیں) ”اللہ اللہ ربی
لا اشرک بشیئاً (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کے وقت یہ فرماتے
”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ
رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ رَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ“ (ابن ماجہ)

بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ

لَهُ صَلَوةٌ مِنْ غَيْرِ جَاعَةٍ وَلَهُ اسْتِغْفَارٌ وَاسْتِحْتِ الْحُرُوجُ لَهُ ثَلَاثَةٌ
أَيَّامٌ مَشَافَةً فِي شِبَابٍ خَلْقَةٍ غَسِيلَةٍ أَوْ مُرَقَّةَةٍ مُتَدَلِّلِينَ مُتَوَاضِعِينَ خَاشِعِينَ
لِلَّهِ تَعَالَى نَاكِسِينَ رُءُوسَهُمْ مُتَدَلِّلِينَ الصَّدَقَةَ كُلَّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوجِهِمْ وَاسْتِحْتِ
اِخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالشَّيُوخِ الْكِبَارِ وَالْأَطْفَالِ وَفِي مَكَّةَ وَبَيْتِ الْمُقَدَّسِ فِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَنْصَلِيِّ يَجْمَعُونَ وَيُنْبَغِي ذَالِكَ أَيْضًا لِأَهْلِ مَدِينَةِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَبِيلَ الْقِبْلَةِ رَأْفَاعًا يَدِيهِ وَالنَّاسُ

تَقُولُ مُسْتَقْبِلِينَ الْقِبْلَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى دَعَائِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ اسْتَعِزَّنَا بِمُعِينَتِكَ
مَرِيئًا مَرِيئًا عَدَا فَاَجْلَلًا سَخَا طَقْفًا دَائِمًا وَمَا اشْهَرُ سِرًّا اَوَّحَمُ وَلَيْسَ فِيهِ قَلْبٌ
رَدَاءٍ وَلَا يَحْضُرُ ذَمُّ

ترجمہ ۱۔ استغاثہ کی خاطر جماعت کے بغیر (انفرادی طور پر) نماز میں پڑھی جاتی ہے اور اس (طلیعی) کے لئے فقط استغفار بھی کیا جاتا ہے۔

ایسے پہلے کچھوں میں یا پیادہ کلنا باعث استجاب ہے جو ہندواریا دھلے ہوتے ہوں کہ استغاثہ کے سامنے ان کے ذریعہ اپنی عاجزی اور شروع و خضوع کا اظہار ہو رہا ہو۔ سر جھکا رکھے ہوں۔ ہر دن کلنے سے قبل کچھ صدقہ کرتے ہوں

یہ باعث استجاب ہے کہ عمر رسیدہ لوگوں اور بچوں اور عیالوں کو ساتھ لے جائیں اہل مکہ مکرمہ اور باشندگان بیت المقدس مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ میں اکٹھے ہوں اور باشندگان مدینہ طیبہ کے لئے مسجد نبوی میں اکٹھا ہونا موزوں ہے۔

اور اہل بحالت قیام قبلہ کی جانب رُخ کر کے اپنے ہاتھ بلند کر کے دعا کرے اور لوگ قبلہ رخ بیٹھے ہوتے (اسکی دعا پر) آمین کہتے جاتیں۔ امام کہے۔ اے اللہ! ہمیں پانی دینے والی خوشگوار بارش سے سیراب کر جو باعث برکت و خوشگوار ہو سرسبز و دشا والی عطا کرنے والی تیزی سے جھا جلنے والی اور زمین کا احاطہ کرنے والی اوسیل ہو اور اس جیسی دعا ملے گی۔ آہستہ یا بلند آواز کے ساتھ دعا ملے گی اور نماز استقامت میں یہ سنو نہیں کہ چادر ٹپٹی جلتے اور استغاثہ کے وقت ذمی (دارالسلام کا غیر مسلم باشندہ) ساتھ نہ آئے۔

تشریح و توضیح | من غیر جماعتہ الامام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ نماز استغاثہ یا جماعت مسنون نہیں، مگر دعا و استغاثہ ضرور ہے اگر لوگوں نے یہ نماز تنہا تنہا پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں، "ذخیرہ" میں اسی طرح ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک بطور محضر اور طلب باران یا در طہنی نہیں جائیگی۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام کو نماز کے واسطے نکل کر دو رکعت نماز پڑھانی چاہیے۔

اور دونوں رکعتوں میں قرأت جبر کے ساتھ کی جاتے۔ پہلی رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں "ہل اُتٰک حدیث الغاشیہ کی تلاوت کرنی چاہیے" "یعنی شرح بلوغ" میں یہ تفصیل موجود ہے۔

لگاتار تین روز تک امام کا نماز استقامت کے لئے جانا مستحب۔

بَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ

ہی جائزۃً بِحَضُورِ عَدُوٍّ وَخَوْفٍ عَرَقِيٍّ اَوْ حَرَقٍ وَاِذَا تَنَازَعَ الْقَوْمُ فِي الصَّلَاةِ خَلَفَ اِمَامٌ وَاحِدٌ يَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَيْنِ وَاحِدًا لَا بَاِزَاءَ الْعَدُوِّ وَيُصَلِّي بِالْاُخْرَى سَكَنَةً مِّنَ الشَّائِئِيَّةِ وَمَا كُنْتَيْنِ مِنَ الشَّرِّ بِاَعْيَةِ اِذَا الْمَغْرِبِ وَمُضَىٰ هَذِهِ اِلَى الْعَدُوِّ وَمُسَاةً وَجَاعَتِ تِلْكَ فَصَلَّى بِهَمُّ مَا بَقِيَ وَسَلَّمُ وَحَدُّهُ فَكَهَبُوا اِلَى الْعَدُوِّ نَتَمَّ جَاءَتِ الْاُخْرَى وَاتَمَّتْ اِبْلَاقُ رَاةٍ وَسَلَّمُوا اَوْ مَضُوا فَتَجَاءَتِ الْاُخْرَى اِنْ شَاعُوا صَلُّوا مَا بَقِيَ بِقِرَاعَةٍ وَلَوْ اَشَدَّ الْخَوْفِ صَلُّوا رُكْبَانًا فَرَادَىٰ بِالْاِيْمَاءِ اِلَى اَيِّ جِهَةٍ قَدَرُوا وَلَمْ تَجْزِ بِاِلْحُضُورِ عَدُوٍّ وَيَسْتَجِبُ حَسْلُ السَّلَاحِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْخَوْفِ وَاِنْ لَّمْ يَتَنَازَعُوا فِي الصَّلَاةِ خَلَفَ اِمَامٌ وَاحِدٌ فَالْفَضْلُ مَصْلُوَّةٌ كُلِّ طَائِفَةٍ بِاِمَامٍ مِّثْلَ حَالَةِ الْاَمْنِ

ترجمہ: بدشمن کے سامنے (مقابل) ہونے اور ڈوب جلنے یا جل جانے کے اندیشے کے باعث نماز خوف درست ہے اور لوگ ایک ہی شخص کی امامت میں (سب کے سب) نماز پڑھنے کے بارے میں جھگڑیں (اور تمام یہ چاہتے ہوں کہ ایک ہی شخص کو امام بنائیں) تو امام لوگوں کے دوسرے کر کے ایک گروہ کو دشمن کی جانب کرے (کہ وہ ان سے لڑیں) اور دو رکعت والی نماز میں دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور چار رکعت والی نماز ہو یا نماز مغرب ہو تو پہلے گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور یہ گروہ دشمن کی طرف چلا جلتے۔ اور وہ دشمن سے لڑنے والا گروہ آئے اور امام ان کے ساتھ باقی نماز پڑھے اور امام تنہا سلام پھیرے پھر یہ جماعت دشمن کی جانب چلی جلتے اور پہلی جماعت اگر نماز ملاقات پوری کر کے سلام پھیرے اور دشمن سے نبرد آزما ہونے چلے جائیں پھر دوسری جماعت اگر آچاہے تو کوفرات سے نماز پوری کر لے۔

اور اگر دشمن کا زیادہ خوف ہو (کہ گھوڑے سے اترنا ممکن نہ ہو) تو سواری ہی پر تنہا اشارے سے جس طرف کو چاہیں (بیشکیک قبلہ رخ ہونے سے عاجز و مجبور ہوں)

اور دشمن سامنے موجود نہ ہونے کی صورت میں صلوٰۃ الخوف جائز نہ ہوگی باعث استحباب کہ دشمن سے

اندیشہ کے وقت دوران نماز متیار لگاتے رکھے۔

اور اگر لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر مضرب ہوں اور وجوہیں توفضل و تفریق ہے کرا من (والمبینان) کی حالت کی مانند جماعت الگ امام کی امامت میں نماز پڑھ لے

تشریح و توضیح | صلوٰۃ الخوف اور اس میں اختلاف نہیں کہ نماز خوف کی شریعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ امام ابوحنیفہؒ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہی طریقہ سے مشروع ہے۔ اور "میں درست قول ہی قرار دیا گیا ہے۔

زیادہ خوف کی شکل میں جبکہ دشمن صاف نظر آ رہا ہو اور یہ خطرہ ہو کہ سب لوگ جماعت میں مصروف ہوں گے۔ تو دشمن حملہ آور ہوگا۔ اگر دشمن (جو ہونیو) اگر شکر فاصلہ سے کچھ سپاہی دیکھ کر دشمن کا آنا سمجھ لے اور نماز خوف پڑھ لے پھر اگر دشمن ظاہر ہو گیا۔ تو نماز درست ہو جائیگی اور اگر دشمن ظاہر نہ ہوا تو درست نہ ہوگی لیکن اگر خیال کی غلطی کا اظہار ایک جماعت کے نماز پڑھ کر اپنی جہت (سمت) کی طرف واپسی ہوتے وقت ہو مگر ابھی جماعت صفوں سے باہر نہیں نکلی تھی تو استسنا اسی کے اوپر بنا درست ہے۔ فتح القدیرؒ میں یہی طرح ہے یہ حکم مقتدیوں کے لئے ہے امام کی نماز بھر حالت درست ہوگی کیونکہ امام کے حق میں

کوئی چیز نماز کو فاسد کرنے والی نہیں (بحر الرائق)

اگر بحالت نماز امن حاصل ہو جائے جیسے دشمن چلنے تو نماز خوف کا پورا کرنا درست نہ ہوگا اور جتنی نماز باقی رہ گئی ہو وہ حالت امن کی بنا پر صحیح پڑھنی چاہیے۔ دشمن چلا جائے اور پھر بھی کوئی قبلہ رُخ نہ ہو تو اسکی نماز کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر دشمن کے جانے سے قبل نماز کے واسطے قبلہ رُخ ہو اور پھر دشمن بھی چلا جائے۔ تو اسی پر نماز کی بنا کرنی چاہیے۔

بَابُ احْکَامِ الْجَنَائِزِ

لَيْسَ تَوَجُّهُهُ لِجَنْبِ الْقِبْلَةِ عَلَى يَمِينِهِ وَجَازَ الْإِسْتِلْقَاءُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ قَلِيلًا وَيَلْقَنُ بِذِكْرِ الشَّهَادَتَيْنِ عِنْدَهُ مِنْ غَيْرِ الْحَاجِّ وَلَا يُؤْمَرُ بِمَا وَلَقِبْنَاهُ فِي الْقَبْرِ مَشْرُوعٌ وَقِيلَ لَا يَلْقَنُ وَقِيلَ لَا يُؤْمَرُ بِهِ وَلَا يُتَهَيَّأُ عَنْهُ وَلَيْسَتْ لِقَاءُ الْقَبْرِ مُحْتَاجَةً وَجَائِزَانِهَا الدُّخُولُ عَلَيْهِ وَيَتْلُونَ عِنْدَهُ سُورَةَ يَاسِينَ وَاسْتَحْصِينَ سُورَةَ الشَّرْعِ وَأَخْتَلَفُوا فِي أَسْمَاءِ الْحَائِضِ وَالنَّفْسَاءِ مِنْ عِنْدِهِ فَإِذَا مَاتَ شَدَّ الْحَبَاةَ وَخَفَّضَ

عَيْنَاهُ وَيَقُولُ مَغْفَضُهُ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اللَّهُمَّ لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرٌ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَاسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ
 خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ وَيُوضَعُ عَلَى بَطْنِهِ حَدِيدَةٌ بِلَا يَتَفَيَّحُ وَيُوضَعُ يَدَاهُ مَجْنَبَيْهِ
 وَلَا يَجُوزُ وَضْعُهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَتَكْرَارُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَهُ حَتَّى يُغْسَلَ وَلَا يَأْسُ
 بِأَعْلَامِ النَّاسِ بِمَوْتِهِ وَيَجْعَلُ بِتَجْهِيزِهِ يُوضَعُ كَمَا مَاتَ عَلَى سَرِيرٍ مُجْتَمِرٍ
 وَتَرَاهُ وَيُوضَعُ كَيْفَ اتَّفَقَ عَلَى الْأَصَحِّ وَيُسْتَرْعَوْرَتُهُ ثُمَّ جَرَّدَ عَنْ ثِيَابِهِ وَوُضِعَ
 إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَغِيرًا لَا يَجْعَلُ الصَّلَاةَ بِلَا مَضْمَنَةٍ وَاسْتِشْقَاقٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ
 جُنُبًا وَصَبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ مُغْلَى بِسِدْرٍ أَوْ حُمْضٍ وَلَا فَالْمَرَّاحُ وَهُوَ الْمَاءُ الْخَالِصُ
 وَيُقْلَدُ رَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ بِالْمُخْطَبِي ثُمَّ يُضَجُّ عَلَى يَسَارِهِ فَيُغْسَلُ حَتَّى يَصِلَ
 الْمَاءُ إِلَى مَا بِلَى الثَّخْتِ مِنْهُ ثُمَّ عَلَى يَمِينِهِ كَذَلِكَ ثُمَّ اجْلِسْ مُسْنَدًا إِلَيْهِ
 وَمَسَحَ بَطْنَهُ رَفِيقًا وَمَا خَرَجَ مِنْهُ غَسَلُهُ وَلَمْ يُعَدَّ غَسَلُهُ شَرْعِيًّا بِنُزْبِ
 وَيَجْعَلُ الْحَنُوطُ عَلَى لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ وَالْكَافُورُ عَلَى مَسَاجِدِهِ وَلَيْسَ فِي الْغُلِّ
 اسْتِعْمَالُ الْقُطْنِ فِي الثَّرَابِ وَالظَّاهِرَةُ لَا يَقْصُ ظَهْرُهُ وَشَعْرُهُ وَلَا يَسْرَجُ
 شَعْرُهُ وَلِحْيَتُهُ وَالْمَرْأَةُ تَغْسِلُ زَوْجَهَا جَلَدًا كَأَمِّ الْوَلَدِ لَا تَغْسِلُ
 سَيْدَهَا وَلَوْ مَاتَتْ امْرَأَةٌ مَعَ الرِّجَالِ تَمُوتُهَا كَالْعَلَسِ بِخَرْقَةٍ رَابِثٍ
 وَجِدَّ دُورْخَمٍ حَرَمٍ يَسْمَرُ بِلَا خَرْقَةٍ وَكَذَلِكَ الْخُنْثَى الْمُشْكِلُ يَسْمَرُ فِي ظَاهِرِ
 الثَّرَابِ وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ تَغْسِيلُ صَبِيٍّ وَصَبِيَّةٍ لَمْ يَسْتَهْمِدَا
 لَا يَأْسُ بِتَغْسِيلِ الْمَيِّتِ وَعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيزُ امْرَأَتِهِ وَلَوْ مُعْسِلٌ فِي الْأَصَحِّ
 وَمَنْ لَأَمَالَ لَهُ فَلَقْنَهُ عَلَى مَنْ تَلَزَمَهُ نَفَقَتُهُ وَلَنْ لَوْ يُجِدُنَّ حَبَّ عَلَيْهِ
 نَفَقَتُهُ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ فَإِنْ لَمْ يُعْطَ عَمَلٌ أَوْ ظُلْمًا فَحَلَى النَّاسِ وَيَسْأَلُ
 لَهُ الشَّجْهَانُ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَكَفَّنَ الرَّجُلُ سَنَةً قَبِيضًا وَازَارَ
 وَلِفَافَةً مِمَّا يَلْبَسُهُ فِي حَيَاتِهِ وَكَفَانِيَةً إِذَا رُفِغَتْ وَلِفَافَةً وَفُطِّلَ الْبَيَاضُ
 مِنَ الْقُطْنِ وَكُلٌّ مِنَ الْأَزَارِ وَاللِّفَافَةِ مِنَ الثَّرَنِ إِلَى الْقَدَمِ وَلَا يَجْعَلُ لِقَبِيضِهِ
 كَمَرًا وَلَا خَرِيصًا وَلَا جَبَبًا وَلَا تَكْفُ أَطْرَافَهُ وَتَكْرَهُ الْعِمَامَةُ فِي الْأَصَحِّ
 وَلَقَدْ مِنْ يَسَارِهِ ثُمَّ يَمِينِهِ وَعَقْدَانِ خَيْفٍ إِنْ شَارَاهُ وَتَرَادَّ الْمَرْأَةُ فِي السَّنَةِ

خَمَانًا لِيُفْتَحَ بِهَا وَنَحْوَهُ لِيَرْبُطَ نَدِيمَهَا فِي الْكَفَايَةِ خَمَانًا وَمُجْبَلٌ شَعْرٌ مَا صَفَتْ بَيْنِي
عَلَى صَدْرِهَا لَوْنًا الْقَمِيصُ شِعْرُ الْخَمَارِ فَوَقْتُ عَحْتِ الْإِلْفَاةِ شِعْرُ الْخَرَقَةِ فَوَقْتُهَا
وَنَجَسْتُ الْإِكْفَانُ وَتَرًا أَقْبَلَ أَنْ يَدْرَجَ فِيهَا وَكَفَنُ الضَّرُوسَةِ مَا يُوجَدُ

ترجمہ ہر سنون ہے کہ قریب المرگ کو قبلہ کھنچ دیتیں کرٹ پھٹا جاتے اور یہ (بھی) جائز ہے کہ پت لایا جاتے
اور سرور اچھا رویں اور اصرار کے بغیر (اس سے پڑنے کے لئے کہے بغیر) کلمہ شہادت ددول کلمہ شہاد
کی تلقین کی جاتے گی۔ اور اسے پڑھنے کا امر نہ کریں گے اور اندرون قبر بھی اسے تلقین کرنا مشروع ہے اور ایک قول
کے مطابق تلقین نہیں کی جاتے گی اور نہ اس سے (کوئی کمرے) تو منع نہیں کیا جاتے گا۔

اور باعث استحباب کہ قریب المرگ کے اعزہ اور پڑوسی اس کے پاس جائیں اور اس کے قریب نہ بٹھ کر
سورۃ یسین کی تلاوت کریں اور سورہ رعد کی تلاوت بھی تسنن قرار دی گئی ہے اور اس کے بائیں
اختلاف (فقہاء کا اختلاف) ہے کہ اس کے پاس سے ایسی عورتیں ہٹائی جائیں جنہیں حیض و نفاس آرہا ہو
(یا نہیں) اور مرنے پر اس کے دو ذول جبرے باندھ دیے جائیں اور انکھیں بند کر دیں اور جو شخص انکھیں بند کرے
وہ یہ کہے "بسم اللہ وعلیٰ ملتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اے اللہ اس کا معاملہ سہل فرما
اور مابعد آنے والا مرحلہ اس پر آسان فرما اور اسے اپنی ملاقات (زیارت) کی سعادت سے نواز دے اور
جبکی طرف (آخرت کی جانب) اگلی رُٹائی ہوئی ہے اس سے (دنیلے) جس سے وہ بھل کر وہاں پہنچے ہے اچھا
بنائے۔ اور اس کے شکم پر لوبا (یا کوئی دنیوی چیز) رکھ دیں تاکہ پیٹ پھول نہ جاتے اور دونوں ہاتھ پہلوؤں
میں رکھے جائیں۔

اور یہ جائز نہیں کہ انہیں سینہ پر رکھا جائے اور (مرنے کے بعد) اس کے نزدیک غسل دینے تک
قرآن شریف کی تلاوت باعث کراہت ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ لوگوں کو اس کے مرنے کی اطلاع
کی جاتے اور اس کے کفن (اور امور دفن وغیرہ) میں جلدی کریں اور اس کے تحت کو (خوشبو کی) دھونی دی جائیگی
اور زیادہ صحیح قول کے مطابق جیسا مناسب ہو تحت پر لٹا دیں اسکی شرعاً گناہ چھپائیں گے اور تحت پر رکھ کر
اس کے کپڑے اُتارے جائیں گے۔ اور کلی و ناک میں پانی دینے بغیر اسے وضو کرایا جائے گا۔ البتہ غیر ذی شہور کہ
(نابالغ) ہو (تو اسے وضو نہیں کرائیں گے) اور کلی و ناک میں پانی دینے بغیر وضو کرائیں البتہ اگر چنی ہو۔
(ناپاک جسے غسل کی احتیاج ہو) تو کلی کرائیں گے اور ناک میں پانی دیں گے یعنی کپڑا جھو کر اچھی طرح
دھوئیں گے)

اور میت پر میری پتوں اور اس شان (ایک قسم کی گھاس) سے جوش دیا ہوا پانی بہایا جلتے گا۔ اور جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ پانی بہاویں گے۔
اور اس کا سر اور ڈاڑھی غلطی (رگن خیرہ) سے دھوئیں گے۔

پھر اسے باتیں کر دھڑ پر لٹا کر غسل دیں گے۔ جتنی کہ پانی تخت سے ملے ہوئے حصہ بدن تک پہنچ جاتے پھر داہنی کوٹ پر لٹا کر اسی طرح کہا جاتے پھر ٹیک لگا کر بیٹھا کر آہستہ آہستہ پیٹ ملیں گے۔ اور جو کچھ نکلے اسے دھویا جلتے گا۔ اور غسل کا اعادہ نہ ہو گا۔ پھر کپڑے سے پانی پونجھ دیا جلتے۔ اور اس کے سر اور ڈاڑھی پر خوشبو ملیں اور سجدوں کی جگہ پر کافور ملیں۔

اور زیادت ظاہر ہو کر مرد سے اندرون غسل رُئی کا استعمال داخل غسل نہیں ہے اور نہ اس کے ناخنوں کو کاٹا جاتے اور نہ اس کے بالوں میں کنگھی کی جاتے اور نہ اسکی ڈاڑھی میں کنگھی کریں۔

اور عورت کے لئے درست پینے کو زہ اپنے خاوند کو غسل دے اس کے برعکس یہ درست نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو غسل دے جس طرح ام ولد کے واسطے اپنے آقا کو غسل دینا درست نہیں
اور اگر عورت جو مردوں کے ہمراہ ہو موت کی آغوش میں سو جاتے تو اسے ایک کپڑے کے واسطے سے (کپڑا لپیٹ کر یا دستانے پہن کر) تیمم کرادیں جیسے کہ اس صورت میں حکم ہے جبکہ عورتوں کے ہمراہ مرد کا انتقال ہو جاتے (اور مرد غسل دینے والا موجود نہ ہو)

اور ذی رحم محرم موجود ہونے کی صورت میں بلا کپڑے کے تیمم کرادے۔

اور اسی طرح ذیائیت کے ظاہر کے مطابق غنشی مشکل (جس کے مرد اور عورت دونوں کی علانہ ہوں) کو تیمم کرادیں اور مرد و عورت کے واسطے ایسے نابالغ لڑکے اور لڑکی کو غسل دینا درست و جائز ہو (جو بھی) شہوت کی عمر کو نہ پہنچے ہوں

اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ میت کو بوسہ دیا جائے۔

اور زیادہ صحیح قول کے مطابق شوہر پر بیوی کا کفن واجب ہے خواہ وہ تنگ دست ہی کیوں نہ ہو۔
اور وہ شخص جس کے پاس اپنا کوئی مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص پر لازم ہو گا جس پر اس کے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو اور اگر کوئی اس طرح کا شخص (عزیز) موجود نہ ہو جس پر اس کے نفقہ کا وجوب ہوتا ہو تو اس کا کفن بیت المال سے دیا جلتے گا۔

اور اگر اس کا کفن بوجہ بحر (بیت المال خالی ہونے) یا ظلم کے سبب نہ دیں تو اس کے کفن کا وجوب لماؤں پر ہو گا۔ اور جس شخص کے پاس ایسی میت کی تجنیز و تکفین کے لئے کچھ موجود نہ ہو تو اس کے لئے درست ہے کہ وہ

اسکی خاطر دوسرے لوگوں سے سوال کرے

ان کپڑوں میں سے جنہیں وہ دورانِ حیات پہنا کرتا تھا اور کفایت کے طریقے سے کفن (یعنی وہ کفن جو کافی ہو جائے) انار (تہ بند) و لافاف ہے۔

اور افضل یہ ہے کہ کفن سفید سوئی کپڑے سے ہو۔ اور تہ بند اور لافاف دونوں کپٹی سے پاؤں تک ہونے اور ٹھیک بلا آستین اور بغیر کلی و لبیب ہونا چاہیے اور اس کے کناروں کو پہننا چاہیے۔

اور زیادہ صحیح قول کے مطابق کفن میں عمامہ باعثِ کرامت ہے اور میت کو (اذل) بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے پلٹیں۔ اور کفن کے کھل جانے کا اندیشہ ہو تو اسے باندھ دیا جائے

اور عورت کے لئے مسنون کفن (زنائیمص)، ازاد لافاف کے علاوہ اور مضمی اور سینہ بند ہے کہ اس سے اسکی چھاتیاں باندھی جائیں اور (اگر یہ کپڑے ہوں) تو عورت کے لئے (لافاف اور انار) اور اور مضمی کافی ہے اور اس کے بالوں کو دو لٹوں پر تقسیم کر کے سینہ پر ڈال دیں (عورت کو اوقل فیص پہنائیں، اور اس کے بالوں کے دو حصے کمر کے اسکے سینہ پر انھیں کے اوپر ڈال دیں۔ پھر اس کے اوپر اور مضمی پہنے گی لافاف کے نیچے پھر سینہ بند اس کے (لافاف) کے اوپر اور میت کو کفن میں داخل کرنے (اور پہننے سے قبل) تین بار کفن کو دھوئی دیں۔ اور کفن ضرورت وہ کہلاتا ہے جو میسر ہو۔

تشریح و توضیح | الجنائش الخ۔ احکام نماز اور اس کے متعلقات سے فارغ ہو کر میت کے غسل دین اور نماز جنازہ کا حال بیان کرنا شروع کیا

الجنائش الخ۔ زبر کے ساتھ جنازہ کی جمع ہے اور جنازہ میت کو کہتے ہیں اور زبر کے ساتھ وہ تخت یا چار پائی کہلاتی ہے جس پر میت کو اٹھاتے ہیں۔

ومیقن الخ۔ یعنی حاضرین قریب المرگ کو کلمہ شہادت کی تلقین کریں گے اور یہ تلقین کرنا مستحب ہے ”ہنر“ میں مستحب لکھا ہے اور ”قنیر“ میں تلقین واجب ہے۔ اور ان کا استدلال یہ مدیث ہے کہ اپنے مرنے والے قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کر دے (روایت سلم اور سنن میں موجود ہے) تلقین کی شکل یہ ہے کہ لوگ گنبد آواز سے خود یکدم پڑھیں تاکہ وہ سنکر اسے دھرانے لگے۔ خود پڑھنا اور قریب المرگ سے پڑھنے کے لئے کہنا مناسب نہیں کیونکہ تکلیف اس پر غالب ہوتی ہے۔

ثم جی دعن ثیابہ الخ۔ یعنی میت کے کپڑے اتار کر غسل دیا جائے۔ اگر کپڑوں سمیت غسل دیا جائے تب بھی مضائقہ نہیں (بشرطیکہ کپڑے پاک ہوں)

اصل اس بابے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ جب صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے کہ میں معلوم نہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہم مبارک سے کپڑے اتاریں جس طرح ہم اپنے موتی کے کپڑے اتارتے ہیں یا کپڑوں سمیت آپ کو غسل دیں جب صحابہ کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نذیر طاری کر دی پھر سب گھر کے گوشہ سے یہ کہتے ہوئے آئے کہ آنحضور کو کپڑوں سمیت غسل دیں پس آنحضور کو آپ کے کپڑوں میں غسل دیا گیا یہ روایت ابو داؤد (دیں موجود ہے)

علیٰ مساجدہ المسجد کی جمع جیم کے زبر کے ساتھ یعنی پیشانی اور ناک دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں قدم ان اعضا کی خصوصیت انہی کرامت و عظمت کی بنا پر ہے "دار" میں اسی طرح ہے۔

وسئلہ العمامۃ الخ زاہری نے "تہنّی" میں بیان کیا ہے کہ زیادہ صحیح قول کے مطابق میت کے عمامہ باندھنا مکروہ ہے اور اسکی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ اگر میت کے عمامہ باندھنا بہتر ہو تو قساوات کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باندھا جاتا۔

(فصل) الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فَوْضٌ كَفَايَةٌ وَاركَاهَا التَّكْبِيرَاتُ وَالْقِيَامُ وَشَرُّ اِطْلَافِ سِتَّةٍ اِسْلَامِ الْمَيِّتِ وَطَهَارَتُهُ وَتَقْدِيمُهُ وَحُضُورُهُ اَوْ حُضُورُ اَكْثَرِ بَدَنِهِ اَوْ كُفْضِهِ مَعَ لَاسِهِ وَكُونَ الْمُصَلِّي عَلَيْهَا غَيْرَ رَاكِبٍ بِلَا عَذْرِ وَكُونَ الْمَيِّتِ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى أَيْدِي النَّاسِ لَمْ تَحْزَنْ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُتَخَارِفِ إِلَّا مِنْ عُدْرٍ وَسُخْمَا اِمْرَئِئِ قِيَامِ الْاِمَامِ بِحَدِّ اِصْطِرَافِ الْمَيِّتِ ذَكَرَ اِنْ كَانَ اَوْ اُنْثَى وَالنَّسَاءُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ الْاَوَّلِي وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَالِدَعَا لَلْمَيِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَةِ وَلَا يَتَعَيَّنُ لَهُ شَيْءٌ اِنْ دَعَا بِالْمَأْثُورِ فَهُوَ اَحْسَنُ وَابْلَغُ وَمِنْهُ مَا حَفِظَ عَوْتُ مِنْ دَعَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاعْرِضْهُ لَكَ وَتَبِعْ مَذْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالتَّلَجِّ وَالْبُرْدِ وَتَقَبَّلْهُ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يَنْبَغِي التَّوْبِ الْاَمِيصُ مِنَ الدُّنْيَا وَابْدِلْهُ دَارَ اٰخِرًا مِنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِدْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَبِسْمِ بَعْدَ التَّلَاقِ مِنْ غَيْرِ دَعَاءٍ فِي ظَاهِرِ الشَّرَاطِ وَلَا يَسْ فَعِيْدُ بِهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرِ الْاَوَّلِي وَلَوْ كَبَّرَ الْاِمَامُ خَمْسًا لَمْ يَتَّبِعْ وَلَكِنْ يَنْتَظِرُ سَلَامَةً فِي الْمَخْتَارِ وَلَا يَسْتَغْفِرُ لِمُجْتَنِبٍ وَصَبِي وَيَقُولُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاَجْعَلْهُ لَنَا اَحْمَرًا وَتَعْرًا وَاَجْعَلْهُ

لَا شَأْنَكَ وَمُسْقَعًا

ترجمہ :- میت پر نماز پڑھنے کو فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے (یعنی کچھ لوگ پڑھ لیں تو سب کی طرف سے
خدا دادا ہو جائے گا۔ درند سب گناہگار ہوں گے۔ نماز جنازہ کے ارکان (چار) تکبیریں اور قیام ہے
چھ چیزیں نماز جنازہ کے شرائط میں داخل ہیں۔

(۱) میت مسلمان ہو (۲) میت پاک ہو (۳) نماز پڑھانے والا میت کے آگے سینہ کے
مقابل کھڑا ہو (۴) میت یا اس کے جسم کا زیادہ یا کم (اکرم) (ضعف سامنے ہو) (۵) کسی عذر کے بغیر
نماز پڑھنے والا سوار نہ ہو۔ (اور سوار ہونے کی حالت میں نماز ادا نہ کرے)

(۶) میت زمین کے اوپر ہو پس اگر جنازہ لوگوں کے ہاتھوں یا سواری کے اوپر ہو تو رائج قول
کے مطابق (اگر اٹھارہ یا سا ہو) نماز جائز نہ ہوگی۔

نماز جنازہ میں چار چیزیں مسنون ہیں (۱) نماز پڑھانے والا میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو۔
خواہ میت مذکر ہو یا مؤنث (۲) تکبیر اولیٰ کے بعد ثانیہ پڑھنا (۳) دوسری تکبیر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود شریف پڑھنا (۴) تیسری تکبیر کے بعد میت کے واسطے دعا

میت کے لئے کوئی خصوص دعا مقرر نہیں لیکن منقول (احادیث صحیحہ میں مروی) دعا پڑھنا زیادہ بہتر
اور معین مقصود ہے منقول دعاؤں میں سے ایک دعا حضرت عوف رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے یاد کردہ ہے (حسب ذیل) دعا ہے ۔ اے اللہ اے بخش دے اور اس کے اوپر رحم کر اے عاقبت عطا کر۔
اسکی آمد کو مکرم فرما اس کی قبر کشادہ کر دے اور اسے پانی برف اور لیل کے ذریعہ دھو دے اور اسے اس طرح
خطاؤں سے پاک کر جس طرح سفید کپڑوں کو میل کھیل سے پاک و صاف کیا جاتا ہے اور اسکو بدل میں دینوی
مکان سے بہتر عطا فرما۔ اور دینوی اہل دیال سے اچھے اہل دیال بخش دے اور اسے دینوی جوڑے سے
بہتر جوڑا عنایت کر۔ اور اسے داخل جنت فرما اور اسے عذاب قبر و عذاب جہنم سے محفوظ رکھ اور رست
کے ظاہر کے مطابق چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا پڑھے بغیر سلام پھیرے

اور پہلی تکبیر کے سوا کسی اور تکبیر میں ہاتھ اٹھانے اور امام نے پانچویں تکبیر کہہ دی ہو تو مقتدی اپنا چوبیس
تکبیر میں اسکی اقتدی نہ کرے اور رائج قول کے مطابق امام کے سلام پھیرنے کا منتظر ہے۔

اور میت پگلاں اور بچہ ہو تو اس کے واسطے استغفار نہ کرے۔ اور کہے ۔ اے اللہ اے ہمارے لئے
پیش رو بنائے اور اسے ہمارے واسطے (ذریعہ) اجر بنائے ۔ اے اللہ اے ہمارے لئے ذریعہ آخرت بنائے

خَرَّ يَمَتَهُ وَمَنْ حَضَرَ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الرَّابِعَةِ نَبَلَ السَّلَامُ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ
 فِي الصَّحِيحِ وَتَكَرَّرَ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ وَهُوَ فِيهِ اَوْخَارُ رَجُلٍ
 وَبَقِيَ الثَّانِي فِي الْمَسْجِدِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَمِنْ اسْهَلِ سَمِي وَعَسَلِ وَصَلَّى عَلَيْهِ
 وَإِنْ اسْهَلِ عَسَلِ فِي الْمُخْتَارِ وَأُذِيحَ فِي خَوْفَةٍ وَذَيْنَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ كَصِي
 يُبَى مَعَ أَحَدِ أَبَوَيْهِ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمَا أَوْهُمَا أَوْ لَمْ يُسَبِّ أَحَدُهُمَا
 مَعَهُ وَإِنْ كَانَ يَكْفِيهِ قَرِيبٌ مُسَلِّمٌ عَسَلَهُ كَعَسَلِ خَزْفَةٍ خَسَنَةٍ وَكَفَنَهُ
 فِي خَزْفَةٍ وَاقْلَاهُ فِي حُفْرَةٍ أَوْ دَكْعَةٍ إِلَى أَهْلِ مِلَّتِهِ وَلَا يُصَلِّي عَلَى بَاغٍ وَقَاطِعٍ
 طَرَبِي قَتَلَ فِي حَالَتِهِ الْمُحَارَبَةَ وَقَاتِلَ بِالْحَقِّ غِيْلَةً وَمُكَابِرَةً فِي الْمِصْرِ لِيْلًا بِالسَّلَامِ
 وَمَقْتُولٍ عَصَبِيَّةً وَإِنْ عُسِلُوا وَقَاتِلَ نَفْسَهُ يُعَسَلُ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ لَا عَلَى
 قَاتِلِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ عَمْدًا

ترجمہ :- اور امانت کے لئے زیادہ بہتر بادشاہ ہے اور وہ نہ ہو تو بادشاہ کا نائب اور وہ نہ ہو تو قاضی،
 پھر (وہ نہ ہو تو) محلہ کی مسجد کا امام پھر ولی میت (عصبات کی ترتیب کے اعتبار سے) اور وہ شخص جسے امامت
 میں مقدم ہونے کا حق ہو اس کے لئے درست ہے کہ وہ اپنے علاوہ کسی اور کو امامت کی اجازت عطا کرے
 اگر اس شخص کے علاوہ جسے حق تقدم حاصل ہو کوئی اور نماز پڑھائے تو اسے غار دھرنے کا اختیار ہے اور
 جو شخص دوسرے کے ہمراہ نماز پڑھ چکا ہو اسے از سر نو نماز پڑھنے کا حق نہ ہوگا

وہ شخص جسے میت کی نماز پڑھنے کا زیادہ حق ہو مٹتی ہر قول کی رو سے اسی کا حق میت کی نماز پڑھانے کی
 وصیت کردہ شخص کے مقابلہ میں زیادہ تسلیم کیا جائے گا۔

اور اگر کسی میت کو نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تو جب تک میت نہ پھٹے (ظن غالب کے مطابق)
 اس کی قبر کے اوپر نماز پڑھی جائے گی خواہ میت کو غسل کے بغیر ہی دفن کر دیا گیا ہو۔
 اور اگر کسی جنازے اٹھے ہو گئے ہوں تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی نماز الگ الگ
 پڑھی جائے اور ان میں جو (دین داری و علم و فضل کے اعتبار سے) افضل ہو اسے پہلے اور اس کے بعد دُور کو
 باعتبار فضیلت بالترتیب رکھیں۔

اور اگر کسی جنازے اٹھے ہوں امام ان تمام پر ایک ہی بار نماز پڑھے تو قبل کی طرف سارے جنازے ایک
 لمبی صف کی صورت میں اس طریقہ سے رکھے جائیں کہ ان میں سے ہر میت کا سینہ نماز پڑھانے والے کے سامنے

ہے اور بصورتِ صغیر رکھنے میں بھی ترتیب کی رعایت کی جائے پس مردام سے متصل رہیں پھر ان کے بعد بچے اس کے بعد غنٹ، پھر عورتیں۔

اور اگر ان چار قسم کی میتوں کو ایک قبر میں رکھا جائے تو ترتیب ذکر کردہ ترتیب کے برعکس ہوگی (یعنی پہلے عورتیں پھر غنٹ پھر بچے پھر مرد) جس شخص کو امام در تکبیروں کے بیچ میں ملے (کہ وہ کسی دعا میں مصروف ہو) تو اس وقت اقتدری نہ کرے بلکہ امام تکبیر کا منتظر رہے تب اس کے ہمراہ داخل نماز ہو۔ اور اندر دُعا موقوفت امام کرے اس کے بعد جنازہ اٹھنے سے قبل قبئی نماز فوت ہو گئی ہو اسکی قضا کرے۔

اور امام کی تکبیر تحریمہ کہنے کے وقت موجود شخص امام کی اگلی تکبیر کا انتظار نہیں کرے گا۔ (بلکہ تکبیر کہے گا اور امام کے ہمراہ شریک نماز ہوگا۔)

اور امام کے چوتھی تکبیر کہہ چکنے کے بعد سلام سے قبل آنے والے شخص کی جنازہ کی نماز فوت ہو گئی، درست قول کے مطابق یہی حکم ہے

اور رائج قول کے مطابق ایسی مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے جس میں جماعت ہوئی ہو۔ خواہ وہ اندرون مسجد (داخل مسجد) جنازہ ہو یا خارج مسجد ہو اور کچھ لوگ اندرون مسجد ہوں۔

اور جو کچھ پیدا تش کے بعد مر جائے اگر مرد یا اور چلایا ہو (جو زندگی کی علامت ہے) تو اس کا نام رکھا جلتے گا۔ اور اس پر نماز پڑھی جلتے گی۔ رائج قول کے مطابق در غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر بغیر نماز پڑھے دفن کیا جائے گا۔

جیسے وہ بچہ جو اپنے والدین کے ہمراہ دار کُوب سے قید کر کے لایا جائے البتہ اگر والدین میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا یا وہ خود دائرۃ اسلام میں داخل ہو گیا ہو یا تنہا اسے قید کیا گیا ہو اور والدین میں سے کوئی اس کے ساتھ قید نہیں کیا گیا تو اس پر نماز پڑھیں گے۔

اور اگر مرنے والے کا مرد یا کوئی مسلمان عزیز ہو تو وہ مسلمان اسے ناپاک چیز کی طرح غسل دے (نہ اسے وضو کراتے اور نہ دایئیں جانب سے شرف کرے)۔

اور ایک کپڑے میں اسے لپیٹ کر اور گرہا (بلا رعایت سنت) کھود کر اس میں ڈال دیا جائے گا یا اسے اس کے اہل مذہب کے سپرد کر دے گا۔

اور باقی اور وہ ڈاکو جو بحالت جنگ قتل کیا جائے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں گے اور درہ شخص جو پویشیدہ طور پر لوگوں کو گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیتا ہو یا بوقت شب ہتھیار بند ہو کر اندرون شہر ڈاکو ڈالے یا عصبیت میں جنگ کرتا ہو یا ہلاک ہو ان میں سے کسی پر نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے اگرچہ ان تمام کو نہ لایا جائے

وہ شخص جس نے خودکشی کر لی ہو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھیں گے۔ اور جس شخص نے اپنے والدین میں سے کسی کو عمدۃً قتل کیا ہو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے

تشریح و توضیح | احق بصلوۃ الخ یعنی نماز جنازہ کی امامت کا حق بادشاہ کو ہے اگر وہ موجود ہو کیونکہ اس اعزاز کا سبب زیادہ مستحق وہی ہے اور وہ نہ ہو تو قاضی اپنے منصب و اتقان کی حیثیت کی بنا پر اس کا زیادہ مستحق ہے اور وہ بھی نہ ہو تو امام مسجد محلہ جو پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہو وہ اس لائق ہے کہ اسے آگے بڑھایا جائے۔ ولی میت پر ان تینوں کو مقدم کرنا اس صورت میں ہے کہ یہ تینوں ولی سے افضل ہوں۔ ولی میت میں ترتیب عسبات کا خیال رکھا جائے گا۔ اور اقرب کو ابعد پر مقدم کیا جائیگا

ونکسہ الصلوۃ علیہ فی مسجد الجماعة الخ یعنی ایسی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جس میں جماعت ہوتی ہو مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ قاسم ابن قطلوبغا نے ایک نقل رسالہ اس موضوع پر لکھتے ہوئے ایک مراعت کی ہے۔ متاخر بن فقہا کا میلان اسی طرف ہے اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ مسجد نبوی کے مشرف کے بعد جو اس میں نماز جنازہ پڑھنے کی نہیں تھی بلکہ میدان یا میدانِ کلاہ اس کیلئے تشریف لے جاتے تھے یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی غدر نہ ہو اور اگر بارش وغیرہ کا مذر ہو تو مکروہ نہیں۔

فی مسجد الجماعة الخ یعنی ایسی مسجد میں جہاں باجماعت نمازیں ہوتی ہوں وہاں نماز جنازہ مکروہ ہے یہ حکم اس مسجد جنازہ گاہ سے استرازا مقصود ہے جو نماز جنازہ ہی کے لئے بنائی جاتی ہے۔

وعسئل الخ کیونکہ کچھ دنیا میں بحالت حیات آیا اور بعد میں انتقال ہوا پس اسکے لئے زندوں کا حکم ہوگا اور وہ عل جو زندہ کے مرجعے پر کیا جاتا ہے اس کے ساتھ بھی کیا جائے گا۔ اصل اس بارے میں کچھ سے متعلق جو حدیث ہے کہ نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی اور نہ وہ وارث ہوگا اور نہ اس کی میراث ملے گی۔ یہاں تک کہ وہ روتے (یہ روایت ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ میں موجود ہے) یعنی اگر آثار حیات نمایاں ہو جائیں اور اس کا زندہ ہونا متحقق ہو جائے تو حدیث شریف میں ذکر کردہ احکام اس پر مرتب ہوں گے ورنہ نہیں۔

ادھو الخ یعنی اگر کچھ عود و مائل و ذی شعور ہو تو اس کا اسلام قابل قبول اور شرعاً معتبر ہے اس کا مسئلہ کتب حدیث و سیر میں ذکر کردہ ہے واقعہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نابالغی کی حالت میں اسلام قبول کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول فرمایا۔

والقاع الخ یہ حکم بھی اس صورت میں ہے کہ اس کا اور کوئی قریبی کافر عزیز موجود نہ ہو۔ اگر موجود ہو تو اس سے بھی باز آنا اور ترک ادائی ہے۔

رَفَصْلٌ فِي حَمَلِهَا وَدَفْنُهَا) يَسْتَحِبُّ لِحَمَلِهَا أَرْبَعَةَ رِحَالٍ وَيَتَّبِعِي حَمَلَهَا الْبَعِيضَ خُطْوَةً
يَبْدَأُ مَقْدَمِهَا الْاَيْمَنَ عَلَى يَمِينِهِ وَيَسِيْرُهَا مَا كَانَ جِهَةً يَسَارِ الْحَامِلِ ثُمَّ
مُؤَخَّرُهَا الْاَيْمَنَ عَلَيْهِ ثُمَّ مَقْدَمُهَا الْاَيْسَرَ عَلَى يَسَارِهِ ثُمَّ يَخْتِمُ الْاَيْسَرَ عَلَيْهِ وَ
يُسْحَبُ الْاِسْرَاعُهَا بِالْخَبَبِ وَهُوَ مَا يُؤَدِّي إِلَى اضْطِرَابِ النَّيْتِ وَالْمَشْيُ خَلْفَهَا
الْفَضْلُ مِنَ الْمَشْيِ لِأَمَامِهَا لَفَضْلِ صَلَاةِ الْفَرَضِ عَلَى الْتَفَلُّ وَكَرَاهَةُ رَفْعِ الصَّوْتِ
بِالدُّكْرِ وَالْجُلُوسِ قَبْلَ وَضْعِهَا وَتَحْمِلُ الْقَبْرِ يَصِفُ قَامَةً أَوْ إِلَى الصِّدْرِ وَإِنْ زِيدَ
كَانَ حَسَنًا وَلَيْعَدٌ وَلَا يُشَقُّ إِلَّا فِي أَرْضٍ رِخْوَةٍ وَيَدْخُلُ النَّيْتُ مِنْ جِهَةِ الْقَبْلَةِ وَيَقُولُ
وَأُضَعُّهُ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُوجِّهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ
عَلَى جَنْبِهِ الْاَيْمَنَ وَتَحْلُ الْعَقْدُ وَيُسَوَّى اللَّيْنُ عَلَيْهِ وَالْقَصَبُ وَكَرَاهَةُ الْأَجْرُ
وَالْحَسَبُ وَأَنْ يُسَجَّى قَبْرُهَا لَا قَبْرُكَ وَتَهَالُ التُّرَابُ وَبَسْمُ الْقَبْرِ وَلَا يُرْفَعُ
وَيَحْمَرُّ الْبَسَاءُ عَلَيْهِ لِلتَّزْيِينَةِ وَيَكْرَهُ لِلْأَحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ وَلَا بَأْسَ بِالْكِتَابَةِ عَلَيْهِ
لِئَلَّا يَذْهَبَ الْأَثَرُ وَلَا يُمْتَحَنُ وَيَكْرَهُ الدَّفْنَ فِي الْبُيُوتِ الْخِصَاصِ بِالْأَنْبِيَاءِ
عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَيَكْرَهُ الدَّفْنَ فِي السَّاقِ وَلَا بَأْسَ بِدَفْنِ أَكْثَرِ مَنْ وَاحِدٍ
فِي قَبْرِ لِلصَّرُورَةِ وَيَحْمَرُّ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالتُّرَابِ وَمَنْ مَاتَ فِي سَفِينَةٍ وَكَانَ الْبَرْ
بَعْدَ الْأَخْيَافِ الصَّرُورَةِ وَلَكِنْ وَصَلَى عَلَيْهِ وَالْقِي فِي الْبَحْرِ وَسُحِبَ الدَّفْنُ
فِي مَحَلٍّ مَاتَ بِهِ أَوْ قُتِلَ فَإِنْ قُبِلَ الدَّفْنُ فَدَرَمِلٍ أَوْ مِيلَيْنِ لَا بَأْسَ بِهِ وَكَرَهُ
نَقْلُهُ إِلَّا كَثْرَتُهُ وَلَا يَجُوزُ نَقْلُهُ بَعْدَ دَفْنِهِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ
مَغْصُوبَةً أَوْ أُخِذَتْ بِالشَّفْعَةِ وَأَنْ دُفِنَ فِي قَبْرِ خُفَرٍ لَغَيْرِهِ صَيِّمَةً الْحَبْرِ
وَلَا يَجُوزُ مِنْهُ وَيَبْتَسُّ لِمَتَاعِ سَقَطَ فِيهِ وَلَكِنْ مَغْصُوبٌ وَمَالٌ مَعَ النَّيْتِ
وَلَا يُبْتَسُّ بِوَضْعِهِ لَغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ عَلَى يَسَارِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

ترجمہ :- اور جنازہ چار آدمیوں کا اٹھانا سنون ہے موزوں یہ ہے کہ ایک آدمی چالیس قدم تک جنازہ
اٹھاتے اس طرح کہ پہلے اس لگے داہنے شانے پر اور جنازہ کا داہنا اسے کہیں گے جو اٹھانے والے شخص کے
اٹنے ہاتھ کی طرف ہو اس کے بعد جنازہ کا پچھلا دایاں حصہ اپنے بائیں شانہ پر رکھے اس کے بعد جنازہ کا اگلا
دایاں حصہ اپنے بائیں شانہ پر رکھے اس کے بعد اخیر میں جنازہ کا پچھلا دایاں حصہ اپنے بائیں کاندرے پر رکھے گا

اور اچھے بغیر جنازہ تیرے چلنا باعثِ استحباب ہے۔ خوب ایسی رفتار رکھلاتی ہے جس کی وجہ سے میت کو جھٹکے لگتے ہوں۔

اور جنازہ کے اُگے چلنے کے بجائے جنازہ کے پیچھے چلنا باعثِ فضیلت ہے ایسی ہی فضیلت صبی فرض نماز کو نماز نفل پر حاصل ہے اور باعثِ کراہت ہے کہ جنازہ لے جاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کیا جائے۔ اور جنازہ رکھے جانے سے قبل بیٹھنا باعثِ کراہت ہے۔ اور قبر نصف قد کے بقدر گہری یا سینہ تک کھد کھودیں گے اور گہرائی اس سے زیادہ ہو تو اچھا ہے اور قبر نقلی بنائیں گے شق نہیں بنائی جائیگی۔ البتہ اگر زمین نرم ہو تو شق بنائی جائیگی اور میت کو قبلہ کی جانب سے رکھیں گے اور رکھنے والا کہے گا بسم اللہ و علیٰ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دائیں جانب لٹا کر اس کا منہ قبلہ رخ کیا جائے گا اور کفن کی گرہ کھول دی جائیگی اور کچھ اینٹ اور بالس قبر پر رکھے۔

اور پچی اینٹ اور کھڑی (سوکھی کھڑی) قبر میں بچھانا مکروہ ہے اور میت رکھتے وقت عورت کی قبر پر پردہ کیا جاتے اور مرد کی قبر پر پردہ نہ کر دیں گے۔ اور مٹی ڈالی جاتے گی اور قبر کو بان نہ بنائی جاتے مربع نہ بنائی جاتے

اور حرام ہے کہ زینت کے واسطے قبر تعمیر کی جائے اور باعثِ کراہت (مکروہ تحریمی) ہے کہ دفن کے بعد مضبوطی و استحکام کی خاطر تعمیر کی جائے۔

اور قبر پر لگاں خیال سے کچھ کچھ دیں (کتبہ لگادیں) کہ قبر کا نشان نہ مٹے اور وہ زندگی نہ جاتے تو اس میں حرج نہیں۔ گھر میں دفن کرنا باعثِ کراہت ہے اسلئے مکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے۔

اور باعثِ کراہت ہے کہ فحاشی (بند کمرہ نما جگہ) میں دفن کیا جائے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ کہ ضرورتاً ایک قبر میں ایک سے زیادہ مردے دفن کئے جائیں اور مرد و جنازوں کے درمیان ٹٹی مٹی مائل کریں۔ اور جس شخص کا کشتی (یا کجی جہاز) میں انتقال ہو جائے اور کشتی (ساحل) مسافت پر ہو یا میت کو ضرر کا اندیشہ ہو (مثلاً یہ کہ لاش گل مٹر جائے گی) تو اس صورت میں اسے نہلا کر کفن پہننا کر نماز جنازہ پڑھیں اور اسے سمندر میں ڈال دیں باعثِ استحباب ہے کہ اسی جگہ (اسی جگہ) قبرستان میں دفن کریں جہاں موت سے پہلے نماز ہو یا جس جگہ اسے قتل کیا جائے۔ پس اگر تدفین سے قبل ایک یا دو میل منتقل کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور مسافت اس سے زیادہ ہو تو اس کا منتقل کرنا باعثِ کراہت ہے اور اگر میت دفن کر دی گئی ہو تو بالاتفاق سب کے نزدیک یہ ناجائز ہے کہ میت ختم کی جائے۔ البتہ اگر وہ زمین جہاں دفن کیا ہو۔

مقصود ہو یا شفعہ کے ذریعہ لی گئی ہو تو میت کو دہاں سے منتقل کر دینا جائز ہے

اور اگر میت ایسی قبر میں دفن کر دی جائے جو کسی اور کے لئے کھودی ہو تو (اس صورت میں) اُجرت کھدائی کا ضمان لازم ہوگا۔ اور میت کو اس قبر سے نہیں نکالیں گے۔

اور قبر اندر دفن قبر گرے ہوئے سامان، یا میت کے ساتھ دفن شدہ مال یا عصب کئے گئے۔ کفن کی خاطر کھول سکے۔ ہیں اور میت اگر قبلہ رخ نہ رکھی گئی یا بایں کمرٹ پر لٹادی گئی ہو تو اسی وجہ سے قبر کو نہیں کھولیں گے۔ (اور اگر زائدہ جاننے والے ہیں)

تشریح و توضیح | ودفعھا الا دفن میت فرض کفایہ ہے۔ قبر میں کد مسزن ہے شق نہیں کھدائے

کہتے ہیں کہ پوری قبر کھود کر اس کے اندر قبلہ کی جانب ایک گڑھا کھودا گیا ہو اور مردہ اس میں رکھا جائے اسے جہت دار کھود کی مانند بنا دیا جائے لیکن اگر زمین نرم ہو اور اسکی وجہ سے کد ممکن نہ ہو تو شق میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، شق یہ کہلاتی ہے کہ نہر کی مانند قبر کے درمیان ایک گھڑا کھود کر اسکی دونوں جانب کچے کچی اینٹیں یا کچھ اور لگادیں اور اس میں مردہ کو رکھ دیا جائے اور جہت بنا دی جائے میاں قد شخص کے سیدنتک قبر کی گہرائی ہو، گہرائی اس سے زیادہ ہو تو افضل ہے۔ بحوالہ حسن ابن زیادہ امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ قبر کا طول اتنا ہونا چاہیے جتنا میت کے قد کا طول ہو اور چوڑائی نصف قد کی مقدار رہنی چاہیے (یہ ساری تفصیل "سراج الوہاج، فتاویٰ قاضی خاں، معراج الدرایہ اور معقولات میں موجود ہے) پانی کے بہاؤ کے مقام پر دفن مکروہ ہے۔ اندر دفن قبر اترنے والے لوگ خواہ باعتبار عدد و جفت ہوں یا طاق اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قبر میں اترنے والے لوگوں کا قوی، امین اور صالح ہونا مستحب ہے۔

مردہ کے دفن میں حاضر ہونے والوں کے لئے دونوں ہاتھوں سے تین تین لپ قبر پر مٹی ڈالنا مستحب ہے مٹی سر کی طرف سے ڈالنی چاہیے۔ پہلا لپ ڈالتے ہوئے "منھا خلقنکھ" دوسرا لپ ڈالتے ہوئے "وفیھا نعیدکم" اور تیسرا لپ ڈالتے ہوئے "دمھا خنجنکھ تا راقۃ اخوی" پڑھیں (یہ تفصیل تار تار غانیہ، فتح القدیر، اور سراج الوہاج میں موجود ہے۔

دکا باس بدن دفن اک شرم و احد فی قبور الہ ایک قبر کے اندر دو تین مردوں کو دفن نہ کیا جائے لیکن ضرورتاً درست ہے ایسی شکل میں ایک دوسرے کے بیچ میں کچھ مٹی کی اوٹ کر دی جائے۔

دینبش ملتاع الخو قبر میں کچھ مال و بھائے اور مٹی ڈال دینے کے بعد پتہ چلے تو پھر قبر کھودی جائے فقہاء کہتے ہیں کہ ایک درہم کا مال ہونے کی صورت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ "بحر الرائق" وغیرہ میں اسی طرح ہے۔

رَفَصْلٌ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ) نَذَابٌ زِيَارَتُهَا لِلتَّجَالِدِ وَالنَّسَاءِ عَلَى الْأَصَحِّ وَتَحْتِ
قِرَاءَةِ لَيْسَ لِمَا دَرَدَ أَتَى مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَقَرَأَ لَيْسَ تَحَقَّقَتْ اللَّهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ
وَكَانَ لَهُ يَحْدِدُ مَا فِيهَا حَسَنَاتٌ وَلَا يَكْرَهُ الْجُلُوسُ لِلْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ فِي
الْمُخْتَارِ وَكَرَهُ الْعُقُودُ عَلَى الْقُبُورِ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ وَوَطْؤُهَا وَالْقَوْمُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا
وَقَلْعُ الْحَشِيشِ وَالشَّجَرِ مِنَ الْمَقَابِرِ وَلَا كَأْسٍ يَبْلَعُ الْيَابِسَ وَنَحْمًا

ترجمہ :- زیادہ صحیح قول کے مطابق مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے قبور کی زیارت باعثِ استجاب
(مگر فقہاء عورتوں کو بعض قیود کے ساتھ زیارتِ قبور کی اجازت دیتے ہیں مثلاً کہ وہاں جا کر نوحہ نہ
کریں۔ بوسہ نہ دیں۔ نیز وہاں تک پہنچنے کا راستہ مومن ہو اور کسی دوسرے مفید کا فطنہ نہ ہو) اور
باعثِ استجاب ہے کہ سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جائے اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص
قبرستان میں پہنچ کر سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ (اسکی برکت سے) اس کو رُزق عذاب میں
تحقیق فرما دیتا ہے اور تلاوت کرنے والے کو اس قبرستان میں دفن شدہ مردوں کے بقدر نیکیاں
ملتی ہیں

راج قول کے مطابق قریبِ تلاوت کرنے والے کے واسطے بیٹھنا باعثِ کرامت نہیں اور تلاوت
مقصود نہ ہو تو قبر کے نزدیک بیٹھنا باعثِ کرامت ہے۔

اور قبر کو روندنا اور قبر پر سونا اور قبر پر رخ حاجت (یا غامد پیشاب کرنا) اور قبرستان کی (تر) کھاس اور نشت
اکھاڑنا باعثِ کرامت ہے

اور گھاس خشک اور خشک درخت ہوں تو انہیں اکھاڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

تشریح و توضیح | و نَذَابٌ زِيَارَتُهَا الْوَعْبَةُ مَالِ كَرْنِ، آخرت کی یاد اور مردہ کے واسطے
دعا کرنے کی غرض سے زیارتِ قبور سُنَّوْنِ اور شرفِ پسندیدہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان
تشریف لے جاتے تو اول وہاں پہنچ کر فرماتے

مؤمنین کے گھر کے پسے والو تم پر سلام جو ہم انشاء اللہ تم لوگوں سے ملاقات کرنے والے ہیں (مسلم شریف)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گہے گہے تہا قبرستان تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی
عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود نہ پایا تو میں (آپ کی تلاش
میں) نکلی آپ کو جنت البقیع میں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا تمہیں اس بات

کا اندیشہ ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی (درمیری) بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں آپ نے فرمایا شعبان کی پندرہویں رات کو اللہ تعالیٰ نیچے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتے ہیں (قبیلہ کلب بکریوں کی کثرت میں مشہور تھا۔ (ترمذی شریف)

دکھ کر القعود الخ قبر پر عمارت بنانا یا قبر پر بیٹھنا سونا اور اس پر بچھلنا گناہ، پاخانہ و پیشاب کرنا باعث کراہت تحریمی ہے۔ قبر غراب ہو گئی ہو تو اسے مٹی سے لپ سے دینے میں کوئی حرج نہیں (تبیین) اور جو ہر اخلاقی، میں اس کی تصریح ہے۔

بَابُ احْکَامِ الشَّهِيدِ

الشَّهِيدُ الْقَتْلُ مِمَّنْ بَاجِلِهِ عِنْدَنَا أَهْلُ السَّنَةِ وَالشَّهِيدُ مَنْ قَتَلَهُ أَهْلُ الْحَرْبِ أَوْ أَهْلُ
الْبَغْيِ أَوْ قُطْعًا أَوْ طَرِيقًا أَوْ لِلصُّوَصِ فِي مَنْزِلِهِ لَيْلًا وَلَوْ بِمُشْقَلٍ أَوْ وَجَدَ فِي
الْمَعْرَكَةِ وَبِهِ أَشْرَ أَوْ قَتَلَهُ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمْدًا أَوْ مُحَدِّدٌ وَكَانَ مُسْلِمًا
بِالْإِخْلَاقِ عَنِ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَجَنَابَةٍ وَلَمْ يَزْنِ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحُجُبِ نِيْلُكُمْ
بِدَمِهِ وَثِيَابِهِ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ بِدَاغِ عَسَلٍ وَيُتْرَع عَنْهُ مَا لَيْسَ صَالِحًا لِلْكُفْرِ
كَالْعُرْوَةِ وَالْحَشْرِ وَالسَّلَاحِ وَالْدُّرْعِ وَنَزِيرٍ أَوْ يَنْقُصُ فِي ثِيَابِهِ وَكِرَ كَرُوعٍ جَمِيعَهَا
وَيُغْسَلُ إِنْ قَتِلَ صَبِيًّا أَوْ جُنُونًا أَوْ حَائِضًا أَوْ نَفْسَاءً أَوْ جُنُبًا أَوْ زَنَتْ بَعْدَ
انْقِضَاءِ الْحُجُبِ يَأْنِ أَكْلَ أَوْ شَرَبَ أَوْ نَامَ أَوْ تَدَاوَى أَوْ مَضَى وَقْتُ الصَّلَاةِ وَهُوَ
يَقُولُ أَوْ نُقِلَ مِنَ الْمَعْرَكَةِ لَا يَخُوفُ وَطَعُ الْحَيْلِ أَوْ أَوْصَى أَوْ بَاعَ أَوْ اشْتَرَى أَوْ تَكَلَّمَ
بِكَلَامٍ كَثِيرٍ وَإِنْ قُجِدَ مَا ذَكَرَ قَبْلَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ لَا يَكُونُ مَرْتَضًا وَيُغْسَلُ
فَقَتِلَ فِي الْمَصْرِ وَلَمْ يُغْلَمْ أَنَّهُ قَتِلَ بِحَدِّ ظُلْمًا أَوْ قَتِلَ بِحَدِّ أَوْ قُودٍ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ

ترجمہ ۱۔ اہل سنت کے نزدیک مقتول اپنی موت کے متعین وقت پر ہی موت کی آغوش میں سوتا ہے
(یہ کہہ کر مقتول کا مقصود ہے۔)

شرعاً شہید اسے کہتے ہیں جسے دارالحرب کے باغی یا ڈاکو یا چور اس کے مکان میں گھس کر اسے موت کے

گھاٹ اتار دیں اگرچہ بھاری چیز (غیر حار دار) کے ذریعہ ہلاک کر دیا ہو یا میدان قتل میں مردہ زخمی پایا جاتے یا ظناً عملاً حار دار آلہ کے ذریعہ مار ڈالا ہو۔

اور مرنے والا سلم بالغ ہو (اور) جنابت و حیض و نفاس میں مبتلا نہ ہو (بالغ کہہ کر بچہ (نا بالغ) سے احتراز مقصود ہے۔ غالباً کہہ کر اس سے احتراز مقصود ہے جس پر غسل واجب ہو مثل جنبی اور وہ عورت جو حیض و نفاس میں مبتلا ہو) اور لڑائی ختم ہونے کے بعد وہ پُرانا نہ ہو (یعنی میدان کارزار سے زمرہ نہ لگایا ہو) پس ہر نماز پڑھ کر بلا غسل خون آلودہ حالت اور خون آلودہ کپڑوں میں دفن کر دیا جاتے اور اس کے ان کپڑوں کو اتار لیں گے جو کفن کے لئے موزوں نہ ہوں۔ جیسے پوستین اور ہتھیار اور رتی سے تیار شدہ کپڑے اور زرہ۔ اور کپڑوں میں موزوں کمی بیشی کر دیں گے۔

اور باعث کراہت ہے کہ سارے کپڑے اتار دیئے جائیں اور نابالغ بچہ یا جنبی یا پامل یا حیض و نفاس والی عورت یا اختتام جنگ پر پرانا پڑ جانے والے کو غسل دیا جائے گا۔ اور پُرانا پڑنا یہ ہے کہ کچھ کھالے یا پالے یا سو جلتے یا دوا کر لے یا ایک نماز کا وقت بحالت ہوش و حواس گزر جائے یا گھوڑوں سے دُھمکے جانے کے خطرہ کے بغیر اسے میدان کارزار سے منتقل کیا گیا ہو۔

یادہ وصیت کرے یا کوئی شے فروخت کرے یا غریبے یا بہت بات چیت کی جو اگر ذکر کردہ باتیں اختتام جنگ سے قبل پائی گئی ہوں تو اسے مرثیہ (برانا) قرار نہیں دیں گے۔ اور وہ شہید ہی شمار ہوگا۔

وہ شخص جسے اندرون شہر قتل کر دیا گیا ہو اور یہ پتہ نہ چل سکے کہ وہ ظلاً قتل کیا گیا یا مراء یا بطور خاص قتل کر دیا گیا ہو تو اسے نہلا یا جلتے گا اور اس پر نماز پڑھی جائیگی۔

تشریح و توضیح الشہید الفاعل کے ذلک پر بمعنی مفعول۔ شہادۃ یا شہود سے شق ہے۔ شہید کو شہید اسلئے کہتے ہیں کہ اس کے واسطے جنت کی شہادت دی گئی یا یہ کہ رحمت کے فرشتے حاضر ہوئے ہیں۔ یا فیصل بمعنی فاعل ہے کیونکہ وہ عنانہ حیات ہے۔ پس وہ شاہد ہے "الد الخائن" وغیرہ میں اسی طرح ہے۔

پھر شہید کی قسمیں ہیں (۱) محض باعتبار آخرت شہید جیسے مبطلون (جس کا پیٹ کی بیماری میں انتقال ہو) (۲) دنیوی اعتبار سے بھی شہید۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اسے بغیر غسل دیتے انہیں کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔

من قتلہ۔ یعنی اہل حرب (کفار) جسے قتل کریں خواہ کسی بھی آلہ کے ذریعہ کریں، مثلاً اس پر

دیوار گرا دیں یا آگ میں جلا دیں وغیرہ۔ بہر صورت شہید ہے ”صحیح بخاری“ اور سنن اربعہ“ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُمد کو ان کے خون آلودہ کپڑوں میں غسل دیتے بغیر دفن فرمایا۔ اور یہ معلوم ہے کہ ان میں سب کے سب تلوار اور دھار دار آلہ سے قتل نہیں کئے گئے بلکہ بعض پتھر اور بعض لاٹھی وغیرہ سے قتل کئے گئے۔“ بنیائیں اسی طرح ہے۔

بلا غسل الا یعنی شہید کو غسل دیتے بغیر اس کے خون آلود کپڑوں سمیت دفن کر دیا جاتے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُمد کے ساتھ ہی کیا رہی ان پر نماز تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ابن ماجہ ”مسند عام، دار قطنی، طبرانی، بیہقی، ابوداؤد میں اسکی صراحت ہے۔

ان قتل صبیحا یعنی ذکر کردہ سب لوگوں بچہ، جنبی اور مرتث اور حد و قصاص میں قتل کیا جانے والا ان تمام پر نماز پڑھی ملتے گی۔

او اوصیٰ الخ یعنی منافع حیات میں سے کوئی نفع اٹھایا ہو تو اسے غسل دیا جائے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ جو شہید ہوتے انہیں غسل دیا گیا اور انہیں شہدائے اُمد کی طرح بلا غسل خون آلودہ کپڑوں میں دفن نہیں کیا۔

کتاب الصوم

قَوْلَا مَسَاكُهَا رَاعِنِ إِذْ خَالَ شَيْءٌ عَمَدًا أَوْ خَطًا بُطْنًا أَوْ مَالَهُ حُكْمُ
الْبَاطِنِ وَعَنْ سَهْوَةٍ الْفَرْجِ بِنَيْتَةٍ مِنْ أَهْلِهِ وَسَبَبٍ وَجُوبٍ رَمَصَانٍ
شَلُودٍ جُزْءٍ مِنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِنْهُ سَبَبٌ لَوْجُوبٍ آدَائِهِ وَهُوَ فَرْضٌ آدَاءُ
وَقَضَاءٌ عَلَى مَنْ اجْتَمَعَ فِيهِ الرِّبْعَةُ أَشْيَاءُ الْإِسْلَامِ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ
وَالْعِلْمُ بِالْوُجُوبِ لِمَنْ اسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ أَوْ الْكُفْرِ بِدَارِ الْإِسْلَامِ
وَيَشْتَرِطُ لَوْجُوبُ آدَائِهِ الصَّحَّةُ مِنْ مَرَكَنٍ وَحَيْضٌ وَنِفَاسٌ وَالْإِقَامَةُ
وَيَشْتَرِطُ لِصَحَّةِ آدَائِهِ ثَلَاثَةُ النَّيْتَةِ وَالْخُلُوعُ عَمَائًا فِيهِ مِنْ حَيْضٍ
وَنِفَاسٍ وَعَمَائًا يَفْسُدُهُ وَلَا يَشْتَرِطُ الْخُلُوعُ عَنِ الْجَنَابَةِ وَمَرَكَنُهُ الْكَفُّ
عَنْ قَضَاءِ سَهْوَةٍ فِي الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا لِحَقَّ بِهِمَا وَحُكْمُهُ سَقُوطُ الْوَاجِبِ
عَنِ الذِّمَّةِ وَالنَّوَابِ فِي الْخَيْرَةِ وَاللَّهُ اعْلَمُ

(فصل) يَنْقَسِمُ الصَّوْمُ إِلَى سِتَّةِ أَقْسَامٍ فَرَضِيٌّ وَوَاجِبٌ وَمَسْنُونٌ وَمَنْدُوبٌ وَقَلْبٌ وَمَكْرُوهٌ أَمَّا الْقَرَضُ فَهُوَ صَوْمٌ رَمَضَانِ أَدَاءً وَقَضَاءً وَصَوْمُ الْكُفَّاتِ وَالْمَنْدُوبُ فِي الْأَظْهَرِ وَأَمَّا الْوَاجِبُ فَهُوَ قَضَاءُ مَا أَفْسَدَ مِنْ صَوْمٍ لِقَلْبٍ وَأَمَّا الْمَسْنُونُ فَهُوَ صَوْمُ يَوْمٍ عَاشُورَاءَ مَعَ الثَّاسِعِ وَأَمَّا الْمَنْدُوبُ فَهُوَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيَنْدُبُ كَوْنُهَا الْأَيَّامَ الْبَيْضَ وَحِي الثَّالِثَ عَشَرَ وَالتَّارِيعَ عَشَرَ وَالْحَامِسَ عَشَرَ وَصَوْمُ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ وَصَوْمُ سِتٍّ مِنْ شَوَالٍ ثُمَّ قِيلَ الْأَفْضَلُ وَصَلُّهَا وَقِيلَ تَقْرِئُهَا وَكُلُّ صَوْمٍ ثَبَتَ طَلْعُهُ وَالْوَعْدُ عَلَيْهِ بِالسَّنَةِ كَصَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَقْطِرُ يَوْمًا وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ وَأَحَبُّهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَمَّا الْقَلْبُ فَهُوَ مَا سَوَى ذَلِكَ مِنْ أَلْمِ يَثْبُتُ كَرَاهِيَّتُهُ وَأَمَّا الْمَكْرُوهُ فَهُوَ قِسْمَانِ مَكْرُوهٌ تَنْزِيهًا وَمَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا الْأَفْضَلُ كَصَوْمِ عَاشُورَاءَ مُنْفَرِدًا عَنِ الثَّاسِعِ وَالثَّانِي صَوْمُ الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَكَرِهَ إِنْزَادُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِنْزَادُ يَوْمِ السَّبْتِ وَيَوْمِ التَّنْبِزِ وَزَادَ الْمُهْرَجَانِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ عَادَتَهُ وَكَرِهَ صَوْمُ الْوَصَالِ وَلَوْ يَوْمَيْنِ وَهُوَ أَنْ لَا يُنْطَرَّ بَعْدَ الْغُرُوبِ أَصْلًا حَتَّى يَتَّصِلَ صَوْمُ الْغَدِ بِالْمَسِّ وَكَرِهَ صَوْمُ الدَّهْرِ (فصل) فِيمَا يَشْتَرُطُ تَبَيُّتُ النِّيَّةِ وَتَعْيِينُهَا فِيهِ وَمَا لَا يَشْتَرُطُ أَمَّا الْقِسْمُ الَّذِي لَا يَشْتَرُطُ فِيهِ تَعْيِينُ النِّيَّةِ وَلَا تَبَيُّتُهَا فَهُوَ أَدَاءُ رَمَضَانَ وَالتَّدَامُّ وَالْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ وَالتَّقْلُ فَيُصِحُّ بِنِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى مَا تَقْبَلُ نَيْصِفُ النَّهَارَ عَلَى الْأَصَحِّ وَلَيَصِفُ النَّهَارَ مِنْ طُلُوعِ النَّجْمِ إِلَى وَقْتِ الصُّحُورِ الْكُبْرَى وَيَصِحُّ أَيْضًا بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ وَبِنِيَّةِ التَّقْلِ وَلَوْ كَانَ مُسَامًا أَوْ مَرِيضًا فِي الْأَصَحِّ وَيَصِحُّ أَدَاءُ رَمَضَانَ بِنِيَّةٍ وَاجِبٍ آخَرٍ لِمَنْ كَانَ صَحِيحًا مُقِيمًا بِخِلَافِ الْمُسَافِرِ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَنْهُ نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ وَاخْتَلَفَ التَّارِجِي فِي الْمَرِيضِ إِذَا نَوَى وَاجِبًا آخَرَ فِي رَمَضَانَ وَلَا يَصِحُّ الْمَنْدُورُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ بِنِيَّةٍ وَاجِبٍ غَيْرِهِ بَلْ يَقَعُ عَنْهُ نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ فِيهِ وَأَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِي وَهُوَ مَا يَشْتَرُطُ فِيهِ تَعْيِينُ النِّيَّةِ

وَتَبَيَّنَتْهَا فَلَهُمْ قَضَاءٌ رَمَضَانَ وَقَضَاءٌ مَا أَقْسَدَ لَهُ مِنْ ثَقَلٍ وَصَوْمٍ الْكَفَّارَاتِ
بِأَنْوَاعِهَا وَالْمُتَذَوِّرُ الْمُطْلَقُ كَقَوْلِهِ إِنْ شَفَعِيَ اللَّهُ مَرِئِي فَنَحَلِّي صَوْمٌ
يَوْمٌ فَخَصَلَ الشِّفَاءُ

ترجمہ :- روزہ نام ہے عدا یا خطا کھلنے پینے اور ہبستری سے (صبح صادق سے غروب آفتاب تک) نیت کے ساتھ رکنا اور یہ رکنا اس کے اہل روزہ کی اہلیت رکھنے والے سے ہو اور رمضان کا روزہ اس کے جزو (یعنی آغاز سے) کے اُجائے سے واجب (فرض) ہو جاتا ہے۔ ماہ رمضان کا ہر دن اس دن کا روزہ فرض ہو جانے کا سبب اور وہ قضا اور ادائے اس پر فرض ہے جو ان ہمارے چیزوں کا حامل ہو۔ (۱) مسلمان ہو (۲) عاقل ہو (پاک نہ ہو) (۳) بالغ ہو (بچہ نہ ہو) (۴) دارا کرہ میں اسلام قبول کیا ہو تو اس کے وجوب سے آگاہ ہو یا وہ دارالاسلام میں ہو۔ روزہ کے وجوب کی ادائیگی کے واسطے شرط یہ ہے کہ بیماری سے صحیح سالم (تندرست) ہو اور (عورت) حیض و نفاس مبتلا نہ ہو اور یہ کہ وہ مقیم ہو۔

روزے کی ادائیگی کے درست ہونے کے واسطے (حب ذیل) تین شرائط ہیں، نیت روزہ حیض و نفاس اور منافی روزہ اشیاء میں مبتلا نہ ہو۔

اور یہ شرط ہمیں کہ جنابت (ناپاکی) میں مبتلا نہ ہو۔

پیٹ اور شرمگاہ اور ان سے ملتی شہوتوں کی تکمیل سے ترک جانا رکن روزہ ہے اور روزہ کا حکم فرض کے ذمہ سے ادائیگی اور ثواب اخروی ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے

فصل :- روزہ کی چھ قسمیں ہیں (۱) فرض روزہ (۲) واجب روزہ (۳) سنت روزہ (۴) مستحب

روزہ (۵) نفل روزہ (۶) باعث کراہت روزہ۔ فرض روزہ ماہ رمضان کے روزے ہیں ۱۰ اداء یا قضا اور وہ روزے جو کفاروں کے ہوں اور نذر کے روزے زیادہ ظاہر قول کے مطابق ہی حکم ہے۔

واجب :- ایسا نفل روزہ جو رکھ کر تو روزے اسکی قضا واجب ہوگی مسنون روزہ۔ دس محرم کا نویں روزہ ہے (یعنی نو اور دس تاریخ کا روزہ)

ہر ماہ تین روزے رکھنے مستحب ہیں۔ باعث استحباب کہ ایام بیض یعنی تیرہویں اور چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے رکھے جائیں اور پیر اور جمعرات اور شوال کے چھ روزے رکھنا مستحب ہے پھر ایک قول کے مطابق مسلسل اور ایک قول کے مطابق وقفہ سے رکھنے افضل ہیں۔

اور ہر وہ روزہ جسے طلب کرنا اور جس کے اوپر وعدہ ثواب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے اجزالیہ احادیث ثابت ہو جائے۔ مثلاً صوم وادّو علیہ السلام کہ وہ ایک روزہ سے ربتے اور ایک دن روزہ افطار سے نفل روزوں میں غنہ یہ تمام سے بڑھ کر افضل و محبوب ہے۔

اور نفل روزے وہ سالے روزے جن کا مکروہ ہونا ثابت نہ ہو اور مکروہ وقتوں پر مشتمل ہے۔ مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی (غلاب اولیٰ) تنہا دس محرم روزہ رکھنا ہے تو اس سے نفل روزہ کو چھوڑ کر اور عید الفطر و عید الاضحیٰ اور آیام تشریق میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور تنہا جمعہ کے دن اور سنیچر کے دن کا اور نوروز و ہر ماہ کا روزہ باعث کراہت ہے۔ البتہ اگر وہ دن اسکی عادت کے مطابق پڑ جائے (مثلاً بدھ کے روزہ روزہ رکھنے کا معمول ہو اور نوروز یا ہرجان کا بھی یہی دن ہو) تو روزہ رکھنا مکروہ نہ ہو گا

اور صوم وصال رکھنا باعث کراہت ہے خواہ دو روزہ کا ہی ہو اور صوم وصال یہ کہلاتا ہے کہ غروب آفتاب کے بعد سرے سے افطار نہ کرے حتیٰ کہ آنے والے دن کا روزہ گذشتہ دن سے پل جاتے۔ اور صوم و ہر (ہمیشہ روزہ دار رہنا) بھی باعث کراہت ہے۔

فصل ۱۰۔ وہ روزے جن کے لئے شب ہی نیت اور ان کی تعیین شرط ہے اور وہ روزے جن میں اسکی شرط نہیں

روزوں کی وہ نواح جن میں شب سے نیت کرنا اور تعیین شرط نہیں وہ ماہ رمضان کا اور روزہ اور اس معین نذر کا روزہ ہے جس میں وقت کی تعیین ہو اور نفل روزہ (اسی زمرہ میں) ہے۔

پس صبح ہے انکی نیت رات سے نصف دن سے پہلے تک زیادہ صبح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ اور نصف النہار صبح صادق کے روزہ ہونے سے ضحوة کبریٰ کے وقت تک ہے اور ان تینوں کا روزہ طلاق نیت سے بھی درست ہو جاتے گا اور نفل روزہ کی نیت کسے تب بھی روزہ درست ہو جائے گا خواہ وہ مسافر یا رخصت ہی کیوں نہ ہو زیادہ صبح قول کے مطابق یہی حکم ہے تندرست و متمتع کا روزہ رمضان دوسرے واجب کی نیت سے بھی ادا ہو جائے گا۔ البتہ اگر مسافر ہو تو نیت مکروہ واجب ہی ادا ہو گا اور بیمار شخص اگر ماہ رمضان میں دوسرے واجب کی نیت کر لے تو ترجیح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے (بعض کے نزدیک ماہ رمضان کا روزہ اور یمن کے نزدیک نیت مکروہ روزہ ادا ہو گا اور نذر کا ایسا روزہ جس میں وقت کی تعیین ہو کسی اور واجب کی نیت سے صبح نہ ہو گا۔ بلکہ نیت مکروہ واجب ہی کا روزہ تسلیم کیا جائے گا۔ اور روزہ کی دوسری نواح ایسے روزے ہیں کہ ان میں رات سے نیت کرنا

اور روز کی تعیین شرط ہے۔ وہ قضا رمضان اور کفار مطلق نذر کے روزے اور ایسے نقل روزے ہیں جنہیں رکھنے کے بعد فاسد کر دیا ہو (اور نذر مطلق کے روزے) جیسے یہ کہے کہ اللہ میرے بھیا رکھ کر اچھا کر دے تو مجھ پر ایک دن کا رزہ ہے پھر بچا رتندرست ہو جاتے۔

تشریح و توضیح کتاب الصوم الخیر سلام کا تیسرا رکن ہے۔ موزوں یہ تھا کہ اس کا یہاں نماز کے بعد ہوتا کیونکہ قرآن کریم میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ کیا گیا ہے۔ لہذا نماز کے بعد زکوٰۃ کے احکام بتلاتے اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کے احکام بیان کئے جاتے ہیں روزہ کو حج پر مقدم کر دینا وجہ یہ ہے کہ روزہ تو ہر سال فرض ہے اور حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔

فصول المسالك الخیر تو روزہ کی شرعاً معتبر تعریف ہے اور لغت میں اس کے معنی مطلقاً رک جانے کے ہیں لایست شرط فیہ تعیین النیة الخ رمضان کے روزہ میں مطلق نیت کافی ہے مثلاً کہہ دے کہ ”میں روزہ کی نیت کرتا ہوں“ فرض یا نفل کا اظہار نہ کرے اسی طرح اگر نفل روزہ اور دوسرے واجب کی نیت کرے جیسے کفارہ کا روزہ تو کوئی نہ رمضان فرض روزہ کے لئے متعین ہے اور اس کی فرضیت بجانب الشرع اور یہ بہر صورت تعین بعد (بندہ کے متعین کرنے) سے فوقیت رکھتا ہے۔ لہذا مطلق نیت کافی ہو جاتی گی۔

بخلاف المسافر الخ یعنی رمضان شریف میں جب مسافر یا مریض نے کوئی اور واجب روزہ رکھا تو کوئی بوجہ اعارت انظار اس کے لئے رمضان شعبان کی طرح ہے۔ لہذا جس واجب کی نیت کریگا وہی ادا ہوگا۔

فیہ تعیین النیة الخ قضا کا روزہ یا کفارہ کا روزہ یا نذر مطلق کا روزہ کیونکہ اس کے مزاجم ہر روزہ ہے اسلئے تعیین کی ضرورت پیش آئی اس کے برعکس رمضان اور نذرین کا روزہ کہ اس میں بجانب الشرع تعیین ہے۔ یا بجانب العید تعیین ہے پس مطلق نیت بھی کافی ہے۔

(فَصَلِّ فِيمَا يُنَبِّئُ بِهِ الْهِلَالُ وَفِي صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ وَغَيْرِهِ)

يُنَبِّئُ رَمَضَانَ بِمَوْضِعِهِ هِلَالُهُ اَوْ بَعْدَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ اِنْ عُمَ الْهِلَالُ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَ مَا بَيْنَ الثَّامِسِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدْ اسْتَوْلَى فِيهِ طَرَفُ الْعِلْمِ وَالْجَمَلِ بِاَنَّ عُمَرَ الْهِلَالُ وَكَسَرُهُ فِيهِ كُلُّ صَوْمٍ اِلَّا صَوْمَ نَفْلِ يَجُزُّ مَرَّةً بِمَلَا تَرْدِيْنِ يَنْتَهُ وَبَيْنَ صَوْمِ الْاُخْرَى اِنْ ظَهَرَ اَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ اَجْزَأُ عَنْهُ

مَا صَامَهُ فَإِنْ رَكَدَ فِيهِ بَيْنَ صِيَامٍ وَفِطْرٍ لَا يَكُونُ صَائِمًا وَكَرِهَ صَوْمُ
يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ مِنَ الرِّجْلِ شَعْبَانَ لَا يَكْرَهُ مَا فُتِحَ قَبْلَهُ وَأَمَّا الْمُفْتَى الْعَائِدَةُ بِالتَّلَوُّمِ
يَوْمَ السَّلَاقِ ثُمَّ بِالْفِطْرِ إِذَا ذَهَبَ وَقْتُ النِّيَّةِ وَلَمْ يَتَّعِينَ الْحَالَ وَيَصُومُوا
فِيهِ الْمُفْتَى وَالْقَاضِي وَمَنْ كَانَ مِنَ الْخَوَاصِّ وَهُوَ مَنْ يَمْتَكِنُ مِنْ
ضَبْطِ نَفْسِهِ عَنِ التَّرَدُّدِ فِي النِّيَّةِ وَمُلَاخَظَةِ كَوْنِهِ عَنِ الْفَرْغِ
وَمَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ أَوْ الْفِطْرَ وَحَدَّاهُ وَرَدَّ قَوْلَهُ لَزِمَهُ الصِّيَامُ
وَلَا يَجُوزُ لَهُ الْفِطْرُ بَتِّيقِيهِ هِلَالَ شَوَّالٍ وَإِنْ أَقْطَرَ فِي الْوَقْتَيْنِ فَغُلَى
وَلَا كِفَارَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ فِطْرُهُ قَبْلَ مَا رَدَّاهُ الْقَاضِي فِي الصَّحِيحِ
وَإِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ مِنْ غَيْمٍ أَوْ غُبَارٍ أَوْ خَوْفٍ قِيلَ خَبَرٌ وَاحِدٌ عَدَلُ
أَوْ مُسْتَوٍ فِي الصَّحِيحِ وَلَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةٍ وَاحِدٍ مِثْلَهُ وَلَوْ كَانَ
أَنْثَى أَوْ رَقِيقًا أَوْ مُجَدِّدًا فِي قَذِّ تَابِ لِرَمَضَانَ وَلَا يَشْتَرِطُ لَفْظُ
الشَّهَادَةِ وَلَا الدَّعْوَى وَشَرِطُ لِهِلَالِ الْبُظُرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ نَعْدُ
الشَّهَادَةَ لِمَنْ يُؤْمِنُ أَوْ حُرِّتَيْنِ بِلَا دَعْوَى وَلَنْ لَمْ يَكُنْ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ
فَلَا يَدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِيمٍ لِرَمَضَانَ وَالْفِطْرُ وَمِقْدَرُ الْجَمْعِ الْعَظِيمِ مَنْزِلُ
لِرَأْيِ الْإِمَامِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا سَمِعَ الْعَدَدُ بِشَهَادَةِ قَرْدٍ وَلَمْ يَرِ هِلَالَ
الْفِطْرِ وَالسَّمَاءُ مُصْحِيَّةٌ لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِطْرُ وَانْتَقَلَتِ التَّحْجِيحُ فِيهَا
إِذَا كَانَ بِشَهَادَةِ عَدَلَيْنِ وَلَا خِلَافَ فِي جِلِّ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ
وَلَوْ شَبَّتَ رَمَضَانَ بِشَهَادَةِ الْفَرْدِ وَهِلَالَ الْأَصْحَى كَالْفِطْرِ وَيَشْتَرِطُ
لِبَقِيَّةِ الْأَهْلِ شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ عَدَلَيْنِ أَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ غَيْرِ مُجَدِّدَيْنِ
فِي قَذِّهِ وَإِذَا ثَبَّتَ فِي مَطْلَعِ فِطْرٍ لِرَمَضَانَ سَائِرُ النَّاسِ فِي ظَاهِرِ الذَّهَبِ
وَعَلَيْهِ الْقَوْلُ وَأَكْثَرُ الْمَسَائِلِ وَالْعَبْرَةُ بِرُؤْيَا هِلَالِ نَهْدَا سَوَاءً
كَانَ قَبْلَ الشَّرَّالِ أَوْ بَعْدَهُ وَهُوَ الْيَكْلَةُ الْمُسْتَفِيلَةُ فِي الْخِتَارِ

ترجمہ ۱۔ فصل۔ وہ چیزیں جن کے ذریعہ رویت ہلال ثابت ہوتی ہے اور شک کے دن
وغیرہ روزہ کا ذکر۔

ماہ رمضان کے رویت ہلال سے یا اگر چاند کے اسے میں شک ہو تو شعبان کے تیس روز پورے

ہو جانے پر ماہ رمضان کا ثبوت ہو جائے گا۔

شک کے دن شعبان کا وہ دن کہلاتا ہے جو ۲۹ شعبان سے بلا ہوا ہو (۳۰ شعبان) اور واقعہ ہونے اور نادانگہ ہونے کے دونوں رخ مساوی ہوں۔

بایں طور کہ (ریت ہلال کے غبار کے باعث) مشتبہ ہو جاتے "یوم الشک" میں ہر روز باعث کراہت ہے۔

محض وہ نفل روزہ رکھنا (اس دن) کراہت سے خالی ہوگا جس کا پختہ قصد کیا ہو اور دوسرے روزے اور اس نفل روزے کے بیچ میں تردید نہ ہو اور اگر اس دن کے بارے میں ماہ رمضان ہونا ظاہر ہو گیا تو اس رکھے ہوئے روزہ ہی کو ماہ رمضان کے واسطے کافی قرار دیں گے۔

اور اگر اس دن کا روزہ رکھ کر افطار در روز کے فقہ میں رد کرے (میسے کہے کہ کل رمضان ہونے کی صورت میں رمضان شریف کا روزہ ہوگا در نہ ہوگا) تو وہ روزہ دار شمار نہ ہوگا۔ اور ماہ شعبان کے اخیر میں ایک یا دو روز کے روزے رکھنا باعث کراہت ہے اور اس سے زیادہ کھانا باعث کراہت نہیں۔

مفتی یوم الشک میں عوام کو یہ حکم کرے گا کہ وہ انتظار کریں اس کے بعد کسی حالت کی تعیین کے بغیر اگر وقت نیت ختم ہو جائے تو مفتی عوام کو یہ حکم دے گا کہ وہ افطار کر لیں اور (البتہ) مفتی اور قاضی اور فاضل لوگ جنہیں نیت میں کسی تردد کے بغیر ضبط نفس پر قدرت ہو اور اس کا کما حقہ کر سکتے ہوں کہ کسی شکل میں یہ روزہ دائرہ فرض میں داخل ہو جائے گا وہ روزہ رکھ لیں۔

اور وہ شخص جو اکیلا ماہ رمضان اور عید الفطر کا جانہ دیکھے اور اس کے قول کو تسلیم نہ کیا گیا ہو خود اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے اور شوال کے جانہ کی تعیین کے باعث اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ افطار کرے اور اگر دونوں وقتوں میں (رویت ہلال رمضان و شوال کے بعد) روزہ توڑے تو اس پر کفارہ تو لازم نہ ہوگا مگر اس کی قضاء لازم ہوگی۔ خواہ قاضی کے اس قول کو ناقابل تسلیم قرار دینے سے قبل ہی وہ افطار کرے درست قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

اگر آسمان پر ایسا بغاوت ہو تو درست قول کے مطابق رمضان کے لئے ایک عادل یا مستور اہمال کی خبر کافی ہے۔ خواہ وہ اپنے ہی مانند ایک شخص کی گواہی پر گواہی دے، اور اگرچہ وہ شخص عورت یا غلام ہو یا اس نے کسی کو زنا سے متهم کیا ہو اور اسے دہرے لگاتے گئے ہوں اور وہ تو بہ کر چکا ہو اور یہ شرط نہیں ہے کہ "شہادت" کے لفظ کے ذیلہ شہادت دی جاتے اور نہ یہ شرط ہے کہ

دعویٰ پہلے سے ہی دائر ہو (بلکہ بعدِ ریت شہادت صحیح ہے) اگر آسمان پر کوئی طلت (ایسا غبار وغیرہ) ہو تو یہ شرط ہے کہ لفظ شہادت کے ذریعہ دو آزاد (عادل) مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتیں ریتِ ہلال کی شہادت دیں۔ البتہ اسکی شرط نہیں کہ دعویٰ ہی دائر ہو

ادراگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور شوال کے چاند کے لئے ایک بڑے مجمع (اہمیت سے لوگوں) کی شرط ہے اور زیادہ مجمع قول کے مطابق بڑے مجمع کی تعیین (کتنے افراد پر مجمع کا اطلاق ہو) اس کا امام (قاضی) کی ریت پر انحصار ہوگا۔

اور جب ایک آدمی کی شہادت کے مطابق رمضان شریف کے تیس دن کی تعداد پوری ہوتی ہو اور آسمان صاف ہوتے ہوئے بھی (غبار یا ابر نہ ہونے کے باوجود) ریتِ ہلال نہ ہو تو درست قول بحکمطابق افطار کرنا ناجائز ہوگا۔

اور دو عادل آدمیوں کی گواہی کی بنیاد پر ماہ رمضان کے روز کا حکم کیا گیا ہو تو راجح قول کے بارے میں (کہ عید اس قول کی بنیاد پر تسلیم کی جائے یا نہیں) فقہاء کا اختلاف ہے۔
اور تیس روزے مکمل ہونے پر اگر آسمان کے اُپر غبار یا غبار ہو تو اس میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں۔
بلکہ اتفاق ہے کہ عید الفطر مان لی جائے خواہ رمضان کا ثبوت ایک ہی شخص کی گواہی کی بنیاد پر ہوا ہو۔ اور ذکر کردہ احکام میں عید الاضحیٰ کا حکم عید الفطر کا سا ہے۔

اور دوسرے مہینوں کے چاند کے لئے دو عادل مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی شہادت جن پر نہت زنا لگانے کی وجہ سے حد نہ لگی ہو گواہی شرط قرار دی گئی ہے

اور کسی خطہ کے مطلع پر عید الفطر (کے چاند کی ریت) ثابت ہو جانے پر ظاہر مذہب (دوسک) کی رو سے سب لوگوں پر لازم ہوگا کہ وہ افطار کریں یہی مفیٰ بہ ہے اور بشرط فقہاء ہی فرماتے ہیں دن کی ریتِ ہلال غیر معتبر ہے خواہ زوال سے قبل ریتِ ہلال ہو یا زوال کے بعد اور راجح قول کے مطابق اس چاند کو آنے والی رات تسلیم کیا جاتا ہے۔

تشریح و توضیح | ومن رأى الهلال یعنی اگر کوئی عاقل بالغ مسلمان تنہا رمضان کے چاند کی شہادت دے اور اسکی گواہی ناقابل قبول قرار دی جائے خواہ کسی بھی وجہ سے ہو تو اسے پھر بھی روزہ رکھنا لازم ہے۔ ارشادِ ربانی ہے "نمن محمد منکم الظھر فلیصمہ" (تائید) اور اس کے نزدیک رمضان شریف کی آمد اور اسکی روایت کے باعث تحقق ہو گئی۔ اسی طرح اگر شوال کا چاند دیکھے اور اس کی شہادت روکڑی جائے تو وہ احتیاطاً روزہ رکھے گا۔

ایک عادل (غیر فاسق) کی شہادت بھی رمضان کے لئے کافی ہے اور ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے لئے ایک شخص کی گواہی قبول فرمائی یہ روایت صحابہؓ میں نے روایت کی ہے

تَابِ دُیْنِی تَوْ بَرُکْ لے تودہ دآبرو نیک سے کھل جائے گا۔ اور اس کی روایت ہلال کی شہادت معتبر ہوگی۔ اور توبہ نہ کرے تو اس کا شمار فاسقوں میں ہوگا

اور اس کی شہادت ارشاد ربانی "ان جاءکم فاسقٌ بنہا فتبینوا" (الآیتہ) کے تحت ناقابل اعتبار اور ناقابل قبول ہوگی۔

بَابُ مَا لَا يَفْسِدُ الصَّوْمَ

وَمَوَارِئُهُ وَعِشْرُونَ شَيْئًا مَّا لَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَاءَ مَعَ نَاسِيًا وَإِنْ كَانَ لِلنَّاسِي قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يَذْكُرُهُ بِهِ مَنْ رَأَاهُ يَأْكُلُ وَكَرِهَ عَدَمَ تَذَكُّرِهِ
وَلَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قُوَّةٌ فَالْأَكْلُ عَدَمٌ تَذَكُّرُهُ أَوْ أَنْزَلَ بِنَظَرٍ أَوْ فِكْرٍ فَلَنْ
أَدَامَ النَّظَرَ وَالفِكْرَ أَوْ أَذْهَنَ أَوْ كَتَلَ وَلَوْ وَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ وَاجْتَمَعَ
أَوْ غَتَابَ أَوْ تَوَى الْفِطْرَ وَلَمْ يَنْظُرْ أَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ دُخَانٌ بِلا صُنْعِهِ أَوْ غَبَارٌ
وَلَوْ غَبَارُ الظَّالِحُونَ أَوْ ذُبَابٌ أَوْ أَشْرَطَعْمَ الْأَذَى وَبِقِيَّةٍ فِيهِ وَهُوَ ذَاكَ
لِصَوْمِهِ أَوْ أَصْبَحَ جُنْبًا وَلَوْ اسْتَمَرَ يَوْمًا بِالْجَنَابَةِ أَوْ صَبَّ فِي لَحْلِيلِهِ مَاءٌ أَوْ
دُهْنٌ أَوْ خَاصَ نَهْرًا فَدَخَلَ الْمَاءُ أَذْنَهُ أَوْ حَكَ أَذْنَهُ بَعُودٌ فَخَرَجَ عَلَيْهِ
دَرَنٌ تَشْرَأُ دَخَلَهُ مِرَارًا إِلَى أَذْنِهِ أَوْ دَخَلَ أَنْفَهُ فَنَظَرَ فَاسْتَشْفَقَ
عَمْدًا أَوْ ابْتَلَعَهُ وَيَنْبَغِي الْقَاءُ الْخَامَةِ حَتَّى لَا يَفْسِدَ صَوْمُهُ عَلَى قَوْلِ
الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ أَوْ ذَرَعَةُ الْفَقْهِ وَعَادَ يَغْيِرُ صُنْعِهِ وَلَوْ مَلَأَ
فَاةً فِي الصَّحِيحِ أَوْ اسْتَقَاءَ أَقْلًا مِنْ مِلْءٍ فِي يَدِهِ عَلَى الصَّحِيحِ وَلَوْ أَعَادَهُ فِي
الصَّحِيحِ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ إِنْسَانِهِ وَكَانَ دُونَ الْخَصَةِ أَوْ مَضَغَةٍ مِثْلَ سَمِيمَةٍ
مِنْ خَارِجٍ فِيهِ حَتَّى تَلَأَشَتْ وَكَمْ يَحْذَرُ لَهَا طَعْمًا فِي حَلْقِهِ،

ترجمہ ۱۔ باب وہ اشیا جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

ایسی اشیاء (جن سے رزق فاسد نہیں ہوتا) خریدیں ہیں وہ یہ کہ بھول کر کھائی پانی لے یا ہبستری بھول کر لے۔ اگر یہ بھولنے والا رزق کی قوت رکھتا ہو تو اسے کھاتے کھاتے دیکھنے والے شخص کو چاہیے کہ اسے یاد دلاتے اور باعث کراہت ہے کہ اسے یاد نہ لائے اور اگر وہ بھولنے والا رزق کی طاقت رکھتا ہو تو ہتھ پرے کہ اسے یاد نہ دلاتے یا دیکھ کر یا غور نہ کر دیکھنے سے انزال ہو گیا ہو خواہ مسلسل دیکھتا یا خیال کرتا ہے یا تیل یا شہر لگاتے خواہ اسکا ذائقہ حلق میں ہی کیوں نہ محسوس ہو۔

یا رزق دار اپنے کھینے لگواتے ہوں یا پس پشت کسی کی برکتی کی ہو یا نیت انظار کرے مگر انظار نہ کرے یا بلا ارادہ دھولے حلق میں بیچ بیچ جائے یا غار پہنچ جائے خواہ یہ غبار چکی ہی کا کیوں نہ ہو یا بحالت جنابت (ایسی ناپاکی کہ غسل کی ضرورت ہو) صبح کو بیدار ہو خواہ بڈ رازن اسی حالت میں گدھلے (اگرچہ رزق فاسد نہیں ہو گا مگر اس طرح رہنا سخت گناہ ہے)

یا مرد اپنے آلہ تناسل کے سوراخ میں پانی یا تیل پھکالے یا کسی نہر میں غوطہ لگانے کے باعث اس کے کان میں پانی پہنچ جائے۔ یا اپنا کان کسی لکڑی کے ذریعہ کھماتے اور لکڑی پھیل قاہر ہو پھر وہ اس لکڑی کو باہر مار کان میں پہنچاتے۔ یا ناک کی ریزش ناک میں آتے اور وہ اسے عمدًا اوپر چڑھاتے یا نگلے اور موزوں یہ ہے کہ اس ناک کی ریزش (کھسار) کو باہر چھٹک دے تاکہ نام شافعی کے قول کی رو سے اسکا رزق فاسد نہ ہو۔ یا اسے خود کھڑے قے ہو جائے اور بلا اس کے فعل کے قے لوٹ جائے خواہ نہ بھر کر ہی کیوں نہ ہو صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے یا ایسی قے جو منہ بھر کر نہ ہو اپنے قصد سے کرے خواہ اسے لوٹا ہی کیوں نہ لے (مگر رزق فاسد نہ ہو گا۔) صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

یا چنے کی مقدار سے کم دانقوں کے درمیان موجود چیز کھالے یا منہ کے باہر سے تلی کی مانند کوئی شے چبا لے حتیٰ کہ وہ دل جائے اور حلق میں اس کا ذائقہ بھی نہ محسوس ہو۔

تشریح و توضیح | ما لو اکل الخ: کوئی شخص بحالت رزق نہ کھائی لے یا ہبستری کرے تو رزق ٹوٹنے کا حکم نہ ہو گا چاہے فرض رزق ہو یا فاضل (ہدایہ) کوئی شخص کسی کو کھاتا دیکھ کر ٹوک دے مگر اسے یاد نہ آئے تو درست یہ ہے کہ روزہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہو گا۔

کوئی شخص دیکھے کہ ایک آدمی بھول کر کھائی رہے تو قول مختار کے مطابق روزہ یاد نہ دلانا باعث کراہت ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس رزق رکھنے والے میں شام تک رزق رکھنے کی قوت ہو۔ لیکن اگر اس آدمی کو رزق مکمل کرنے کی بنا پر مصلحت کا خطرہ ہو جیسے کوئی آدمی بے حد بوڑھا ہو تو اس شکل میں اسے روزہ یاد نہ دلانا درست ہو گا۔ (ظہیر)

دا اتول کے درمیان پھنسی ہوئی غذا کی مقدار اگر معمولی سی ہو اور وہ اسے کھل جائے تو روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ اور مقدار زیادہ ہونے کی شکل میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ کم اور زیادہ کا معیار یہ قرار دیا گیا ہے کہ جتنے کے دانے کے مساوی یا اس سے زیادہ ہو اور چپنے کے دانے سے کم ہونے کی شکل میں تو روزہ مقدار کبھی جائے گی۔ اگر یہ ریزے منہ سے نکل کر ہاتھ پر رکھ کر کھالے تو روزہ ٹوٹنے کا حکم دینا سوزوں ہے۔

دا اتول میں کوئی تل پھنسی جائے اور وہ اسے کھل لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ اگر کوئی شخص تل باہر سے اٹھا کر منہ میں رکھ لے اور کھل لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ خلاصہ اور کافی میں تفصیل موجود ہے

بَابُ مَا يَفْسِدُ بِهِ الصَّوْمُ وَيُجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ الْقَضَاءِ

وَهُوَ اثْنَانِ عَشَرَ ذَنْ شَيْئًا إِذَا نَعَلَ الصَّائِعُ شَيْئًا مِنْهَا طَائِعًا مُتَعَبِدًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ لِرَمَاهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَهِيَ الْجَمَاعُ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ بِهِ وَالْأَكْلُ وَالشَّرْبُ سَوَاءٌ فِيهِ مَا يَتَّخِذُ بِهِ أَمْسَدَ أَدَى بِهِ وَابْتِلَاءٌ مَطَرٍ دَخَلَ إِلَى فِيهِ وَ أَكَلَ اللَّحْمَ النَّئِيَّ إِلَّا إِذَا دَقَّ دَا أَكَلَ الشَّصْمَ فِي اخْتِيَارِ الْعَقِيهِ ابْنِ اللَّيْثِ وَقَدْ يُدَلِّحُ اللَّحْمَ بِالِاتِّفَانِ وَ أَكَلَ الْحَنْطَةَ وَقَضَمَهَا إِلَّا أَنْ يَمْضَغَ قُبْحَةً فَتَلَاشَتْ وَابْتِلَاءٌ حَبَّةً حَنْطَةً وَابْتِلَاءٌ حَبَّةً سَمِيمَةً أَوْ حَوْهَا مِنْ خَارِجٍ فِيهِ فِي الْمُخْتَارِ وَ أَكَلَ الظِّلْمَ الْأَمْنِيَّ مُطْلَعًا وَ الظِّلْمَ غَيْرَ الْأَمْنِيَّ كَالظَّفِيرِ إِنْ اعْتَادَ أَكْلَهُ وَ الْمِلْحَ الْقَلِيلَ فِي النَّخْلِ وَابْتِلَاءٌ بِذَنْ زَكُوجَتِهِ أَوْ صَدِيقِهِ لَا غَيْرَ هَذَا وَ أَكَلَهُ عَمْدًا بَعْدَ غَيْبِهِ أَوْ بَعْدَ حُجَامَةٍ أَوْ بَعْدَ مَسِيٍّ أَوْ قَبْلَهُ بِشَهْوَةٍ أَوْ بَعْدَ مُضْاجَعَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْزَالٍ أَوْ بَعْدَ دَهْنٍ شَارِبِهِ طَائِعًا أَوْ أَطْعَمَهُ بِذَلِكَ إِلَّا إِذَا أَنْتَاهُ فَيَقِيهِ أَوْ سَمِعَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَعْرِفْ تَأْوِيلَهُ عَلَى السُّدْهَبِ فَإِنْ عَرَفَ تَأْوِيلَهُ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَجَبَتْ الْكَفَّارَةُ عَلَى مَنْ طَاوَعَتْ مَكْرَمًا

(فصل فی الکفّارۃ وما یسقطها عن الزّمۃ)

تَسْقُطُ الْكَفَّارَةُ بِطَرٍّ وَبِحِضٍّ أَوْ بِفَاسٍ أَوْ مِنْ مَسِيٍّ لِلْفِطْرِ فِي يَوْمِهِ وَلَا

تَسْقُطُ عَنْهُ سَوْفَرٌ بِهِ عَصَا بَعْدَ لَزْوِمِهَا عَلَيْهِ فِي ظَاهِرِ الشَّرَايَةِ وَالْكَفَّارَةِ
عَنِ يَرْقَبَةٍ وَلَوْ كَانَتْ غَيْرَ مُؤْمِنَةٍ فَإِنْ عَجَزَ عَنْهُ صَامٌ شَمْرَيْنِ مُتَنَابِعَيْنِ
لَيْسَ فِيهِمَا يَوْمَ عِيدٍ وَلَا أَيَّامُ الشَّرِيقِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الصَّوْمَ أَطْعَمَ
سِتِّينَ مَسْكِينًا يَغْدِيَهُمْ وَيُعْشِيَهُمْ غَدَاءً وَعِشَاءً مُشْبِعَيْنِ أَوْ كَذَلِكَ
أَوْ عِشَاءً يَوْمَ عِيدٍ أَوْ عِشَاءً وَسُحُورًا أَوْ يُعْطِي كُلَّ فَقِيرٍ بِصَفْتِ صَاعٍ مِنْ بَرَادٍ قِيَمِ
أَوْ سَوِيَقَةٍ أَوْ صَاعٍ تَمْرٍ أَوْ سَعِيدٍ أَوْ قِيَمَتَهُ وَكَفَّارَةُ وَاحِدَةٍ حَرَن
جِمَاعٍ وَآكِلٍ مُتَعَدِّدٍ فِي أَيَّامِهِ لَمْ يَخْلُدهُ تَكْفِيرًا وَلَوْ رَمَضَانِيَيْنِ
عَلَى الصَّحِيحِ فَإِنْ تَخَلَّلَ التَّكْفِيرُ لَا تَكْفِي كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ فِي ظَاهِرِ الشَّرَايَةِ

ترجمہ ۱۔ باب ۱۔ ایسا عمل جو روزہ کو فاسد کر دیتا ہے اور قضا کے ساتھ کفارت کا وجہ بنتا ہے
ایسی چیزوں کی تعداد تیس ہے۔

جس وقت روزہ رکھنے والا ان میں سے کسی ایک کا بلا نظر ارعہ اپنی رضا سے ارتکاب کرے گا
تو اس پر قضا۔ اور کفارہ دو قول کا وجہ ہوگا۔

اور وہ چیزیں (یہ) ہیں۔ آگے پہنچے کے راستوں میں سے کسی راستہ میں محبت کرے یا اس سے
ہمستری کی جلتے اور (قضا) کھانی لے غذا یا دوا اور منہ میں داخل شدہ بارش کے قطرہ کو ٹھکانا۔
اور کچا گوشت کھانا یا جن جبکہ کیڑے پڑ گئے ہوں۔

اور نفیہ ابو اللیث کے اختیار کئے ہوئے قول کی روش سے جربی کھانا۔ اور خشک گوشت کھانا سب
کے نزدیک (اس کے باعث) قضا۔ و کفارہ لازم ہوگا۔ اور گندم (دانه گندم) کھانا اور اسے چبانا البتہ
ایک دانہ گندم چبائے اور وہ رل دفنا ہو جائے (ملق تک اس کا اثر نہ پہنچے) تو روزہ فاسد ہی نہ ہوگا
ایک دانہ گندم ٹھکانا بقی یا آبل کے مانند دانہ جو منہ سے باہر ہو اسے ٹھکانا۔ راجع قول کے مطابق یہی حکم ہے (کہ
قضا۔ و کفارہ لازم ہوگا) اور مطلقاً (مطلقاً) ایسی مٹی کھانا۔ اور ایسی مٹی کے علاوہ اور مٹی مثلاً
”طلح“ نامی مٹی کھانا مگر شرط یہ ہے کہ وہ اسے کھانے کا نوگر ہو اور راجع قول کے مطابق تک کہ
تھوڑی سی مقدار بھی کفارہ کو لازم کرتی ہے) اہلیہ کا لعاب ٹھکانا (کہ وجہ محبت اس میں بھی ذائقہ محسوس
ہوتا ہے) یا اپنے دوست کا لعاب ٹھکانا۔ ان دو قول کے علاوہ کسی دوسرے کا لعاب ٹھکانے سے قضا لازم
ہوگی اور نہ کفارہ۔ طبیعت یعنی پس پشت کسی کو برا کہنے کے بعد یا کہنے لگا کر شہوت چھوٹے یا شہوت بوسہ

لے کر یا بلا انزال بہستری کر کے یا منہ پھول کو قتل لگا لینے پر یہ سوچ کر کہ ان باتوں سے روزه ٹوٹ چکا ہے۔ عمدًا کھانے سے کفار لازم ہوگا۔

البتہ اگر کسی فقیہ نے روزه ٹوٹ جانے فتویٰ دے دیا ہو یا کوئی حدیث اس کے کان میں پڑی ہو اور اپنے مذہب (و مسلک) کی رو سے جو اس کا منشا۔ بیان کیا گیا ہو اس سے آگاہ نہ ہو (تو اس پر کفار لازم نہ ہوگا) مراد سے وہ آگاہ ہو تو لا اس صورت میں) اس پر کفار کا وجوب ہوگا۔ اور اس صورت پر بھی کفار کا وجوب ہوگا جس کے ساتھ مکرو (جس کو بہستری پر مجبور کیا گیا ہو) صحبت کرے اور وہ بلا جبر اس پر تیار ہو گئی ہو)

فصل ۷۔ کفار اور ان باتوں کا بیان جن کو وجہ کفارہ ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے

کفارہ کو واجب کرنے والے فعل کا جس روزه کتاب کیا اسی روزه ہوا ری یا نفاس یا کسی ایسی باری میں مبتلا ہو جاتے جس کے باعث افطار جاتے ہو جاتا ہو تو (اس صورت میں) کفارہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اور شخص جس کو کفارہ واجب ہو چکنے کے بعد جبراً سفر میں لے جایا جاتے ہیں کے ذمہ سے رایت کے ظاہر کے مطابق کفارہ ساقط نہیں ہوگا۔ اس کا کفارہ ایک غلام کو نعمت آنلا دی سے ہٹکار کرنا ہے خواہ وہ غلام مسلمان بھی نہ ہو پس اگر غلام آزاد کر نیکی استطاعت نہ ہو تو مسلسل ایسے دو ماہ کے روزے رکھے کہ ان کے درمیان عید کے دن اور آیام تشریق (عاتل) نہ ہوں اور اگر دو ماہ مسلسل روزوں کی قوت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے دن میں دن کا اور شب میں شب کا کھانا شکم سیر کھلا دے۔ یا دو روز دن میں کھلا دے یا دو روز شب کو کھلا دے یا رات کا کھانا اور سحری کھلا دے یا ان میں ہر مسکین کو نصف صاع (موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کلو ۲۳۳ گرام) گندم یا گندم کا آٹا یا گندم کا شودیدے۔ یا ہر مسکین کو کھجور یا کھجور ایک ایک صاع حوالہ کر دے یا اس کی قیمت عطا کرے۔

کئی دن میں کئی بار صحبت کرنے یا کئی بار کھانے پر اگر درمیان میں کفارہ کی ادائیگی نہ کی ہو تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ خواہ دو درمضانوں میں فعل سرزد ہو۔ درست قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ اور اگر درمیان میں کفارہ کی ادائیگی کر دی ہو تو (اس صورت میں) ظاہر روایت کی رو سے ایک کفارہ ناکافی ہوگا۔

تشریح و توضیح | دمی الجماع فی احد السبیلین | جس شخص نے عمدًا اگلی یا پچھلی جانب سے بحالت روزه بہستری کی تو اس پر قضا۔ و کفارہ دونوں کا وجوب ہوگا۔ اور دونوں شکلوں کا انزال ہونا شرط قرار نہیں دیا گیا۔ عورت بخوشی جاع کرے تو اس کا حکم مرد کا سا ہوگا اور زبردستی جماع کیا گیا تو

عورت پر فقط قضاء واجب ہوگی کفار واجب نہ ہوگا۔ یہ حکم اس شکل میں ہوگا کہ ابتداً عورت سے زبردستی جماع کیا گیا اور اخیر میں اس نے برضامندی جماع کر لیا ”فنادی قاضی خاں“ میں اس کی صراحت ہے۔

اسی اعتبار سے بحالتِ روزه اگر کوئی شخص رُوی کھالے یا کھانے پینے کی اشیاء یا تیل و دودھ وغیرہ استعمال کرے یا ہیٹر، زعفران، کالور، مشک وغیرہ کھالے تو عندالاحاق قضاء و کفار دونوں کا وجوب ہوگا ”فنادی قاضی خاں“ میں اسکی صراحت ہے۔

واکله عمداً الخ کوئی شخص مجبور سے کھاپی لے یا بہ بستی کر لے پھر سوچ کر کہ روزه تو جانا ہی رہا دوسری مرتبہ تصدًا کھاپی لے تو اس پر کفار کا وجوب نہ ہوگا اور اگر یہ بات جانتا ہو کہ کسی شخص کے معمول کے خلاف کر لینے سے روزه قائم نہیں ہوتا تو امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دوبارہ اِرَادُتاً کھانے پینے پر کفار کے واجب ہونے کا حکم ہوگا۔ زیادہ درست قول یہی قرار دیا گیا ہے ”غلامہ“ میں اسی طرح ہے۔ فتلاشت الخ کیونکہ چبانے کی بنا پر وہ متعویک میں ملنے کے باعث فنا ہو جاتے گا اور اس کا عدم اور دوسرا برہوگا۔ لہذا اسکی وجہ سے روزه فاسد نہ ہوگا۔

ادقبلہ الخ قات کے پیش کے ساتھ یعنی ایسے شخص کے لئے جسے یہ اندیشہ ہو کہ شہوت زیادہ ہو کر بہ بستی پر تامل کرے گی۔ اور روزه باقی رکھنا دشوار ہو جائے گا تو اس کے لئے بوسہ لینا مکروم ہے اسی طرح چھوٹے کا حکم ہے لیکن اگر اس طرح کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ روزه تعقیل فرماتے تھے۔

بَابُ مَا يَفْسِدُ الصَّوْمَ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ وَيُوجِبُ الْقَضَاءَ

وَهُوَ سَبْعَةٌ وَخَمْسُونَ شَيْئًا إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ زُرًّا أَوْ عَجِينًا أَوْ ذَقِيقًا أَوْ مِلْحًا كَثِيرًا دَفْعَةً أَوْ طِينًا غَيْرَ ارْمَنِيٍّ يَمْتَدُّ أَكْلُهُ أَوْ نَوَاقِدُ أَوْ قُطْنًا أَوْ كَاغْدًا أَوْ سَمِيقًا دَلَمَ يَطْبَخُ أَوْ جَوْزَةً رَطْبَةً أَوْ ابْتَلَعَ حَصَاةً أَوْ حَدِيدًا أَوْ ثَرَابًا أَوْ حَجَرًا أَوْ احْتَقَنَ أَوْ اسْتَعَطَّ أَوْ دَجَرَ بِصَبِّ شَيْءٍ فِي حَلْقِهِ عَلَى الْأَصْحَجِ أَوْ اقْطَرَ فِي أَذْنِهِ دُهْنًا أَوْ مَاءً فِي الْأَصْحَجِ أَوْ دَاوَى جَائِنَةٍ أَوْ أَمَةً يَدَّاءٍ وَوَصَلَ إِلَى جَوْفِهِ أَوْ دِمَاعِهِ أَوْ كَحَلَ حَلَقَهُ مَطَرًا أَوْ تَلَجَّ فِي الْأَصْحَجِ وَلَمْ يَمْلُحْهُ بِصَنْعِهِ أَوْ اقْطَرَ خَطَاءً يَبْقَى مَاءُ الصَّمْصَمَةِ إِلَى جَوْفِهِ أَوْ اقْطَرَ مُكْرَمًا وَلَوْ يَلْجَأُ

أَوْ كَرِهَتْ عَلَى الْجَمَاعِ أَوْ أَقْطَرَتْ خَوْفًا عَلَى نَفْسِهَا مِنْ أَنْ تَمْرُضَ مِنَ الْخِدْمَةِ
 أَمَةً كَانَتْ أَوْ مَنكُوحَةً أَوْ صَبَتْ أَحَدًا فِي جَوْفِهِ مَاءٌ وَهُوَ نَاسِئُهُ أَوْ أَكَلَ
 عَمْدًا بَعْدَ الْكَلِمِ نَاسِئًا وَلَوْ عَلِمَ الْخَبْرَ عَلَى الْأَكْمِيَةِ أَوْ جَامِعَةٍ نَاسِئًا ثُمَّ جَامِعَ
 عَامِدًا أَوْ كَلَ بَعْدَ مَا نَوَى تَهَارًا وَلَمْ يَلْتِمْثِ نِيَّتَهُ أَوْ أَصْبَحَ مُسَافِرًا فَنَوَى
 الْإِقَامَةَ ثُمَّ أَكَلَ أَوْ سَافَرَ بَعْدَ مَا أَصْبَحَ مُقِيمًا فَأَكَلَ أَوْ أَسْلَفَ بِإِلَاءِ نِيَّةٍ مَرَّةً
 وَكَلَامَةً فَنَوَى رُسْمًا أَوْ جَامِعًا شَاكَ فِي طُلُوعِ النَّجْمِ وَهُوَ طَالِعٌ أَوْ أَقْطَرَتْ يَظُنُّ الْغُرُوبَ
 وَالشَّمْسَ بَاقِيَةً أَوْ أَنْزَلَ بِوُطْئٍ مَيْتَةً أَوْ تَغْيِيزًا أَوْ تَبْطِيلًا أَوْ قُبْلَةً
 أَوْ لَبْسَ أَوْ أَفْسَدَ صَوْمَ غَيْرِ آدَاءِ رَمَضَانَ أَوْ وَطِئَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ أَوْ أَقْطَرَتْ فِي
 فَرْجِهَا عَلَى الْأَصْبَحِ أَوْ أَدْخَلَ أَصْبَحَهُ مَبْكُولَةً بِمَاءٍ أَوْ دُهْنٍ فِي دُبُرِهِ أَوْ أَتَمَلَّكَهُ
 فِي فَرْجِهَا الدَّخِيلَ فِي الْمُخْتَارِ أَوْ أَدْخَلَ قُطْطَةً فِي دُبُرِهِ أَوْ فِي فَرْجِهَا الدَّخِيلَ
 وَغَيْرَهَا أَوْ أَدْخَلَ حَلْقَتَهُ دُخَانًا بِصَنْعِهِ أَوْ اسْتَقَاءَ وَلَوْ دُونَ مِلَّةِ الْعَمِّ فِي ظَاهِرِ
 الرِّدَايَةِ وَشَرَطَ أَبُو يُونُسَ مِلَّةَ الْعَمِّ وَهُوَ الصَّحِيحُ أَوْ أَعَادَ مَا دَرَسَهُ مِنَ الْقُرْآنِ
 وَكَانَ مِلَّةَ الْعَمِّ وَهُوَ ذَا كُرٍّ بِصَوْمِهِ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ اسْنَانِهِ وَكَانَ قَدَرًا لِحَصَّةٍ
 أَوْ نَوَى الصَّوْمَ تَهَارًا بَعْدَ مَا أَكَلَ نَاسِئًا قَبْلَ إِجْبَادِ نِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ أَوْ اغْنَى عَلَيْهِ
 وَلَوْ جَمِيعَ الشَّهْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَقْضَى الْيَوْمَ الَّذِي حَدَثَ فِيهِ الْإِغْتِمَاءُ وَحَدَّثَ
 فِي لَيْلَتِهِ أَوْ جَنَّ غَيْرَ مُسْتَلِمْ جَمِيعَ الشَّهْرِ وَلَا يَلْزَمُهُ قِضَاءُهُ بِأَفَاقَتِهِ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا
 بَعْدَ فَوَاتِ وَقْتِ النِّيَّةِ فِي الصَّحِيحِ

(فصل) يَجِبُ الزُّمَسَاكُ بَقِيَّةَ الْيَوْمِ عَلَى مَنْ فَسَدَ صَوْمُهُ وَعَلَى حَائِضٍ
 وَنَفْسَاءَ ظَهَرَ تَابَعْدَ طُلُوعِ النَّجْمِ وَعَلَى صَبِيٍّ بَلَغَ وَكَافِرٍ أَسْلَمَ وَعَلَيْهِمْ
 الْقِضَاءُ إِلَّا الْآخِرَيْنِ

(فصل) فِيمَا يَكْرَهُ لِلصَّائِمِ وَقِيمَا لَا يَكْرَهُ وَمَا يَسْتَحِبُّ

رَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكْرَهُ لِلصَّائِمِ أَنْ يَتَذَوَّقَ شَيْئًا مِنْ مَصْنُوعٍ بِلَا عَدْرٍ وَمَصْنَعُ الْعِلَاقِ وَالْبُقْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ
 إِنَّ لِمَا مِنْ فِيهَا عَلَى نَفْسِهِ الْإِنْزَالُ أَوْ الْجَمَاعُ فِي ظَاهِرِ الرِّدَايَةِ وَجَمْعُ الرِّبَاقِ
 فِي الْعَمِّ ثُمَّ ابْتِلَاعُهُ وَمَا ظَنُّ أَنَّهُ يُصْنَعُهُ كَالْفَصْرِ وَالْحِجَامَةِ وَتَبِيعُهُ

اَشْيَاءُ كَانَتْكَرَةً لِلصَّائِرِ النَّبِيَّةُ وَالْمُبَاشَرَةُ مَعَ الْأَمْنِ وَدَمْعُ الشَّارِبِ وَالْكَفَّ
وَالْحَمَامَةُ وَالْقَصْدُ وَالشَّوَالُ الْغَرَّ الْكَهَارِبُ كُلُّ هَؤُلَاءِ كَذِبٌ وَلَوْ كَانَ رَطْبًا أَوْ مَلُوكًا
بِالْمَاءِ وَالْمُضْمَنَةِ وَالْإِسْتِنْشَانِ لِغَيْرِ مَضْرُوعٍ وَالْإِفْتِسَالِ وَالشَّلْفِ
بِشَوْبٍ مُبْتَلٍ لِلشَّرِّ عَلَى الْمُغْلَى بِهِ وَصُحَّتْ لَهُ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الشَّخْصِ
وَتَأْخِيرُهُ وَتَعْجِيلُ النُّظَرِ فِي غَيْرِ يَوْمٍ مَعَهُ

ترجمہ :- باب وہ اشیا جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور کفار کا وجوب نہیں ہوتا اور قضا واجب ہوتی ہے
اور وہ ستاؤن اشیا میں اگر روزہ رکھنے والا کچا پھل کھالے یا ایسا آنا جو گندھا ہو یا تنک ہوا
یا ایک ہی بار زیادہ تنک یا زنی مٹی کے علاوہ وہ اس قسم کی مٹی کھالے جس کا وہ غرر نہ ہو یا مٹھی یا ڈالی یا کاندہ یا ہی
ملا پکاتے کچی ہی کھالے (تو کفار کا وجوب نہ ہوگا) یا سبز اخروٹ کھالے یا کنکر یا لوہا یا مٹی یا پتھر ٹکے یا
حقنہ لے یا ناک اندر دو اڈالے (یعنی ناک میں دو اڈالے اور وہ ناک کی ہڈی کے اندر مٹی حصہ تک
پہنچ جاتے) یا کوئی شے اندرون مٹل ڈال کہ پہنچتے زیادہ صبح قبل کے مطابق ہی حکم ہے یا کان میں مٹی یا تیل پٹکتے
(تو کفار کا وجوب نہ ہوگا) زیادہ صبح قبل کی رو سے یہی حکم ہے یا پیٹ یا دلغے یا زخم پر دو اڈالے اور وہ داغ
یا پیٹ تک پہنچ جاتے (البتہ وہ زخم جو پیٹ کے اندر مٹی حصہ تک ہو اور نہ اڈیہ "وہ زخم جو ام داغ تک
پہنچ گیا ہو) یا اندر مٹل اڑش کا قطرہ (ملا ارادہ) پہنچ جاتے یا اندر مٹل برف پہنچ گیا ہو (تو کفار واجب ہوگا)
زیادہ صبح قبل کے مطابق ہی حکم ہے در آنحالیکہ ٹکٹے میں اس فعل کو داخل نہ ہو یا فعلی کے باعث روزہ ٹوٹ
جاتے۔ بایں طور کہ (ملا ارادہ) کلا گا پانی اندر پہنچ جاتے یا اکراہ کے باعث افطار کرے خواہ بذریعہ محبت ہی ہو۔
یا ہبستری پر عورت مجبور کی گئی ہو یا عدمت کے سبب ملین ہونے (اور) اپنی جان کے اندیشہ کے باعث
روزہ ٹوڑے چاہے وہ عورت باندی ہو یا منکوحہ عورت ہو (ہر صورت حکم یہی ہے کہ اگر حکم میں کوئی فرق
واقع نہ ہوگا) یا سوتے ہوئے کوئی اس کے پیٹ میں پانی پہنچائے یا بھولے سے کھا چکنے کے بعد (اس خیال سے
کہ اب روزہ ٹوٹ گیا) عمدًا کھانا کھالے خواہ وہ بھول کر کھانے متعلق (مرئی) حدیث سے آگاہ ہو رتبہ ہی
کفار واجب نہ ہوگا) زیادہ صبح قبل کے مطابق ہی حکم ہے۔ یا بھولے سے ہبستری کرنے کے بعد پھر عملاً ہبستری
کرے یا بھلاتے رات سے نیت کرنے کے دن میں روزہ کی نیت کرنے کے بعد کھالے یا بوقت صبح مسافر ہو
پھر نیت اقامت کرنے کے بعد کھالے یا بوقت صبح مقیم ہو پھر سفر کرے اور کھالے یا روزہ کی نیت کے
بغیر ٹھہر لے (نہ کھاتے نہ پیے) اور افطار کی نیت کرے یا سحری کھالے یا ہبستری ہو اس حال میں کہ اسے

طلوع صبح صادق میں شبہ ہو ورنہ ایک صبح صادق ہوگی اور یا غروب آفتاب کے خجھال سے وہ افطار کر لے اور آفتاب ابھی غروب نہ ہوا ہو یا مردہ چوہا تے سے صحبت کرے یا شرمگاہ کے علاوہ (لان یا پیٹ میں صحبت کرے) سے انزال ہو یا بوسے یا چھوٹے (ان تمام شکلوں میں) اگر انزال ہو تو قضا کرے۔

یا رمضان کے روزہ کے علاوہ کوئی اور روزہ فاسد کرے یا عورت کے سونے کی حالت میں اس سے صحبت کر لی گئی ہو یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں کسی چیز کو ٹپکایا یا زیادہ صبح قول کے مطابق (صرف قضا لازم ہوگی) یا با مرتیل یا پانی سے تر انگلی یا خانہ کے راستہ میں داخل کر لے یا عورت تر انگلی کو اپنی شرمگاہ کے اندر کے حصہ میں پہنچا کر غائب کر دے یا اپنے ارادہ سے اندر میں ملحق دھواں پہنچاتے یا خود قے کرے خواہ وہ منہ بھر کر نہ ہو۔ ظاہر حرایت کے مطابق (محض قضا لازم ہوگی) امام ابو یوسفؒ اس کی شرط لگاتے ہیں کہ قے منہ بھر کر ہو۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ یا از خود ہونے والی قے کو وہ ٹوٹا لے اور یہ قے منہ بھر کر ہو ورنہ نکاحیہ روزہ سے یاد ہو۔ یا دوشے کھالے جو دانتوں کے درمیان ہو اور دوپٹے کے برابر ہو یا دن میں نیت روزہ کر لے اور پھر دن کے وقت اپنی نیت کو جامہ وجود پہننے سے قبل بھولے سے کچھ کھالے یا اس کے اوپر بے ہوشی طاری ہے خواہ پورے مہینے بے ہوشی ہے البتہ اس روزہ کی قضا اس پر لازم نہ ہوگی جس روز یا دن کی رات میں اس بے ہوشی کا آغاز ہوا ہو (بشرطیکہ اسے کچھ کھالے یا پانی نہ ہو۔)

یا پاگل ہو جائے اور یہ پاگل پن سارے مہینے برقرار نہ رہے (اور اگر پورے مہینے پاگل پن طاری ہے۔ اور ماہ رمضان کے آخری دن افتاح ہو تو صحیح قول کے مطابق وقت نیت شب یا دن مکمل جانے پر روزہ کی قضا واجب نہ ہوگی)

فصل ۲۰: ماہ رمضان میں دن کے باقی ماندہ حصہ میں واجب کہ کھانے پینے سے شخص (معتزلاً) رک کا ہے جس کا روزہ ٹوٹ جاتے اور وہ حیض و نفاس والی عورت جو صبح صادق ہو جانے کے بعد پاک ہو اور وہ بچہ جو طلوع صبح صادق کے بعد مد بلوغ کو پہنچا ہو اور وہ کافر جو دائرہ اسلام میں (بعد طلوع فجر) داخل ہو اور اس بالغ ہونے والے بچہ اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے کافر کے علاوہ باقی سب پر قضا کا وجوب ہوگا۔

فصل ۲۱: وہ تائیں جو روزہ دار کے واسطے باعث کراہت ہیں اور وہ جو باعث کراہت نہیں اور جو باعث استحباب ہیں

روزہ رکھنے والے کے لئے سات اشیا۔ باعث کراہت ہیں۔ غدر (مجبوری) کے بغیر کوئی چیز چھیننا اور چٹا کر مٹکلی جہالینا۔ اور بوسہ لینا۔ اور اہلیت معاف کرنا بشرطیکہ وہ اپنے نفس انزال یا صحبت کے اندیشہ سے مطمئن نہ ہو

(تو) رُائیت کے ظاہر کے مطابق (ایسا کرنا مکروہ ہوگا)۔ امن میں حشوک جمع کر کے لٹکانا اور ہراس پزیر کرنا از کتاب جس کے ایسے میں یہ لگانا ہو کہ اس سے اس کو ناتوانی ہوگی مثلاً نصفہ اور پچھنے لگانا۔

نواشیہ روزه رکھنے والے کے لئے باعثِ کراہت نہیں۔ اپنے نفس پر انزال یا محبتِ اطمینان کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا اور معافہ کرنا اور مونچھوں پر تیل لگالینا اور سرمہ لگالینا اور پچھنے لگوالینا اور نصفہ لگوانا (جیکو ضعف کا اندیشہ نہ ہو) دن کے اخیر حصہ میں مسواک۔ بلکہ جس طریقہ سے دن کے شروع حصہ میں مسواک باعثِ سنت ہے اسی طرح اخیر میں باعثِ سنت ہے۔ خواہ مسواک سبز ہو یا پانی میں تر ہو اور طلا و صوغہ کی گھرائی ناک میں پانی دینا۔ اور نصفہ رکھنے کی خاطر نہانا، ٹھنڈا کرنا، کھانسی کی خاطر تر پکڑے میں لپیٹنا، مفتی بہ قول کے مطابق اور روزہ دار کے واسطے تین اشیاء باعثِ استحباب ہیں۔ سحری کرنا، ذکر سحری کا اہتمام مسنون ہے، اور سحری اخیر وقت میں کھالینا اور بادل نہر نیکی صورت میں افطار میں جلدی۔

تشریح و توضیح | (واحقق) کوئی شخص بحالتِ روزه تیل کا پتلا کرے یا کان میں تیل کا قطرہ ٹپکائے تو اس کا روزه ٹوٹنے کا حکم ہوگا (البتہ کفارہ کا موجب نہ ہوگا۔ بدایہ)

تیل اس طریقہ سے اندر پہنچ جائے جس میں اس کے فعل کو رتی برابر دخل بھی نہ ہو تب بھی اس صورت میں روزه ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

امام ابو حنیفہؒ دامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ پیشاب گاہ کے سوراخ میں کسی شے کا قطرہ ٹپکا دینے سے روزه ٹوٹنے کا حکم نہ ہوگا خواہ قطرہ تیل کا ہو یا پانی کا دوازل کا حکم بچاں ہے گا۔ اختلاف اسی شکل میں ہے جیکو مثلاً نہک در قطرہ چلا گیا ہو فقط پیشاب گاہ کی نالی تک پہنچنے پر کسی کے نزدیک بھی روزه نہیں ٹوٹے گا۔ "مدعیہ"

اور تین میں اسی طرح ہے

عورت کے اپنی پیشاب گاہ میں کچھ ٹپکانے کی صورت میں تمام فقہاء کے نزدیک روزه ٹوٹنے کا حکم ہوگا

"غیر یہ" میں اسی طرح ہے۔

پیٹ یا سر میں کاری رخم ہونے کی صورت میں اکثر فقہاء فرماتے ہیں کہ دوا پیٹ یا دماغ کے اندر پہنچ جانے پر روزه ٹوٹنے کا حکم ہوگا خواہ دوا سوکھی ہو یا گیلی۔

اگر دوا کے اندر پہنچنے یا نہ پہنچنے کے بارے میں کچھ علم نہ ہو اور دوا گیلی ہو تو امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کا روزه ٹوٹ جائے گا۔ اسلئے کہ ٹوٹا گیلی دوا اندر تک پہنچ جایا کرتی ہے اور امام ابو یوسفؒ دامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ کلمہ نہ ہونے کی شکل میں فقط تنک کی وجہ سے روزه ٹوٹنے کا حکم نہیں کریں گے اور دوا سوکھی ہو تو تان تینوں آئم کے نزدیک روزه نہیں ٹوٹے گا۔ فتح القدیر میں اسی طرح ہے۔

کوئی دھاک میں پڑتی ہوئی گوشت کی بوٹی ٹکال لے اور اس کے بعد فوراً نکال لے تو روزہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا کچھ بزرگوں
جوڑے رکھنے پر روزہ ٹوٹ جاتے گا۔ (برائے)

اگر کوئی شخص لکڑی ٹکال لے اور اس ٹکالی ہوئی لکڑی کا ایک سراسر شخص کے ہاتھ میں موجود ہو اس کے بعد
وہ لکڑی نکال لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور پوری لکڑی نکلنے کی شکل میں روزہ ٹوٹ جاتے گا (غلام) کوئی شخص کسی
عورت سے جبراً ہمبستری کر لے تو جس سے ہمبستری کی اس پر تضا واجب ہوگی کفارہ کا وجوب نہ ہوگا۔ فتاویٰ
قاضی خان، میں اسی طرح ہے۔

(فصل فی العوارض) لَمْ يَخَفْ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ بَطْءَ الْبُرْءِ وَالْحَامِلِ وَمُرَضِعٍ
خَافَتْ نَقْصَانَ الْعَقْلِ أَوْ الْهَلَاكَ أَوْ الْمَرَضَ عَلَى نَفْسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا نَسَبًا كَانَ أَوْ ضَاعًا
وَالْخَوْفُ الْمُعْتَبَرُ مَا كَانَ مُسْتَدًّا لِغَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجَرُّمِهِ أَوْ إِنْخِبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ
حَاقِيقِ عَدَلٍ وَلَمْ يَنْحَصِلْ لَهُ عَطَشٌ شَدِيدٌ أَوْ جُوعٌ يَخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ
وَالْمَسَافِرُ الْفِطْرَ وَصَوْمُهُ أَحَبُّ إِنْ لَمْ يَصْرُحْ وَلَمْ تَكُنْ عَامَةً رُفْقَتُهُ مُفْطِرِينَ
وَالْمُسْتَرْكِينَ فِي الثَّقَةِ فَإِنْ كَانُوا مُسْتَرْكِينَ أَوْ مُفْطِرِينَ فَلَا فَضْلَ وَفِطْرُهُ
مُوافقةً لِلْجَاعَةِ وَلَا يَحِبُّ الْأَيْصَاءُ عَلَى مَنْ مَاتَ قَبْلَ زَوَالِ عَذْرِهِ بِمَرَضٍ
وَسَلَمٍ وَخَوْفٍ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَضَا مَا قَدَّرُوا عَلَى قَضَائِهِ يَقْدَرُ الْإِتِمَامُ
وَالضَّحْفُ وَلَا يَسْطَرُ التَّابِعُ فِي الْقَضَاءِ فَإِنْ جَاءَ رَمَضَانُ آخِرُ وَقَدَّمَ
عَلَى الْقَضَاءِ وَالْإِنْدِيَّةُ بِالتَّأْخِيرِ إِلَيْهِ وَبِجُورِ الْفِطْرِ لِشَيْءٍ فَإِنْ وَعَجَزَ
فَإِنْدِيَّةً وَتَلَزَمَ هُمَا الْإِنْدِيَّةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بَرٍّ كَسَنَ نَذَرَ وَصَوْمٍ
الْأَبَدِ فَضَعَفَتْ عَنْهُ لِإِسْتِغَالِهِ بِالْمَعِيشَةِ لِفِطْرٍ وَتَقْدَرُ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى
الْفِدْيَةِ لِعَمَرَتِهِ يُسْتَغْفَرُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَيْسَتْ قِيْلُهُ وَلَوْ وَجِبَتْ عَلَيْهِ كَقَارَةِ
يَسِينٍ أَوْ قَتْلٍ فَلَمْ يَحْذَ مَا يَكْفُرُ بِهِ مِنْ عَثْوٍ وَهُوَ شَيْءٌ فَإِنْ أَوْ لَمْ يَصُمْ
حَتَّى صَارَ فَنِيًّا لَا يَجُوزُ لَهُ الْإِنْدِيَّةُ لِأَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلُ عَنْ غَيْرِهِ وَبِجُورِ
لِلْمُتَطَوِّعِ الْفِطْرَ بِلَا عَذْرٍ فِي رَوَايَةٍ وَالضَّيَافَةُ عَذْرٌ عَلَى الْأَظْهَرِ لِلضَّعِيفِ
وَالْمُضْطَّعِ وَلَهُ الْبَشَارَةُ بِهَذِهِ الْفَائِدَةِ الْجَلِيلَةِ وَإِذَا أَفْطَرَ عَلَى أَيْ
حَالٍ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ إِلَّا إِذَا شَرَعَ مُتَطَوِّعًا فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ يَوْمِي
الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ الشَّهْرِ فَلَا يُلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا بِأَنَسَادِهَا فِي ظَاهِرِ

الْهِدَايَةُ وَاللَّهُ اعْلَمُ

ترجمہ ۱۔ فصل ۱۔ عوارض (امراض) کے بیان میں۔

جب شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ بیماری بڑھ جاتے گی یا اس کا اندیشہ ہو کہ صحت یابی میں تاخیر ہوگی اور وہ بھڑکانے والی عورت جسے عقل میں ضرر کا خطرہ ہو یا بچہ ہلاک ہو جانے یا بیمار بڑھانے کا خطرہ سمجھتا ہو یا کسی اور عارضی ہونے کا خطرہ قابل اعتبار (دلائق تسلیم) ہو گا۔ جو غالب گمان یا اذیتوں سے تجربہ یا علم ماذق طبی کے بیان کی بنا پر ہو۔ اور اس کے لئے افطار درست ہے جسے اتنی شدید صہوک یا پیاس لگے کہ ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ مسافر کے واسطے افطار کرنا درست ہے اور اگر روزہ اس کے لئے ضرر رساں نہ ہو اور اس کے رفقائے اکثریت افطار کرنے والی اور شریک مصارف نہ ہو تو باعثِ استعجاب ہے کہ روزہ رکھے پس اگر رفقائے اکثریت شریک مصارف یا افطار کرنے والی ہو تو جماعت کی موافقت کے نقطہ نظر سے افطار کر لینا ہی افضل ہے۔

اور جو شخص زوال سے قبل مرض اور سفر وغیرہ کے حذر کے ہوتے ہوئے مرجائے اس پر وصیت واجب نہیں ہوگی۔ وصیت فدیه کا اس پر وجوب نہ ہو گا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور اس کے متیم و ذمہ دار درست ہونے کی حالت میں جتنے قضا روزوں پر (بیمار یا مسافر کو) قدرت ہو وہ استقر روزوں کی قضا کریں۔ روزوں کی قضا میں یہ شرط نہیں کہ لگاتار رکھے جائیں پس اگر دو مراضضان آیا (اور سابق قضا رکھے) ابھی باقی ہوں تو انہیں قضا روزوں پر مقدم کرے اور تضامیں دوسرے رمضان تک تاخیر کے باعث کوئی فدیه واجب نہ ہو گا۔

اور شیخ فانی (انتہائی تکرر سیدہ و ناتوان بڑھا) اور بہت بوڑھی (ذاتواں) اہمت (و کمزوری) کے باعث روزہ نہ رکھ سکتی ہو (کے لئے درست ہے کہ افطار کر لے ان دونوں پر مندریہ کا وجوب ہو گا۔ ہر دن کا فدیه ادا صاع گندم (موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کلو ۶۳۳ گرام) اس شخص کی مانند جو دائمی طور پر روزہ رکھنے کی نذر مانے پھر معاش کی مصروفیت کی بنا پر اہتمام نذر سے عاجز ہو جائے۔ یہ بھی افطار کرے اور ہر دن فدیه ادا کرتا رہے پھر اگر فلاں کے باعث فدیه کی استطاعت نہ ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار اور غود و درگزر کی درخواست کرے

اگر اس کے اُپر کفار و یمن قسم (یا کفار و قتل کا وجوب ہو اور اب اسمیں غلام کو نعت آزادی سے بخار کر کے کفار و اکثریتی استطاعت نہ ہو ورنہ لیکہ وہ شیخ فانی ہو یا کفار و کے واجب ہونے کے وقت

رنے رکھ سکتا تھا لیکن نہیں رکھے حتیٰ کہ شیخ فانی کی صفت میں داخل ہو گیا تو اس کے لئے جائز نہ ہو گا کہ وہ فدیہ دے اور فدیہ دے کہ سبکدوش ہو جائے اس لئے کہ روزہ اس جگہ اپنے غیر غلام کی آزاد کی یا صدقہ کا عوض ہے۔

اور ایک روایت کی وجہ سے نفل روزہ رکھنے والے کے لئے عذر کے بغیر بھی انکار کرنا جائز ہے۔ اور زیادہ ظاہر روایت کے مطابق حیاض مہان اور مین بان و دروں کے واسطے مذکر قرار دیا گیا ہے اور عظیم فائدہ کی اپنے بھائی کی دلاری کے سبب ثواب کی بنا اس کے لئے ٹھوٹھری ہے (امادیت شمس اپنے بھائی کی دلجوئی کی خاطر انکار کرنے کرنے کی فضیلت محمود ہے)

روزہ رکھنے والا جس حال میں بھی روزہ توڑے اس پر انکی قضا کا وجوب ہو گا۔ البتہ اگر عیدین کے دنوں اور ایام تشریق میں نفل روزہ کا آغاز کرے تو روزہ فاسد کر دینے سے ظاہر روایت کے مطابق قضا کا وجوب نہ ہو گا۔

تشریح و توضیح | العواض الخ۔ جو شخص شرمی سفر میں ہو اس کے لئے درست ہے کہ روزہ نہ رکھے جس دن سفر کا آغاز کیا ہو اسے سفر ہی کا دن گنتے ہوئے روزہ نہ رکھنے کا مقرر قرار نہیں دے سکتے

جان جلنے کا خطرہ ہو یا اندیشہ ہو کہ کوئی عضو بیکار ہو جائے گا۔ تو تمام کے نزدیک روزہ توڑنے کا حکم ہو گا۔ اگر بیماری کے بڑھ جانے کا یا مرض کے طویل ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی عند الاحاطہ روزہ توڑ دینے کا حکم ہو گا۔ البتہ روزہ توڑ دیا تو اسکی قضا واجب ہو گی۔ (محبط)

یہ بات مریض کو اپنے اجتہاد کے ذریعہ معلوم کر لینی چاہیے۔ اجتہاد و حکم کا نام نہیں بلکہ غالب گمان کی طرح کسی طریقے سے حاصل ہو جانے کا نام ہے۔ خواہ غلبہ غالب کسی ملامت کے ذریعہ حاصل ہو یا تجربہ کی بنا پر یا علی الاعلان حقیقت میں مبتلا نہ ہونے والے معالج کے ذریعہ ”فتح القدیرہ محیط“ وغیرہ میں اسکی صراحت ہے اگر صحت مند شخص کو روزہ کی بنا پر مریض ہو جانے کا خوف ہو تو اسے بیمار ہی تصور کریں گے۔

اگر روزہ رکھنے اور بیمار چھوڑنے کا ایک ہی دن سوا درودہ بیمار چھوڑنے سے قبل کچھ کھائے تو اس میں کوئی عوج نہ ہو گا۔ ”فتح القدیرہ“ اور شیعین میں اسکی تصریح ہے۔

شیخ فانی پر سلسلہ قتل یا سلسلہ قسیم روزوں کا وجوب تھا اور وہ بڑھاپا کی بنا پر پاس بات سے معذور ہو گیا کہ روزے رکھ سکے تو اسے ان روزوں کے بدلہ کھانا کھانا درست ہو گا۔ اس کا مضابطہ اصل یہ ہے کہ ایسا روزہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے مستقل ہو اور وہ کسی دوسری چیز کا بدلہ نہ ہو اور اس روزہ کے ادا کرنے پر آدمی قادر نہ رہے تو اس کے عوض کھانا دینا درست نہ ہو گا۔ چاہے مستقبل میں بھی روزہ رکھنے کی توقع نہ رہے جیسے

بطور کفارہ قسم رکھے جانے والے روزے کو ان کے بدلہ کھانا دینا درست نہ ہوگا۔ اسلئے کہ وہ بذات خود دوسری شے کا عوض ہیں البتہ بطور کفارہ قہار اور بطور کفارہ رمضان ساتھی مسکینوں کو کھانا کھانا اس بنا پر درست کہ یہ فدیہ قرآن و حدیث سے صراحتاً ثابت ہے نہ شرح لمحاکی میں لکھی تصریح ہے۔

بَابُ يَكْزُرُ الْوَفَاءُ بِهٖ مِنْ مَّنْذُورِ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَخَوَهِمَا

إِذَا نَذَرَ شَيْئًا لِّزَمَهُ الْوَفَاءُ بِهِ إِذَا اجْتَمَعَ فِيهِ ثَلَاثَةٌ شُرُوطٌ أَنْ يَكُونَ مِنْ جَنْسِهِ وَاجِبٌ وَأَنْ يَكُونَ مَقْصُودًا وَأَنْ يَكُونَ لَيْسَ وَاجِبًا فَلَا يَكْزُرُ الْوَضْعُ بِنَذَرِهِ وَلَا سَجْدَةُ التَّلَاوَةِ وَلَا عِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَلَا الْوَاجِبَاتُ بِنَذَرِهَا وَيَصِحُّ بِالْعَقْدِ وَالْاِعْتِكَافِ وَالصَّلَاةِ غَيْرِ اللَّفْظِيَّةِ وَالصَّوْمِ فَإِنْ نَذَرَ مُطْلَقًا أَوْ مُعَلَّقًا بِشَرْطٍ وَوَجَدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهِ وَصَلَّى نَذَرَ صَوْمِ الْعِيْدَيْنِ وَأَقَامَ الشَّرَائِعَ فِي الْمُخْتَارِ وَحَبِيبَ فِطْرَها وَقَضَا وُجُوبَهَا وَإِنْ صَامَهَا أَجْزَأَ مَعَ الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ تَعَيَّنَ الزَّيَانُ وَالْمَكَانُ وَالذَّهْنُ وَالْفَقِيرُ فَيَجْزِي شُكْرُ صَوْمٍ يَجِبُ عَنْ نَذَرِهِ صَوْمُ شَعْبَانَ وَتَجْزِيَةُ صَلَاةٍ رَكْعَتَيْنِ بِمِصْرٍ نَذَرَ آدَاءِهَا مِلَّةً وَالتَّصَدَّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَيْنَةً لَهُ الصَّرْفُ لِيَزِيدَ الْفَقِيرُ بِنَذَرِهِ لِعَمَلِهِ وَإِنْ عَلَى التَّنْذِيرِ بِشَرْطٍ لَا يَجْزِي شُكْرُهُ عَنْهُ مَا قَعَلَهُ قَبْلَ دَوْدٍ قُوطِهِ

ترجمہ باب۔ نذر کردہ روزہ اور نماز وغیرہ نہیں پورا کرنا واجب ہے۔

اگر کسی شے کی نذر کی جائے تو نذر کرنے والے پر لکھی تکمیل واجب ہے بشرطیکہ یہ تین شرائط موجود ہوں (۱) آدمی نے جو نذر مانی ہو شرعاً اس قسم و جنس کی کوئی چیز واجب ہو اس لئے مثلاً کوئی بیمار کی عیادت کی نذر ملے تو صحیح نہیں (۲) وہ چیز کسی شے کے حصول کا ذریعہ نہ ہو بلکہ وہی شے مطلوب بھی ہو (اسی لئے اگر کوئی بھو تلاوت اور وضو کی نذر ملے تو درست نہ ہوگی) (۳) اس چیز کا اس کے ذمہ واجب نہ ہو (مثلاً کسی شخص نے نماز عصر یا ظہر کی نذر مانی ہو تو درست نہ ہوگی)

لہذا وضو کی نذر مانے تو وضو واجب نہ ہوگا اسی طریقہ سے تلاوت کے سمدہ اور بیمار کی مزاج پُرس کی نذر مانے تو ان کا وجوب نہ ہوگا۔ اور وہ عبادات جن کا وجوب بذات خود نذر کے باعث ہو زمیندان کا وجوب نہ ہوگا۔

غلام کو حلقہ غلامی سے آزاد کرنے، اعتکات کرنے اور ان نمازوں کی نذر جو فرض نہ ہوں اور رزق کی نذر درست ہوگی۔

پس اگر کسی قید و شرط کے بغیر نذر کرے یا نذر کی تعلیق کسی شرط پر کرے اور پھر وہ شرط پائی جائے تو اس نذر کی تکمیل واجب ہوگی۔

راج قول کے مطابق عیدین اور ایام تشریق کے روزوں کی کوئی نذر کرے تو نذر (اپنی جگہ) درست ہے لیکن افطار اور اس کے بعد قضاء کا وجوب ہوگا اور اگر نذر رکھتے ہوئے ان ایام میں رکھ دے تو بجاہت تحریمی انکی اوتیگی ہوگی۔

ہمارے نزدیک وقت، مقام، درہم اور فقیر کی تعیین لغو اور ناقابل اعتبار ہے۔ پس اگر شعبان کے مہینہ کے روزے رکھنے کی نذر کرے اور پھر ماہِ ربیع کے روزے رکھ لے (شعبان کے نہ رکھے) یا کو مکہ میں دو رکعات کی نذر کی ہو پھر یہ دو رکعات مصر میں ادا کر لے تو نذر ادا ہو جائے گی۔ اور وہ معین درہم جس کے صدقہ کرنے کی نذر کی اسکی جگہ دوسرا درہم صدقہ کرے اور بنیامی مفلس پر خرچ کی نذر کی ہو اور اسکی جگہ وہ زید پر خرچ کرے تو ادائیگی نذر کے لئے اسے کافی قرار دیں گے (اور نذر کی ادائیگی ہو جائے گی)۔ اور اگر نذر کسی شرط پر معلق کر لے تو شرط پائی جانے سے قبل وہ جو کچھ نذر کے بارے میں کرے گا اسے کافی قرار دیں گے۔

تشریح و توضیح | اذ نذر الو۔ "شرح معنی" میں ہے کہ نذر زبان کا نکلنا ہے اور اسکی معنی کی شرط یہ (بھی) ہے کہ معصیت کی نذر نہ ہو مثلاً شراب پینے کی نذر۔

ایک نہایت ضروری شرط یہ بھی قرار دی گئی ہے کہ کسی ایسی شے کی نذر نہ کی جائے جو محال ہو۔ مثلاً کوئی شخص گزری ہوئی گل کے روزہ کی نیت کرے تو یہ نیت درست نہ ہوگی۔ "بجراتی" میں اسی طرح ہے۔ کوئی شخص اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دن کا روزہ رکھنے کی نذر کرے تو اس پر ایک دن کے روزہ کا وجوب ہوگا۔ روزہ رکھنے کے واسطے دن کی تعیین کا وہ مختار ہے جس روز بھی رکھنا چاہے رکھ لے۔ اس روز کے بارے میں تمام فقہاء کے نزدیک اسکو مہلت میسر ہے۔

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے آدھے دن کا روزہ رکھنے کی نذر کرے تو نذر درست قرار دیں گے اور اگر کوئی اللہ کے لئے دو یا تین یا دس دن کے روزے رکھنے کی نذر کرے تو اس کے ذمہ اتنے ہی روزوں کا وجوب ہوگا۔ خواہ وہ روزے متعین وقت کرے ادا کئے ہوں۔ وہ مختار ہے خواہ لگاتار روزے رکھے خواہ علیحدہ علیحدہ رکھ لے۔ البتہ اگر لگاتار روزے رکھنے کی نذر کر لے تو پھر تمام روزے لگاتار ہی رکھنے پڑیں گے اگر لگاتار روزے رکھنے کی نیت کرے مگر درمیان میں ایک روز کا نفاذ کرے یا عورت حائضہ ہو جائے

تو اب ان تمام روزوں کو نہ میرے سے رکھنا ہوگا۔ سراج الایضاح میں اسکی تصریح ہے۔

کوئی شخص یہ کہے کہ اللہ کے لئے میرے اوپر مہینہ بھر کے روزے رکھنے واجب ہیں اس صورت میں اس کے لئے لازم ہے کہ لگا تار روزے رکھے اور مسلسل و غیر مسلسل کی تفصیل بیان نہ کرنے کی صورت میں وہ مختار ہے اگر اس طرح کہنے کا قصد ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر ایک دن کے روزہ کا وجوب ہے اور زبان سے ”مہینہ بھر کے روزے رکھوں گا“ نکل جاتے تو اس پر مہینہ بھر کے روزے واجب قرار دیتے جائیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ نذر نہیں الا انما الغلط تکلیف یا غیر ارادی طور پر سب کا حکم یکساں ہوگا۔

کوئی یہ کہے کہ اللہ کے لئے مجھ پر مہینہ بھر کے روزے رکھنے واجب ہیں تو اس پر تیس دن کے روزے واجب ہوں گے۔ روزے رکھنے کے واسطے کوئی ساجھی مہینہ تعین کر لے اسے اختیار ہے یہ واجب نہیں ہے کہ نذر کرنے کے بعد فوراً اسکی ادائیگی واجب ہو حتیٰ کہ تاخیر کی بنا پر اسے گناہ گار قرار نہ دیں گے۔ ”سراج الایضاح“ میں اس کی تصریح ہے۔

بَابُ الْعَتَاكَ

هُوَ الْإِقَامَةُ بِنَيْتِهِ فِي مَسْجِدٍ تَقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلَاةِ الْحَسْبِ فَلَا يَصِحُّ فِي مَسْجِدٍ لَا تَقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلَاةِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَالْمُسَوَّاةِ الْعَتَاكَ فِي مَسْجِدٍ كَيْتِهْمَا وَهُوَ لِحُلِّ عَيْتِنَهُ لِلصَّلَاةِ فِيهِ لَا لِعَتَاكَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَاجِبٌ فِي الْمَذْدُورِ وَسُنَّةٌ كِفَايَةٌ مُؤَكَّدَةٌ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَمُسْتَحَبَّةٌ فِيمَا سِوَاهُ وَالصُّكُومُ شَرْطٌ لِصَلَاةِ الْمَذْدُورِ فَقَطُّ وَاقْتُلُهُ لَفْلًا مَدَّةً يَسِيرَةً وَلَوْ كَانَ مَا شِئَا عَلَى الْمَغْنَى بِهِ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِلْحَاجَةِ شَرْعِيَّةٍ كَالْجُمُعَةِ أَوْ طَبْعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ أَوْ ضَرْبٍ يَدْرِيهِ كَالْعَدَامِ الْمَسْجِدِ وَالْخُرَاجِ ظَاهِرٍ كَرَمَا وَفَرَّقِي أَهْلِهِ وَخَوَّفِي عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَتَاعِهِ مِنَ الْمَكْرِبِينَ فَيَدْخُلُ مَسْجِدًا أُخَيْرَ مِنْ سَاعَتِهِ فَإِنْ خَرَجَ سَاعَةً بِلَا عَذْرِ فَذَلِكَ الْوَاجِبُ وَانْتَهَى بِهِ غَيْرُهُ وَكَلُّ الْمَعْتَكِ وَشُرْبُهُ وَتَوَمُّهُ وَعَقْدُهُ الْبَيْعَ لِمَا يَحْتَاجُهُ لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ فِي الْمَسْجِدِ وَكِبْرُهُ أَحْضَانُ الْمَسْبُوعِ فِيهِ وَكِبْرُهُ عَقْدُ مَا كَانَ لِلتَّجَارَةِ وَكَوْنُهُ الصَّمْتِ إِنْ لَمْ يَحْتَاجْ قُرْبَةً وَالتَّكْلُمُ الْآخِذُ وَتَوَمُّهُ الْوَطْءُ وَدَوَائِعِهِ وَبَطْلُ بَوَاطِنِهِ وَبِالْإِنْزَالِ بِدَوَائِعِهِ وَلِزِمَتْهُ اللَّيَالِي أَيْضًا بِنَذْرِ عَتَاكَ إِنْ تَأَمَّرَ

وَلَزِمَتْهُ الْأَيَّامُ بِمَذَرِ اللَّيَالِي مُتَتَابِعَةً لَّانَ لَمْ يَشْطَرِطِ التَّابِعُ فِي ظَاهِرِ
الْبَرَايَةِ وَلَزِمَتْهُ لَيْلَتَانِ بِمَذَرِ يَوْمَيْنِ وَصَحَّ نَبِيَّةُ التَّهَرُّ خَاصَّةً دُونَ اللَّيَالِي
لَانَ نَذَرَاتُكَ شَهْرٍ وَتَوَى التَّهَرُّ خَاصَّةً أَوَّلَ اللَّيَالِي خَاصَّةً لَا تَعْمَلُ نَبِيَّةً
إِلَّا أَنْ يُصْرَحَ بِالاسْتِثْنَاءِ وَالْإِعْتِكَافُ مَشْرُوعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَهُوَ مِنْ
أَشْرَفِ الْأَعْمَالِ إِذَا كَانَ عَنْ إِخْلَاصٍ وَدِينٍ تَحْلِسُ بِهِ أَنْ فِيهِ تَفَرُّغٌ الْقَلْبِ
مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيمِ النَّفْسِ إِلَى الْمَوْلَى وَمُلَازِمَةُ عِبَادَتِهِ فِي بَيْتِهِ وَالْقَصَصُ
مَحْضُهُ وَقَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللَّهُ مَثَلُ الْمُعْتَكِفِ مَثَلُ كَحْلٍ يَخْتَلِفُ عَلَى بَابِ
عَظِيمٍ لِحَاجَةٍ فَلِلْمُعْتَكِفِ يَقُولُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى يَغْفِرَ لِي وَهَذَا مَا تَنَبَّأَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيرِ
بِعَنَائَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيرِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا أَوْ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ
لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَمَنْ وَالَا نَسْأَلُ اللَّهَ سُبْحَانَهُ مَتَوَسِّلِينَ
أَنْ يَجْعَلَهُ خَالِصًا لِلْحِلَّةِ الْكَرِيمِ وَأَنْ يَنْتَقِ بِهِ النِّعَمَ الْعَظِيمَ وَجُزْءَ بِهِ الثَّوَابِ الْجَمِيمِ

کسی اور مسجد میں داخل ہو جائے پس اگر عذر کے بغیر ایک ساعت (ایک گھنٹہ) بھی مسجد سے باہر رہا تو اعتکاف فاسد قرار دیا جائے گا۔ اور غیر واجب اعتکاف اس سے نکلنے کے باعث ختم ہو جائے گا۔

اور معتکف مسجد میں کھلتے پتے اور سوتے اور عقیدہ بیع (خرید و فروخت کا معاملہ) جس کی خود اس کو یا کسی اہل و عیال کو احتیاج ہو مسجد میں کرے۔ باعث کراہت ہے کہ بیع (خرید و بیع) دلی تیز (اندولی) بیدار کی جائے اور مکڑہ ہے کہ تجارت کی اشیاء مسجد میں لاتے۔

اور باعث کراہت ہے کہ معتکف (بالکل) خاموش رہے بلکہ غیر بیدار کی گفتگو کرے اور معتکف کے لئے اندرون اعتکاف (بیوی سے) ہمبستری اور ہمبستری پر اُبھانے والی بات کے نتیجہ میں انزال ہونے سے اعتکاف جاتا رہے گا۔

اور کچھ روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو ان دنوں کی راتیں اور کچھ راتوں کے اعتکاف کی نذر کرے تو دن بھی لگاتا اس میں داخل ہوں گے خواہ اس نے لگاتار کی نیت (و شرط) نہ کی ہو۔ روایت کے ظاہر کے مطابق یہی حکم ہے۔

اور دو دن کی نذر کرے تو دو راتیں بھی اسیں شامل ہوں گی۔ اور خاص طور پر صرف دنوں کی نیت کرے تو وہ (بھی) صحیح ہوگی۔ اگر ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر کرتے ہوئے خاص طور پر (مختار) دنوں یا خاص طور پر راتوں ہی کی نیت کرے تو اس کی نیت سودمند نہ ہوگی (بلکہ دن کے ساتھ رات بھی شامل ہوگی) البتہ اگر وہ استثناء کی تصریح کرے (تو درست ہے) اعتکاف کا مشروع ہونا، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے غلوں نیت کے ساتھ ہو تو اس کا شمار اشرف اعمال میں ہے (اعتکاف کے محاسن و فوائد) میں سے یہ ہے کہ اندرون اعتکاف قلب امور دنیا سے فارغ دیکھو کہ اپنے آقا کے حوالہ کر دینا ہوتا ہے اور عبادت ربانی بند پابندی خود غارت رب میں جوئی ہے اور وہ قلعہ خداوندی میں محفوظ (و مامون) ہوتا ہے۔

اور حضرت عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ اعتکاف کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو کسی عیلاج کے باعث کسی بڑے شخص کے دروازہ پر جا پڑے (اور کسی دوسری جانب توجہ سے جھکو ہو جاتے) پس اعتکاف کرنے والا اس بات کا عہد کرتا ہے کہ تاؤنیکو میری بخشش نہ ہو اس در سے نہ ہوں گا۔

اور (صاحب نور الابصار کہتے ہیں) کہ پیر ماجر جعفر جو کچھ پیش کر رکھا محض مولائے قوی و قدر کی عنایت (کا کرشمہ) ہے۔

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس کی توفیق بخشی۔ اللہ تعالیٰ کے ہدایت فرماتے بغیر ہمارا

ہدایت یافتہ ہونا ممکن نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء پر اور اہل بیت رسول و صحابہ کرام و ذریت پر اور ان سب لوگوں پر جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی (اور آپ کے قدموں پر اپنی جانیں و مال بچھا دے کر)

اور ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست گزار ہیں کہ سالہ خاص طور پر اپنے (ہی) واسطے قرار دے (اے خود قبول کئے اور لوگوں میں ہر ذل عزیز بنا دے) اور اسے عمومی فائدہ کا ذریعہ بنا دے۔ اور اس پر عظیم ثواب عطا کرے۔

تشریح و توضیح الاعتکاف کیونکہ اعتکاف میں روزہ کی شرط ہے اسلئے روزہ کے بیان کے بعد اس سے متصل اور اس کے بعد میں اعتکاف کے احکام بیان کئے گئے۔ اعتکاف کے لغوی معنی ہیں اور رکنے کے ہیں

معتکف شخص تقرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے بندگی خدا میں مشغول رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بعید بعید کرنے والے دنیوی مشغلوں سے خود کو یکسو کئے رہتا ہے۔ معتکف کا تمام وقت بحالت نماز ہی گزرتا ہے اسلئے کہ یا تو وہ حقیقت میں بحالت نماز ہو گا یا نماز کا منتظر ہو گا۔ سبب یہ ہے کہ شرعاً اعتکاف کے مقرر کئے جانے کا مقصد یہ ہے کہ آدمی کا وقت باجماعت نماز کے انتظار میں گزیرے۔ معتکف کا حال ان لوگوں کے حال سے ملتا جلتا ہے جن کے متعلق ارشاد خداوندی ہے

”لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمِنُونَ“ (الاحزاب) جس چیز کا اللہ ان کو حکم فرماتا ہے، اس میں وہ الشریعہ کی عدم اطاعت نہیں کرتے اور جس بات کا ان کو امر کیا جاتا ہے اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں

اور معتکف ایسے لوگوں کی طرح ہوتا ہے جن کے متعلق ارشاد ہے۔ يَسْجُدُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ“ (الاحزاب) (وہ شب و روز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ تھکتے نہیں۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے غیر عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ وصال ہو گیا۔ پھر آپ کے بعد امہات المؤمنینؓ نے اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر سختی تھے۔ اور ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام رمضان شریف

کی ہر رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن کریم کا دور فرماتے تھے پس جب حضرت جبریلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کی سخاوت بادل و بارش لائے والی ہوا سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سال ایک بار دور فرماتے تھے۔ اور جس سال آپ کا وصال ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے دوبار دور کیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال دس دن کا احکامات فرماتے تھے اور جس سال وصال ہوا۔ تو آپ نے بیس دن کا احکامات فرمایا (بخاری)

کتاب الزکوٰۃ

هُي تَمْلِكُ مَالِي مَخْصُوصٍ بِشَخْصٍ مَخْصُوصٍ فَرَضْتُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ مَلَكَ مَالٍ أَنْ يَنْصِبَ مِنْ نَقْدٍ وَلَوْ قَبْرًا أَوْ حَلِيقًا أَوْ أُنْيَةً أَوْ مَائِيَّةً قِيمَتُهُ مِنْ عَرُوضٍ بِجَارَةٍ فَإِنْ رَفَعَ عَنِ الدِّينِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ نَامٍ وَلَوْ تَقْدِيرًا وَشَرَطْتُ وَجُوبَ إِذَا مَا حَوْلَ أَنْ يَحُولَ عَلَى النَّصَابِ الْأَصْلِيِّ وَأَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِي كَسَاءِ الْحَوْلِ فَيُصْنَمُ إِلَى مُجَانِبِهِ وَيُزَكَّى بِمَا مَرَّ الْحَوْلِ الْأَصْلِيِّ سَوَاءً اسْتَفِيدَ بِجَارَةٍ أَوْ مِيرَاثٍ أَوْ غَيْرِهِ وَلَوْ تَجَدَّلَ ذُو نَصَابٍ لِسِنِينَ صَحَّ وَشَرَطُ صِحَّتِهِ إِذَا مَائِيَّةً مُقَارِنَةً لِأَدَامَا لِلْفَقِيرِ أَوْ كَيْلِهِ أَوْ لِعَزْلٍ مَا وَجَبَ وَلَوْ مُقَارِنَةً حَكْمِيَّةً كَمَا وَلَوْ دَفَعَهُ بِلَانِيَّةٍ كَتَمَ نَوَى وَالْمَالُ قَانِئٌ بِبَيْدِ الْفَقِيرِ وَلَا يَشْتَرُطُ عِلْمُ الْفَقِيرِ أَمَّا زَكَاةُ عَلَى الْأَصْحَحِ حَتَّى لَوْ لَعَطَاهُ شَيْئًا وَسَمَّاهُ هِبَةً أَوْ قَرْضًا وَلَوْ نَوَى بِهِ زَكَاةً صَحَّتْ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَالِهِ وَلَمْ يَزَلْ زَكَاةً سَقَطَ عَنْهُ فَرَضُهَا وَزَكَاةُ الَّذِينَ عَلَى أَسَامٍ فَإِنَّهُ قَوِيٌّ وَدَسَطٌ وَضَعِيْفٌ فَالْقَوِيُّ وَمَوْبَدَلُ الرِّضِ وَمَالُ التَّجَارَةِ إِذَا بَقِصَتْ وَكَانَ عَلَى مُقَرَّرٍ وَلَوْ مَنَلَّ أَوْ عَلَى جَائِدٍ عَلَيْهِ بَيْتَةٌ زَكَاةً لِمَا مَضَى وَيَكْرَهُ أَخِي وَجُوبُ الْإِذَاءِ إِلَى أَنْ يَقْبِضَ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فِيهَا دِرْهَمٌ لِأَنَّ مَا دُونَ ذَلِكَ مِنَ النَّصَابِ عَفْوٌ لَا زَكَاةَ فِيهِ وَكَذَا أَنْ يَمَّا زَادَ بِحِجَابِهِ وَالْوَسْطُ وَمَوْبَدَلُ مَالِكٍ لِلتَّجَارَةِ كَتَمَنَ ثِيَابَ الْبَذْلَةِ وَعَبْدُ الْخِدْمَةِ وَدَارُ السُّكْنَى لَا حِجَبَ الزَّكَاةَ فِيهِ مَا لَمْ يَقْبِضْ نِصَابًا وَيَعْتَزَّ بِمَا مَضَى

مِنَ الْحَوْلِ مِنْ وَقْتِ تَزْوِجِهِ لِذِمَّةِ الْمُثَنَّى فِي صَحِيحِ الرِّوَايَةِ وَالضَّعِيفُ
 وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ كَالْمَهْرِ وَالْوَصِيَّةِ وَبَدَلُ الْخُلْعِ وَالصُّلْحِ عَنْ دَمِ الْعَدُوِّ
 وَالذِّبْيَةِ وَبَدَلُ الْكِتَابَةِ وَالشَّعَائَةِ لَا يَحْتَاجُ فِيهِ الشَّرْكَاءُ مَا لَهُمْ
 يَقْبِضُ بِصَاحِبِهِ وَيَحْوِلُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ بَعْدَ الْقَبْضِ وَهَذَا عِنْدَ الْإِمَامِ وَأَوَّلِيَا
 عَنِ الْمُتَبَوِّضِ مِنَ الدُّيُونِ الثَّلَاثَةِ بِحِسَابِهِ مُطْلَقًا وَإِذَا قَبِضَ مَالُ الْخَلَارِ
 لَا يَحْتَاجُ زَكَاةً السِّبْنَيْنِ الْمَاضِيَةِ وَهُوَ كَالْبَنِي وَمَقْهُودٍ وَمَعْصُوبٍ لَيْسَ عَلَيْهِ
 بَيْتُهُ وَمَالٌ سَاقِطٌ فِي الْحَرْبِ وَمَذْكُونٌ فِي مَقَاوِرٍ أَوْ ذَارٍ عَظِيمَةٍ وَقَدْ نَسِيَ
 مَكَانَهُ وَمَا خُذَ مُصَادَرَةً وَمُودَعٌ عِنْدَ مَنْ لَا يَعْرِفُهُ وَدَيْنٌ لَا يَتَنَبَّهُ عَلَيْهِ
 وَلَا يَجْرِي عَنِ الشَّرْكَاءِ دَيْنٌ أُبْرِئِيَ عَنْهُ فَقَبِضَ نَيْتَهُمَا وَصَحَّ دَفْعُ عَرْضِ
 وَمَكِيلٍ وَمُؤْمَرُونَ عَنْ زَكَاةِ التَّقْدِيرِ بِالْقِيَمَةِ وَإِنْ أَذَى مِنْ عَيْنِ التَّقْدِيرِ فَالْمَقْبُورُ
 وَزَعَمْنَا أَدَاءُ كَمَا أُعْتَبِرَ وَجُوبًا وَنُضْمَ قِيَمَةُ الْعُرُوضِ إِلَى الثَّمَنِ وَالذَّهَبِ
 إِلَى الْفِضَّةِ قِيَمَةً وَقَصَصَانِ النَّصَابِ فِي الْحَوْلِ لَا يَصْرُحُ أَنْ كُلَّ فِي طَرَفَيْهِ
 فَإِنْ تَمَلَّكَ عَرْضًا بَيْتَةَ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَا يَسَاوِي نَصَابًا وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ شَمَّ
 بَلَعَتْ قِيَمَتُهُ نَصَابًا فِي الْخَوَالِ لَا يَحْتَاجُ زَكَاةً لِذَلِكَ الْحَوْلِ
 وَنَصَابُ الذَّهَبِ عَشْرُونَ مِثْقَالًا وَنَصَابُ الْفِضَّةِ مِائَتًا دِرْهَمٍ مِنَ
 الدَّرَاهِمِ الَّتِي كُلُّ عَشْرَةٍ مِنْهَا وَزَنُ سَبْعَةِ مِثْقَالٍ وَمَا زَادَ عَلَى نَصَابِ
 وَبَلَعَتْ خُمُسًا زَكَاةً بِحِسَابِهِ وَمَا غَلَبَ عَلَى لُغْضٍ فَكَانَ لِأَيٍّ مِنَ التَّقْدِيرِ
 وَلَا زَكَاةً فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّائِي إِلَّا أَنْ يَتَمَلَّكَا بَيْتَةَ التِّجَارَةِ كَسَائِرِ
 الْعُرُوضِ وَلَوْ تَمَّ الْحَوْلُ عَلَى مَكِيلٍ أَوْ مُؤْمَرُونَ فَعَلَا سَعْرُهُ وَرَخِصَ
 فَأَذَى مِنْ عَيْنِهِ مَرْبَعٌ عَشْرَةَ أَجْزَاءً وَإِنْ أَذَى مِنْ قِيَمَتِهِ نُعْتَبِرَ
 يَوْمَ الْوُجُوبِ وَهُوَ تَمَامُ الْحَوْلِ عِنْدَ الْإِمَامِ وَقَالَ لَا يَوْمَ الْأَدَاءِ لِمَصْرُفِهَا
 وَلَا يَضْمَنُ الشَّرْكَاءُ مَفْرُطٌ غَيْرُ مُتَلَفٍ فَهَلَّاكَ الْمَالُ بَعْدَ الْحَوْلِ يُسْقُطُ
 الْوُجُوبُ وَهَلَّاكَ الْبَعْضُ حِصَّتَهُ وَيَصْرِفُ الْهَالِكُ إِلَى الْعَفْوِ فَإِنْ لَمْ
 يُجَاوِزْهُ فَالْوُجُوبُ عَلَى حَالِهِ وَلَا تَتَوَخَّذُ الشَّرْكَاءُ جَبْرًا وَلَا مِنْ تَرْكِهِ
 إِلَّا أَنْ يَتَوَصَّى بِمَا فَتَكُونُ مِنْ ثُلُثِهِ وَبِحَبِيزٍ أَوْ يُتَوَسَّفَ الْحِمْلَةُ لِذَفْعِ

وَجُوبُ الزَّكَاةِ وَكُرْهُهَا حَتَّى تَحْتَمِدَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى

مترجمہ :- زکوٰۃ مخصوص مال کے مخصوص شخص کو مالک بننے کا بنام ہے۔

ہر مسلمان مکلف مالک نصاب پر فرض قرار دی گئی ہے اگر یہ نقد رسونے پماندی کے ٹکڑے ہوں یا ع زبور ہو یا کسی مادی قیمت کے برتن ہوں یا تجارت یا کوئی اور ایسا سامان ہو جو قرض اور ضروریاتِ مصلحت زائد ہو۔ اور یہ نصاب بڑھنے والا ہو۔ چاہے یہ بڑھنا حقیقتاً ہو یا تعبیراً (مثلاً ہو۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے واجب ہونے کی شرط حلالانِ حول (پورا سال) نصابِ اصلی پر گزرنے پر ہے۔ اور وہ مال جو سال کے بیچ میں نفع کے باعث بڑھ گیا ہو۔ وہ اس کے بجائے (نصاب میں) ضم کیا جاتا ہے۔ اور کل مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی، چاہے یہ استفادہ کردہ مال تجارت کے نفع کے طور پر ہو یا بطورِ متحرک یا اس کے سوا کسی اور طرح ملا ہو۔ یہ بھی درست ہے کہ صاحبِ نصاب چند برسوں کی پیشگی زکوٰۃ ادا کرے زکوٰۃ درست ادا ہونے کی شرط نیت ہے۔ یہ نیت فقیرِ مستحق زکوٰۃ کو دیتے ہوئے ہو یا اپنے ذیل زکوٰۃ کا مال دیتے ہوئے یا مقدار واجب الیک کرتے ہوئے ہو خواہ یہ اتصال حکماً ہی کیوں نہ ہو۔

جس طرح اگر کسی مستحق زکوٰۃ کو بلا نیت زکوٰۃ کی رقم دے دے اس کے بعد (ابھی وہ رقم مستحق زکوٰۃ شخص کے پاس (یعنی) موجود ہو کہ نیت زکوٰۃ کر لے (تو صحیح ہو جائے گی)۔ مستحق زکوٰۃ شخص کو جب زکوٰۃ کی رقم دی جاتی ہو) اس بات سے آگاہ ہونا شرط نہیں کہ یہ دی ہوئی رقم زکوٰۃ کی ہے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔

حتیٰ کہ اگر فقیر (مستحق زکوٰۃ مفلس) کو ہبہ یا قرض کے عنوان سے دیتے ہوئے نیت زکوٰۃ کرے تو (اس طرح) زکوٰۃ دینی درست ہو گی۔

اور اگر سالِ مالِ بلا نیت زکوٰۃ صدقہ کرے تو اس (کے ذمہ) سے زکوٰۃ کا فرض ساقط ہو گیا۔ بطورِ قرض دیتے ہوئے کی زکوٰۃ چند قسموں میں مشتمل ہے۔ کیونکہ قرض کی بین نہیں ہیں (۱) قوی (۲) متوسط (۳) ضعیف

دینِ قوی وہ کہلاتا ہے جو قرض و مال تجارت کا عوض ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ قرض ایسے شخص پر واجب ہے جس کا اقرار بھی کرتا ہو۔ خواہ وہ مفلس نادار ہی کیوں نہ ہو۔ یا قرض سے انکار کرنے والے پر یہ قرض ہو لیکن قرض خواہ اپنے پاس قرض دینے کے گواہ رکھتا ہو۔ تو (ان دونوں صورتوں میں) قرض کی وصولیابی کے بعد گننے ہوتے ہیں کی بھی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

اس نوع کے قرض میں زکوٰۃ ادا کرنا اس وقت تک موقوف ہے گا جب تک چالیس درہم وصول نہ ہو جائیں۔ اور چالیس درہم کی وصولیابی کے بعد ایک درہم کی ادائیگی واجب ہوگی۔ اس لئے کہ نصاب کے پانچویں حصے تک معاف ہے اس میں کئی قسم کی زکوٰۃ واجب نہیں

اور اسی طرح چالیس درہم سے زیادہ کا حکم بھی اس کے حساب کے مطابق ہوگا۔

”متوسط قرض“ یہ ایسا قرض کہلاتا ہے جو ان اشیاء کے عوض میں واجب ہو جو اشیاء تجارت نہ ہوں مثلاً استعمال کے جانے والے کپڑوں کی قیمت اور خدمت کا غلام اور رہائشی مکان کی قیمت ایسے قرض میں تا وقتیکہ ایک نصاب کی وصولیابی نہ ہو زکوٰۃ کا وجوب نہ ہوگا۔

صحیح روایت کی رُسے سال کا وہ حصہ بھی معتبر ہوگا جو گزر چکا یعنی جسے کہ یہ خریدنے والے کے ذمہ اس قرض کا وجوب ہوا ہو (اس وقت سے زکوٰۃ کی مدت کا حساب لگائیں گے)

دین ضعیف۔ ایسی شے کا عوض جو مال نہ ہو مثلاً ہمارا درویشیت، خلع کا معاوضہ عمدۃ قتل کرنے کے بعد دیت پر (جان کے بدلہ مال پر) صلح کی رقم، اور کتابت کا معاوضہ (یعنی آقا غلام سے یہ کہہ کہ اتنی رقم ادا کرنے پر تعلقہ غلامی سے آزاد ہے) اور رعایت کا معاوضہ (یعنی ایک غلام کے دو مالک ہوں۔ ان میں سے ایک اپنے حصہ کو آزادی عطا کرے تو اس صورت میں غلام باقی ماندہ حصہ کی آزادی کے لئے محنت و مزدوری کے ذریعہ رقم مہیا کر کے باقی ماندہ حصہ کے مالک کو یہ رقم ادا کر کے مکمل آزاد ہو جاتے گا)

ان سارے مطالبات میں تا وقتیکہ ایک نصاب کے بقدر وصولیابی نہ ہو زکوٰۃ کا وجوب نہ ہوگا۔ اور وصولیابی کے بعد (وجوب زکوٰۃ کے لئے) پورا سال گزرنا معتبر ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسفؒ دام محمدؒ فرماتے ہیں کہ تینوں قسم کے قرضوں کے وصول کردہ حصہ پر مطلقاً از روئے حساب زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ مال ضمار کی وصولیابی کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا وجوب نہ ہوگا۔

اور وہ (مال ضمار) مفرد غلام یا گمشدہ غلام یا ایسا غصب کردہ مال ہے جس کے شاہد نہ ہوں اور ایسا مال جو سمندر میں گر جائے اور (ایسا مال) جو بیابان میں دفن کردہ ہو یا کسی بڑے گھر میں مدفون ہو اور دفن کا مقام یا دن رمل ہو یا وہ مال جو بطور تادان لیا جاتے (اور پھر لوٹا دیا گیا ہو) یا مال ایسے شخص کے پاس بطور امانت رکھ دے جسے پہچانتا نہ ہو یا ایسا قرض ہو جس پر کوئی شاہد موجود نہ ہو (ان سب کو مال ضمار کی تعریف میں شامل قرار دیں گے)

اور ایسا قرض جس سے فقیر بہ نیت زکوٰۃ بری الذمہ کیا جاتے (اور بعد قرض دینے کی نیت زکوٰۃ کی) بسلسلہ زکوٰۃ کافی نہ ہوگا (زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی)

سونے چاندی زکوٰۃ کے بدلہ بطور زکوٰۃ واجب قیمت کے بقدر سامان یا ناپ کر یا تول کر دینا جانے والی چیز کا دینا صحیح ہے اور اگر سونے چاندی ہی میں سے زکوٰۃ کی ادائیگی کرنا چاہے تو جس طریقے سے وجوب زکوٰۃ میں ان کا وزن معتبر ہے اسی طریقہ سے ادائیگی زکوٰۃ میں بھی وزن معتبر ہو گا۔

سامانوں کی قیمت کو سونے چاندی کی قیمت میں اور سونے کی قیمت کو چاندی کی قیمت میں ضم کر دیں گے۔ سال کے درمیان نصاب کی کمی نقصان وہ نہیں بشرطیکہ مشروع اور آخر میں نصاب پورا ہو (مگر زکوٰۃ کا وجوب ہو گا)۔

لہذا کسی شخص کو بہ نیت تجارت کمی سامان پر ملکیت حاصل ہو اور وہ سامان نصاب کے بقدر نہ ہو۔ اور اس کے علاوہ اس کوئی دوسرا سامان بھی نہ ہو۔ پھر سال پورا ہونے پر قیمت سامان بقدر نصاب ہو جائے تو اس سامان میں اس سال زکوٰۃ کا وجوب نہ ہو گا۔

سونے کی زکوٰۃ کا نصاب (جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو) بیس مثقال $\frac{1}{4}$ ، تولہ سونا ہے اور چاندی میں وجوب زکوٰۃ دو سو درہم ($\frac{1}{4}$ ۵۲ تولہ چاندی) ہے یعنی ایسے درہم کو ان میں سے ہر دس درہم کا وزن سات مثقال ہو۔

اور نصاب سے زیادہ رقم نصاب کے پانچویں حصے کے بقدر ہو جائے تو اس کے حساب کے اعتبار سے اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا وہ سونا چاندی جس کا کھوٹ پر غلبہ ہو (یعنی سونے پر ماند کا کی مقدار زیادہ ہو۔ اور کھوٹ کی کم ہو) تو اس کا حکم خالص سونے چاندی کا سا ہو گا۔

جو اہل درموتوں میں زکوٰۃ کا وجوب نہیں ہوتا۔ البتہ اگر دوسرے سامانوں کی طرح "ہا بہ نیت جنت مالک ہوا ہو (تو زکوٰۃ واجب ہو گی)۔ اگر ناپ یا تول کر دی جانے والی چیز پر سال بھر گزر جائے۔ پھر اس کا نرخ بڑھ جائے یا گھٹ جائے پس وہ خاص اسی شے میں سے دسویں حصہ کی جو حقیقی دیدے تو درست و کافی ہے اور اگر بجائے خاص اس چیز کے اس کی قیمت دینی ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہونے یعنی سال پورا ہونے کے دن جو اس کی قیمت ہو وہ معتبر ہو گی۔

اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک تحقیق زکوٰۃ کو ادا کرتے وقت جو قیمت ہو وہ معتبر ہو گی۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی برتنے والا مال کو منافع کرنے والا ہو تو اس پر زکوٰۃ کا ضمان لازم نہ آئے گا۔ پس سال بھر گزرنے پر سارا مال تلف ہو گیا تو وجوب زکوٰۃ ساقط ہو جائے گا۔ اور مال کا ایک حصہ تلف ہو گیا تو تلف شدہ کے بقدر زکوٰۃ کا حصہ ساقط ہو جائے گا۔

تلف ہونے والا اہل اس حصہ مال کی طرف لوٹایا جائے گا جو معاف ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں)

لہذا اگر تلف شدہ مال معاف کردہ سے اُگے نہ بڑھے تو (اس صورت میں) واجب برستور نہ رہتا ہے گا۔ اور زکوٰۃ جبراً وصول نہیں کی جائے گی۔ اور نہ دوسرے والے کے (ترک میں سے لی جائے گی۔ البتہ اگر مرے والا وصیت کر دے تو ثلث ترکہ سے زکوٰۃ ادا کریں گے۔ زکوٰۃ کا وجوب (اپنے ذمے سے) ہٹانے و دور کرنے کی خاطر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حلیہ جائز ہے اور امام محمدؒ اسے باعثِ کراہت شمار کرتے ہیں۔

تشریح و توضیح | الزکوٰۃ الزکوٰۃ اصل میں بڑھوتری اور اضافہ کو کہتے ہیں۔ زکوٰۃ کیونکہ ذخیرہ آخرت اور ثواب آخرت میں اضافہ کا سبب ہے۔ اور دنیوی اعتبار سے بھی زکوٰۃ کی پابندی الیں ترقی کا سبب نہیں ہے اسلئے زکوٰۃ کا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔

فرضت الزکوٰۃ کی فرضیت نفسی سے ثابت ہے۔ ارشاد باری ہے ”وَاقُوا الزکوٰۃ“ اور ارشاد باری ہے ”خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا“ (الایۃ) نصاب الزکوٰۃ اس سے مراد ایک مخصوص و معین مقدار ہے جس کے پاتے جانے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس مقدار سے کم پر زکوٰۃ کا وجوب نہیں ہوتا۔

عن حلیۃ الاصلیۃ الزکوٰۃ یعنی وہ چیزیں جن سے آدمی اپنے کو ہلاکت و نقصان سے بچاتا ہے مثلاً کھانا پینا۔ رہائش کے لئے مکان، جنگ کے آلات اور سردی و گرمی سے بچاؤ کے لئے حسبِ ضرورت کپڑے یا یہ ضرورتِ تقدیر کا دوا و دوا ہو، مثلاً فرض کیونکہ مقروض جو اس کے ہاتھ میں ہو، اس سے فرض کی ادائیگی کرتا ہے فرض کی اس قدر سے نجات کے لئے جو اس کے لئے ہلاکت کی مانند ہے۔ لہذا جب یہ مال ان ضرورتوں میں صرف ہو تو وہ نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جیسے پیاسے کے پاس اگر اتنا ہی پانی ہو کہ وہ پیاس بجھاسکے تو وہ معدوم کے حکم میں ہے اور اس کے لئے اس پانی کی موجودگی میں تمیم کرنا جائز ہے۔

نام۔ یعنی ایسے مال پر زکوٰۃ واجب ہے جو بڑھنے والا ہو بشرطِ اس میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اگر تہید نہ لگائی جاتی تو بتدریج سال بھر ختم ہو جاتا اور یہ بات باعثِ حرج و تنگی ہوتی اور شریعت میں حرج و تنگی نہیں۔

حوالہ الحول الزکوٰۃ یعنی ایسے نصاب زکوٰۃ واجب ہوگی جس پر پورا سال گزر چکا ہو اور جس پر پورا سال نہ گزرا ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے ”ما وقتیکہ حلال حول نہ ہو جائے مال میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (یہ روایت ابو داؤد، احمد، دارقطنی، ترمذی، ابن ماجہ و حیرہ میں موجود ہے۔)

مال الضار والضرار کے زیر کے ساتھ وہ مال جس کی بازیابی کی بظاہر کوئی توقع نہ رہی ہو بل اس کی
امنار اور تغیب ہے " اضمح فی قلبہ شیئاً " اس کے دل میں کوئی بات پوشیدہ
مال شمار میں گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی " مصنف ابن ابی شیبہ " میں حضرت عمر بن عبید
سے منقول ہے کہ ولید بن عبد الملک نے " اہل رتہ " میں سے ابو حاشہ نامی ایک شخص سے بیس لاکھ دوہم
(جبراً) لے کر بیت المال میں ڈال دیئے پھر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ غلیظہ ہوتے تو اس کا (کا حاصر
ہو کر ولید کے ظلم کا فریاد ہی ہوا تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے میمون کو حکم دیا کہ اس کا مال دے دو۔
اور اس سال کی زکوٰۃ اس سے لے لو کیونکہ اگر مال شمار نہ ہوتا تو ہم اس سے گذشتہ مدت کی زکوٰۃ لیتے۔
نیۃ الخیرۃ الخ تجارت کا مال کسی بھی طرح کا ہو اس پر زکوٰۃ کا وجوب ہو گا مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنی
مالیت کے اعتبار سے سونے و چاندی کے مد نصاب کو پہنچ جاتے (ہوایہ) مال تجارت کا حساب سونے و چاندی
کے سکوں سے لگایا جاتے گا تبیین میں اسی طرح ہے

مال تجارت میں اس بات کا اختیار رہے کہ چاہے مال کی قیمت درجہوں سے لگائی جاتے اور چاہے
دیناروں سے لگائیں لیکن اگر ایک کے ذریعہ نصاب کامل ہو جاتا ہو اور دوسرے سے ناقص رہتا ہو تو جس
نصاب کامل ہو جانا ہو تو اسی کے اعتبار سے حساب ہو گا بحر الرائق میں اسی طرح ہے۔

بَابُ الْمَصْرُفِ

هُوَ الْفَقِيرُ وَهُوَ مَنْ يَمْلِكُ مَا لَا يَبْلُغُ نَصَابًا وَلَا قِيَمَتَهُ مِنْ أَيْ مَالٍ كَانَ وَلَوْ صَحِيحًا
مُكْتَسِبًا وَالْمُسْكِينُ وَهُوَ مَنْ لَا سَهْلَ لَهُ الْمَكَاتِبُ وَالْمَذْيُونُ الَّذِي لَا يَمْلِكُ نَصَابًا
وَلَا قِيَمَتَهُ فَاضْلَاعُنْ ۝ ۸ بَيْنَهُ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الْغَرَاءِ أَوْ الْحَاجِّ وَالسَّبِيلِ
وَهُوَ مَنْ لَهُ مَالٌ فِي وَطَنِهِ وَلَيْسَ مَعَهُ مَالٌ وَالْعَامِلُ عَلَيْكَ يُعْطَى قَدْرُ
مَا يَسَعُهُ وَأَعْوَانُهُ وَلِلْمَرْكُوبِ الدَّفْعُ إِلَى كُلِّ الْأَصْنَافِ وَلَهُ الْاِقْتِصَارُ عَلَى وَاحِدٍ
مَعَ وَجُودِ بَاقِي الْأَصْنَافِ وَلَا يَصَحُّ دَفْعُهَا لِكَاثِرٍ وَغَنِي يَمْلِكُ نَصَابًا أَوْ مِائِي سَوِي
قِيَمَتَهُ مِنْ أَيْ مَالٍ كَانَ فَاضْلَاعُنْ عَنْ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَطَنُهُ غَنِيٌّ وَدِينِي مَا شِمْ
وَمَوَالِيَهُمْ وَاخْتَارَ الطَّلَاعِيُّ جَوَازَ دَفْعِهَا لِابْنِي مَا شِمْ وَأَصْلُ الْمَرْكُوبِ وَفَرْعُهُ
وَزَوْجَتُهُ وَمَسْلُوكُهُ وَمَكَاتِبُهُ وَمُعْتَقِي بَعْضُهُ وَكَمَنْ مِتَتْ وَقَضَاءُ دَيْنِهِ
وَمَنْ فَرَّقَ يَعْتَقُ وَلَوْ دَفَعَ بِتَحْرِيرِ بَنِي طَنَّهُ مَصْرًا فَافْظَلْ خِلَافَهُ أَيْ أَهْلًا

اَنْ يَكُوْنَ عَبْدًا وَمُكَاتَبَةً وَكَرِهَةً اِغْنَاءُ وَهُوَ اَنْ تَفْضَلَ لِلْفَقِيرِ نِصَابٌ بَعْدَ
قَضَاءِ دَيْنِهِ وَبَعْدَ اِعْطَاءِ كُلِّ فَرْدٍ مِنْ عِيَالِهِ دُونَ نِصَابٍ مِنَ الْمَكْدُونَةِ اِلَيْهِ
وَالْاَفْلَا يَكُوْنُ - وَتَذَكُّبُ اِغْنَاءُ عَنْ السُّؤَالِ وَكَرِهَةً نَقْلُهَا بَعْدَ مَتَامِ
الْحَوْلِ لِبَيْتٍ اَخِي لِعَبْرِ قَرِيْبٍ وَاَحْوَا جَ وَاَوْسَعَ وَاَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِيْنَ بِتَعْلِيْمِ
وَالْاَفْضَلُ صِرْفُهَا لِلْاَقْرَبِ فَاَلَا قَرَبٍ مِنْ كُلِّ ذِي رَحِمٍ فَحَرَمٌ مِنْهُ ثُمَّ
لِحَايَاتِهِ ثُمَّ لَاهْلٍ لِحَلَّتِهِ ثُمَّ لِاهْلٍ حَقَّتِهِ ثُمَّ لِاهْلٍ بَلَدَتِهِ - وَكَانَ
الشَّيْخُ أَبُو حَنْصَلٍ الْكِبَرُ رَحِمَهُ اللهُ لَا تُقْبَلُ صَدَقَةٌ التَّجَلُّلِ وَتَسْرَابَتُهُ عَاوِلُ
حَتَّى يَبْدَأَ اَهِمُّ فَيَسَدُّ حَاجَتَهُمْ +

ترجمہ :- مصارفِ زکوٰۃ یہ ہیں

- (۱) وہ فقیر جو صاحبِ نصاب نہ ہو اور نہ ایک نصاب کی قیمت کے بقدر اس کے پاس کوئی سامان ہو۔
- (۲) مسکین جو اپنے پاس کچھ نہ رکھتا ہو۔
- (۳) مکاتب (اس کی آزادی میں زکوٰۃ کے مال سے اعانت کی جاتے گی)
- (۴) مفروض جو اپنے قرض سے زائد اور اس کی قیمت کا مالک نہ ہو۔
- (۵) فی سبیل اللہ یعنی ایسا آدمی جو خرچ نہ ہونے کے باعث مجاہدین یا حجاج کی رفاقت سے رُک گیا ہو۔
- (۶) مسافر ایسا مسافر جو اپنے وطن میں مال رکھتا ہو مگر مال اسکے ہمراہ نہ ہو۔
- (۷) صدقہ کے عاقل کہ اس کو اسکے عمل اور مددگاروں کے خرچ کے مطابق دیا جاتے گا۔
- اور زکوٰۃ دینے والے کے لئے درست ہے کہ ان سب مصارفِ زکوٰۃ کو دے یا سب مصارفِ
ہوتے ہوئے محض ایک ہی کو دینے پر اکتفا کرے۔
- لا فربا ایسے مالدار کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں جو مالکِ نصاب ہو یا اس کے پاس موجود کسی بھی مال کی قیمت
بقدر نصاب حوائجِ اسلیبہ سے زائد ہو۔
- اور مالدار کے نابالغ بچے اور بنی ہاشم اور اہلِ آزاد کردہ غلاموں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔
- امام طحاوی نے اسے جائز قرار دیا ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دی جاتے زکوٰۃ دینے والے
باپ دادا پر دادا اور فرس (بیٹا بیٹی اور ان کی اولاد) کو، اپنی بیوی، اپنے ملک (غلام یا باندی)
اور اپنے مذہب اور اپنا وہ آزاد شدہ غلام جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو ان میں سے کسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

اور مرنے والے کے کفن، میت کا مرض ادا کرنے اور ایسے غلام کی قیمت میں جسے کفارہ وغیرہ میں نعمت آزادی عطا کی جا رہی ہو زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا جائز نہیں اگر مالک نصاب نے مصروف سمجھ کر کسی کو زکوٰۃ دی اس کے بعد اس کے برعکس ظاہر ہوا مثلاً معلوم ہو کہ وہ غنی ہے (تو یہی زکوٰۃ کافی ہو گی) اور اگر مسرور و آزاد نہیں کر لیا۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ اس کا غلام یا مکاتب ہے (تو دوبارہ ادا کرے) اور نصاب کے بقدر ایک فقیر کو دینا مکروہ ہے اور وہ اتنا دینا ہے کہ فرض کی ادائیگی اہل و عیال میں سے ہر فرد کو نصاب کم دینے کے بعد بھی اسکے پاس بقدر نصاب بچ جائے۔

اور اگر بقدر نصاب بچے تو باعث کراہت نہیں۔ اور ایک فقیر کو اتنی زکوٰۃ دینی مستحب ہے کہ اسے (ایک دن کے) سوال سے بے نیاز کر دے۔

اور یہ باعث کراہت ہے کہ سال پورا ہو چکنے کے بعد ایک شہر کا مال زکوٰۃ دوسرے شہر بھیجا جاتے۔ البتہ اگر اپنے عزیز یا اپنے شہر سے زیادہ ضرورت مند یا زکوٰۃ کی کوئی بھیجے یا دوسری جگہ بھیجا کاٹوں کی تعلیم کے بارے میں زیادہ سود مند ہو تو مضائقہ نہیں۔

افضل یہ ہے کہ دو اقرباء جن کو زکوٰۃ دینی درست ہو ان میں باعتبار قربت سب سے اقرب کو دی جائے پس اقرب اسکا ہر فی تم محرم ہے لہذا ان میں سے جسے زکوٰۃ دینی جائز ہو اسے دے دے) اس کے بعد اپنے ہمسایوں پھر اہل محلہ، پھر اپنے ہم پیشوں اسکے بعد اپنے اہل شہر کا درجہ ہے شیخ ابو حفص البکیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا صدقہ (مصدقہ) قبول نہ ہوگا۔ کراسکے اقرب ضرورت مند ہوں۔ (اور وہ انہیں نظر انداز کر دے) حتیٰ کہ اقربا سے آغاز کرے اور انکی ضرورتیں پوری کرے۔

تشییع و توضیح | باب المصارف الاصل اسمیں یہ ارشاد فرماتا ہے: "انما الصدقات

للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم فی السراقات والغاربین وفی سبیل اللہ۔ پس آٹھ قسمیں ہیں، ان میں سے "المؤلفۃ قلوبہم" ساقط ہو گئی۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم ضعیف الاسلام لوگوں کو تالیف قلوب اور استحکام علی الاسلام کے لئے کچھ عطا فرمایا کر۔ تھے اس طرح بعض شرابیوں کی شرارت سے حفاظت کی خاطر بھی ایسا کیا جاتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو یہ لوگ حضرت ابو بکرؓ کے پاس پھر حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں مال ملی الاسلام کرنے کے لئے عطا فرمایا کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا لہذا اب ہم سے اور تمہارے درمیان اسلام ہے یا تمہارا یہ لوگ لوٹ کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور بولے کہ آپ غلیغیہ میں یا عمرؓ۔

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کی رات سے اتفاق کرتے ہوئے ان کا حصہ صحابہ کرام کی موجودگی میں باطل قرار دیا۔ لہذا اس پر صحابہ کا حجاج ہو گیا۔

وَاللَّمْزُ الْإِيعَاقُ زَكَاةً دِينَ وَالْكَفَالَةُ زَكَاةً دِينٍ
اور اگر ان میں صرف ایک منصف پر صون کرے تب بھی درست ہے
حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ فرض صدقہ وصول فرما کر ایک منصف میں صرف کرتے تھے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تم جس منصف میں چاہے صرف کرو تمہارے لئے کافی ہے۔
تفسیر طبری میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ ارشاد منقول ہے۔

وصو الیہم الذین انتم کے آزاد کردہ غلاموں کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ
رسول اللہ علیہ السلام نے اپنے آزاد کردہ غلام اور انفع کو صدقہ کھانے سے منع فرمایا اور ارشاد دہوا کہ قوم کا مولیٰ
(غلام) بھی انہیں میں شامل نہ ہو۔ اور ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے (یہ روایت ابو داؤد وغیرہ میں موجود ہے)
لغیر خدایہ یعنی اگر دوسرے شہر میں زکوٰۃ دینے والے کا کوئی قریبی رشتہ دار موجود ہے تو اس
کے لئے صدقہ رحمی کے پیش نظر دہاں زکوٰۃ کی رقم اس کو بھیجنا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے ساتھ اس کا مالی تعاون کرنا
شرعاً مستحسن و محمود ہے۔

”طبرانی میں اس سے ملتے جلتے مفہوم کی روایت موجود ہے۔ اور اگر دوسرے شہر میں کوئی ایسا قریبی عزیز
یا زیادہ ضرورت مند نہ ہو تو سال پورا ہونے پر دوسرے شہر میں زکوٰۃ منتقل کرنا سبب کراہت ہے۔“

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

تَجِبُ عَلَى الْحُرِّ مُسْلِمٍ مَالٌ لِّكَ لِنَصَابِ اِرْقَمْتِهِ وَاِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ
طُلُوعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتَّجَارَةِ نَارِغٍ عَنِ الدَّائِنِ وَحَاجَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ
وَحَوَائِجِ عِيَالِهِ وَالْعَتَبُ فِيهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيرُ وَهِيَ مَسْكَنُهُ وَآثَانُهُ وَ
شِبَابُهُ وَقَنْزَتُهُ وَسِلَاحُهُ وَعَبِيدُهُ لِلْعِدْمَةِ فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهِ وَادْوَادِ
الصِّغَارِ الْفُقَرَاءِ وَلَكَ كَانُوا اَغْنِيَاءَ يَخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ وَلَا تَجِبُ عَلَى الْجَدِّ
فِي ظَاهِرِ الشَّرْكِ وَابْنِهِ وَابْنَتِهِ اِنْ كَانَ الْجَدُّ كَالْأَبِ عِنْدَ فَقْدِ ۴ اَوْ فَقْرِهِ وَعَنْ
مَالِكٍ لِيَجِدَ مَتَا ۵ وَمَدَّ بَنِيهِ ۶ وَأُمُّ وَلَدِهِ ۷ وَتَوَكَّفَا ۸ لِأَعْنِ مَكَاتِبَهُ ۹ وَلَا عَن ۱۰ وَلَدِهِ
الْكَبِيرِ ۱۱ وَزَوْجَتِهِ ۱۲ وَفِي مَشْرُوكِ ۱۳ وَابْنِ الْأَبِ بَعْدَ عَوْدِهِ ۱۴ وَكَذَا الْمُخَصَّرُ ۱۵ وَالْمَأْسُورُ ۱۶

وہی نصف صاع میں بُرا دیکھہ اوسونقہ اوصاع میں اور زینب اوشعید
 وھو ثمانیہ اُکطال بالعراقی وجبوتر دکنعہ القیمۃ وہی افضل عند وجدان
 ما یحتاجہ لانھا اسرع لقضاء حاجۃ الفقیر ولان کان زمن شدہ فالجملۃ
 والشعید وما یؤکل افضل من الذلیم ودفنت الوجوب عند طلوع فجر
 یوم الفطر فمن مات او افتقر قبلہ او اسلم او غنی او ولد بعدہ لا تلزمہ
 وھو یحب ان یراجع قبل الخرج الی المصلی وھو لو قد مر او اخر والتاخر
 مکروہ ویکف عن کل شخص فطرۃ لفقیر واحد واخلت فی جوانح
 تفریق فطرۃ واحده علی اکثر من فقیر وحبوتر دکنعہ ما علی جماعۃ
 واحد علی الصغیر واللہ الموفق للصواب

ترجمہ: بر صدقہ فطر کا وجوب اس آزاد مسلمان پر ہوتا ہے جسے ضروریاتِ اسلیہ سے زائد مقدار نصاب
 یا اس کی قیمت پر ملکیت حاصل ہو۔ خواہ اس نصاب کے اوپر پورا سال بھی نہ گزرے۔ یوم الفطر کی جمع صادق کے ساتھ
 اس کا وجوب ہو جاتا ہے اس مال کا تجارت کے واسطے ہوا ضروری نہیں لیکن یہ شرط ہے کہ وہ مال قرض اور ضرر زلیت
 اسلیہ (غیر) اہل و عیال کی ضروریات سے زائد ہو۔

ضرورت کے بارے میں یہ معتبر ہے کہ اس کے لئے کافی ہو محض قرض کر لینا قابل اعتبار ہے، اگر
 سامان، اس کے کپڑے، گھوڑا، ہتھیار اور خدمت کی خاطر غلام اسی ضرورت میں داخل ہیں
 صدقہ فطر اپنی طرف سے اور چھوٹے (نابلغ) نادار بچوں کی جانب ادا کرے گا۔ اور بچوں کے مالدار ہونے
 کی صورت میں صدقہ فطر کی ادائیگی بچوں کے مال سے کرے گا۔

روایت کے ظاہر کے مطابق پوتوں کے صدقہ فطر کا وجوب دادا پر نہ ہوگا۔ اور راجح قول کے مطابق
 اگر باپ موجود نہ ہو یا باپ نادار ہو تو (اس صورت میں) دادا کا حکم باپ کا سا ہوگا۔ (اور اس پر پوتوں کا صدقہ
 فطر واجب ہوگا۔) نیز اس پر واجب ہوگا کہ خدمت کرنے والے غلاموں اور اپنے مدبر ادرام دلد کی طرف سے
 صدقہ فطر ادا کرے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ البتہ اپنے مکاتب غلام اور اپنے بڑے (بالغ) لڑکے اور اپنی
 بیوی کی جانب سے اور شرک غلام اور اپنے اس غلام کی طرف سے جو بھاگ گیا ہو صدقہ فطر نہ دے لیکن اس کے وہیں
 اُگلنے کے بعد دے گا۔

اسی طرح وہ غلام جسے چھین لیا گیا ہو یا قیدی بنایا گیا ہو اس کا حکم ہوگا۔ (کہ انکی مدد دہی ان کے صدقہ فطر

اور اگر نادر واجب نہ ہوگا۔

صدقہ فطر گندم یا اس کا آٹے یا اس کا ستونصف صاع واجب ہے اور غریا یا کیش یا جو سے ایک صاع صاع سے عراقی صاع آٹھ تل والی اُمروا ہے اور ان اشیاء کی قیمت دینا جائز ہے بلکہ اس صورت میں قیمت ہی دنیا افضل ہے جبکہ فقیر (فلس) کو وہ شے جس کی اسے امتیاز ہو مہیا ہو سکے اس لئے کہ ان اشیاء کی قیمت سے نادر اگر ضرورت جلد پوری ہو سکتی ہے اور اگر دیر ہو تو گندم، جو اور (دوسری) کھائی جملے والی اشیاء کا دینا بمقابلہ دہم کے افضل ہوگا۔

صدقہ فطر کے واجب ہونے کے وقت طلوع صبح صادق کا وقت ہے۔

پس جو صبح صادق سے قبل موت کی آغوش میں سوماتے یا نادار (غیر صاحب نصاب) ہو گیا یا طلوع صبح صادق کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہو یا طلوع صبح صادق کے بعد نصاب کا مالک ہوا ہو یا وہ بچہ جس کی پیدائش طلوع صبح صادق کے بعد ہوئی ہو ان میں سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔

اور باعث استحباب ہے کہ عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر نکلے۔

اور تقدیم یا تاخیر کرنے تب بھی صحیح ہے (اور صدقہ فطر ادا ہو جائے گا) لیکن تاخیر باعث کراہت ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ سپنا پورا فطرہ ایک ہی شخص (متقی) کے حوالہ کرے اور اس بارے میں (فقہاء) کا اختلاف ہے کہ ایک فطرہ ایک فقیر (متقی) سے زیادہ کو دینا جائز ہے یا نہیں اور صحیح قول کے مطابق یہ جائز ہے کہ ایک جماعت (چند آدمی) واجب صدقہ فطر ایک ہی شخص کو دیدے۔

اور اللہ ہی صحیح بات کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

تشریح و توضیح نصف صاع اگر گندم میں یہ مقدار حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ، اور حضرت ابو ہریرہؓ سے ثابت ہے۔ اور راوی غریبا یا جو میں ایک صاع کی مقدار یہ بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے جو اصحابِ سنن نے روایت کی ہیں۔

وان كان زمن شدة فالحلقة ما مل يكره ان يوزن في فقير متقى كلفح هو توده
اور اگر تقدیر دینا اس کے واسطے سو من متزووی دینا بہتر ہے مثلاً دورانِ قحط گندم دینا زیادہ مفید ہوتا ہے۔
و یستحب ان یعنی صدقہ فطر جلد ادا کرنا مستحب ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ فطر نماز عید کیلئے روانہ ہونے سے قبل دیتے تھے (یہ روایت سندِ عام میں موجود ہے۔)

والتاخیل مکس و لا تاخیر کرنا مکروہ ہے مگر تاخیر کی وجہ سے صدقہ فطر ساقط نہ ہوگا۔ اس کا مقصود کیونکہ فقیر ضرورت مند کی ضرورت رفع کرنا اور سوال سے روکنا ہے۔ لہذا اس میں کسی متغیر وقت کی قید نہیں۔

اور ہم صورت الکی ادائیگی واجب ہے۔

کتاب الحج

هُوَ زِيَارَةُ بَقَاعِ مَخْصُوصَةٍ بِفِعْلِ مَحْضَرٍ فِي أَشْهُمٍ وَهِيَ شَوَالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ
وَعَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ فَرَضٌ مَرَّةً عَلَى الْفُجَرَاءِ فِي الْأَصَحِّ وَشُرُوطُ فَرَضِيَّتِهِ ثَلَاثَةٌ
عَلَى الْأَصَحِّ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَقْتُ وَالْقُدْرَةُ عَلَى التَّارَادِ
وَلَوْ بِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسُطَى وَالْقُدْرَةُ عَلَى الرِّجْلَةِ مُحْتَضَةً بِهِ أَكَلَى شَيْءٍ مَحْمُولٍ
بِالْمَلِكِ وَالْإِجَارَةُ لَا إِلَّا بِاحْتَرَاةٍ وَلَا عَارَةً بِغَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوَّلَهُمْ إِذَا أَمَلَهُمْ
الْمَشَى بِالْقَدَمِ وَالْقُوَّةُ بِالْمَشَقَّةِ وَالْإِلَّا فَلَا بُدَّ مِنَ التَّرَاجِلَةِ مُطْلَقًا وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ
فَاصِلَةٌ عَنْ نَفَقَتِهِ وَنَفَقَةِ عِيَالِهِ الْحَيِّينَ عُدُومَ وَعَتَا لَا بُدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ
وَأَثَابِهِ وَأَلَّتِ الْمُحْتَزِّفِينَ وَقَضَاءُ الدِّينِ وَلَيْسَ تَرْطُ الْعِلْمُ بِشَيْءٍ مِنَ الْحَجِّ
لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحُجُبِ أَوْ انْكَوَّنَ بِدَارِ الْإِسْلَامِ وَشُرُوطُ وَجُوبِ الْإِدَاءِ
خَمْسَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَزَوَالُ السَّائِبِ الْحَيِّ عَنِ الذَّمَّابِ
لِلْحَجِّ وَأَمْنُ الظَّرِيبِ وَعَدَمُ مَقَامِ الْعِدَّةِ وَخُرُوجُ حُرْمٍ وَلَوْ مِنْ رِصَاةٍ
أَوْ مُصَامَرَةٍ وَمُسْلِمٍ مَأْمُونٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ أَوْ زَوْجٍ لَامْرَأَةٍ فِي سَفَرٍ وَالْعِبَادَةُ
بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بِشَرِّ أَجْحَ أَعْلَى الْمُفْتَى بِهِ وَيَصِحُّ إِدَاءُ فَرَضِ الْحَجِّ بَارِعَةً
أَشْيَاءَ الْحَجِّ الْإِخْرَامُ وَالْإِسْلَامُ وَهَذَا شَرَطَانِ شَمَّ الْأَمْنِ بَرَكْنِيهِ وَمَا
الْوَقْتُ حُرْمًا مَابَعَرَا قَابَ لِحْظَةٍ مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلَى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ
يَشْرُطُ عَدَمُ الْجَمَاعِ قَبْلَهُ حُجْمًا وَالشَّرْكَانِ الثَّانِي مَوَاضِعُ طَوَافِ الْإِبْرَاهِيمَةِ
فِي وَقْتِهِ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوعِ فَجْرِ النَّحْرِ

ترجمہ ۱۔ مخصوص مقامات کی مخصوص فعل (دقوت طواف کا اہرام باندھ کر) حج کے (مقرر زمین) مہینوں میں زیارت کو حج کہتے ہیں وہ مخصوص مہینے ماہ شوال و ذی القعدہ اور ماہ ذی الحجہ کے دس دن ہیں حج مبرور میں ایک مرتبہ فرض ہے اور زیارت صحیح قول کے مطابق قدرت ہوئے پر علی الفور فرض ہو جاتا ہے۔
زیادہ صحیح قول کے مطابق حج کی فرضیت کی آٹھ شرائط ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) حج کا وقت ہونا (۶) حواجِ اعلیٰ سے زائد اور وسط درجہ فرج کے اعتبار سے توشہ ہونا۔ خواہ وہ مکہ مکرمہ ہی میں قیام پذیر کیوں نہ ہو۔
(۷) غینکی ہوتو اس کے پاس ایسی سواری ہو جو اسی کے ساتھ مخصوص ہو یا محل کے ایک حصہ کے اوپر بطور کرایہ یا بطور ملکیت قدرتِ مائل ہو کسی کے مباح کرنے یا عاریت کا اعتبار نہ ہوگا۔
اور مکہ کے آس پاس کے علاقے میں رہنے والے لوگوں پر حج کی فرضیت اس وقت ہوگی جبکہ وہ پیدل پہنچتے قوت کے بل پر چل کر (خاص) مشقت کے بغیر حج کر سکتے ہوں اور اگر مشقت کے بغیر یا پیادہ پہنچ سکے ہوں تو مطلقاً (بلا قید) ان کے واسطے بھی سواری ضروری قرار دی جائے گی۔

اور نقص سے فاضل پر قدرت سے مراد یہ ہے کہ اس کے عیال (گھر والوں) کے نفقہ سے نائد ہو گھر لیسے تک نیز ان اشیاء سے بھی نائد ہو جو اس کے واسطے ضروری ہوں مثلاً گھراور گھراور ضروری سامان، اور پیشہ وروں کے آلات، اور قرین ادا کرنا اور اسکی خاطر مہینا شدہ رقم) والا کرب میں دائر اسلام میں داخل ہونے والے کے لئے یہ شرط ہے کہ اسے حج کے فرض ہونے کا علم ہو۔ ورنہ محض دارالاسلام میں رہائش ہی (اس کے لئے) کافی ہے۔

زیادہ صحیح قول کے مطابق وجوب حج ادا کرنے کی پانچ شرائط ہیں۔

(۱) جسم کا تندرست و صحیح ہونا (۲) حج کے لئے جانے کی خاطر حسی رکاوٹ کا دور ہونا (۳) راہ کا محفوظ ہونا۔
(۴) عورت کی عدت کا باقی نہ رہنا (۵) محرم کا عورت کے ساتھ ہونا، خواہ بوجہ رضاعت یا مصاہرت ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً ساس پینے و اماؤ کے ہمراہ جاتے) اور وہ رفیقِ سفر یا مومن ہو اور اگر اسکی طرف سے کسی غلط اقدام کا اندیشہ نہ ہو) (ادروہ) عاقل ہو بالغ ہو یا رفیقِ سفر عدت کا شوہر ہو۔ اور مفتی بہ قول کے مطابق خشکی اور سندر کے سفر میں اکثر و بیشتر صحیح و سالم لوٹ آنا (راستہ کے امن کے سلسلہ میں) معتبر ہے۔

اور فرضِ حج کی ادائیگی آزاد شخص کے واسطے چار باتوں کے ساتھ صحیح ہوتی ہے (۱) احرام باندھا ہو (۲) مسلمان ہو۔ اور ان دونوں کو (صحیح حج کے لئے) شرط قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد حج کے دونوں ارکان کی تکمیل (صحیح حج کے واسطے) شرط ہے۔ اور ان دونوں میں سے ایک یہ ہے کہ بحالتِ احرام عرفات میں ایک لمحہ کے واسطے نودہ ذی الحجہ کے وقت زوال سے ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہو یا بشرطیکہ اس سے قبل بحالتِ احرام اس نے ہمبستری نہ کی ہو۔ اور رکنِ ثانی اندرونِ وقت طوافِ اضافہ کے اکثر حصہ کی ادائیگی ہے اور اس کے وقت کی ابتدا ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد سے ہے۔

تشریح و توضیح | کتاب الحج، تین رکعتوں سے فارغ ہو کر اب جو تارکین (رکنِ اسلام) شروع کیا۔

”الکح“ حاک کے زبرد و جیم کی تشدید اور حاک کے زبر کے ساتھ لغت میں اس کے معنی قصد کے ہیں۔ اور شرعاً مخصوص جگہ کی مخصوص وقت میں زیارت کو کہتے ہیں۔

فرض منقہ ابو عمر میں ایک ترتیب حج کرنا بشرطیکہ استطاعت فرض ہے اور ایک سے زیادہ ترتیب نفل ہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اسی طرح ہے (ابو داؤد میں)۔ ثوابت موجود ہے۔

الحسنة الزاخرة لاسلمان مکلف تندرست وہی پانچ فرض ہے پس غلام پر واجب نہیں خواہ مرد ہو یا مکاتب یا غلام اور کافر پر واجب نہیں کیونکہ کافر کجی ادا لے عبادات غیر مخاطب ہیں۔ اور اسی طرح غیر مکلف (پاگل اور بچہ) پر واجب نہیں۔

والقدرة علی الشراء یعنی حجاج علیہ سے زائد اور اہل دیال کے نفقہ سے زائد ہو۔

ومن الطريق الزاخرة لاسلمان کا مامون ہونا بھی شرط ہے اور عورت ہو تو سفر شرعی کے بقدر مسافت کی صورت میں اس کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا بھی ضروری ہے حدیث شریف میں ہے کہ کوئی عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے۔ (یہ روایت مسند بزار میں موجود ہے۔ اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ کوئی عورت بلا محرم کے سفر نہ کرے اور ایک روایت میں ہے محکم اس کے ساتھ اسکا شوہر یا محرم ہو اور عورت پر محرم کا نفقہ واجب ہے۔

الوقوف الزاخرة وقوف عرفہ زکرن حج ہے کہ اس کے بغیر حج ہی ادا نہ ہوگا۔

اداب حج فقہا فرماتے ہیں کہ حج کے آداب میں سے ہے کہ بغیر حج چلنے کا قصد ہو تو اول اپنے فرض سے پہلے وحی حاصل کرے۔

کسی سمجھ دار شخص سے اس بارے میں مشورہ کر لے کہ اس وقت سفر کرنا کیسا ہے اہل حج کے بارے میں مشورہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس کے خیر و ہر ہر جانے کا پہلے سے علم ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا چاہیے۔ سنون استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعات سورۃ اخلاص کے ساتھ پڑھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استخارہ کی ثابت و مقبول دعا پڑھے۔ پھر توبہ کرے اور نیت میں اخلاص پیدا کرے۔ کسی شخص سے ظناً حاصل کی ہو تو چیز لوٹائے۔ اپنے مخالفوں اور وہ لوگ جن سے اس کے معاملات رہے ہوں ان سے معافی طلب کرے۔

عبادت میں جو کوتاہی ہو تو قضاء کر کے اسکی تلافی کرے اور اپنے قصور پر ندامت کے ساتھ اتندہ اس کا ارتکاب نہ کرنے کا قصد کرے۔ فقر و غرور و ریا کو دور کیا جائے۔ اسی بنا پر بعض علما فرماتے ہیں کہ مکمل میں سوار ہونا باعث کراہت ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اس طرح کے خیالات پیدا نہ ہونے کی شکل میں

باعث کراہت نہیں۔ مال حلال کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ بلا مال مال کے حج قبولیت کے درجہ تک نہ پہنچے گا۔ تفصیل دیکھیں۔ دفعہ القدر اور زکرا لائق میں میں موجود ہے۔

”ینا بیع“ میں ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے نفقہ چھوڑنا اور پاکیزہ نفس کے ساتھ نکلنا چاہیے راستہ میں تقویٰ کو اپناتے۔ بحیرت ذکر التکرر ہے۔ غصہ سے اجتناب کرے، لوگوں کی ناگوار خاطر پر تحمل سے کام لے۔

وَوَاجِبَاتُ الْحَجِّ الشَّاعَا الْإِسْلَامِ مِنَ الْمِيقَاتِ وَمَذَى الْوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ إِلَى الْغُرُوبِ الْوُقُوفِ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَمَا بَعْدَ نَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَرَمَحَى الْجِمَارِ وَذَبْحُ الْقَارِنِ وَالتَّمَتُّعِ وَالْحَلْقِ وَالتَّحْصِصِ بِالْحَرَمِ وَأَيَّامِ النَّحْرِ وَتَقْدِيرُ السَّحَرِ عَلَى الْحَلْقِ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالتَّمَتُّعِ بَيْنَهُمَا وَإِنْفَاعُ طَوَافِ الزِّيَارَةِ فِي أَيَّامِ النَّحْرِ وَالسَّحَرِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمُرْوَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُصُولُهُ بَعْدَ طَوَافِ مُعْتَدٍ بِهِ وَالْمَشْيِ فِيهِ لِمَنْ لَاعُذْرَ لَهُ وَبَدَأَهُ السَّحَرِ مِنَ الصَّفَا وَطَوَافِ الْوُدَاعِ وَبَدَأَهُ كُلِّ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالْيَمَامِ فِيهِ وَالْمَشْيِ فِيهِ لِمَنْ لَاعُذْرَ لَهُ وَالظَّهَارَةِ مِنَ الْحَدَثَيْنِ وَسَبْرُ الْعَوْرَةِ وَأَقْلُ الْأَشْوَاطِ بَعْدَ فَعْلِ الْأَكْثَرِ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ وَتَرْكُ الْمَحْظُورَاتِ كُلِّبَسِ الرَّجُلِ الْمُحِيطَ وَسَبْرُ رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ سَبْرُ الْمَرَأَةِ وَنَهْيُهَا وَالتَّرَفُّقُ وَالْفُسُوقُ وَالْجِدَالُ وَقَتْلُ الصَّيْدِ وَالْإِشَارَةُ إِلَيْهِ وَالذَّلَالَةُ عَلَيْهِ وَسَبْرُ الْبَحْرِ مِنْهَا الْأَعْتِسَالُ وَلَوْ الْحَائِضُ وَنَفْسَاءُ أَوْ الْوَضُوءُ إِذَا أَلَادَ الْإِحْرَامَ وَلَبَسَ إِذَا رَأَى وَبَرَدَ إِعْجَدِيدَيْنِ أَيْضَيْنِ وَالتَّطَيُّبُ وَصَلَاةُ رُكْعَتَيْنِ وَالْأَكْثَارُ مِنَ التَّلْبِيَةِ بَعْدَ الْأَحْرَامِ رَافِعًا صَوْتَهُ مَتَى صَلَّى أَوْ عَلَا شَرْقًا أَوْ هَبَطَ وَادِيًا أَوْ لَقِيَ رَاكِبًا أَوْ الْأَسْحَارَ وَتَكَرَّرَ فِيهَا أَخَذَ فِيهَا وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةُ الْأَبْرَارِ فَلَا سِتْعَاذَةَ مِنَ النَّارِ وَالْعُسْلُ لِدُخُولِ مَكَّةَ وَدُخُولُهَا مِنْ بَابِ الْمُحَلَّةِ هَامِرًا وَالثَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ وَتِلْقَاءُ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ وَالدُّعَاءُ بِمَا لَحَبَّ عِنْدَ رُفُوعِهِ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ وَطَوَافُ الْقُدُومِ وَلَوْ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْإِنْطِبَاعُ فِيهِ وَالتَّوَمُّلُ إِنْ سَعَى بَعْدَهُ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْبَهْرُ وَلَهُ فِيهَا بَيْنَ الْمَيْلَيْنِ الْأَخْصَرَيْنِ لِلرِّجَالِ

والمشي على هيئة في باقي السني والاكثر من الطواف وهو انضد
من صلوة النفل للنافي والخطبة بعد صلوة الظهر يوم سابع الحج
مكة وهي خطبة واحدة بلا جلوس يعلم الناس فيها والحروب بعد
طلوع الشمس يوم الثرية من مكة لمي والبيت بمأثم الحروب منها بعد
طلوع الشمس يوم عرفة الى عرفات فيخطب الإمام بعد الشوال قبل
صلوة الظهر والعصر بمجموعة جمع تقديم مع الظهر خطبتين يجلس
بينهما والجهاد في التضرع والخشوع والجلوس بالدعوة والدعاء للنفس
والوالدين والخوان المؤمنين بما شاء من امر الدارين في الجمعتين
والشرف بالسكينة والوقار بعد الغروب من عرفات والوقوف بمردلة
مرفوعا عن بطن الوادي بقرب جبل قنح والبيت بمأثم الحج بمي ايام
ملي بجميع امتعه وكثرة تقديم ثقله الى مكة اذ ذاك ويجعل مي
عن ميته ومكة عن يساره حالة الوقوف ليرفي الجمار وكونه ذكيا
حالة رمي جمرة العقبة في كل الايام ماشيا في الجدة الاولى التي تلي
المسجد والوسطى والقيام في بطن الوادي حالة الترفي وكون الترفي
في اليوم الاول فيما بين طلوع الشمس ورايها وفيما بين الشوال وغروب
الشمس في باقي الايام وكثرة الترفي في اليوم الاول والاربع فيما بين
طلوع الفجر والشمس وكثرة في الليالي الثلاث وصع لالت الليالي كلها تابعة
لما بعدها من الايام الا الليلة التي تلي عرفة حتى صبح فيها الوقوف بعرفات
وهي ليلة العيد واليالي في الثلاث فانها تابعة لما قبلها والمباح من
اوقات الترفي ما بعد الشوال الى غروب الشمس من اليوم الاول ويبدأ اعلمت
اوقات الترفي كلها جوارا وكراهة واستحبابا ومن السنة هدي المنفرد
بالعج والاكل منه ومن هدي الطلوع والسجدة والقرآن فقط ومن السنة
الخطبة يوم النحر مثل الاولى يعلم فيها بيعة الناس وهي ثالثة خطب
الحج وتعيد التفر إذا اراد من مي قبل غروب الشمس من اليوم الثاني
عشر وان اقام بها حتى غربت الشمس من اليوم الثاني عشر فلا شئ عليه وقد

اَسَاءَ وَإِنْ أَقَامَ مَعْنَى طُلُوعِ فَجْرِ الْيَوْمِ التَّرَاجِعِ لَزِمَهُ سَرْمِيَةٌ وَمِنْ الشَّكَّةِ الْكُؤُلُ
بِالْمَحْصَبِ سَاعَةً بَعْدَ ارْتِحَالِهِ مِنْ مَعْنَى وَشَرَبَ مَاءً زَمُونَةً وَالتَّصَلُّمُ مِنْهُ
وَالسُّتَيْقَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ قَائِمًا وَالصَّبُّ مِنْهُ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرُ حُدُودِهِ
وَهُوَ لَا شَرِبَ لَهُ مِنْ أُمُورِ الذَّنْكِ لَا خَيْرَ وَمِنْ الشَّكَّةِ التَّزَامُ الْمُلْتَزِمُ
وَهُوَ أَنْ يَتَضَعَّ صَدْرُهُ وَوَجْهُهُ عَلَيْهِ وَالتَّشَبُّثُ بِالْأَسْتَارِ سَاعَةً دَاعِيًا
بِمَا أَحَبَّ وَتَقْبِيلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُولُهُ بِالْأَدَبِ وَالتَّعْظِيمُ شَمَّ لَمْ يَبْقَ
عَلَيْهِ إِلَّا أَعْظَمَ الْقُرْبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْحَابِهِ
فَيَنْوِيهَا عِنْدَ خُرُوجِهِ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ سَبِيكَةِ مِنَ الثَّنِيَةِ الشُّطْلُ
وَسَدُّ كُرَى لِلزِّيَارَةِ فَصَلَّا عَلَى حَدِّتِهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

متوجہ ۱۔ اور واجبات حج (حسب ذیل ہیں) (۱) اہرام میقات سے باندھا (۲) وقوف مرفہ غروب تک
طویل کرنا (۳) دسویں ذی الحجہ کی طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل کے بیچ کے وقت میں اندرون مزدلفہ
قیم (۴) جہرات پر کھڑکیاں پھینکنا (۵) قرآن کرنے والے اور متع کر نیوالے کو قرآنی کے جانور کا زک (۶) سر منڈوا دینا (یا
قصر کرنا) (۷) سر منڈوانا یا قصہ نام طویل پندرون حرم اور نحر (قرآنی) کے دنوں میں کرنا (۸) جہرات کی کبھی سر منڈوانے پر
مقدم کرنا (۹) قرآن اور متع کرنے والے کی جہرات کی رمی کے بیچ کے وقت میں قرآنی (۱۰) قرآنی کے دنوں میں طواف
زیارت (۱۱) حج کے (مخصوص) مہینوں میں صفا و مزدہ کے بیچ سعی (۱۲) سعی ایسے طواف کے بعد جو لائق اعتبار ہو سکتا۔
(۱۳) غیر معذور کے لئے پایادہ سعی (۱۴) صفا سے سعی کی ابتدا (۱۵) طواف و دواظہ
لرخصت کا طواف (۱۶) ہر طواف بیت اللہ کی حجر اسود سے ابتدا (۱۷) دائیں جانب سے (طواف کا) آغاز
(۱۸) غیر معذور کو پایادہ طواف کرنا (۱۹) دونوں حدوں سے پاکی (۲۰) ستر چھپانا۔ (۲۱) طواف زیارت
کے زیادہ شوط (مثلاً چار یا پانچ) کی نحر کے دنوں میں ادائیگی کے بعد کم کی ادائیگی۔ (۲۲) منع کردہ اشیاء کا ترک
مثلاً مرد کو سیلا ہوا کپڑا پہننا۔ اور مرد کو مسوہ چھپا لینا۔ اور عورت کو چھپو چھپانا اور پیش کلائی اور گناہ کے کام اور گناہ
اور شکار مارنا اور اسکی جانب اشارہ اور اسکی (دوسرے شخص کو) نشان دہی۔

ادرج کی سفتیں (حسب ذیل) ہیں (۱) جس کا ارادہ اہرام باندھنے کا ہو وہ غسل کرے (خواہ عورت حیض
ونفاس ہی میں مبتلا کیوں نہ ہو یا وضو کرے۔ غسل کرنا بہتر ہے) (۲) اور زائر (پاک تر بند) اور دوستی سفید
چادریں پہنے (۳) اور خوشبو لگائے (۴) اور دروسکات نفل پڑھے (۵) اور اہرام باندھ لینے کے بعد طبیعت کی

کثرت رکھے اور پھر آواز سے تلبیہ پڑھے جس وقت نماز پڑھے یا کسی اور پجہ پر چڑھے یا کسی راوی (نشیمن زمین) میں اترے یا قافلہ سے ملاقات ہو۔ اور بوقت صبح (بکثرت تلبیہ پڑھے) (۶) اور تلبیہ کی ابتدا کر کے بار بار پڑھے (۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت رکھے۔ (۸) اور بہشت اور صالحین کی معیت کثرت سے مانگے اور بکثرت جہنم سے پناہ طلب کرے (۹) مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت نفل کرے۔ (۱۰) اور مکہ مکرمہ میں باب معلّٰی سے دن میں داخلہ (۱۱) زیارت بیت اللہ کے وقت بیت اللہ کی طرف (رُخ کر کے) تکبیر و تہلیل (۱۲) بوقت زیارت بیت اللہ محبوب ترین چیز کی دعا کرے کہ یہ وقت خاص طور پر قبولیت دعا کا ہوتا ہے۔ (۱۳) اور انیسویں کے واسطے (طوافِ قدم خواہ وہ حج کے (مقررہ و متعین) مہینوں کے علاوہ ہی کیوں نہ ہو (۱۴) اندرون طواف مضطرب (یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے کبھ کبھ کٹے اپنے باتیں کاندر سے پٹھالے اور ریل اگر اس کے بعد حج کے مہینوں میں سعی کی ہو (۱۵) سیلین خضرین کے بیچ میں مردوں کو تیس روزی اور باقی ماندہ سعی میں اطمینان سے (اور اپنی اصلی رفتار سے) چلنا۔ (۱۶) اور طواف کی کثرت اور یہ کثرت طواف غیر میکی کے لئے نفل نماز کے مقابل میں نفل ہے (۱۷) ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں بعد نماز ظہر میر (حج کا ایک خطبہ (درمیان میں بیٹھے بغیر) دریا جہیں وہ لوگوں کو حج کے احکام بتاتے گا (۱۸) ۸۔ ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کی جانب روانگی (۱۹) منیٰ میں شب بسر کرنا (۲۰) منیٰ سے عرفہ کے روز (۹ ذی الحجہ کو) طلوع آفتاب کے بعد عرفات کی جانب روانگی (۲۱) پھر عرفات پہنچ کر زوال کے بعد نماز ظہر و عصر سے قبل کہ اس روز عصر کی نماز اپنے وقت سے قبل ظہر کے ساتھ پڑھیں گے۔ امام دو غصے دے گا۔ اور ان دو غصیوں کے بیچ میں بیٹھے گا (۲۲) اور ان دو نفل موقوفوں میں انتہائی کمال و زاری اور شوق (مخصوص) و اشجاری کے ساتھ اپنے واسطے اور مال باپ اور کلہاؤن بھائیوں کے داریں کے امور میں سے جس کی تمنا ہو۔ دل لگا کر خدا کرے (۲۳) اور سورج غروب ہونے کے بعد بسکون و قار عرفات سے روانہ ہو (۲۴) معام مزولفہ بطن راوی سے اوپر پہنچے ہوئے جبل قریح کے قریب اترے (۲۵) اور دس ذی الحجہ کی شب مزولفہ ہی میں بسر کرے (۲۶) منیٰ کے دنوں (دس) گیارہ، بارہ تا تیس گزین) اپنے کل سامان سمیت کرے۔ اور یہ باعث کراہت ہے کہ اپنا سامان مکہ مکرمہ میں رہتی روانگی سے قبل بھیج دے (۲۷) اور یہ بھی سنت ہے کہ جہاز کی رسی کے وقت منیٰ و آئیں طرف اور مکہ مکرمہ باتیں طرف کرے (۲۸) اور سنت ہے کہ کل ایام میں چروٹقی کی رسی کرتے ہوئے سوار اور چروادلی و دہلی کی رسی کرتے ہوئے پاپیادہ ہو۔ جو کہ مجتہدین سے متصل ہیں (۲۹) رسی کرتے ہوئے بطن راوی میں کھڑا ہو

(۳۰) اور پہلے دن رسی طلوع آفتاب اور زوال کے درمیان اور باقی ایام میں زوال آفتاب اور غروب آفتاب کے بیچ میں رسی کرے۔ اور پہلے اور چوتھے دن صبح صادق سے آفتاب طلوع ہونے تک رسی کرنا باعث کراہت ہے

اور تینوں راتوں میں بھی رمی باعشر کرنا بہت ہے لیکن اگر کوئی کر لے تو بکراہت (درست ہے) اسلئے کہ رمی راتیں آنے والے دنوں کی تابع ہوا کرتی ہیں لیکن محض وہ شب جو عرفہ کے دن سے متصل ہے (وہ ۹ ذی الحجہ کے تابع ہوگی) لہذا اس شب میں وقوف عرفہ صحیح ہے۔

اور یہی شب عید کی شب ہے اور تینوں جرات پر کھڑیاں پھینکنے کی راتیں اپنے قابل ایام کے تابع (شام و ننگی) کھڑیاں پھینکنے کے اوقات میں سے مباح وقت (کہ جس وقت رمی درست ہے) پہلے دن بعد زوال سورج غروب ہونے تک ہے اس قول کے ذریعہ رمی کل جائز و مکروہ اور مستحب اوقات کا علم ہو گیا۔

جس نے حج افراد کیا ہو اس کا جائز و منع کر کے اس میں سے کھانا سنت ہے اور محض نفل ہڈی اور قرآن و تنخ کی ہڈی میں سے کھانا درست ہے اور پہلے خطبہ کی مانند دوس ذی الحجہ کو خطبہ دینا اور راقی ماندہ مناسک الکام (ج) بتانا مسنون ہے اور خطبات حج میں یہ تیسرا خطبہ ہو گا۔ نیز سنت ہے کہ بارہ ذی الحجہ کو مٹی سے رُنگی میں عجلت سے کام لے کر غروب آفتاب سے قبل ہی رُندانہ ہو جائے اور اگر بارہ ذی الحجہ کو غروب آفتاب تک مٹی میں ٹھہرا ہے تب بھی اس پر کسی چیز (دم وغیرہ) کا دھوب نہ ہو گا۔ البتہ اس کا ایسا کرنا برا ہے اور اگر تیرہ تا پنج کی صبح صادق کے طلوع تک مٹی میں قیہ پذیر ہے تو اس پر پانی کی رمی لازم ہوگی

مسنون ہے کہ مٹی سے روانگی کے بعد کچھ دیر وادعی محصب میں ٹھہرے نیز آب زمزم پینا اور خوب سیر کر پینا مسنون ہے اور مسنون ہے کہ آب زمزم پیتے وقت بیت اللہ کی جانب منہ کر کے کھڑا ہو اور اس کی جانب (مشتاقانہ) دیکھتا ہے۔ اور آب زمزم میں سے کچھ سرسب اور سارے بدن پر ڈالے اور آب زمزم دینی و دنیوی جس مقصد سے پیا جائے گا وہ (انشاء اللہ) پورا ہو گا۔ اور طنترم سے چٹنا یعنی اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھنا اور بیت اللہ کے پرے کچھ دیر پکڑ کر جو دو بار پسندیدہ ہو کر اور بیت اللہ شریف کی چوکھٹ چومنا اور اذکار و تعظیم (پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے) بیت اللہ میں داخل ہونا مسنون ہے۔

اب قرأت میں (اور فریضہ حج کے سلسلہ میں فرائض و واجبات و ثواب کا کام) (اور عرفہ اور قرب کا کام) صرف ایک عظیم ترین قربت اور کار و ثواب کے سوا باقی نہیں رہا اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضیہ و قدس اور ان خصوصہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات مبارکہ زیارت کرتا ہے لہذا مکہ مکرمہ سے جب وہ باب سبیکہ سے ہوتا ہوا ثنیہ شطی کی راہ سے نکلے تو بیت زیارت کر لے اور ہم انشاء اللہ عنقریب زیارت کا بیان ایک علیحدہ فصل میں کریں گے

تشریح و توضیح فی اشہر الحج الخ یعنی حج کے ہینوں میں ارشاد ربانی ہے "الحج اشہر معلومات من فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج (الآیۃ)

اذا اناد الاصحاح الخ یعنی بوقت احرام غسل کرنا مستحب ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑا اور فضل ثابت ہے۔ (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود ہے) یہ غسل طہارت کے لئے نہیں بلکہ صرف لطافت کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اس لئے عورتوں اور بچوں کے لئے بھی یہ غسل مستحب ہے۔

وصلوة رکعتین الخ۔ احرام کے موقع پر دو رکعات پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ”ذبح الحلیفہ“ سے احرام باندھا تو دو رکعات پڑھی تھیں۔

والاکثاس من التلبیة الخ۔ مصنف ابن ابی شیبہ ”میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں فتح مکہ سے قبل بڑھن عمر کو مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ بڑھن مشرکین آئے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم میں داخل ہونے سے روک دیا تو آنحضرت اور صحابہ کرامؓ نے ”مدیہ“ نامی مقام پر احرام کھول دیے اور اس بات پر شیعہ ہو گئی کہ آئندہ سال مکہ مکرمہ آئیں گے اور مکہ مکرمہ میں صرف تین ذوقیم رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اس کے بعد مدینہ طیبہ لوٹ گئے۔ پھر شہر میں عمرہ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ کفار نے حسب وعدہ تین روز کے لئے مکہ غالی کر دیا۔ اور پہاڑوں پر چڑھ گئے اور چیمگو تیاں کرنے لگے کہ کمزوروں کا گروہ ہے انہیں پریشانیوں اور مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا۔ اس وقت مدینہ طیبہ کی آب و ہوا زیادہ بخار لانے والی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی اس گفتگو کا علم ہوا تو طواف میں تیزی اور رمل کا علم فرمایا تھا کہ کفار کی جلالت و ہیبت قوت کا مٹا ہوا کریں اور مسلمانوں کے بارے میں ان کا خیال غلط ثابت ہو جائے یہ رمل کی شروعات کا اصل سبب تھا مگر بعد میں بھی یہ سنت باقی رہی۔

واللبیت کھا الخ یعنی میں اس دن اور نویں تاریخ کی رات ٹھہرے ”مسلم شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الترویہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی پھر آفتاب طلوع ہونے پر منیٰ کی طرف کوچ فرمایا اور وہاں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء اور یوم عرفہ کی فجر کی نماز پڑھی پھر عرفات کی طرف تشریف لے گئے۔ مع الظہر الخ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے متعدد روایات سے اس کا ثبوت ہے اسی طرح مزدلفہ میں جمع تاخیر متعدد روایات سے ثابت ہے اور ظہر کے ذکر میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ نماز جمعہ یوم عرفہ میں نہیں پڑھے گا۔ اگرچہ جمعہ کا دن ہو۔

الوقوف بعرفات الخ۔ وقوف کا سنون وقت زمال کے بعد سے غروب تک ہے اور جواز کا وقت یوم نحر کے طلوع سے صبح صادق تک ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رات میں طلوع فجر سے قبل عرفہ میں پہنچ گیا اس نے حج کو پایا۔

وادی عرفات سے اگر بحالت نوم گزریں اور بعد میں بیدار ہو اسی طرح بحالت بیہوش گزریں۔

اور اس کا فرق اسی طرف سے احرام ہانے سے تو وقت صحیح ہو جائے گا نہ نہایہ میں اسی طرح ہے۔

(فصل فی کیفیۃ ترکیب افعال الحج) إذا أراد الدخول فی

الحج أحرم من البقاع كل باعٍ فيغتسل أو يتوضأ والغسل وهو أحوط للطمین
فتغتسل المرأة المائض والمفساء إذا لم يضرها ويستحب مكال النظافة
يقص الظفر والسَّارِبَ وتنف الإبط وحلق العانة وتعال الأهل والدَّهْنِ ولو مطبوخاً
ويلبس السَّحْلَ إنزالاً رداءً جديدين أو غسيلين والجديد الأبيض أفضل ولا يتركة
ولا يعده ولا يجلله فان فعل كراهة ولا شئ عليه وتطيب وصل ركعتين
وقل اللهم إني أريد الحج فيسره لي وقبّله مني ولبي دبر صلواتك تنوي بها الحج
وهي لبيتك اللهم لبيتك لأشريك لك لبيتك أن الحمد والتعنة والملك لك
لأشريك لك ولا تنقص من هذه الألفاظ شيئاً ورضاً فيها لبيتك وسعدك
والخير كله بيدك لبيتك والسرعى إليك والزيادة سنة فإذا لبست ثوباً
فقد أحرمت فألق الثرف وهر الجماع وقيل ذكراً يحضر في النساء والكلام
الفاحش والفسوق والمعاصي والجذال مع الشر فقاء والحدوم وقتل صيد
البكر والإشارة إليه والدلالة عليه وليس المغيط والعبامة والخفان
وتعطية الرأس والوجه ومس الطيب وحلق الرأس والشعر بخلاف الغسل
والاستظلال بالحجارة والمكحل وغيرهما ونشد الهيمكان في الوسط واكثر
الثلبة متى صليت أو علوت شرفاً أو هبطت داوياً أو لقيت ركباً وبالأشجار
رافعاً صوتك بلا تهميد مضى وإذا وصلت إلى مكة يستحب أن تغتسل وتدخلها
من باب المعلى لتكون مستقبلاً في دخولك باب البيت الشريف تعظيماً واستحب
أن تكون ملتبياً في دخولك حتى تأوف باب السلام فتدخل المسجد
الحرام منه متواضعاً خاشعاً ملتبياً ملاحظاً جلالة المسكان مكثر مهابلاً مصلياً
على النبي صلى الله عليه وسلم متطهراً بالمرزاجيم داعياً بما أحببت فإله مستجاب
عند رؤيته البيت المكرم ثم استقبل الحجر الاسود مكثر مهابلاً رافعاً
يديك كافي الصلوات وضعهما على الحجر وقبّله بلا صوت كن عجز عن

ذَٰلِكَ إِلَّا بِأَيْدِي تَرْكَعَهُ وَفَسَّ الْحَجَرُ شَيْئًا وَقَبْلَهُ وَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنْ تَحْتِ مُكَبِّرًا
 مَهْلًا حَامِدًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفَّ اخْدَاعًا عَنْ يَمِينِكَ
 مَتَا يَلِي الْبَابَ مَضْطَجِعًا وَهَرَانٌ تَجَعَلَ الرِّسَ دَاعًا تَحْتَ الْإِبْطِ الْيَمِينِ وَخَلَعِي
 طَرَفِي وَعَلَى الْأَيْسَرِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ دَاعِيًا فِيهَا عَاشَتْ وَطَفَّ وَرَأَى الْحَظِيمَ فَإِنْ
 ارْذَمْتَ أَنْ تَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِبَ الطَّوَاتِ فَأَوْدِلْ فِي الثَّلَاثَةِ الْأَشْوَاطِ
 الْأُولَى وَهُوَ الْمَشْيُ بِسُرْعَةٍ مَعَ هَذِهِ الْكُتُفَيْنِ كَالسَّابِرِ يَتَجَنَّبُ بَيْنَ الصَّفَيْنِ فَإِنْ
 نَحِمَهُ النَّاسُ وَقَعْتَ فَإِذَا وَجَدَ فَرَجَةً وَكَلَّ لِلْبَدَلِ لَهُ مِنْهُ فَيَقِفُ حَتَّى يَقِيمَهُ
 عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْنُونِ بِخِلَافِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ لَأَنَّ لَهُ بَدَلًا وَهُوَ اسْتِعْبَالُهُ
 وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا تَرَبَّعَ وَيُخَيِّمُ الطَّوَاتِ بِهِ وَيَبْرِكُ كُتُفَيْنِ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَعَا فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَهَذَا طَوَاتُ
 الْقَدَمِ وَهُوَ سَنَةٌ لِلْفَائِقِ ثُمَّ تَخَرَّجُ إِلَى الصَّفَا فَتَصْعَدُ وَتَقُومُ عَلَيْهَا حَتَّى تَرَى
 الْبَيْتَ فَتَسْتَقْبِلُهُ مُكَبِّرًا مَهْلًا مَلِيًّا دَاعِيًا وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ مَبْسُوطَتَيْنِ
 ثُمَّ تَهْبِطُ حَوْلَ الْمَرْوَةِ عَلَى هَيْئَةٍ فَإِذَا وَصَلَ بَطْنُ الْوَادِي سَعَى بَيْنَ الْمَيْلَيْنِ
 الْخَضِرَيْنِ سَعْيًا لَحِيشًا فَإِذَا تَجَاوَزَ بَطْنَ الْوَادِي مَشَى عَلَى هَيْئَةٍ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ
 فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَجْعَلُ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا فَتَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ مُكَبِّرًا مَهْلًا مَلِيًّا
 مُصَلِّيًا دَاعِيًا بِأَسِطًا يَدَيْهِ حَوْلَ السَّمَاءِ وَهَذَا أَشْرُطُ

ترجمہ ۱۔ فصل ۳۔ حج کے افعال کی ترکیب (درتربیب) کی کیفیت (اور لایا گی حج کی شکل) کا بیان
 جس شخص کا ارادہ حج کا ہو تو وہ رابع (ایک مقام کا نام) کے مانند میقات سے اعرام بانہرے پس نہلتے
 یا وضو کرے اور نفاذ کی خاطر نفل کرنا زیادہ اچھا (اور باعث استجاب) ہو گا۔ لہذا وہ عورت بھی نہلتے گی جو
 حیض میں مبتلا ہوگی۔ اور وہ عورت جسے نفاس کا خون آ رہا ہو وہ بھی غسل کرے گی۔ بشرطیکہ نہنا اس کے لئے
 ضرور رسال نہ ہو۔

اور باعث استجاب ہے کہ مکمل نفاذ (پاکیزگی و صفائی) ناخن کاٹ کر، مونچھیں تراش کر یا مونڈ
 کر) اور بغل اور زیر ناف کے بال صاف کر کے حاصل کرے، اور اطمینان سے ہبستری کرے۔ تیل لگائے
 خواہ خوشبودار ہی کیوں نہ ہو اور مرد ایک نیا تہ بند اور نئی چادر پہنے گا۔ یا دھوے ہوئے پہنے گا اور لٹھل

یہ ہے کہ دونوں نے اور سفید ہوں اور چادر میں گھنڈی نہیں لگاتے گا۔ اور نہ اسے باندھے گا۔ اور نہ اسے پھاڑ کر گے میں ڈالے گا۔ لہذا اگر (کسی نے) ایسا کیا تو باعثِ کراہت ہوگا لیکن اسکی وجہ سے اس پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اور خوشبو لگا اور در رکعات نماز پڑھو اور پھر ارے کہہ۔ ”اللہم انی اُیّد الی فیسرة لی و تقبّلہ صیتی“ اے اللہ میرا سچا کا ارادہ ہے تو اسے میرے لئے آسان بنا دے۔ اور میری جانب سے قبول کر لے) اور بعد نماز تلبیہ کہہ اور وہ یہ ہے ہ لیسک اللہم لیسک لا شریک لک لیسک ان الحد و النعمة و الملک لا شریک لک۔ (اے اللہ میں تیری جناب میں حاضر ہو گیا ہوں بلکہ ہوں حاضر ہو گیا ہوں (تیری صفائی میں) تیرا شریک نہیں حاضر ہو گیا ہوں۔ تمام حمد و تعظیمیں اور ملک و بادشاہتیں تیری ہی واسطے ہیں۔ کوئی تیرا شریک (دوسرا نہیں) ان الفاظ میں سے کوئی بھی نہ کرے اور بلکہ ان الفاظ کا) اضافہ کر لے۔ ”بتسک و سعدیک و الحیدر کلہ بیدیک لبتیک و الدّٰعجی البک“ (میں حاضر ہو گیا ہوں اور اے اللہ میں نے تیری موافقت کی اور ساری بھلائی تیرے ہاتھ (تیرے ہی قبضہ و قدرت) میں ہے۔ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اور تو ہی آرزو کا مرتب ہے۔ اور یہ اضافہ سنوں ہے۔ پس جب تو نے نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہا محرم ہو گیا۔ لہذا ہمبستری سے احتراز کر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رفت کے معنی عورتوں کی موجودگی میں ہمبستری کے ذکر کے ہیں اور فحش کلامی اور فسق گناہ کے کاموں رفقا۔ اور خدام کے ساتھ لڑنے سے اجتناب کرے۔

اور فحش کے (جنگل و بیوقوف) شکار کرنے اور اسکی جانب (کسی اور کو) اشارہ کرنے اور اسکی نشان دہی سے بچے۔ اور سسلے ہوئے کپڑے پہننے۔ عمامہ کے باندھنے اور موزوں کے پہننے اور سر و چہرہ چھپانے۔ خوشبو کے لگانے، اور سر منڈوانے اور بال بصر کے ملاوہ دوسری جگہوں کے بال) منڈوانے سے اجتناب کرے۔ اور غسل کرنا اور خیمہ و محل (کجاوہ کے زیر سایہ بیٹھنا اور ہمسائی گھر میں باندھنا جائز ہے۔ اور جب بھی تو نماز پڑھے یا اونچی جگہ پر چڑھے یا نیچی جگہ اترے یا سواروں سے ملاقات کرے اور بوقت صبح بلا مشقت و نقصان بلند آواز سے بکثرت تلبیہ پڑھے۔ اور جب تو مکہ مکرمہ پہنچے تو پہلے غسل کرنا اور (پھر) باب معلیٰ سے مکہ میں داخل جو نابا عث استجاب ہے تاکہ از روئے تنظیم بوقت داخل بھی بیت اللہ شریف کا دروازہ سلٹنے رہے اور باعث استجاب ہے کہ داخل ہوتے ہوئے مسلسل تلبیہ کا ورد ہے یہاں تک کہ باب السلام تک آجائے۔ پھر باب السلام سے خطوط و خصوص کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے عظمت مکان کے لحاظ (و احترام) کی ایک تہ تکبیر و تہلیل اور فی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو۔ اور مزاجم ہونے والے کے ساتھ نرمی برتے، اور جو چیز سب سے زیادہ پسند ہو اس کی دعا کرے۔ اسلئے کہ بیت اللہ شریف

کی زیارت کے وقت دُعا (جلد) درجہ مقبولیت حاصل کرتی ہے

پھر حجر اسود کے سلسلے جا کر تجسیم و تہلیل کہے۔ اور دونوں ہاتھ نماز کی طرح اٹھاتے اور دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر بلا اُدا نہ اسے چُپے پس جو شخص (دوسرے کو) ایذا پہنچانے بغیر چُپے نہ ہو تو نہ چُپے اور ہاتھیں کوئی چیز (مثلاً گھڑی) کے لے کر اس سے چھوئے اور اس کو چُپم لے یا لاس پر بھی چُپم کے باعث قدرت نہ ہو تو دُور سے اشارہ کر کے تجسیم و تہلیل کہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس طریقہ سے طواف کرے کہ اپنی دائیں جانب بیت اللہ شریف کے دروازے کے ساتھ ملے ہوئے حصہ سے شکل اضطباع طواف کی ابتداء کرے۔

اور اضطباع یہ ہے کہ اُدھی ہوئی چادر (کے) ایک پلے کو کاندھے پر ڈالنا جلتے اس کے بعد دائیں بیل کے نیچے سے نکلی جاتے اور دونوں کناروں کو بائیں کاندھے پر ڈال لیا جلتے اس طریقہ سے بیت اللہ کے سات چکر لگاتے اور اس دوران جو تو لاٹنی بھلائی کی (دعا چاہیے مانگے) اور عظیم کے باہر سے بیت اللہ کا طواف کرے۔

اور اگر طواف خارج ہو کہ صفا و مرد کے درمیان بھی کا قصد ہو تو طواف کے پہلے تین شوط (چکر) میں رمل بھی کرے۔ رمل تیز رفتی سے کاندھے ہلاتے ہوئے چلنے کا نام ہے۔ جیسے کہ صفوں کے درمیان مقابلہ کی خاطر چلنے والا اکڑ کے ساتھ چلا کر تلپے۔ لہذا اگر لوگوں کا اثر و دام اس کے سلسلے ہو تو (ذرا) رُک جائے اور پھر رمل کا موقع مل جائے (اور زحوم چُپے تو رمل کرے کیونکہ رمل ناگزیر ہے لہذا اتنی دیر توقف کرے کہ کوئی برقی مسنون رمل ممکن ہو

اس کے عکس حجر اسود کو بوسہ دینے کا شرعاً بادل موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ اکی جانب منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور حجر اسود (کے پاس سے) جب بھی گزرے اسے چُپے اور چُپے ہی پر طواف کا اتمام کرے۔ اور درگاہ مقام البرائیم میں یا مسجد حرام میں جس جگہ بھی پڑھنے میں سہولت ہو پڑھ لے سکے بعد واپس ہو پھر حجر اسود کو چُپے۔ یہ طواف قدم کہلاتا ہے و اذ آفاق (غیر مبی) کے واسطے مسنون ہے۔ پھر صفا کی جانب چلے اور اس پر چرہ کر کمر

ہو جلتے تاکہ بیت اللہ شریف دیکھ لے پھر اسی جانب رُخ کر کے کھڑا ہو ورنہ ایسا کیونکر تجسیم و تہلیل کہہ رہا ہو تبلیہ اور درود شریف پڑھ رہا ہو (پھر) دعا کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اس طرح بلند کرے کہ دونوں ہاتھ پھیلے ہوں۔ گویا وہ وسیع رحمت ربانی کو اپنے دامن میں سمیٹ چاہ رہا ہو) اسے بعد صفا سے آخر کمر وہ کی جانب شکن و قار سے چلے پھر بطن وادی (وادی کے منہ) میں پہنچ کر میلین آنحضرتین کے درمیان سعی کرے۔ پھر بطن وادی سے گزر کر شکون و قار کے ساتھ چلے حتیٰ کہ مردہ پر آکر اس پر چرہ جاتے اور صفا کا عمل یہاں بھی کرے۔

بیت اللہ شریف کی جانب رُخ کر کے کھڑا ہو کر تجسیم و تہلیل، تبلیہ اور درود شریف پڑھے اور دونوں ہاتھ پھیل کر اس طریقہ سے دعا کرے کہ ہاتھ آسمان کی جانب پھیلا رکھے ہوں۔ اور (اس طرح) ۷

ایک شرط ہو۔

تشریح و توضیح فی کیفیت ترکیب المذمتب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی خاطر غسل کیا جائے۔ باعث احتیاط ہے کہ کسی عورت جسے نفاس کا خون آ رہا ہو وہ بھی غسل کرے۔ مناسب یہ ہے کہ بلند راستہ کی جانب کو میں داخل ہوئے عربی زبان میں ”کلاء“ کہتے ہیں اور یہ مکہ مکرمہ کی اونچی زمین کی جانب بلندتر گئے۔ بغیر صبح چاہے دن کے وقت مکہ مکرمہ کو داخل ہو یا رات کے وقت اس میں کوئی عروج نہیں ہے۔ عموماً کے واسطے یہی ہے مگر مستحب یہ ہے کہ دن کے وقت داخل ہو۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد اپنا سامان رکھتے ہی مسجد حرام میں آجنا چاہیے۔ مستحب یہ ہے کہ تلبیہ پڑھتا ہوا جلتے۔

باب بنی شیبہ سے داخل ہو تو زبارة اچھا ہے مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت تلبیہ کا ورد اور اس پاک گھر کی حرمت و عظمت و جلال ملحوظ ہے۔ کوئی شخص رکاوٹ کا سبب بنے تو اس سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ نیک پیر مسجد میں داخل ہو جب داخل ہو تو ازل دایاں پاؤں بڑھا کر یہ دعا پڑھی جائے ”میں بنام خدا داخل ہوتا ہوں (تمام) تعریفیں اللہ کی کے واسطے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود (سمیچتا ہوں) اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے اور مجھے اس میں داخل کر دے۔ اے اللہ میری اس جگہ پر تجھ سے گزارش ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو مجھے سردار اور تیرے رسول اور تیرے بندے ہیں ان پر اپنی رحمتوں کا نازل فرما اور مجھ پر بھی رحم فرما اور میری غزشتوں کے متعلق درگزر سے کام لے میری خطا تیں معاف فرما دے۔ اور مجھ پر سے ٹھہرے گناہوں کا بوجھ اُتار دے۔

بیت اللہ شریف پر نگاہ پڑے تو اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہہ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حین رینا بالسلام اللہم زد بیتک تعظیماً وتشریفاً ومہابة وزد من تعظیمة وتشریفہ من حجه واعتمود تعظیماً وتشریفاً ومہابة، (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق (معبود) نہیں۔ اللہ سب بڑا ہے۔ اے اللہ تجھے سلام کہتے ہیں اور تیری جانب ہی سلامتی ہے اور تیری ہی جانب سلامتی لوٹا کر دیتی ہے ہمیں سلامتی و عافیت زندہ رکھ۔ اے اللہ اس پاک گھر کی عظمت و شرافت و عزت و ہیبت میں اضافہ کر دے اور حج و عمرہ کرنے والے جو لوگ اس کی عظمت و شرافت و ہیبت کا لحاظ کرتے ہوئے حج و عمرہ کریں ان کو عظمت و شرافت و دیدہ بہ سے نواز دے۔

اس کے علاوہ جو دعا موزوں سمجھے کی جائے جبراسود کی جانب منہ کر کے اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں جس طرح نمازیں تکبیر کہتے وقت اٹھاتے جلتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

عمر اسود کو بوسہ دونوں ہاتھ جو اسود پر رکھ کر دیا جاتے بشرطیکہ کسی کو تکلیف دینے بغیر ممکن ہو۔ بوسہ دیتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَلِقَیْ قَلْبِيْ وَاصْرِحْ لِيْ صَدْرِيْ وَبَيِّنْ لِيْ اَمْرِيْ وَعَافِنِيْ فِیْمَنْ عَافَيْتَ“ میں بنام خدا بوسہ دے رہا ہوں اسے اللہ مجھے گناہوں کی مغفرت فرمائے اور میرے دل کو پاک کرے اور میرے واسطے میرے سینے کو کھول دے اور مجھے ان لوگوں کے ہمراہ عافیت دے جن کو تو نے عافیت عطا کی ہے)

دیجونا الاغتسال الخ یعنی محرم کے لئے غسل کرنا ممنوع نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے بحالت احرار غسل فرمانا ثابت ہے۔

والاستظلال الخ دیوار وغیرہ کے سائے میں بیٹھا محرم کے لئے درست ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے نیمہ لگایا جاتا تھا سالانہ وہ محرم ہوتے تھے۔

وشد الہمیان الخ۔ ”ہمیان“ ہمارے زیر ادریم کے سکون کے ساتھ وہ چیز جو پاہم کے کمر بند سے وسط کمر میں باندھی جاتے اور اس میں دلاہم (روپے) رکھے جاتیں ضرور تھا اسکی اہانت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

ثُمَّ يَعُوْدُ قَاصِدًا اِلَیْهَا فَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَخْضَرِیْنِ سَعَى ثُمَّ مَشَى عَلٰی هَيْئَتِهِ حَتّٰی یَاْتِیَ الصَّفَا فِیْصْعَدُ عَلَیْهَا وَیَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ اَوَّلًا وَهَذَا شَوْطٌ ثَابِتٌ فِیْطُوْفُ سَبْعَةً اَسْوَاطٍ یَّبْدُ اَبَا الصَّفَا وَیَحْتَمُ بِالْمَرْوَةِ وَیَسْعٰی فِی بَطْنِ الْوَادِیْ فِی كُلِّ شَوْطٍ مِنْهَا ثُمَّ یَقِیْمُ بِمَكَّةَ فُحْرًا مَا وَیَطُوْفُ بِالْبَیْتِ كُلَّمَا بَدَأَ لَهُ وَهَوَ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ نَعْلًا لِلْفَقَا فَاِذَا صَلَّى الْفَجْرَ بِمَكَّةَ ثَامِنَ ذِی الْحِجَّةِ تَأَمَّلْ لِلْعُرُوجِ اِلَى مَنٰی فَبَخْرَجْ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَیَسْجُدُ اَنْ یَّصْلٰی الظُّلُمَ مِنْ مَنٰی وَلَا یَتْرُكُ التَّلَبُّسَ فِیْ اَحْوَالِهَا اِلَّا فِی الْقُلُوبِ وَیَمُكِّثُ مِنْ مَنٰی اِلٰی اَنْ یَّصْلٰی الْفَجْرَ یَعْبَسُ وَیَنْزِلُ بِغُرُبِ مَسْجِدِ الْحَبِیْبِ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ یَذْهَبُ اِلَى عُرَفَاتٍ فِیْصْعِدُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ یَاْتِیَ مَسْجِدَ مَكَّةَ فِیْصَلٰی مَعَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بَعْدَ مَا یَخْطُبُ خُطْبَتَیْنِ یَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَیُصَلِّی الْعَرَصَتَیْنِ بِاِذْنِ رِاقَمَتَیْنِ وَلَا یَجْمَعُ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِشَرْطَیْنِ الْاَحْزَامِ وَالْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَلَا یُكْمِلُ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ بِتَأْوِلَةٍ وَاِنْ لَمْ یَبْدُرْ اِلَی الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ صَلَّى مَعَ وَاحِدَةٍ فِی رُفْعِهَا الْمَعْنَادِ فَاِذَا صَلَّى مَعَ الْاِمَامِ یَتَوَجَّهْ اِلَى الْمَوْقِفِ دَعَاكَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ

إِلَّا بَطْنَ عَرَبٍ وَيُغْتَسَلُ بَعْدَ الشَّرِّ وَالْوَاقِ فِي عَرَاقَاتِ الْوُثُوفِ وَلَقِيتُ بِقُرْبِ جَبَلِ الرَّحْمَةِ
مُسْتَقْبِلًا مُكَبِّرًا مُوَلِّدًا مُلْبِيًا دَائِمًا مَا كَادَ يَدِيهِ كَالْمُسْتَطْعِمِ وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ لِنَفْسِهِ
وَالِدِينِ وَالْأَخَوَانِ وَيَجْتَهِدُ عَلَى أَنْ يُخْرِجَ مِنْ عَيْنَيْهِ قَطْرَاتٍ مِنَ الدَّمْعِ فَإِنَّهُ
دَلِيلُ الْقَبُولِ وَيَلْجَأُ فِي الدُّعَاءِ مَعَ قُرَّةٍ رَجَاءُ الْإِجَابَةِ وَلَا يَقْتَصِرُ فِي هَذَا الْيَوْمِ
إِذَا لَمْ يَكُنْ تَدْرِكُهُ سَجْمًا إِذَا كَانَ مِنَ الْأَمَّاكِ وَالْوُثُوفِ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفْضَلَ
وَالْقَارِئِ عَلَى الْأَرْضِ أَفْضَلَ مِنَ الْقَاعِدِ فَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ
مَعَهُ عَلَى مِسْنَتِهِمْ وَإِذَا رَجَعَتْ فَرْجَةٌ يُسْرِعُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُؤْذِيَ أَحَدًا وَيَخْرُجُ عَمَّا
يَفْعَلُهُ الْجَمَلَةُ مِنَ الْأَشْيَةِ إِذْ فِي السَّيْرِ وَالْإِزْدِحَامِ وَالْإِيذَاءِ فَإِنَّهُ حَرَامٌ
حَتَّى يَأْتِيَ مُزْدَلَفَةَ فَيَنْزِلُ بِقُرْبِ جَبَلِ قُرْحٍ وَبِحَرْبٍ تَفْعُ عَنْ بَطْنِ الْوَادِي تَوْسِعَةً
لِلنَّاسِ مِنْ دُبُرِهَا الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءُ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَوْ
تَطَوَّعَ بَيْنَهُمَا أَوْ تَشَاغَلَ أَعَادَ الْإِقَامَةَ وَلَمْ تَجْزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيقِ الْمَزْدَلَفَةِ وَعَلَيْهِ
إِعَادَتُهَا مَا لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ وَلَيْسَ الْمَبِيتُ بِالْمَزْدَلَفَةِ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى
الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ بَعْلَسَ شَرَفَيْهِ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَالْمَزْدَلَفَةُ كُلُّهَا مَوْفِقٌ
إِلَّا بَطْنَ مُحَرَّرٍ وَلَقِيتُ بِجَمْعٍ فِي دُعَائِهِ وَيَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُخْرِجَ مُرَادَهُ وَسَوَّالَهُ
فِي هَذَا الْمَوْفِقِ كَمَا أَنَّهُ لَسَيِّدٌ نَاكِحٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا اسْفَرَ
جَدًّا أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَيَأْتِي إِلَى مِخَى وَيَنْزِلُ بِهَا شَرَّ يَأْتِي
جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ فَكَرْمِهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِي يَسْبِغُ حَصِيَّاتٍ مِثْلَ حَصَى الْحَزْبِ وَيُحِبُّ
أَخَذَ الْجَمَارِ مِنَ الْمَزْدَلَفَةِ أَوْ مِنَ الظَّرِيقِ وَيَكْرَهُ مِنَ الَّذِي عِنْدَ الْحَمْرَةِ وَيَكْرَهُ
الرَّمْيَ مِنْ أَعْلَى الْعَقْبَةِ لَا يَذَرُهُمُ النَّاسُ وَيَتَقَطَّطُهَا التَّقَاطُّ وَلَا يَكْسِرُ جَمْرًا أَجْمَلًا
وَيَغْسِلُهَا لِيَتَقَيَّنَ ظَهْرُهَا فَإِنَّهَا يُقَامُ بِهَا تَرْبَةٌ وَلَوْ رَمَى بِخَمْسَةِ أَحْمَاءَ وَكُفْرَةٍ
وَيَقْطَعُ الثَّلْبِيَّةَ مَعَ أَوَّلِ حِصَاةٍ يَرْمِيهَا وَكَفَيْتُهُ الرَّبِّي أَنْ يَأْخُذَ الْحِصَاةَ بِطَوْنِ
إِعْمَامِهِ وَسَبَّابَتِهِ فِي الْأَصْحِ لِأَنَّهُ أَيْسَرُ وَأَكْثَرُ إِمَانَةً لِلشَّيْطَانِ وَالسُّنُونُ
الرَّمْيُ بِالْيَدِ الْيُمْنَى وَيَضَعُ الْحِصَاةَ عَلَى ظَهْرِ إِعْمَامِهِ وَيَسْتَعِينُ بِالسُّبْحَةِ
وَيَكُونُ الرَّامِحُ وَمَوْضِعُ السَّقُوطِ خَمْسَةً أَوْ مَرَّجَ

تس جہہ بہ پھر کوہ صفا پر جانے کے قصد سے واپس ہوا اور مسلمان خضرین پر پہنچ کر سعی کر کے اس کے بعد سکون و طمانیت سے چلے یہاں تک کہ صفا تک آجائے پھر اس کے اوپر چڑھے اور پہلی بار کی طرح اس بار بھی کرے اور یہ دوسرا شوط (چکر) ہوا۔ اسی طریقہ سے سات شوط کر لے کہ کوہ صفا سے ابتدا کرے اور کوہ مروہ پر اس کا اختتام ہو۔ اس کے ہر شوط میں درمیانی حصہ میں دوڑے۔ پھر مکہ مکرمہ بحالت احوال قیام پذیر ہوا اور جب جی چاہے بیت اللہ شریف کا طواف کر لے آفاقی (غیر میکی) کے واسطے نفل نماز کے مقابلہ میں طواف افضل ہے۔

اس کے بعد آٹھ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں نماز فجر پڑھ کر منیٰ کی جانب روانگی کے لئے تیار ہوا اور طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے چل دے اور نماز ظہر منیٰ میں پڑھنا باعث استجاب ہے۔ اور کسی حال میں تلبیہ نہ چھوڑے۔ (بلکہ اس کا در در رکھے) البتہ اندر نماز طواف تلبیہ نہ پڑھے۔

اور پھر منیٰ میں ٹہرنے کے حق کی کو فذی الحجہ کو نماز فجر اندھیرے میں (اگر ابھی اسفار نہ ہوا ہو) پڑھ کر مسجد نبیہ کے نزدیک آکر اترے۔ پھر آفتاب طلوع ہونے کے بعد عرفات پہنچ کر ٹھہر جائے۔ پھر زوال آفتاب کے بعد مسجد نمرہ میں امام اعظم (امیر اجماع) یا اس کے قائم مقام کے ہمراہ آتے پھر امام دو خطبے دے اور اس کے بعد نماز ظہر و عصر پڑھ جائے۔ امام (خطیب) ان دونوں کے بیچ میں بیٹھے گا۔ اور امام دونوں فرض یعنی نماز ظہر و عصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھ جائے۔ اور نماز ظہر و عصر اکٹھی پڑھنے کے لئے محرم ہونا اور امام اعظم (امیر اجماع) کا ہونا شرط ہے۔ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل نماز پڑھ کر فصل شیداکرے (بلکہ بلا فصل دونوں نمازیں پڑھ جائیں)

اور اگر امام اعظم کا ساتھ میسر نہ ہو تو دونوں میں سے ہر نماز اپنے متعین وقت میں پڑھے پھر امام کے ساتھ نماز پڑھ کر ٹھہرنے کے مقام پر آجائے۔ اور اس سے عرفات میں (کہیں بھی) ہجرت بطن عرفہ کے ٹھہر سکتا ہے۔ اور بعد زوال و قوف عرفات کا نفل کرے (عیسٰی باعث استجاب ہے واجب نہیں) اور جبل رحمت کے نزدیک

اس حال میں ٹھہرے کہ بیت اللہ کی جانب رخ رکھتے ہوئے تجحیر و تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور تلبیہ پڑھ رہے ہوں کبھی کھانا طلب کرنے والے کی مانند ہاتھ پھیلاتے۔ دعا کرے اور اپنے اور والدین اور بھائیوں (و غیرہ) کے لئے دعائیں پڑھی سعی (اور الحاح و زاری) کرے اور اس کی سعی کرے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپک جائیں (کوئی اللہ ان آنسوؤں کی بڑی قیمت ہے)۔ اس لئے کہ یہ قبولیت کی نشانی ہے اور دعائیں قبولیت کی توقع کے ساتھ پورے الحاح (وزاری) سے کام لے اور اس رُز (کسی قسم کی) کوتاہی سے کام نہ لے اس لئے کہ ہر ایک تلافی ممکن نہیں۔ (اور یہ سنہرا موقع ہاتھ سے نکل گیا تو نکل گیا بعد میں دستِ حسرت ملے گا) خاص طور پر جبکہ وہ آفاقی (غیر میکی) ہو کہ اس کو یہ موقع بہت قیمت سمجھنا چاہئے۔ کیا خبر آئندہ زاو سفر میاں ہو سکے یا نہیں اور زندگی

میں دو بار وہ سعادت نصیب ہو سکے یا نہیں) اور افضل یہ ہے کہ سواری پر ٹھہرے۔ اور زمین پر کھڑا ہو نہ والا شخص اس شخص سے افضل ہے۔ حوزہ میں پر بیٹھے۔ پھر سورج غروب ہو جانے پر امام واپس لوٹے اور لوگ سکون و طمانیت کے ساتھ اسکے ہمراہ ہوں پھر کہیں کشادگی نظر آتے تو کسی کو تکلیف پہنچاتے بغیر تیز چلے اور جھلا۔ کسے سے (اذیت وہ) کاموں سے احتراز کرے یعنی چلنے میں (کسی کی تکلیف کا خیال کئے بغیر) تیزی سے چلا دھکے دینا اور تکلیف پہنچانا اسلئے کہ ایسا مکنا حرام ہے۔ یہاں تک کہ مزدلفہ لوٹے پھرتل قزح کے نزدیک اگر کہ لہن دادی سے کچھ بالائی جانب قیام کرے۔ گزرنے والوں کے واسطے جگہ کشادہ رکھنے کا خیال کرتے ہوئے اور مزدلفہ میں نماز مغرب و عشاء ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا کرے اور نماز مغرب و عشاء کے بیچ میں نفل پڑھ لی ہو یا کسی اور کام میں لگ گیا ہو تو از سر نو اقامت کہے۔ اور یہ جائز نہیں کہ نماز مغرب مزدلفہ کے راستہ میں پڑھے۔

اور جو شخص پڑھ لے اس پر اس نماز کا عاف و وجب ہی طلوع صبح صادق تک از سر نو پڑھنی واجب ہوگی اور سنوں یہ ہے کہ مزدلفہ ہی میں رات گزاری جائے۔ پھر طلوع صبح صادق پر امام لوگوں کو نماز فجر اندھیرے میں ہی پڑھا دے۔ پھر امام اور اس کے ہمراہ سارے لوگ قیام پذیر رہیں۔ اور لہن مختصر کے علاوہ سارا مزدلفہ ٹھہرنے کا قیام ہے۔ (کہ جہاں جی چاہے ٹھہر جائے۔) اور اپنی دعا میں بہت زیادہ انجاک و سعی و توجہ کرتے ہوئے قیام پذیر رہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مراد (درازو) پکڑی ہونے کی دعا کرے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے اسکی مراد پوری کر دے جیسا کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پوری فرمائی تھی۔

پھر جو طرح روشنی ہو جانے پر امام اور ادا اسکے ہمراہ لوگ طلوع آفتاب سے قبل چل دیں۔ امام لوگوں کے ہمراہ منہ پہنچے اور دواں اترے۔ اس کے بعد جموعہ عقبیٰ پر پہنچ کر رمی کرے (اور لہن دادی میں کھڑا ہو اور ٹھیکے کی مانند سات کنکریوں سے رمی کرے۔ اور باعث استجاب یہ ہے کہ مزدلفہ یا راہ سے کنکریاں لے لے۔ اور باعث کراہت ہے کہ جمرہ کے پاس پڑھی ہوئی کنکریوں میں سے اٹھائے اور باعث کراہت ہے کہ جمرہ عقبیٰ کی بالائی جانب رمی کرے اسلئے کہ اس طرح رمی لوگوں کی تکلیف کا سبب ہوگی۔ اور یہ کنکریاں جہاں سے جی چاہے اٹھالے اور کنکریوں کی خاطر کسی تجھ کو نہ توڑے۔ اور یقینی طہارت و پاکی کی خاطر ان کنکریوں کو دھو لینا چاہیے۔ کیونکہ ان کنکریوں کے ذریعہ ایک ثواب کی چیز کی ادائیگی ہوتی ہے۔ اور اگر ناپاک کنکریوں سے رمی کرے تب بھی رمی درست ہو جائے گی مگر ایسا کرنا باعث کراہت ہے اور تلبیہ پہلی کنکری کی رمی کے ساتھ ہی ختم کر دے۔

اور رمی کی شکل یہ ہے کہ کنکر کو انگوٹھے اور انگشت شہادت کے سرے سے پکڑا جائے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق یہی حکم ہے۔ اسلئے کہ (دیکھئے کی) یہ شکل سہل اور شیطان کی زیادہ اہانت کرنے والی ہے۔ مسنون یہ ہے

کو رمی داتیں ہاتھ سے کی جاتے اور کنکری انگوٹھے کی پشت پر رکھ کر ان گشت شہادت سے مدد مل کرے۔
(اس کا سہارا دے) اور رمی کرنے والے اور کنکریاں گرنے کے مقام میں پانچ ہاتھ کا فصل ہو۔

تشریح و توضیح | فقیہ عیالہ عرفات کے وقوف کے لئے دو چیزیں شرط قرار دی گئی ہیں۔

(۱) میدان عرفات (۲) یوم عرفہ یعنی نوزی الجحاس میں کھڑے ہونے کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور نہ واجب حتیٰ کہ اگر کوئی شخص بیٹھا ہے تو درست ہے ایسے ہی اس میں نیت کو بھی شرط قرار نہیں دیا۔ ”مجرع الرائق“ میں اس کی صراحت ہے۔ بفضل یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑا ہو

عند الافان میدان عرفات کے واسطے کسی مخصوص دعا کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔ جو دعا موزوں سمجھے مانگ لے۔ ”براق“ میں اسی طرح ہے۔ عرفات کے میدان میں مناسب یہ ہے کہ اکثر یہ دعا پڑھے۔

”لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد یحییٰ ویؤیت وہو
حتیٰ لا یموت بیدہ الخیر وهو علیٰ کل شیء قدیدر لا نعبد الا ایاہ ولا نعرف
ربا سواہ اللہم اجعل فی قلبی نوراً ادنیٰ سمعی نوراً ادنیٰ بصری نوراً اللہم
اشرح لی صدری ویسر لی امری اللہم ہذا مقام المستجیر العاخذ من
النار اجونی من النار بعفوک وادخلنی الجنة سرحتک یا ارحم الراحمین
اللہم اذا ہدیتنی الاسلام فلا تنزعہ عنی ولا تنزعنی عنه حتیٰ تقبضنی
وانا علیہ ہاں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا اس کی تعالیٰ میں کوئی شریک
نہیں۔ سلطنت و تعریف اسی کے واسطے ہے۔ وہی چلا تا ہے اور وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے۔ اور اس پر
موت طاری (کبھی بھی) نہیں ہوتی۔ بھلائی (اور اس کی توفیق) اسی کے قبضہ میں ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے
ہم فقط اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی کو اپنا پروردگار نہیں مانتے۔ اے اللہ مجھے نور قلب عطا فرما
اور میرے کانوں کو نور عطا کر اور میری آنکھوں کو نور بخش دے۔ اے اللہ میرا سینہ فراخ کر دیجئے اور میرا کام آسان
فرما دیجئے۔ اے اللہ یہ ناجہنم سے پناہ مانگنے والے کی جگہ ہے مجھے معاف فرما۔ اور ناجہنم کی آگ سے محفوظ رکھ اور
اپنی رحمت کے ہمراہ جنت میں داخل فرما۔ اے ارحم الراحمین اے خدا جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمادی تو
اس کو مجھ سے مت نکال اور مجھے اس سے نہ نکال حتیٰ کہ تو میری روح کو قبضہ کر لے اور میں اسی (اسلام) پر
(قائم) ہوں۔“ محیط سمرجی ”میں اسی طرح ہے۔

مسنون یہ ہے کہ دعا بہت آواز کے ساتھ کی جائے ”جوہر تنبہ“ میں اسی طرح ہے۔

و یغتسل بعد الش وال ابو عرفات کے وقوف میں ان چیزوں کو مسنون قرار دیا گیا ہے۔ (۱۰)

فصل کرنا (۷) دونوں خطبوں کا پڑھا جانا (۳) نماز ظہر و عصر کی ظہر کے جائز وقت کے اندر اور آدھی (۴) دونوں نمازوں سے فرقت کے بعد جلد اپنی قیام گاہ کی جانب چلے جانا (۵) با وضو ہونا (۶) سواری پر وقوف (۷) امام کے نزدیک ہی وقوف کرنا (۸) دل کا پوری طرح متوجہ و حاضر ہونا (۹) جن باتوں سے دعائیں دھیان بٹتا ہے ان سے خالی (دبے نیاز) ہونا۔ اہل قافلہ کے گزرنے کے راستہ پر میدانِ عرفات میں وقوف ذکر کرنا چاہیے تاکہ ان لوگوں سے کسی طرح کے جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ کالے پتھروں کے قریب وقوف کیا جلتے جمائے حضرت ملی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کا مقام ہے۔ اگر اس جگہ وقوف ممکن نہ ہو تو پھر یہ ایک امکان اسی کے پاس کوئی جگہ ہو جی چاہیے بحر الرائق میں تفصیل موجود ہے۔

ایسی عورت جسے حیض آ رہا ہو اور جنبی (جسے غسل کی ضرورت ہو) کا وقوف ایسے ہی اس آدمی کا وقوف جو دونوں نمازیں جمع نہیں کر سکا درست ہے۔ اور اس پر کسی چیز (جرمانہ) کا وجوب نہ ہو گا قبل رخ ہو کر ہاتھوں کو اس طرح کشادہ کر کے اٹھایا جلتے جس طرح کسی بیکار نے فالے شخص کی توجہ ہاتھ اور منہ سے پکارے گئے شخص کی جانب ہوتی ہے۔ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد رکھنا چاہیے۔ درود شریف پڑھنا۔ دعائیں مانگنا۔ لوگوں کو احکام حج سکھانا اور پورے انہماک و کوشش سے دعا مانگنا رہے تلبیہ بار بار پڑھتا ہے۔ » بدائع اور ”ظہیر“ میں اسی طرح ہے۔

فی نزل بقرب جبل قزح الخ۔ افضل یہ ہے کہ مزدلفہ میں اس پہاڑی کے پاس اتر جائے جسے قزح کہا جاتا ہے۔ پوری رات تلاوت کلام اللہ، نماز، ذکر اور عاجزی و انکاری کے ساتھ دعائیں کرنے میں گزار جائے (تیس)

وَلَوْ وَقَعَتْ عَلَى رَجُلٍ أَوْ مَحَلٍّ وَتَبَيَّنَتْ أَعَادَهَا وَإِنْ سَقَطَتْ عَلَى سَنَمٍ أَوْ لَحَى
أَحْمَاهُ وَكَتَبَتْ بِكُلِّ حَصَاةٍ شَمَزِيذٍ الْمُنْفُودِ بِالْحَجِّ إِنْ أَحْبَبَهُ شَمَزِيذٌ أَوْ لَحَى
وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ وَيَكْفِي فِيهِ سُرْبُ الرِّائِسِ وَالتَّقْصِيرُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ رُؤُوسِ شَعْرَةٍ
مِقْدَارَ الْإِبِلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْبَسَاءَ شَمَزِيذٌ يَأْتِي مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ أَوْ
مِنَ الْعَدَا أَوْ بَعْدَهُ يَصْلُوفُ بِالْبَيْتِ حُلُوفَ الرِّيَاةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَحَلَّتْ لَهُ الْبَسَاءُ
وَأَفْضَلُ هَذِهِ الْيَتَامُ أَوْ لَهَا وَإِنْ أَخَّرَ عَنْهَا لَيْسَهُ شَأْنٌ لِتَأْخِيرِ الرَّجُلِ شَمَزِيذٌ يَعُودُ
إِلَى مِثْلِهِ فَيُعِيمُ مَحَاذِرَ النَّبِيِّ مِنَ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي مِنْ أَيَّامِ التَّحَرُّجِ إِلَى الثَّلَاثِ
يَبْدَأُ بِالْمَسْرُورَةِ الَّتِي عَلَى مَنْجِدِ الْخَيْفِ فَيَبْرُمُ بِهَا بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ مَا شَاءَ يَكْبُرُ بِكُلِّ
حَصَاةٍ شَمَزِيذٌ يَفِئَتْ عَنْهُ مَا دَامَ أَعْيَارُ مَا أَحَبَّ حَامِدًا لِلَّهِ تَعَالَى مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْكُضُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لَوَالِدَيْهِ وَلِإِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ
يَرْمِي الشَّامِيَةَ الَّتِي تَلِيهَا مِثْلُ ذَلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَ هَذَا عِيَانًا ثُمَّ يَرْمِي جِرَّةَ الْعَتَبَةِ وَكَبَا
وَلَا يَقِفُ عِنْدَ مَا قَدْ أَذَا كَانَ الْيَوْمَ الثَّالِثُ مِنْ أَيَّامِ التَّحْرِيمِ فِي الْجَمَادِ الثَّلَاثِ بَعْدَ
الْثَّرْوَالِ كَذَلِكَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ نَفَرًا إِلَى مَكَّةَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَإِنْ أَقَامَ
إِلَى الْغُرُوبِ كُرَّةً وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَلَا نَ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ يَمْنَى فِي الرَّابِعِ
لَزِمَةُ التَّحْرِيمِ وَجَازَ قَبْلَ الثَّرْوَالِ وَالْأَفْضَلُ بَعْدَهُ وَكُرَّةً قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَكُلُّ
رَمِيٍّ بَعْدَهُ رَمِيٌّ تَرْمِيهِ مَا شَاءَ لِيَدْعُو بَعْدَهُ وَلَا أَسْرَاجًا يَذْهَبُ عَقِبُهُ
بِلَا دُعَاءٍ وَكُرَّةً الْمَبِيتِ بِغَيْرِ مَنَى لِيَأْتِيَ التَّحْرِيمَ إِذَا احْتَمَلَ إِلَى مَكَّةَ نَزَلَ
بِالْحُصْبِ سَاعَةً ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ وَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ بِلا رَمَلٍ
وَسَعَى إِنْ قَدَّمَ هَهُمَا أَطْوَأُ الْوَدَاعِ وَيُسَمَّى أَيْضًا طَوَاتُ الصُّنْدُرِ وَهَذَا وَاجِبٌ
لَا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ أَقَامَ هَهُمَا وَلَيْصَلِّيَ بَعْدَهُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي زَمْرًا فَيَشْرِبُ
مِنْ مَائِهَا وَيُسْتَحْرِجُ الْمَاءَ مِنْهَا بِنَفْسِهِ إِنْ قَدَّرَ وَكَيْفَ تَقْبِلُ الْبَيْتَ وَتَضَعُ مِنْهُ وَيَتَغَنَّزُ
فِيهِ مِرَاسًا وَيَسْتَعِ بِصَرَّةٍ كُلَّ مَرَّةٍ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَيَصُبُّ عَلَى جَسَدِهِ إِنْ
تَكَيَّسَرُ وَلَا يَسْحَرُ بِهِ وَجَهَهُ وَرَأْسَهُ وَيَتَوَيَّ بِشَرِبِهِ مَا شَاءَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَتَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا شَرِبَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِقَاقًا وَسَعَةً
وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَمْرٌ لِمَا شَرِبَ لَهُ - وَيُسَجِّتُ
بَعْدَ شَرِبِهِ أَنْ يَأْتِيَ بَابَ الْكُعْبَةِ وَيَقْبِلَ الْعَتَبَةَ ثُمَّ يَأْتِي إِلَى الْمَلْتَمَزِ وَهُوَ مَا بَيْنَ
الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالْبَابِ فَيَضَعُ صَدْرَهُ وَجَهَهُ عَلَيْهِ وَيَتَشَبَّثُ بِأَسْتَارِ الْكُعْبَةِ
سَاعَةً يَتَضَرَّعُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِالْأَعْيَادِ بِمَا أَحَبَّ أُمُورَ الدَّارَيْنِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ
إِنَّ هَذَا بَيْتُكَ الَّذِي جَعَلْتَهُ مَبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِي لَهُ
تَقَبَّلْ مِنِّي وَلَا تَجْعَلْ لِهَذَا أَخْرَجَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ دَارُ رَفْعِي الْعَوْدَ إِلَيْهِ حَتَّى
تَرْضَى عَنِّي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ - وَالْمَلْتَمَزُ مِنَ الْأَمَاكِينِ الَّتِي يُسْجَابُ
فِيهَا الدُّعَاءُ بِمَكَّةَ الْمُشْرِفَةِ وَهِيَ خَمْسَةُ عَشَرَ مَوْضِعًا تَقْلِبُهَا الْكُنَالُ بَيْنَ الْهَمَامِ
عَنْ سَالِفِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُهُ فِي الصَّلَاةِ وَعِنْدَ الْمَلْتَمَزِ وَحَتَّى
إِلَى بَابِ الْبَيْتِ وَعِنْدَ زَمْرٍ وَحَتَّى الْمَقَامِ وَعَلَى الصَّمَا وَعَلَى الْمَرْوَةِ وَفِي

السَّعْيِ فِي عَمَلَاتٍ وَفِي مَعْنَى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ (۱) وَالجَمَرَاتُ تُرْفَعُ فِي أَسْرِ بَعْدَةِ
 إِثَارِ يَوْمِ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٌ بَعْدَهُ كَمَا تَقْدَمُ وَذَكَرْنَا اسْتِحْبَابَهُ أَيْمَانًا عِنْدَ
 دُورَةِ الْبَيْتِ الْمَكْرَمِ وَيُسْتَحَبُّ دُخُولُ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ الْبَارِكِ إِنْ لَمْ يُؤْذَ أَحَدًا
 وَيُسَبِّحُ أَنْ يَقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَهُوَ قَبْلُ وَجْهِهِ وَقَدْ
 جَعَلَ الْبَابَ قَبْلَ ظَهْرِهِ حَتَّى يَكُونَ بَيْتُهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قَبْلَهُ وَجْهِهِ ثَرْبُ
 ثَلَاثَةِ أَدْرَمٍ ثُمَّ يُصَلِّي فَإِذَا صَلَّى إِلَى الْجِدَارِ يُضَعُّ حَدَّهُ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهُ
 وَيُحَدِّدُهُ تَهْنِئَاتِي الْأَرْكَانَ فَيُحَدِّدُ وَتَحْمِلُ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى مَا سَأَلَ
 وَيَكْبُرُ الْأَرْكَانَ مَا اسْتَطَاعَ لِظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ وَلَيْسَتْ الْبِلَاطَةُ الْخَضْرَاءُ الَّتِي
 بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَقُولُهُ الْعَامَّةُ مِنْ اسْتِ
 الْعُرُودَةِ الْوُثْقَى وَهُوَ مَوْضِعٌ عَالٍ فِي جِدَارِ الْبَيْتِ يَدْعُو بِأُطْلُكُ لَا أَصِلُ لَهَا
 وَالسَّارِ الَّذِي فِي وَسْطِ الْبَيْتِ يُسَمُّوهُ سَرَّةَ الدُّنْيَا يَكْشِفُ لِحَدِّهِمْ عَوْرَتَهُ وَسَرَّتَهُ
 وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ فَعَلٌ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ فَضْلًا عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَهُ الْكَمَالُ - وَإِذَا
 أَرَادَ الْعُودَ إِلَى أَهْلِهِ يَكْبَحُ أَنْ يَنْصَرَفَ بَعْدَ طَوَافِهِ لِلْوُدَاعِ وَهُوَ يَمْشِي إِلَى
 دَرَائِهِ وَوَجْهَهُ إِلَى الْبَيْتِ بِأَكْبَرٍ أَوْ مُتَبَاكِيًا مُتَحَتِّرًا عَلَى إِرْقَاقِ الْبَيْتِ حَتَّى
 يُخْرِجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنِي شَيْبَةَ مِنَ الثَّنِيَةِ السُّفْلَى
 وَالْمَسْرُوءَةِ فِي جَمِيعِ أِفْعَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرِ أَتَمَّا لَا تَكْشِفُ رَأْسَهَا وَتَسْدُلُ
 عَلَى وَجْهِهَا شَيْئًا تَحْتَهُ عِنْدَ أَنْ كَالْقَبْتَةِ تَمْنَعُ مَسَّهُ بِالْغِطَاءِ وَلَا تَرَفَعُ صَوْنَهَا
 بِالتَّكْبِيرَةِ وَلَا تَرْمُلُ وَلَا تَهْرُولُ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الْمِيلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ بَلْ تَمْشِي
 عَلَى هَيْئَتَيْنِ فِي جَمْعِ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَحْلِقُ وَتُقْصِرُ وَتَلْبَسُ
 الْمَخِيطَ وَلَا تَزْجُمُ الزَّجَالَ فِي اسْتِلاهِ الْحَجَرِ وَهَذَا أَيْمَانُ حَجَرِ الْمَفْرَدِ وَهُوَ
 دُونَ الْمَتَمَتِّحِ فِي الْفَضْلِ وَالْقَوْلُ أَنْ أَفْضَلُ مِنَ التَّعَمُّ

منجھ ۱۔ اور اگر کنکری کسی شخص یا محل (مذبح) پر گر کر کھٹکے تو از سر نو پھینکے اور اگر اپنی رفتار کے مطابق چل کر حجرہ کے
 نزدیک گر جائے تو اسے کافی فرادیں گے (اور دوبارہ کنکری پھینکا واجب نہ ہوگی) اور ہر کنکری پھینکے ہوئے تکبیر
 کے پھر وہ شخص جس نے حج افراد کیا ہو اگر پسند کرے تو ذبح کر دے اس کے بعد سرسند والے یا قصر کرائے (بالقصر) وغیرہ سے

کٹالے) افضل یہ ہے کہ سر منڈواتے اور (حمانہ) کے لئے یہ بھی کافی ہے (کہ بجائے پہلے سر کے) پوتھائی سر منڈوانے اور قصر کا مطلب یہ ہے کہ بالوں کے سرے انگلیوں کے پودوں کے بقدر کٹرواتے اور (اسکے بعد) انچور عورتوں کے (ان سے ہم بستری وغیرہ) ساری اشیاء اسکے واسطے حلال ہو جائیں گی۔

اسکے بعد اسی دن یا لگے دن یا اسکے بعد والے دن مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرے یعنی طواف زیارت کرے یہ سات شروط ہیں۔

اور طواف زیارت کے بعد اسکے لئے عورتیں بھی (ان سے ہم بستری منہا) حلال ہو گئیں ان ایام میں (سب سے) افضل یوم اول ہے اور اگر ان ایام میں طواف زیارت نہ کرے (بلکہ متوخر کرے) تو واجب میں تاخیر کے باعث اس پر ایک بحر کی کا وجوب ہوگا۔ اسکے بعد غنی کی جانب لوٹ کر وہاں قیام کرے۔

پھر ۱۱ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد تینوں حمرات کی رمی کرے مسجد خیف سے متصل جہوے رمی کا آغاز کرے

اور پاپیادہ اس پر سات کنکریاں پھینکے ہر کنکری کی رمی پر تکبیر کہے پھر جہوے کے قریب رُک جلتے اور چتر پائے

زیادہ محبوب ہوا سکی (پوسے تضرع و زاری سے) دُعا کرے دُرّائی لیکو جہوے باری تعالیٰ کر رہا ہوا در رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر درو شریف بھیجے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور ماں باپ اور اپنے مومن بھائیوں کے واسطے

بخشش کی دُعا کرے پھر اسی طریقہ سے پہلے جہوے سے متصل دوسرے جہوے پر کنکریاں پھینکے اور دوسرے جہوے کے

قریب بھی دُعا کرتا ہوا رُک جلتے پھر بحالت سواری جہوے عقبی (آخری جہوے) پر کنکریاں پھینکے اور جہوے عقبی کے قریب

نہ رُکے پھر خر کے دونوں گزیرے دن (۱۲ ذی الحجہ) کو زوال آفتاب کے بعد اسی طریقہ سے تینوں حمرات پر کنکریاں

پھینکے اور بجلت دعا کے کا قصد ہو تو مکہ مکرمہ کی جانب آفتاب غروب ہونے سے قبل ہی روانہ ہو جاتے۔ اور

اگر غروب آفتاب تک قیام پذیر رہا تو اب غروب آفتاب کے بعد روانہ ہونا باعث کراہت ہوگا مگر اس کی

وجہ اس پر کسی چیز (رجحانہ) کا وجوب نہ ہوگا۔ اور اگر چرتھے روز (۱۳ ذی الحجہ) کی بیع صادق تک وہ غنی ہی میں

مقیم ہو تو اس صورت میں (۱) پر رمی واجب ہو جلتے گی اور یہ بھی جائز ہے کہ زوال سے قبل رمی کرے مگر

افضل یہ ہے کہ رمی زوال کے بعد کرے۔ اور طلوع آفتاب سے قبل رمی کرنا باعث کراہت ہے۔

ہر ایسی رمی جس کے بعد کوئی رمی ہو وہ پاپیادہ کی جلتے تاکہ اس رمی کے بعد دعا کر سکے در نہایت ساری

رمی کرتے تاکہ فوری طور پر دعا کئے بغیر پاس کے اور باعث کراہت ہے کہ رمی کی راتوں میں بجز مٹی کے کسی

اور جبکہ قیام جاتے پھر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو تو کچھ دیر کے واسطے محصب میں قیام کرے اسکے بعد مکہ مکرمہ

پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف سات شروط بلا رسل بغیر سعی کے کر لے بشرطیکہ دونوں پہلو کو چُکا ہو یہ طواف طواف

وداع کہلاتا ہے۔ اور اسے طواف صدر سے بھی موسوم کرتے ہیں طواف وداع واجب ہے لیکن اہل مکہ

اور مکہ مکرمہ میں مستقل (قیام پذیر) پر واجب نہیں۔ اور اس کے بعد در رکعات پڑھے پھر نزم پر اگر آب نزم پیتے اور اگر ہو سکے تو اپنے ہاتھ سے پانی کھلے اور بیت اللہ شریف کی جانب رخ کر کے سیراب ہو کر پیجے۔ اور پیتے وقت کبھی بار سانس لے اور ہر بار نگاہ اشما کر بیت اللہ شریف کو دیکھے اور آپ نزم جسم پر بھی ڈالے۔ اگر آسانی سے ممکن ہو۔ ورنہ چہرہ اور سر پر آپ نزم پھیر لے۔ آپ نزم پیتے وقت جس (نیک مقصد کی چاہے) تکبیل و قبولیت کی نیت کرے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ نزم پیتے وقت فرمایا کرتے تھے۔ اللہم انی اسألك علماً نافعاً و سرفاً واسعاً و شفاً و من کذلک داعی (اے اللہ میں تجھ سے نفع بخش علم اور رزق کی دست اور ہر مرض سے شفا مانگتا ہوں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ نزم اس کے لئے ہے جس نیت سے اسکو پیا جائے (یعنی پیتے وقت جہاں رزق ملتا اور قلبی خواہش ہو اور اسکا ارادہ کرتے ہوئے آپ نزم پیتے وہی اللہ تعالیٰ پڑی کرتا ہے۔

بابت استقباب ہے کہ بیت اللہ شریف کے دروازہ پر پہنچ کر اسکی چوکھٹ کو چومے اسکے بعد ملترزم تک آئے۔ ملترزم بیت اللہ شریف اور حجر اسود کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں ملترزم پہنچ کر اپنا سیلنہ اور چہرہ اس پر رکھ کر بیت اللہ شریف کے پرے کو کچھ دیر کے واسطے پکڑے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گونگنڈا کر (اور پوری طرح اظہار بخیر و دنیا زکر کے) دین و دنیا کے امور میں سے محبوب امر کی دعا کرتے ہوتے کہے دو اے اللہ تیرا گھر ہے جسے تو نے بابرکت اور کل عاملوں کے لئے (ذریعہ) ہدایت بنا دیا۔ اے اللہ جس طرح تو نے مجھ کو اس بابرکت گھر کا دستہ دھاریا میری جانب سے قبول بھی فرما۔ اور بیت اللہ شریف سے میری یہ ملاقات (اور یہ موقع زیارت) آخری نہ بنا بلکہ مزید حیات و توفیق زیارت نصیب کر) اور مجھے پھر آنے کی توفیق دے یہاں تک کہ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت کے طفیل تو مجھ سے رضامند ہو جا۔

اور ملترزم ان مقامات میں سے (ایک) ہے جہاں دعا قبول کی جاتی ہے۔ ایسے (قبولیت و عمل کے) مقامات کی تعداد پندرہ ہے۔ کمال ابن ہمامؒ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے رسالہ سے نقل فرماتے ہیں (وہ یہ ہیں)

- (۱) اندرون طواف (دعا) (۲) ملترزم کے قریب (۳) زیر میزاب (۴) اندرون بیت اللہ (۵) نزم کے قریب دعا (۶) مقام ابراہیم کے پیچھے (کی جانب) (۷) کوہ صفا پر (دعا) (۸) کوہ مروہ پر (دعا) (۹) دوران سمری،
- (۱۰) میدان عرفات میں (دعا) (۱۱) منیٰ میں (دعا) (۱۲) جمرہ اولیٰ کی رمی کے بعد دعا۔ (۱۳) جمرہ وسطیٰ کی رمی کے بعد دعا (۱۴) جمرہ عقبہ کی رمی کے وقت دعا۔ (۱۵) چوتھے روز کی رمی کے وقت دعا۔

جمروں کی رمی کے چار روز ہیں۔ ذی الحجہ کس تاریخ اور اس کے بعد تین روز جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا۔

اول وقت زیارت بیت الحکم قبولیت دعا کے بارے میں بھی بیان کر چکے ہیں اور باعث استعجاب کہ مبارک بیت الشرفین میں داخل ہونے پر ایک کسی کو ایسا نہ پہنچاتے۔ (کہ ایسا وہی جگہ ہے خود ممنوع ہے) اور بیت الشرفین میں پہنچ کر موزوں یہ ہے کہ اس کی قیام کا ارادہ کرے کہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور وہ مقام چہرہ کی جانب ہوگا، جبکہ دروازہ کو پشت کے پیچھے کئے ہوئے اس مقام پر پہنچے کہ اس کے اور چہرہ کی جانب والی دیوار کے نیچے میں تین ہاتھ کا فصل وصل ہے۔

اس کے بعد نماز پڑھے گا پھر حسب دیوار کی جانب منہ کر کے نماز سے فارغ ہو تو مٹھالا اس دیوار (دیوار مبارک) پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے اور اس کی حمد کرے۔ پھر ارکان کے قریب پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور تہلیل و تسبیح و تکبیر پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے جو چاہے مانگے۔

اور ظاہر و باطن سے جتنا بھی امکان میں ہو ادب و تعظیم کرے۔ دو ستونوں کے نیچے میں ہرے رنگ کا فرش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا مقام نہیں ہے بلکہ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہ وہی ہے جسکی نشاندہی ایڑے کے سطروں میں کی گئی (اور یہ جو عوام کا خیال ہے کہ یہ "اعودۃ النبی" ہے اور بیت الشرفین کی دیوار میں ایک اُوچی جگہ ہے یہ باطل ہے اصل اور من گھڑت بات ہے۔

اور بیت الشرفین کے وسط میں موجود کھلی کو "دینا کی ناف" جو کہا جاتا ہے اور جہاں لوگوں میں سے کوئی اپنی شرمگاہ اور ناف برہنہ کر کے رکھتا ہے یہ خود کرنے والے ایسے شخص کا فعل ہے جسے علم تو کیا قتل سے بھی دور کا واسطہ نہ ہو۔ علامہ کمالؒ یہی فرماتے ہیں۔

اور جب گھر لوٹنے کا قصد ہو تو موزوں ہے کہ طوافِ دواع کے بعد اس طریقہ سے واپس ہو کہ وہ پیچے کی جانب چل رہا ہو اور اس کا چہرہ بیت الشرفین کی جانب ہو۔ اشجار ہو یا اشجاروں کی سی شکل بناتے ہوئے ہو۔ بیت الشرفین سے جدائی پر حسرت کرینا والا ہو۔ یہاں تک کہ اسی طریقہ سے مسجد حرام سے باہر نکل جاتے اور مکہ مکرمہ سے لوٹے تو باب نبی شیبہ سے نکل کر شیعہ سفلی کی راہ سے لوٹے۔

اور حج کے سارے افعال میں عورت کا حکم مرد کا سا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ اپنا سر نہ کھولے۔ اور چہرہ کے اوپر کوئی چیز اس طریقہ سے لٹکائے کہ اس کے نیچے قبر کی مانند لکڑیاں ہوں اور وہ لکڑیاں نقاب کو چہرہ چھوئے سے روکے رکھیں اور بوقت تلبیہ عورت اپنی آواز اُوچی نہ کرے۔ اور نہ رمل کرے اور یہ سلیمین خضرین کے بیچ میں دوڑے۔ بلکہ صفو و مردہ کے بیچ میں سکون و طمینان سے چلے۔ اور عورت سر نہیں منڈواتے گی۔ بلکہ قصر کرے گی۔ (تھوڑے سے بال کتر والے گی) اور سلا ہوا کپڑا پہنے گی۔ اور حجر اسود کو چومنے کی خاطر مردوں میں نہیں گھسے گی۔ یہ حج افراد کا بیان مکمل ہوا۔ حج افراد باعتبار فضیلت تمتع سے کہے اور قرآن تمتع سے افضل ہے۔

تشریح و توضیح | **والقصید الخ** عورت و مرد کے واسطے ایک انگلی لمبائی کی مقدار چوتھائی سر کے بالوں کو اُدھر سے کتر دینے کا حکم ہے۔ ”تیسین میں اسی طرح ہے۔“ ”برائے“ میں فقہاء کا قائل نقل کیا ہے کہ مقدار ایک انگلی سے کچھ زائد بال کتر دینے ضروری ہیں۔ کیونکہ عام طور پر بالوں کے سرے یکساں نہیں ہوتے، لہذا ضروری ہے کہ ایک انگلی کی مقدار سے زائد بال کتر دئے جائیں۔ تاکہ تراشنے میں ایک انگلی کی مقدار یقینی طور پر پوری ہو جائے۔

افضل یہ ہے کہ سر کے سارے بال منڈولائے جائیں۔ کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے۔ ”کافی میں اسی طرح ہے۔“

سر کے بال منڈوانے کے واسطے ایام قربانی مقرر و متعین ہیں۔ افضل یہ ہے کہ پہلے ہی دن سر کے بال منڈولائے جائیں۔ اگر جسوقت سر منڈوانا ہے سر پر بال نہ ہوں مثلاً اس سے قبل منڈوالیے تھے۔ یا کسی دوسری بنا پر بال نہ ہوں تو وہ اصل میں لکھلکھ ہے کہ اسکو اپنے سر پر استرو پھر دالینا چاہیے۔ کیونکہ سر پر بال ہونے کی شکل میں درد کام ضروری ہوتے ہیں سر پر استرو پھرنا اور بالوں کا صاف ہونا لہذا جس کام سے وہ عاجز ہے اسے اُسکے ذمے سے ساقط قرار دیں گے اور جس کام سے وہ عاجز نہیں اسکے ذمہ واجب رہے گا۔ مشائخ ”فقہاء“ کی استرو پھر دینے کے بارے میں مختلف رائے ہیں بعض واجب اور بعض مستحب کہتے ہیں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ استرو پھر دینے کا حکم وجوب ہے ”محیط میں ایسا ہی ہے سنون یہ ہے کہ جہاں اپنی دائیں جانب سے سر کے بال مونڈنے شروع کرے، منڈولنے والے شخص کی جانب مغرب نہ ہوگی۔ لہذا سر کی بائیں جانب سے مونڈنے کا آغاز کرے۔“

مستحب یہ ہے کہ بالوں کو دفن کر دیا جائے اور یہ بھی مستحب کہ جسوقت سر کے بال منڈو دار ہوں منڈولنے کے بعد تکبیر کہے اور دعا مانگے، بال پھینک دیتے گئے تب بھی کوئی حرج نہ ہوگا۔ باعث کراہت ہے کہ پافانہ یا غسل کے مقام میں بال ڈالے جائیں ”بحر الرائق“ میں اسی طرح ہے۔ مستحب ہے کہ سر کے بال منڈو دینے کے بعد مونچھوں اور ناخنوں کو ترشوا یا جاتے اور زیر ناف کے بال صاف کئے جائیں۔ احرام کی بنا پر جو چیزیں حرام قرار دی گئی تھیں سر کے بالوں کو کتر دینے یا منڈو دینے کے بعد ان کو حلال قرار دیا جائے گا۔ محض اہلیہ سے مہبستری حلال نہ ہوگی۔ سرچ الوہاب میں اسی طرح ہے۔

اگر کوئی شخص سر سے طواف ہی نہ کرے تو اسکے لئے اہلیہ سے مہبستری حلال نہ ہوگی، خواہ متعدد سال کیوں نہ گزر جائیں۔ بالاتفاق سب کے نزدیک یہی حکم ہے اگر کسی شخص نے بعد طواف قدم صفا و مروہ کے بیچ میں سعی کر لی ہو تو اسکو طواف زیارت میں نہ اکڑ کر چلنا چاہیے اور نہ سعی کرنی چاہیے۔ اور اول سعی نہ کی ہو تو اس

طواف میں اگر کمر چلنا چاہیے۔ اور سعی کرنی چاہیے۔ ”کافی میں اسی طرح ہے۔

افضل یہ ہے کہ طواف زیارت تک اگر کمر چلنے اور سعی دونوں کو مؤخر کر دے تاکہ ان دونوں کی اور بھی سنت کے ساتھ نہیں بلکہ فرض کے ساتھ ہو۔

و کرمہ المبییت الہ باعث کرامت ہے کہ منیٰ کے ایام میں کسی دوسری جگہ زیارت گزاری جاتے اگر کوئی شخص قصداً بجائے منیٰ کے کہیں اور زیارت گزارے تو عند الاضاف اس پر اسکی وجہ سے کسی چیز (جواز) کا وجوب نہ ہوگا۔ چاہے وہ ان لوگوں میں سے ہو جو حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں یا کوئی دوسرا جو مدبارہ اور ”سراج الوہاب“ میں اسی طرح ہے۔

وینفلس فیہ مہلاً الہ آب زمزم پینے کا طریقہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے نکال کر اوقبلہ رُخ ہو کر خوب اچھی طرح کئی سانس میں پیا جلتے ہر سانس پر لفظ اٹھا کر بیت اللہ شریف کو دیکھے آب زمزم اپنے سر منہ اور جسم پر لگانا چاہیے۔ ممکن ہو تو اپنے اوپر بہانا چاہیے۔

و یتحب بعد شربہ ان یاتی باب الکعبۃ الہ اور باعث استجاب کے غائے کعبہ میں داخل ہو کر اقل چوکھٹ کو بوسہ دیا جائے غائے کعبہ میں ننگے پاؤں داخل ہونا چاہیے اسکے بعد طہر میں آگیا چاہیے حجرا سود سے بیت اللہ شریف کے دروازہ تک جتنا حصہ ہے اسی مقام کا نام طہر میں اپنے اور گزرتے دناری کی جگہ ہے اپنے چہرہ اور سینہ کو اس پر رکھ کر ادرلے دایں ہاتھ کو دروازہ کی چوکھٹ کی جانب اٹھا کر یہ کہنا چاہیے۔

والتسائلُ بِیَابِلَکَ یَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَمَغْفِرَکَ وَبِجُودِکَ تَحْتَفِلُ (تیری چوکھٹ کا سآلہ تجھ سے فضل و مغفرت کا طالب اور تیری رحمت کی توقع رکھنے والا) کچھ دیر تک اس سے پلے رہنا اور روتے رہنا چاہیے۔ اگر ہو سکے تو اپنے زسار غائے کعبہ کی دیوار سے لگالے۔ ”کافی“ اور ”ظہیرہ“ میں اسی طرح ہے۔

(فصل) القرآن ہُوَ اَنْ یَجْمَعَ بَیْنِ اِحْرَامِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَيَقُولُ بَعْدَ صَلَوةِ رَكَعَتَيِ الْاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ ثُمَّ یُكَبِّرُ فَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَأَ بِصَلَاةِ الْعُمْرَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ یَرْمِلُ فِی السَّالِفَةِ الْاَوَّلِ فَقَطْ ثُمَّ یُصَلِّیْ رُكْعَتِی الطَّوَاِثِ ثُمَّ یَخْرُجُ اِلَى الصَّغَاةِ یَقْرُءُ عَلَیْہِ دَاعِیَا مُکَبِّرًا مُهَلِّلًا مُكَبِّيًا مُصَلِّيًا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یُحْبِطُ خَوَّ الْمَرْقَةِ وَیَسْعٰی بَیْنَ الْمِیْکَئِیْنِ فِیْہُمْ سَبْعَةُ اَشْوَاطٍ وَهَذِهِ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ

سَنَةً ثُمَّ يَطُوفُ طَوَافَ الْقُدُومِ لِلْحَجِّ ثُمَّ يَتِمُّ أَعْمَالَ الْحَجِّ كَمَا تَقَدَّمَ
فَإِذَا سَرَحَ يَوْمَ التَّحْرِجِ الْعَقْبَةَ وَجَبَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ أَوْ سَبْعٍ بِدَنِيَّةٍ
فَإِذَا لَمْ يَجِدْ فَصِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِئِ يَوْمِ النَّحْرِ مِنْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَسَبْعَةِ
أَيَّامٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ وَلَوْ مَكَّةَ بَعْدَ مَضَى أَتَامِ الشَّرِيقِ وَلَوْ فِي قَهْجَارٍ
(فصل) الْمُتَمِّعُ هُوَ أَنْ يُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ فَقَطْ مِنَ الْيَقَاتِ يَقُولُ بَعْدَ
صَلَاةِ رَكْعَتَي الْإِحْرَامِ اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي
ثُمَّ يَلْتَمِسُ حَتَّى يَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوفُ لَهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ بِأَوَّلِ طَوَافِهِ
وَيَرْمُلُ فِيهِ ثُمَّ يَصَلِّي رَكْعَتَي الطَّوَافِ ثُمَّ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
وَبَعْدَ الْوُتُوفِ عَلَى الصَّفَا كَمَا تَقَدَّمَ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ ثُمَّ يَحِلُّ رَأْسَهُ وَيَقْصُرُ
إِذَا لَمْ يَسِقِ الْهَدْيَ فَحَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْجِبَاعِ وَغَيْرِهِ وَيَسْتَحِرُّ حَلًّا لَا
وَإِنْ سَأَلَ الْهَدْيَ لَا يَحِلُّ لَهُ مِنْ عَمَرَتِهِ فَإِذَا جَاءَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ يُحْرِمُ
بِالْحَجِّ مِنَ الْحَرَمِ وَيُحْرِمُ إِلَى مَنًى فَإِذَا رَفَعَ جَمْرَةَ الْعَقْبَةَ يَوْمَ النَّحْرِ لَمْ يَنْبَغِ
ذَبْحُ شَاةٍ أَوْ سَبْعٍ بِدَنِيَّةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِئِ يَوْمِ النَّحْرِ
وَسَبْعَةَ إِذَا سَرَحَ كَمَا قَالُوا فَإِنْ لَمْ يَصُمْ الثَّلَاثَةَ حَتَّى جَاءَ يَوْمُ
النَّحْرِ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ وَلَا يُجْزئُهُ صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ

(فصل) الْعُمْرَةُ سَنَةٌ وَتَصْعُقُ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ وَتَكْرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ
وَيَوْمِ النَّحْرِ وَأَيَّامِ الشَّرِيقِ وَكَيْفِيَّتُهَا أَنْ يُحْرِمَ لَهَا مِنْ مَكَّةَ مِنَ الْحِلِّ
بِخِلَافِ إِحْرَامِهِ لِلْحَجِّ فَإِنَّهُ مِنَ الْحَرَمِ وَأَمَّا الْإِقَائِيُّ الَّذِي لَمْ يَدْخُلْ مَكَّةَ
فَيُحْرِمُ إِذَا اقْصَدَهَا مِنَ الْيَقَاتِ ثُمَّ يَطُوفُ وَيَسْعَى لَهَا ثُمَّ يَحِلُّ وَقَدْ حَلَّ
مِنْهَا كَمَا بَيَّنَّاهُ بِحَمْدِ اللَّهِ

(تنبية) وَأَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِذَا وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ
سَبْعِينَ حُجَّةً فِي غَيْرِ جُمُعَةٍ رَوَاهُ صَاحِبُ مَخْرَاجِ الدَّارِيقَةِ يَقُولُ وَقَدْ صَحَّ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمَ عَرَفَةَ
إِذَا وَفَّقَ جُمُعَةً وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ حُجَّةً ذَكَرَهُ فِي تَجْرِيدِ الصَّحَاحِ
بِعَلَامَةِ الْمُوَظَّاءِ وَكَذَا قَالَ الشَّرِيفُ شَارِحُ الْكَزْزِ وَالْمُجَادِرَةُ بِمَكَّةَ

مَكْرُوهٌ عِنْدَكَ يَخْتَصِفُهُ رَحِمَةُ اللَّهِ تَعَالَى لِحَدِّهِ الْقِيَامُ بِحَقِّهِ الْبَيْتِ
وَالْحَجَرِ وَلَقِيَ الْكَرَامَةَ صَاحِبًا رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى

ترجمہ :- فصل - قرآن یہ ہے حج و عمرہ کا احرام (میتات سے) ساتھ ساتھ باندھے (تلبیہ کے ساتھ) اور دو رکعات (احرام کے واسطے پڑھی ہوئی) کے بعد کہے گا ۰۰ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَرِیدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فِیْسِرْهُمَا لِیْ ۰۰ (اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں پس دونوں کو میرے لئے آسان بنائے اور دونوں کو میری جان بے قبول فرما)۔ اسکے بعد تلبیہ کہے پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر اقل عمرہ کے ساتھ شوط کرے۔ محض پہلے تین شوط میں رمل کرے گا اسکے بعد طواف کی دو رکعات پڑھے گا پھر صفائی کا منہ رونا ہوگا۔ اور صفایا اس حال میں کھڑا ہوگا کہ دُعا کر رہا ہوگا تکبیر پڑھ لیا ہو تلبیہ درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا ہوا ہو۔ اسکے بعد صفا سے آخر کر مردہ کی طرف چلے گا۔ اور یسین کو خضرین (دو سبز ستونوں) کے بیچ میں سعی کرے گا۔ اور سات شوط مکمل کرے گا۔ اور عمرہ کے افعال ہوئے عمرہ منوں بے پھر حج کیلئے طواف قدوم کرے گا اور افعال حج کی تکمیل کر لیا جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

پھر یوم النحر میں حجرہ عقبی کی رمی کرنے کے بعد اس پر واجب ہے کہ ایک بحری ذبح کرے۔ یا اونٹ و گائے کے ساتویں حصّہ کی قربانی کرے پس اگر یہ میسر نہ ہو تو حج کے مہینوں میں تین روزے روزہ نحر (۱۰ ذی الحجہ) آنے سے قبل اور سات روزے حج سے فراغت یعنی تشریق کے دن گزرنے کے بعد خواہ مکہ مکرمہ ہی میں کیوں نہ ٹھہرایے۔ اور یہ سات روزے متفرق طور پر رکھے تب بھی درست ہے۔

فصل :- تمتع یہ ہے کہ محض عمرہ کا احرام رجب کے مہینوں میں (میتات سے باندھے اور احرام کی دو رکعات سے فارغ ہو کر کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَرِیدُ الْعُمْرَةَ فِیْسِرْهُمَا لِیْ ۰۰ (اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں پس تولے میرے لئے آسان بنائے)۔ اور اسے میری جان بے قبول فرما) اسکے بعد مکہ میں داخلہ تک تلبیہ کا ورد رکھے پھر عمرہ کی فاطر طواف کرے اور تلبیہ پہلے ہی طواف کے ساتھ بند کرے اور اس طواف کے اندر رمل بھی) کرے گا اسکے بعد دو رکعات طواف پڑھے پھر صفا و مزدہ کے بیچ میں سعی کرے۔ صفا پر رُکنے (اور نضوض و زاری اور نہاک دے تابی کے ساتھ دعا کر کے پھر مردہ کا قصد کرے) جیسا کہ گزر چکا ہے۔

سات شوط (پورے) کر کے اپنا سر منڈولے گا۔ یا قصر کر ولے گا۔ بشرطیکہ وہی ساتھ نہ لے گیا ہو۔ اور اسکے واسطے مہبستی وغیرہ ساری چیزیں حلال ہو گئیں۔ اور وہ اسی طرح حلال ہونے کی حالت میں تہہ پذیر

ہے گا۔ اور اگر اسکے ہمراہ ہدی ہو تو وہ عمرہ کی ادائیگی کے باعث حلال نہ ہوگا۔ (بلکہ بدستور بحالت احرام ہے گا) پھر یوم الترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کو حرم ہی سے احرام حج باندھ کر منیٰ کی جانب روانہ ہوگا۔ پھر دس ذی الحجہ کو چہرہ عقبہ کی رسی کے بعد اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا واجب ہوگا۔ یا وہ اُونٹ یا گائے کے ساتویں حصے کی قربانی کرے گا۔ لہذا اگر میسر نہ ہو سکے تو دس ذی الحجہ سے قبل تین روزے کے روزے رکھے اور قرآن کرنے والے کی طرح سات دن کے روزے لوٹ کر رکھے گا۔ اسکے بعد اگر تین روزے نہ رکھ سکے یہاں تک کہ دس ذی الحجہ آجائے تو اس پر ایک بکری کی قربانی متعین ہوگئی اور اسکے لئے نہ روزہ رکھنا کافی ہوگا اور نہ صدقہ دینا۔

فصل ۱۰۔ عمرہ سنت ہے اور سائے سال میں (سے کسی بھی وقت کرنا صحیح ہے اور باعث کراہت ہے کہ یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق میں کیا جاتے۔ اسکی شکل یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے اس حصہ سے جسے حل کہتے ہیں احرام باندھ لے۔ احرام حج کے برعکس کیونکہ احرام حج حرم سے باندھتے ہیں۔ (حکم مقیم مکہ کا ہے) مگر وہ آفاقی (غیر منیٰ) جو مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوا ہو مکہ مکرمہ کا قصد کرتے وقت احرام میقات سے باندھ کر طواف عمرہ اور سعی کرے گا۔ اس کے بعد حلق کرے گا۔ اور طواف سعی کے بعد عمرہ سے فراغت ہو گئی جیسا کہ ہم بعد الشرائع کے بابے میں بیان کر چکے۔

تنبیہ ۱۔ دنوں میں سائے دنوں سے افضل یوم عرفہ ہے بشرطیکہ یوم عرفہ یوم جمعہ (یعنی) ہو، ایسے سترج سے جو جمعہ کے علاوہ میں ہوں افضل اور باعتبار ثواب بڑھا ہوا ہے۔

یہ صاحب معراج الدرایہ فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بسند صحیح اسکا ثبوت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دنوں میں افضل یوم عرفہ ہے بشرطیکہ وہ جمعہ کے دن پڑ جائے اور وہ (باعتبار ثواب) سترج سے افضل ہے۔ اس مضمون کی حدیث مع تجزیۃ الصحاح "میں بعلامت موطا بیان کی ہے اسی طرح علامہ زبلی شارح کنز فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں متقل قیام مکہ وہ ہے اسلئے کہ بیت اللہ شریف اور حرم شریف کے حقوق (اور احترام کے لوازم پوری طرح) ادا نہیں ہو سکتے۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ اس کراہت کا انکار فرماتے ہیں۔

تشریح و توضیح ۱۔ القرآن ۱۱۰۔ جب مفرد الحج کا ذکر کیا تو مصنفؒ نے ارادہ کیا کہ باقی دو قسموں قرآن اور متع کا بھی ذکر کیا جلتے اور ان کے احکام بھی بیان کئے جائیں تاکہ ان تینوں قسموں سے کما حقہ واقفیت ہو جائے اس بابے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ تینوں قسموں میں سے کوئی افضل ہے اور اختلاف کی بنیاد اس پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قارن تھے یا متمتع یا مفرد تو کثیر روایات سے جو "بخاری و مسلم،

وغیرہ میں وہی ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے۔ ”ابن قیم“ نے ”زاوالمعاد“ میں تفصیل سے بیان کیا ہے اسلئے معلوم ہوا کہ قرآن ان دونوں سے افضل ہے۔

”معراج الدار“ میں ہے کہ قارن وہ شخص کہلاتا ہے۔ جو حج و عمرہ کا احرام جمع کر لے چاہے اس نے میقات

احرام باندھا ہو یا اس سے پہلے اور پہلے حج کے مہینوں سے پہلے اندھا ہو یا حج کے مہینوں میں اور چاہے اس نے بیک وقت حج و عمرہ کے احرام باندھے ہوں۔ یا احرام حج باندھنے کے بعد عمرہ کے احرام کو شامل کر لیا ہو یا احرام عمرہ باندھ کر احرام حج ملا لیا ہو لیکن اگر کوئی شخص آٹھ احرام حج باندھے اس کے بعد عمرہ کے احرام کو اس میں شامل کرے تو اس کا فیصلہ قیامت میں خالی نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص قرآن کا قصد کرے تو اس کو فقط حج کرنے والے کی طرح احرام باندھنا چاہیے یعنی نہلتے یا وضو کرے اور دو رکعات پڑھ کر بعد سلام یہ کہے ”اللہم انی ارید الحج والعمرة“ اے اللہ میں حج و عمرہ کا قصد کرتا ہوں (اس کے بعد تلبیہ میں یہ الفاظ کہے۔ ”لَبَّيْكَ لَعْمَرَةً وَحُجَّةً مَعًا“) میں حج و عمرہ کا ساتھ ساتھ احرام باندھ کر حاضر ہو گیا۔

التمتع کرنے والے کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ تمتع کر نیو لا جو قربانی کے جانور کو ہنکا کر لے جائے۔ (۲) وہ جو قربانی کے جانور کو ہنکا کر نہ لے جائے۔ قربانی کا جانور ہنکا کر نہ لے جانے والے تمتع کو احرام عمرہ میقات باندھنا چاہیے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کے واسطے طواف سعی کرنی اور اپنے سر کے بالوں کو منڈوا کر (۱) چاہیے۔ اس کے بعد وہ احرام عمرہ سے باہر شمار ہوگا۔ ”سراج الایضاح“ میں اسی طرح ہے۔

تمتع کرنے والے پر اس احسان کے شکر ادا میں کہ اس نے حج و عمرہ کو جمع کر نیکی توفیق عطا فرمائی قربانی کا دینا واجب ہے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے قبل سر کے بال نہ منڈولنے جاتیں تمتع کرنے والا اگر غریب ہو اور قربانی کی رقم میسر نہ ہو تو اسے حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھنے چاہئیں۔ اس کے بعد بشرق کے دن گزرنے پر مزید سات روزے رکھے جاتیں ”ظہیریہ“ میں اسی طرح ہے۔

العمرة الواضحة عمرہ زیارت خانہ کعبہ اور احرام کی حالت میں صفا و مردہ کے درمیان سعی کو کہتے ہیں ”محیط مرئی“ میں اسی طرح ہے۔ عندالاصناف عمرہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ یہ درست ہے کہ سال میں متعدد عمرے کر لے جاتیں جن چیزوں کی احرام حج میں ممانعت ہے احرام عمرہ میں بھی انکی ممانعت کی گئی ہے۔ عمرہ کا احرام ہو تو طواف اور صفا و مردہ کے درمیان اسی طریقہ سے سعی کرنی چاہیے جس طرح حج میں کرتے ہیں طواف سعی کے بعد سر کے بال منڈولنے جاتیں تو اس کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا۔ ”ظہیریہ“ میں اسی طرح ہے۔

بَابُ الْجَنَائَاتِ

هِيَ عَلَى قَتْلَيْنِ جَنَائِيَّةٌ عَلَى الْأَخْرَامِ وَجَنَائِيَّةٌ عَلَى الْحَرَمِ وَالثَّانِيَةُ لاختصاص
 بِالْحَرَمِ وَجَنَائِيَّةٌ الْمُحَرَّمِ عَلَى أَقْسَامٍ مِنْهَا مَا يُوجِبُ دَمًا وَمِنْهَا مَا يُوجِبُ
 صَدَقَةً وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ وَمِنْهَا مَا يُوجِبُ دُونَ ذَلِكَ وَمِنْهَا مَا
 يُوجِبُ الْقِيَمَةَ وَهِيَ جِزَاءُ الصَّيْدِ وَتَعْدَدُ الْجِزَاءُ بِتَعَدِّ الْعَتَاتِلِينَ
 الْمُحَرَّمِينَ - فَالَّتِي تُوجِبُ دَمًا هِيَ مَالُوطِيَّةٌ مُحَرَّمٌ بِإِلْعَاقِ عُضْوٍ أَوْ خَصَبِ
 رَأْسَةٍ بِحَتَاءٍ أَوْ أَذَنٍ بِزُرَيْتٍ وَخُجُومٍ أَوْ لَيْسَ مَخِيضًا أَوْ سَتْرَ رَأْسَةٍ يَوْمًا
 كَابِلًا أَوْ حَلَقَ رُجْعَ رَأْسِهِ أَوْ جُحْمَهُ أَوْ أَحَدَ إِبْطَيْهِ أَوْ عَاتِكَةَ أَوْ سَقَبَتَهُ
 أَوْ قَصَّ أَظْفَارَ يَدَيْهِ وَبِرَّ جُلْبِهِ بِمُجْلِسٍ أَوْ بَدَأَ أَوْ مَجْلًا أَوْ تَرَكَ فَاجِبًا مَتَا
 تَقَدَّمَ بَيَانُهُ وَفِي أَخَذِ شَارِبِهِ حُكُومَةٌ - وَالَّتِي تُوجِبُ الصَّدَقَةَ بِنِصْفِ
 صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيَمَتِهِ هِيَ مَالُوطِيَّةٌ أَقَلُّ مِنْ عُضْوٍ أَوْ لَيْسَ مَخِيضًا أَوْ عَطْفُ
 رَأْسَةٍ أَقَلُّ مِنْ يَوْمٍ أَوْ حَلَقَ أَقَلُّ مِنْ رُجْعِ رَأْسِهِ أَوْ قَصَّ ظُفْرًا وَكَذَا الْبُكْلُ
 ظُفْرُ نِصْفِ صَاعٍ إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ الْمَجْمُوعُ دَمًا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ مِنْهُ كَحُمُسَةٍ
 مُتَّفَقَةٍ أَوْ طَائِفَاتٍ لِلْقَدْرِ أَوْ لِلصَّدْرِ مُخَدَّنًا وَتَجِبُ شَاؤُهَا وَلَوْ طَائِفَاتٌ جَنَابًا أَوْ تَرَكَ
 شَوْطًا مِنْ طَوَائِفِ الصَّدْرِ وَكَذَا الْبُكْلُ شَرْطُ مَنْ أَقَلِّمَ أَحْصَاءَهُ مِنْ بَحْدَى
 الْحِمَارِ وَكَذَا الْبُكْلُ حَصَاةٌ فِيمَا لَمْ يَبْلُغْ رُفْعِي يَوْمًا إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ دَمًا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ
 أَوْ حَلَقَ لَيْسَ غَيْرِهِ أَوْ قَصَّ أَظْفَارَهُ وَإِنْ تَطَلَّبَ أَوْ لَيْسَ أَوْ حَلَقَ بِعَدْرِ رُخْخِيزٍ
 بَيْنَ الذَّنْبِ أَوْ التَّصَدُّقِ بِثَلَاثَةِ أَصْوَعٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينٍ أَوْ دِيَّامٍ ثَلَاثَةَ
 أَيَّامٍ - وَالَّتِي تُوجِبُ أَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ فِيهِ مَالُوكٌ قَلَّ قَدْلَةً أَوْ جَرَادَةً
 فَيَتَصَدَّقُ بِمَا شَاءَ وَالَّتِي تُوجِبُ الْقِيَمَةَ فِيهِ مَالُوكٌ قَلَّ صَيْدًا فَيَقْتَرِمُهُ
 عَدْلًا لَنْ فِي مَقْتَلِهِ أَوْ قُرْبٍ مِنْهُ فَإِنْ بَلَغَتْ هَدْيًا فَلَهُ الْخِيَارُ أَنْ شَاءَ اشْتَرَاهُ
 وَذَبْحَهُ أَوْ اشْتَرَى طَعَامًا وَتَصَدَّقَ بِهِ لِكُلِّ نَقِيرٍ نِصْفُ صَاعٍ أَوْ صَامَ
 عَنْ طَعَامٍ كُلِّ مَسْكِينٍ يَوْمًا وَإِنْ نَصَلَ أَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ تَصَدَّقَ بِهِ أَوْ صَامَ
 يَوْمًا وَتَجِبُ قِيَمَةُ مَا لَقِصَّ وَنَسَبَ رَيْشِهِ الَّذِي لَا يَطِيرُ بِهِ وَشَعْرُهُ وَتَقْلَعُ

عَصُو كَا مَنَعَةُ الْاِمْتِنَاعِ بِهِ وَتَحَبُّ الْعِيْمَةُ يَقْطَعُ بَعْضُ قَوَائِمِهِ وَتَنْفِ مَرِيئِهِ
وَكَسْرُ يَمِينِهِ وَلَا يَجَادِثُ عَنْ شَاةٍ يَقْتُلُ السَّبْعَ لِأَنَّ مَالَهُ لَا شَيْءَ يَقْتُلُهُ
وَلَا يَجُورُ فِي الْعَتَرِ يَقْتُلُ الْحَلَالِ صَيْدَ الْحَرَمِ وَلَا يَقْطَعُ حَشِيشَ الْحَرَمِ
وَتَشْمِرُ الثَّابِتِ بِنَفْسِهِ وَلَيْسَ مِمَّا يَنْبُتُهُ النَّاسُ بَلِ الْعِيْمَةُ وَحَرَمُ مَرَعَى
حَشِيشَ الْحَرَمِ وَقَطْعُهُ إِلَّا الْإِدْتِمَارَ وَالْكُفَاةَ

(فصل) وَلَا شَيْءَ يَقْتُلُ عُلاَءَ وَحِدَاةَ وَغُرَبَ وَفَارَةَ وَحَبَبَةَ وَكَلْبَ هَقُومٍ
وَلَبْعُوسٍ وَنَمْلٍ وَبُرْعُوثٍ وَنَرَادٍ وَسُلْحَفَاةَ وَمَالِيسَ بِصَيْدٍ

(فصل) الْهَدْيُ أَذْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا جَازَى فِي الضَّعَايَا
جَازَى فِي الْهَدَايَا وَالشَّاةُ تَحْجُوزُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي طَوَائِفِ الرُّكْنَيْنِ جُنْبًا وَطَوَائِفِ
بَعْدَ الْوُثُوثِ قَبْلَ الْحَلِيقِ فِي كُلِّ مِنْهُمَا بَدَنَةٌ وَخُصَّ هَذِهِ الْمَنَعَةُ وَالْقِرَانِ
بِیَوْمِ النَّحْرِ فَقَطَّ وَخُصَّ ذَلِكُمْ كُلُّ هَدْيٍ بِالْحَرَمِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ طَطْرًا وَتَعَيَّبَ
فِي الظَّرْفِ فَيَنْحَرُ فِي مَحَلِّهِ وَلَا يَأْكُلُهُ غَنَى وَقَعِيدُ الْحَرَمِ وَغَدِيرُهُ سَوَاءٌ دَرَّ
تَعَلَّدَ بَدَنَةً التَّطَلُّعُ وَالْمَنَعَةُ وَالرَّوَانِ فَقَطَّ وَتَصَدَّقَتْ بِحِلَالِهِ وَخِطَامِهِ
وَلَا يُعْطَى أَجْرُ الْجَزَائِمِ لَهُ وَلَا يَرْكَبُهُ وَلَا ضَرْفُهُ وَلَا يَحْلُبُ لَبَنُهُ إِلَّا أَنْ يَبْعَدَ
الْمَحِلُّ فَيَتَصَدَّقَ بِهِ وَيَنْصَحَ مَرَعَةً إِنْ تَوَكَّبَ الْمَحِلُّ بِالنَّعَاجِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا
مَاشِيَاً لَزِمَهُ وَلَا يَرْكَبُ حَتَّى يَطُوتَ لِلرُّكْنِ رُكْبَةً أَوْ دَمًا وَفُقِيلَ الشَّيْءِ عَلَى الْوُكُوبِ
لِلْقَادِمِ عَلَيْهِ دَقْنَا اللَّهُ تَعَالَى بِضَلِّهِ وَمَنْ عَلَيْنَا بِالْعَوْدِ عَلَى أَحْسَنِ حَالٍ إِلَيْهِ بِجَاهِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ :- جنابت کی دو قسمیں ہیں (۱) جنابت علی الاحرام (۲) احرام میں قصور کے باعث سرزد ہونے والا حرم (۲) جنابت علی الحرم (۱) احرام شریف کو تاہی کے سبب وقوع پذیر حرم جنابت علی الاحرام اس شخص کے ساتھ ہی مخصوص نہیں جس نے احرام باندھ رکھا ہو۔ (بلکہ غیر محرم بھی اس میں داخل ہے)

جنابت محرم کی چند قسمیں ہیں بعض ایسی ہیں کہ جن کی وجہ سے دم (یا زکوٰۃ کی قربانی) واجب ہوتا ہے۔ اور بعض ایسی ہیں کہ انکی وجہ سے صدقہ کا وجوب ہوتا ہے یعنی آدھا صاع گندم (موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کو ۳۳ گرام) بعض جنابتیں ایسی ہیں کہ انکے ارتکاب پر اس سے بھی کم کا وجوب ہوتا ہے۔ اور بعض کے سرزد ہونے سے قیمت واجب

ہوتی ہے قیمت کو واجب کرنے والی جنایت شکار کی جواز (و بدلہ) ہے شکار کرنے والے کسی محرم ہوں تو جواز کی تعداد بھی چند ہو جائے گی۔

وہ جنایت (فظمیٰ) جسکی وجہ سے دم کا وجوب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ احرام باندھنے والے نے کسی عضو پر خوشبو لگائی یا اپنا سر ہندی سے رنگ لے یا زکون زینہ لگایا یا سلا ہوا کپڑا پہن لیا۔ یا سر تمام دن ڈھانپے رکھے یا سر کا چوتھائی حصہ منڈوائے یا کپھنے لگانے کا مقام منڈوائے۔ یا بغلول میں سے کسی ایک بغل کے بال صاف کرے یا زیر ناف یا گردن کے بال مونڈے یا دونوں ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کٹوائے۔ یا ایک ہاتھ ایک پاؤں کے ناخن کٹوائے۔ یا وہ واجبات جن کا ذکر پہلے ہو چکا ان میں سے کوئی سا واجب چھوڑے۔ اور منجہیں تراشوائیں تو اب بسلسلہ جوار و حرا (ایک حامل شخص کا) اس بارے میں (فیصلہ معتبر ہوگا) یہی جنایات جن کے باعث آدھے صاع گندم یا اسکی قیمت کے صدقہ کا وجوب ہوتا ہے وہ حسب ذیل ہیں

ایک عضو سے کم پر خوشبو لگائی ہو یا سلا ہوا کپڑا (ایک دن سے کم) پہن رہا۔ یا ایک دن سے کم سر چھپاتے رہا۔ یا چوتھائی سر سے کم مونڈا یا ایک (ری) ناخن کاٹ لے اسی طرح ہر ناخن کاٹنے پر آدھا صاع ہے۔ البتہ اگر اس کا مجموعہ (کل) ایک دم کے بقدر ہو جائے تو اس میں سے بقدر چاہے کمی کر دے جس طرح کہ پانچ ناخن تفریق طور پر کترنے یا طواف قدوم یا طواف صدر بے وضو کرنے پر حکم ہے اور اگر بحالت جنایت طواف کرے یا طواف صدر میں سے ایک شرط بجز ترک کرنے تو ایک بجزی کا ذبح کرنا واجب ہوگا۔

اسی طرح کم حصہ طواف ترک ہونے پر ہر شرط کے بدلہ آدھا صاع اور جرات کی ٹکڑیوں کی ری میں سے کسی ٹکڑی کی ری چھوٹ جانے پر آدھا صاع واجب ہوگا۔ اور اسی طریقہ سے ہر ٹکڑی پر نصف صاع واجب ہوگا۔ تاوقتیکہ یہ مقدار پوری دن کی ٹکڑیوں کی ری کو نہ پہنچے (یعنی سات تک تعداد نہ پہنچے)۔

اور اگر غدر کی بنا پر خوشبو لگائے یا یا سلا کپڑا پہن لے جو سلا ہوا ہو۔ یا سر منڈوائے تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اگرچہ بے قرین تین صاع چھ مساکین کو دیدے یا تین دن کے روزے رکھ لے۔

اور ایسی جنایت جس پر نصف صاع سے کم کا وجوب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جوں یا ٹڈی مار ڈالے تو اسکی جنایت میں (جو چاہے بطور صدقہ دیدے۔

اور ایسی جنایت جس سے قیمت کا وجوب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی شکار کو مار ڈالے پھر دو عادل شخص اس مقام کے کماٹے جہاں اسے مار ڈالا گیا ہو یا اس کے قریب کے مقام کے اعتبار سے اس کی قیمت مقرر کریں گے۔

پس اگر وہ ایک قربانی کے جانور کی قیمت (بدی) کے بقدر ہو جائے تو اسے یہ اختیار ہوگا کہ اگر مرضی ہو

تو اسے خرید کر فزع کر دے یا غلہ خرید لے اور ہر مخناج کو آدھا صاع دیدے۔ یا ہر سکین کے حصہ کے بدلہ آدھے صاع کے عوض ایک روزه رکھے۔ اور اس کے بعد آدھے صاع سے کم بچ جانے پر اسے بطور صدقہ دیدے یا (بجائے اسکے) ایک روز کا روزه رکھے۔

اور پرند کے ایسے پر اکھاڑنے سے جن کے ذریعہ وہ اڑتا نہ ہو اور اس کے بال نوچ لینے سے ہو اس کا کوئی عضو اس طرح کاٹنے سے کہ وہ اس کے ذریعہ جو حفاظت کر سکتا ہے اس سے محروم نہیں ہوا (البتہ کمی ضرور لگتی) تو بقدر نقصان اس پر قیمت واجب ہوگی۔

اور کوئی سا ہاتھ پیر کاٹ دینے اور اڑنے والے پروں کو اکھاڑ دینے سے (جن کے ذریعہ وہ اڑا کرتا ہو) اور اندھا توڑ دینے پر (پورے جانور کی قیمت لازم ہوگی)۔

اور درندے کو مار ڈالنے پر اس کے عوض دی جانے والی قیمت بھر کی قیمت سے نہیں بڑھانی جاتے گی۔ اور اگر حیدرہ حملہ آور ہو (اور وہ ملافت میں مار ڈالے) تو اس کے قتل پر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔

اور حلال شخص (غیر محرم) کے حرم کے شکار کو مار ڈالنے پر (محض) روزه رکھنا کافی نہ ہوگا۔ بلکہ قیمت کا وجوب ہوگا (اسی طریقہ سے حرم کی گھاس اور وہ جسے لوگ نہ بورتے ہوں بلکہ درخت خود بخود داگ جانے والے درخت کاٹنے کی صورت میں قیمت واجب ہوگی اور روزه رکھ لینا کافی نہ ہوگا۔

اور بنجر، افخر اور کاکا (ایک نوع کی گھاس) کے حرم کی گھاس نہ کاٹنا جائز ہے اور نہ چرانا (بلکہ حرام و ممنوع ہے)۔

فصل ۱۰۔ اور کوتے، جھیل، پھتو، ہڈ، سانپ اور کاٹنے والا کتا اور مچھ اور بھادو پتھر کی اور بکھوا اور اس کے مار ڈالنے سے کچھ واجب نہ ہوگا جو شکار نہ ہو۔

فصل ۱۱۔ ہری اس کا ادنیٰ درجہ ایک بکری ہے اور لفظ ہری کے ذیل (اور اس کی تعریف) میں اونٹ اور گائے اور بکری (تینوں) آتے ہیں اور جس جانور کی قرانی جائز ہے۔ ہری کے طور پر وہ بھی جائز ہے۔

اور بکری ہر چیز (ہر دم) میں جائز ہے لیکن اگر طواف رکن طواف زیارت) بحالت یتاہت کر لیا ہو یا وقت عرفہ کے بعد سر منڈوانے سے قبل ہمبستری کر لی ہو تو ان دونوں صورتوں میں بدو اونٹ یا گائے واجب ہوگا۔

اور تہنق اور قرآن کی ہری محض بکری کے ہی دن ذبح کرے۔

حرم ہری کے ذبح کے لئے متعین ہے البتہ ایسی ہری جو غلی ہو اور اگر زن راہ عیب دار ہو جاتے۔

تو اسے عیب دار ہونے کے مقام پر ذبح کرنے اور مالدار شخص اسے نہ کھائے اور حرم وغیر حرم کا فقیر صدقہ میں برابر ہے (یعنی حرم کے علاوہ کے فقراء کو بھی دینا درست ہے۔

وہ بدنہ جو نفل ہو اور متع و قرآن کا بدنہ محض لکے قلاوہ ڈالا جائے گا۔ اور ہدی کی جھول اور مہار (نیکیل) صدقہ کی جلتے گی اور اس میں سے قصاص کی اجرت نہیں دی جلتے گی۔ اور ہدی کے مانور پر بلا ضرورت سوار نہ ہو اور نراس کا دودھ دوسے البتہ اگر فاصلہ زیادہ ہو تو دودھ دودھ کو صدقہ کرے اور فاصلہ زیادہ نہ ہو (بلکہ قریب نہ ہو) تو دودھ قصوں پر ٹھنڈا پانی ڈال کر ختم کر دے۔

اور اگر پیادہ حج کی نذر ملانی ہو تو اس پر پیادہ حج واجب ہو گا۔ اور طوافِ رکن (طوافِ زیارت) نہ کر لینے تک سوار ہونا درست نہ ہو گا۔ لہذا اگر سوار ہو گیا تو خون بہہ لے (دم ہے) اور پیادہ چلنے کی استغفار رکھنے والے کو سوار ہونے پر فضیلت عطا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا کرے۔ اور زیادہ اچھے حال میں ہمیں دوبارہ سعادت حج سے سرفراز کرنے کا احسان فرمائے بظہیرِ ستیلا (ہمارے آقا و سر دار) محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشریح و توضیح | ادا دھن بھزیت الخ۔ کیونکہ روغن زیتون اور تلوں کے تیل میں اصل کے اعتبار سے خوشبو ہوتی ہے۔ اسلئے ان کے استعمال سے دم واجب ہو گا۔ خواہ اور خوشبو ملائی گئی ہو یا نہ ملائی گئی ہو۔

او عظمیٰ راسہ الخ یعنی پورے دن سر ڈھکا رہا تو اس صورت میں دم واجب ہو گا۔ اوصیام ثلثة ایام الخ اصل اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ”و لا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ فمن کان منکم مریضاً اوبہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسلک“ (الاحیۃ) اور یہ حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ان کے سر میں جو تین ہو گئی تھیں۔ اور وہ انکی کثرت کے باعث احرام کی حالت میں اذیت محسوس کرتے تھے۔ یہ واقعہ صلح مدینہ سے کا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملحق کا امر فرمایا اور یہ انتہا زیادہ خواہ وہ ایک بکری ذبح کر لیں اور خواہ چھ سکنوں کو کھانا کھلائیں بہر کین کے لئے نصف صاع ہو یا تین روئے رکھ لیں۔ (یہ روایت ”معاجستہ“ میں موجود ہے۔

وحرمرہ رحی حثیش الحرم الخ یہ ممانعت امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چرانا درست ہے۔

ولا شئ یقتل غراب و حد آة الخ یعنی جیل وغیرہ کے مارنے پر کوئی ججز واجب نہ ہو گی۔ اصل

اس بلے میں رذائیت ہے کہ حرم، مہر، کوئے، جیل، بھو، سانپ اور کاٹنے والے کتے کو مار سکتا ہے (۱)
روایت بخاری اور مسلم میں موجود ہے

الہدای الی - ہری حرم میں لے جلتے ملنے والے حلال بالور کا نام ہے ہری کا اطلاق اس وقت
صحیح ہوتا ہے کہ یا تو صورتاً ہری مقرر ہو کر دی جائے یا دلالتاً ہو یعنی نیت کر لی جائے بطور استحسان مکرم
کی جانب ہری لے چلنے پر صحیح ہو جاتی ہے خواہ نیت مذبحی کی گئی ہو۔ ”بحر الرائق“ میں اسی طرح ہے۔

ہری میں قیموں پر مشتمل ہے۔ (۱) گائے و بیل (۲) بھیڑ و بکری (۳) اونٹ عند الاعناف سب افضل ہری
اونٹ کی ہری ہے اس کے بعد گائے و بیل اس کے بعد بھیڑ و بکری۔ بدلتہ فقط اونٹ لگاتے ہی کو کہا جاتا ہے
”محیط غری“ میں اسی طرح ہے۔

مسنون یہ ہے کہ ہری کے گلے میں پتہ ڈالا جائے۔ ہری خواہ قرآن و تمتع کی ہو یا نفل کی گر پتہ ڈالنا چاہیے
یہ درست ہے کہ ہری کا گوشت حرم اور غیر حرم کے فقراء پر صدقہ کرنے مگر افضل یہ ہے کہ حرم کے فقراء
پر صدقہ کرنے اور غیر حرم کے فقراء زیادہ ضرورت مند ہوں تو ان کو ہی صدقہ کر دینا افضل ہے۔ ”جوہر تیز“ میں
اسکی مراد ہے۔

(نفل) فِي زِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَبِيلِ الْإِحْتِصَارِ تَبْعًا لِمَا قَالَ فِي
الْإِخْتِيَارِ (كَمَا كَانَتْ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَفْضَلِ الرُّكْبِ وَأَحْسَنِ
الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقَرُّبٌ مِنْ دَرَجَةِ مَا يُؤْتِي مِنَ الْوَأَجَابَاتِ فَافْضَلُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَرَضَ عَلَيْهَا وَبَالَغَ فِي التَّوَدُّبِ إِلَيْهَا فَقَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَكَمْ يُؤْزِرُنِي فَقَدْ
جَمَعَنِي بِهِ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي
وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَمَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي
إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَمِمَّا هُوَ مَقْرُورٌ عَنْهُ الْحَقِيقِينَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَتَّى يَزْنَ مَنْ مَمَتَهُ بِجَمِيعِ الْمَلَاذِ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ أَنَّهُ نُجِبَ عَنْ ابْتِصَارِ
الْقَاصِرِينَ عَنْ شَرِيعِ الْمُقَامَاتِ وَلَكِنْ رَأَيْنَا أَكْثَرَ النَّاسِ عَافِلِينَ عَنْ آدَاءِ
حَقِّ زِيَارَتِهِ وَمَا يَسْتَحِقُّ لِلزَّائِرِينَ مِنَ الْكَلِمَاتِ وَالْجُمُوعَاتِ أَحَبُّنَا أَنْ كَذَّبُوا بَعْدَ
الْمُتَأَسِّكِ وَإِذَا مَا فِيهِ نُبْدُهُ مِنَ الْأَدَابِ تَمِيمًا لِلْفَائِدَةِ وَالْكِتَابِ فَقَوْلُنَا بَعْضُ
لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْثُرَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ
يَسْعَى وَتَبْكُ لَيْسَ وَفَضْلُهَا أَشْهُرُ مِنْ أَنْ يَذْكَرَ نَادَا عَيْنَ جَيْطَانَ الْمَدِينَةِ

الْمُؤْمَرَةُ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا أَحْرَمُ نَبِيِّكَ وَهَبْ
وَحْيَكَ فَأَمِّنْ عَلَيَّ بِالذَّخُولِ فِيهِ وَاجْعَلْهُ وَقَايَةً لِي مِنَ النَّارِ وَأَمَّا مَنْ الْعَذَابِ
وَاجْعَلْنِي مِنَ الْفَائِزِينَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفَى يَوْمَ الْمَاءِ وَيَغْسِلَ قَبْلَ الدَّخُولِ أَوْ بَعْدَهُ
قَبْلَ التَّوْبَةِ لِلرَّيَاءِ إِنْ أَمَكْنَهُ وَيَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ تَعْظِيمًا لِلْقَدْرِ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ النَّوْرَةَ مَا شَاءَ إِنْ أَمَكْنَهُ بِإِلَّا
ضُرُورَةٍ بَعْدَ وَضْعِ رُكْبِهِ وَإِطْمِئْنَانِهِ عَلَى حَشَمِهِ أَوْ امْتِعَتِهِ مَوَاضِعًا بِالسَّكِينَةِ
وَالْوَقَارِ مُلَاحِظًا جَلَالَهُ الْمَكَانِ فَاتِلًا بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَبِّ أَدْخِلْنِي مَدْخَلَ صِدْقِي وَأَخْرِجْنِي مَخْرَجَ صِدْقِي وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا
نَصِيرًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ إِلَى الْأَبَدِ وَأَعِزَّنِي ذُنُوبِي
وَأَقْنِمْنِي الْوُجُوهَ رَحِمَتِكَ وَفَضْلِكَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الشَّرِيفَ فَيُصَلِّي تَحِيَّةً
عِنْدَ مَنبَرِهِ رَكَعَتَيْنِ وَلَيَقِفُ يَحْيَى يَكُونُ عِنْدَ الْمَنبَرِ الشَّرِيفِ بِحَدِّهِ مِنْكَ
الْأَمِينُ فَيَقُومُ قُبْلَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَيْنَ قُبْرِهِ وَمَنْبَرِهِ رُفُوعَةً مِنْ
رِيَاضِ الْجَنَّةِ كَمَا أَخْبَرَنَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي فَتَكْبُدُ
شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى بِأَدَاءِ رَكَعَتَيْنِ غَيْرِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ شُكْرًا لِلَّهِ وَتَقْلُكَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ
عَلَيْكَ بِالْوُضُوءِ إِلَيْهِ ثُمَّ تَدْعُو بِمَا شِئْتَ ثُمَّ تَهَضُّ مَوْجِهًا إِلَى الْقَبْرِ الشَّرِيفِ
تَقِفُ بَعْدَ أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ بَعِيدًا عَنِ الْمُقْصُورَةِ الشَّرِيفَةِ بِقَايَةِ الْأَذْرِ
مُسْتَدِيرًا الْقِبْلَةَ مُحَافِظًا بِرَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجْهِهِ الْأَكْرَمِ
مُلَاحِظًا تَنْظُرُهُ السَّعِيدَ إِلَيْكَ وَسَمَاعَهُ كَلَامَكَ وَرَدَّكَ عَلَيْكَ سَلَامَكَ وَتَامِنَةً
عَلَى دَعَائِكَ وَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا شَفِيعَ الْأُمَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ
النَّبِيِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُؤَمِّلَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا مَدْرُسَ السَّلَامِ عَلَيْكَ وَعَلَى
أَصْوَالِكَ الطَّيِّبِينَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِينَ الَّذِينَ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمْ
الرَّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا كَمَا أَنَّكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلُ مَا جُوزَى نَبِيًّا عَنْ قُرْبِهِ
وَرَسُولًا عَنْ أُمَّتِهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ بَلَغَتْ الرِّسَالَةَ وَأَدَّتْ الْأَمَانَةَ

وَنَصَحَتْ الْأَمَّةَ وَأَوْصَحَتْ الْحُجَّةَ وَجَاهَدَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَأَكْمَتْ
الدِّينَ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَشْرَفِ مَكَانٍ تَشْتَرَتْ
بِحُلُولِ جَسَدِكَ الْكَرِيمِ فِيهِ صَلَوةٌ وَسَلَامٌ دَائِبَيْنِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَدَدَ
مَا كَانَ وَعَدَ مَا يَكُونُ بِعِلْمِ اللَّهِ صَلَوةٌ لَا تَقْنَعُ إِلَّا لِأَمَدِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ
وَعَدُكَ وَرَوَّارُ حُرْمِكَ تَشْتَرِكُنَا بِالْحُلُولِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جُمْنَاكَ مِنْ بِلَادِ سَائِعَةٍ
وَأَمَكْنَةٍ بَعِيدَةٍ نَقْطَعُ السَّحْلَ وَالْوَعْدَ بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ لِنَقُومَ بِشَفَاعَتِكَ
وَالنَّظَرِ إِلَى مَا شَرِكْتَ وَمَعَاهِدِكَ وَالْيَوْمَ بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّكَ وَالْإِسْتِشْفَاءِ بِكَ
إِلَى رَبِّنَا فَإِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُورَنَا وَالْأَذْوَارُ قَدْ أَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَأَنْتَ
الشَّافِعُ الْمَشْفَعُ الْمُرْعُوذُ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمَى وَالْمَقَامُ الْحَمْدُ وَالْوَسِيلَةُ وَقَدْ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَوْ أَكْثَرُوا الظُّلْمَ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرْ
لَهُمُ الرَّسُولُ لَوْجَدَ اللَّهُ تَوَابًا رَحِيمًا وَقَدْ جُمْنَاكَ ظَالِمِينَ لِأَنْفُسِنَا مُتَغَفِّرِينَ
لِذُنُوبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ وَاسْأَلْهُ أَنْ يُجِيبَنَا عَلَى سَلَّتِكَ وَأَنْ يُخَشِّرَنَا فِي
زَمَرَتِكَ وَأَنْ يُورِدَنَا حَوْضَكَ وَأَنْ يَسْقِبَنَا بِكَاسِكَ غَيْرَ خَوَافًا وَلَا نَدَامًا
الشَّفَاعَةُ الشَّفَاعَةُ الشَّفَاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ لَهَا ثَلَاثًا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ
وَبَلَّغَهُ سَلَامٌ مِنْ أَوْصَاكَ بِهِ فَقَوْلُ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ بَيْنَ
فَلَانٍ يَشْفَعُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهُ وَلِلْمُسْلِمِينَ ثُمَّ نَصَلِي عَلَيْهِ وَتَدْعُوا بِهَا
شِئْتُمْ عِنْدَ وَجْهِهِ الْكَرِيمِ مُسْتَدِيرِ الْقَبْلَةِ وَتَشْتَرِي حُلُولَ قَدَرِ زِيَارَةٍ حَتَّى
تُخَافِي لَأَسَ الصِّدْقِ إِلَى بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَقَوْلُ السَّلَامِ عَلَيْكَ
يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ
اللَّهِ دَائِبِيسَهُ فِي الْعَارِ وَرَفِيعَهُ فِي الْأَسْفَارِ وَأَمِينَهُ عَلَى الْأَسْرَارِ جَزَاكَ
اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَاىَ إِمَامًا عَنْ أُمَّةٍ نَبِيٍّ فَلَقَدْ خَلَفْتَهُ بِأَحْسَنِ خَلْفٍ
وَسَلَّكْتَ طَرِيقَهُ وَمِنْهَا جَاءَ خَيْرُ مَسَلِكٍ وَقَاتَلْتَ أَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدْعِ
وَمَهَّدْتَ الْإِسْلَامَ وَشَرَّدْتَ أَرْكَانَهُ فَكُنْتُ خَيْرَ إِمَامٍ وَوَصَلْتَ الْأَرْكَانَ
رَكْمَ تَزَلُّ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّينِ وَلَا هَلِمَ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ سَلِّ اللَّهُ بِجَمَاهُ

لَنَا دَامَ حَبْلُكَ وَالْحَرَمَ مَعَ حُزْنِكَ وَقَبُولَ زِيَارَتِنَا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى تَحَاضِرَ نَاسَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظَهِّرَ
الْإِسْلَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَيِّمَ الْأَصْنَافِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ الْجَزَاءِ وَلَقَدْ
تَمَرَّتْ الْإِسْلَامُ وَالْمُسْلِمِينَ وَافْتَحَتْ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
وَكُنْتَ الْإِيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَقَوَّيْ بِكَ الْإِسْلَامَ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِينَ
إِمَامًا مَرْضِيًّا وَمَا دِيَّاهُ مَمْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَأَعْنَتَ فِقْدَهُمْ وَجَبَرْتَ
كَيْسَهُمْ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ حَرَجَهُ قَدَرُ نَيْصِ
ذِيهِ فَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا صَاحِبِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرَفِيقِي وَوَزِيرِي وَمُشِيرِي وَالْمَعَاوِنِينَ لَهُ عَلَى الْيَوْمِ بِالْذِينَ وَالْأُمَمِينَ
بَعْدَهُ مَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ جَزَاكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ حِشْنَا كَمَا نَتَوَسَّلُ
بِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْأَلَ اللَّهَ رَبَّنَا أَنْ
يَقْبَلَ سَعْيَنَا وَيُجِيبَنَا عَلَى مَلَّتِهِ وَيُمِيتَنَا عَلَيْهَا وَيَحْشُرَنَا فِي زُمْرِهِ ثُمَّ يَدْعُو
لِنَفْسِهِ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ أَحْصَاهُ بِالْذِّعَاءِ وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ
نَاسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَذَلٍ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ
وَلَوْ أَهْمُ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ فَاَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَاسْتَغْفِرُ لَكُمْ الرَّسُولُ
لَوْجَلَّ اللَّهُ تَوَابُ الرَّحِمَاءِ وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِينَ قَوْلَكَ طَائِعِينَ أَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِينَ
بِنَبِيِّكَ إِلَيْكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آدَبَ النَّارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ
وَيَدْعُو بِمَا حَضَرَ وَيُوقِفُ لَهُ بِفَضْلِ اللَّهِ ثُمَّ يَقِفُ أَسْطُوَانَةً أَيْ لِبَاقَةً الَّتِي
رَبَطَهَا نَفْسُهُ حَتَّى تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَهِيَ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ وَيُصَلِّي مَا شَاءَ نَقْلًا
وَيَتَوَبُّ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُو بِمَا شَاءَ وَيَأْتِي الرُّؤُوسَةَ فِيصَلِّي مَا شَاءَ وَيَدْعُو بِمَا أَحَبَّ
وَيَكْثُرُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالشَّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ ثُمَّ يَقِفُ الْمِنْبَرِ فَيَضَعُ

يَدَا عَلَى الرَّحْمَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهِ تَبَرُّكًا بِأَثَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَا كَانَ يَدَا الشَّرِّ يَفْعَةً إِذَا خَطَبَ لِيَسْأَلَ بِرَكَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّي
عَلَيْهِ وَيَسْأَلُ اللَّهُ مَا شَاءَ ثُمَّ يَأْتِي الْأُسْطُوَانَةَ الْحَنَانَةَ وَهِيَ الَّتِي فِيهَا بَيْتَةُ الْجَدِّ
الَّذِي حَنَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَرَكَهُ وَخَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى نَزَلَ
فَاخْتَصَنَتْهُ فَسَكَنَ وَبَيَّتْ بَرَكًا بِمَا تَبَقِيَ مِنَ الْأَثَارِ الشَّبُوبَةِ وَالْأَمَّا جَنِّ الشَّرِّ يَفْعَةً
وَيَجْتَنِبُهُنَّ فِي أَحْيَاءِ اللَّيَالِي مَدَّةَ إقامَتِهِمْ وَاغْتِنَامَ مُشَاهَدَةِ الْحَضْرَةِ الْعَبِيدَةِ وَبَارَكَةِ
فِي عُمُومِ الْأَوْقَاتِ - وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَأْتِيَ الشَّاهِدَ وَالْمُزَالِمَ
عُصْرًا قَبْرَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ حَمزة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ إِلَى الْبَقِيعِ الْأَخْرَجِيِّ فَيَزُورُ
الْعَبَّاسَ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَبَقِيَّةَ آلِ الرَّسُولِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَيَزُورُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْرَاهِيمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَتَهُ صَفِيَّةَ وَالصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَيَزُورُ شُهَدَاءَ أَحَدٍ وَلَنْ تَيْسَّرَ يَوْمَ الْحَبْسِ فَهُوَ أَحْسَنُ وَقَبُولُ
سَلَامٍ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ نَفْعٌ عَقْبَى الدَّارِ وَيَقْرَأُ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْإِخْلَاصَ
إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً وَمُورَةً يَسْأَلُ أَنْ تَبْسُرَ دُعَاؤُهُ نَوَاقِبَ ذَلِكَ لِجَمِيعِ الشُّهَدَاءِ
وَمَنْ يَجُودُ بِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يَأْتِيَ مُسْجِدَ تَبَاءُ يَوْمَ النَّبِيِّ
أَوْ غَيْرَهُ وَيُصَلِّيَ فِيهِ وَيَقُولُ بَعْدَ دُعَائِهِ بِمَا أَحَبَّ يَا مَوْجِهُ الْمُسْتَضَرِّ خُذْنِي يَا
غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ يَا مَفْزَحَ كَرِّبِ الْكَرِيمِينَ يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ
صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاكْشِفْ كُرْبِي وَخُذْنِي كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَسُولِكَ
خُزْنَهُ وَكُتُبَهُ فِي هَذَا الْمَقَامِ بِأَحْسَنَ يَأْمَنَانِ يَا كَثِيرَ الْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ يَا ذَا
النِّعَمِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
سَلَامًا دَائِمًا أَبَدًا يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ آمِينَ

ترجمہ :- فصل :- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کا مختصر ”انتیاز“ کے
بیان کے موافق ذکر۔

کیونکہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت افضل عبادت کے زمرہ میں داخل اور

سارے سجدات کے مقابلہ میں افضل ہے بلکہ اس کا درجہ ان واجبات کے لگ بھگ ہے جن کا ذکر کرنا لازم ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارتِ روضۂ مبارک کی ترغیب دلائی اور تاکید کے ساتھ اس کے خیر و بہتر ہونے کے بارے میں فرمایا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وسعت کے باوجود میری زیارت نہ کرے۔ تو اس نے میرے اوپر ظلم سے کام لیا اب تو جی ہرت کر مجھے تکلیف پہنچائی۔) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے وصال کے بعد میری زیارت کرے تو گویا میری حیات میں وہ میری زیارت سے مشرف ہوا۔ اور ان کے علاوہ (ان قسم کی) دوسری حدیثیں اور محققین کے نزدیک یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی ہوئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (قر مبارک میں) حیات میں (حیاتِ انبیاء علی قسطی قرآن کریم سے ثابت ہے) آپ کو سارے لذائذ (لذائذِ اخروی) و عبادتوں کا رزق (و ذائقہ) عطا ہوتا ہے۔ رسولے یہ کہ آپ رفیع مقامات سے محروم کو تاہ نگاہ لوگوں سے حجاب میں ہیں۔

یونکہ ہم نے اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ بیشتر لوگ زیارتِ روضۂ اقدس کے حق کی ادائیگی اور کلی اور جزوی زیارت کے لئے مسنون امور سے غافل ہیں تو ہم نے اچھا سمجھا کج کے مناسک اور ان کے ادا کرنے کے ریاات کے بعد فائدہ کتاب کی تکمیل کی خاطر آدابِ زیارت کی یادداشت بھی سامنے لائیں۔ لہذا ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کا قصد کرنے والے کے لئے موزوں یہ ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ درود پڑھے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بنفسِ نفس سنتے ہیں۔ (بشرطیکہ روضۂ مبارک کے قریب پڑھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ درود پہنچا دیا جاتا ہے (بشرطیکہ فاصلہ سے پڑھا جلتے) اور درود شریف کی تفصیلت اس سے کہیں بڑھ کر ہے جو بیان کی جاتے۔

مدینہ منورہ کی ویواریں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر کہے۔

”اے اللہ! حرم تیرے بنی پاک کا ہے۔ اور تیری وحی کے نزول کا مقام ہے تو میرے اوپر یہ احسان کر کہ میں اس میں پہنچ جاؤں اور اس کی بنا پر مجھے آگ (جہنم) سے بچاؤ اور عذاب سے مامون رکھ اور ہر زیارت مجھے محض صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے باعث کامران لوگوں میں سے بنا دے۔

اگر ہو سکے تو قبل اسکے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو یا داخل ہو کر زیارت سے قبل غسل کرے اور خوشنواگ اپنے پاس موجود کپڑوں میں سے سب سے اچھے کپڑے پہنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت (مبارک) میں حاضری و تعظیم کا یہی تقاضا ہے۔ پھر اگر (خاص) وقت نہ ہو تو مدینہ منورہ میں پا جاوہ داخل ہو۔ (اور یہ داخلہ) قافلہ کے اتر جانے اور اسباب و ملازمین کے اطمینان (اور ان کے اپنی جگہ پہنچ جانے) کے بعد ہو۔ اپنے حجر و انکار کا انہار کرتے ہوئے سکون و وقار کے ساتھ مکان کی غفلت کا خیال کرتے ہوئے (اور) یہ کہتے ہوئے

ابتداء کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اور ملت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اے رب مجھ کو غلبے کے ساتھ پہنچاؤ اور مجھ کو غلبے کے ساتھ لے جائیو۔ اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔

اے اللہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر دراصلحاب پر اپنی رحمت نازل کرو اور میری خطاؤں کو بخش دے اور میرے واسطے رحمت و فضل کے دروازوں کو کھول دے۔ پھر مسجد شریف میں داخل ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ یہ دو رکعت اس طریقہ سے کھڑے ہو کر پڑھی جائیں کہ ممبر شریف کاستون داتیں شانہ کے سامنے ہو کہ یونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کا مقام یہی ہے۔ اور آنحضرت کی قبر مبارک درممبر کے نیچ کا حصہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اطلاع دی ہے اور فرمایا میرا ممبر میرے حوض (حوض کوثر) پر ہے پس تحیۃ المسجد کے علاوہ دو رکعت پڑھ کر سجدہ زیر ہو جاؤ اس شکرانہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی توفیق عطا فرمائی۔ اور مجھ پر احسان فرمایا کہ اس مبارک جگہ تک تیری رسائی ہوئی پھر جو دعا موزوں سمجھئے

پھر اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی جانب توجہ کر کے پھر قبر مبارک کے چار گز کے فاصلہ پر بعد از اب اس طرح کھڑا ہو کہ قلبہ کی جانب بیٹھ ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور روتے مبارک کے مقابل اس خیال کے ساتھ کھڑا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک تجھے دیکھ رہی ہے اور آنحضرت کلام اس میں ہے میں اور تیرے سلام کا جواب عطا فرما رہے ہیں اور تیری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔ اور پھر کہئے

”اے آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول۔ اے میرے سردار اے اللہ کے رسول آپ پر سلام۔ اے نبی رحمت (پھر لطف و رافت) آپ پر سلام۔ اے امت کی شفاعت، (شفارش و مغفرت) کرنے والے آپ پر سلام اے سردار رسول آپ پر سلام اے عالم النبین آپ پر سلام۔ اے کبریا میں بیٹنے والے آپ پر سلام، اے پڑے میں بیٹنے والے آپ اور آپ کے پاک و طیب بزرگوں اور آپ کے پاک اہل خانہ پر سلام۔ اے اللہ تعالیٰ جس نے دنیا کی دور کی اور انہیں بہر اعتبار پاک و طیب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم لوگوں کی جانب سے عمد ترین بدلہ عطا کرے جو ہر اس بدلہ سے بڑھ کر ہو تو نبی کو از جانب قوم اور رسول کو از جانب امت عطا کیا گیا ہو۔ میں آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ آپ نے فضیلت رسالت کو اپنے طوط پر انجام دیا۔ اور آپ نے امانت (اللہ تعالیٰ کے احکام) (پوری دیانت و امانت کے ساتھ لوگوں تک پہنچاتے۔

افافرائی۔ اور امانت کی بھلائی فرمائی۔ آپ نے حجت ربانی و ضابطے کے ساتھ پیش فرمائی۔ اور آپ نے راہ و راہداری میں بکری و جہد فرمائی اور آپ دین ربانی قائم فرماتے ہیں (حق تبلیغ و اشاعت دین پورے انہماک و لگن کے ساتھ تاجات ملتے ہیں) حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ اے نبی آپ پر رحمت الہی اور سلام۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مہربان کے سامنے آکر یہ دعا پڑھے۔

”اے آپ پر سلام اے رسول اللہ کے خلیفہ اے اللہ کے رسول کے منس و فقی غار آپ پر سلام اے اللہ کے رسول کے اسفار کے ساتھی اے آپ پر سلام اے اسرار رسول اللہ کے امین اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری جانب سے بہتر صلہ عطا فرماتے وہ بہتر صلہ جو کوئی امام اپنے نبی کی امت سے پاتے آپ نے بہترین طریقہ سے نبی اللہ کا حق ادا فرمایا اور طریقہ رسول پر حسن و خوبی کے ساتھ چلے اور مردین و اہل بدعت سے قتال (جہاد) کیا اور اسلام کو درست ہیئت پر برقرار رکھا اسکے ارکان کو مضبوط کیا اے آپ عمدہ ترین امام خلیفہ تھے اے آپ نے حقوق قربت بتا کر رشستہ داریوں کو طایا آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے دین اور اہل دین (اہل حق) کی مدد فرمائی جتنی کہ آپ کا وصال ہو گیا اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتیں کہ ہماری آپ سے محبت کو دوام حاصل ہو اور ہر قیامت آپ کی جماعت میں ہمارا شریک ہو اور ہماری زبردست قابل قبول ہو اے آپ پر اللہ کی جنتیں اور برکات ہوں ہمہ اسی طرح ایک ہاتھ ہٹ کر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مہربان کے سر ہلنے آ کر کہے۔

اے آپ پر سلام اے امیر المومنین اے آپ پر سلام اے اسلام کی حقانیت کو لوگوں کے سامنے بھی (غالب کر نیوالے آپ پر سلام اے بقول کو زیر و زیر کر نیوالے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری جانب سے بہتر سے بہتر صلہ عطا فرماتے اپنے اسلام اور مسلمانوں کی اعانت فرمائی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سید المرسلین) کے بعد نئے نئے شریعہ فرماتے اور آپ نے یموں کی کفالت فرمائی اور قربتوں کو جوڑا اے آپ کی ذات سے اسلام کو تقویت حاصل ہوئی آپ مسلمانوں کے پسند کئے ہوئے دین اور ہدایت کر نیوالے اور (کابل) ہدایت پاتے ہوئے تھے اے آپ نے مسلمانوں کے باہمی اختلاف کو دور فرمایا اور انکی منطقی کو ضرورت سے بدل دیا اور آپ نے انکی شکستگی کو باندھا اللہ تعالیٰ کی آپ پر سلامتی دے انکی جنتیں اور برکات نازل ہوں

اسکے بعد تقریباً آدھے گز پیچھے لوٹ کر یہ دعا پڑھے۔

”سلام ہو اے آپ دونوں پر اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (پڑوس میں) آرام فرماتے والو۔ اے رسول اللہ کے دوست تھیں، دو زبرد، دو مشیر و اور دین کے قیام کے سلسلہ میں دو مددگار و اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی مصالحت کو پیش نظر رکھنے والو، اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو بہتر سے بہتر اجر (دعوت) بخشے ہم آپ حضرات کی خدمت میں آپ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ و وسیلہ بننے کے واسطے حاضر ہوتے ہیں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمادیں اور ہمارے پڑوس دگار سے ہماری کمی کو قبول فرمائیے کی درخواست کریں اور یہ کہ ہمیں آپ کی ملت پر تعید حیات رکھ کر اور آپ ہی کی ملت پر موت دے۔ اور ہمارا شریک (دینی) آپ ہی کے گروہ میں ہو۔“

پھر اپنے واسطے، اپنے ماں باپ کے واسطے اور جو لوگ اس سے دھار کے واسطے کہہ چکے ہوں انکے واسطے اور تمام مسلمانوں کے واسطے دعائیں کریں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے (سر ہانے) پہلے ہی کی طرح کھڑا ہوا اور یہ دعا پڑھے **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ** اور آپ کا ارشاد صحیح ہے اور اگر وہ لوگ جسوقت انہوں نے اپنا بڑا کیا تھا اتنے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی انکو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کر نیوالا مہربان، ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کی باتوں کو سنتے اور آپ کے حکم کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں آپ کی بارگاہ میں آپ کے نبی کی شفاعت کے طلب گار ہیں اے اللہ اے رب بخش ہم کو ہمارے باپوں، ماؤں اور اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوتے ایمان میں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کو بھڑکائی نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔ اے ہمارے رب دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچاؤ ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ پاک ذات ہے تیرے رب کی۔ وہ پروردگار عزت والا پاک ہے ان باتوں سے جو ایمان کرتے ہیں۔ اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہاں کا اور اس دعا میں جو قدر چاہے اضافہ کر دے (اسکے علاوہ) اسوقت بتوفیق الہی جو دعائیں یاد آجائیں وہ پڑھ لے۔ اسکے بعد اسطوانۃ ابواب الہیہ پڑھ جاتے جہاں کہ حضرت ابوالبابہؓ نے خود کو یاد کیا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی، یہ اسطوانۃ قبر مبارک اور منبر کے بیچ میں ہے یہاں جس قدر چاہے نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کی جلتے اور جس دعا کو دل چاہے وہ مانگے اسکے بعد روضۃ مبارک پڑھ کر جس قدر چاہے (بحد امکان) غار پڑھے اور جو دعا پسند ہو کرے۔ شام تسبیح و تہلیل اور بکثرت استغفار کرے پھر منبر پر آکر اپنے ہاتھ کو کنار سے مشابہت رکھنے والی اس گزی پر تہرگا رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک کے ساتھ حصول برکت کی غرض سے اور بوقت خطبہ و تقریر جہاں دست مبارک رکھا کرتے تھے۔ اسکی برکت کے حصول کے خیال سے (اور درود شریف پڑھے) اور اللہ تعالیٰ سے جو قدر دعائیں کرنی ہوں کرے اسکے بعد اسطوانۃ تنانہ پڑھ آئے۔

یہ اس ستون کا نام ہے جس میں اس لکڑی کا باقی ماندہ حصہ لگا ہوا ہے جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر کے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا تو اس ستون سے رونے کی صدا بلند ہوئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور اسے بغل مبارک میں لیا تو اسے سکون حاصل ہوا پھر باقی موجود آثار نبوی اور مقامات شریفہ دعاویہ سے حصول برکت کرنے اور مدینہ منورہ کے قیام کے زیادہ میں حمد اسکان شب بیداری کی سعی کرے۔ اور اکثر اوقات بارگاہ نبوی کی زیارت و حضور کو بجا غنیمت سمجھے (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کے بعد) بقیع کی جانب جانا باعث استحباب ہے۔ وہاں پر ملاقات مقدسہ بھی طور پر شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کی جاتی ہے اسکے بعد دروازے بقیع میں حاضر ہو کر

حضرت عباس اور حضرت حسن بن علی اور باقی آل رسول رضی اللہ عنہم کے مزارات مبارک کی زیارت کرے۔ اور امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارہ عزت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور (بعض) ازواج مطہرات، آنحضرت کی چھوٹی حضرت صفیہ اور سیدہ خدیجہ (صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے مزارات کی زیارت شرف ہو اور شہدائے اُحد کی زیارت بھی جائے اور زیارت کے لئے جمہرات کا دن میسر ہو تو بہت بہتر (اور باعثِ استحباب) ہے اور وہاں پہنچ کر کہے۔

”سلا متی ہو تم پر اس کے بدلہ کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر اور آیتہ الکرسی اور سورۃ افاض کی کیا روگیا وہ بار تلوات کرے اور ہو سکے تو سورۃ الیسین کی تلاوت کرے اور اس کا ثواب کل شہداء اور ان ہمسایہ مؤمنین کو بخش دے۔ اور باعثِ استحباب ہے کہ ہفتہ کے روز مسجد قبا میں آئے یا اس کے علاوہ کسی اور دن اگر اس مسجد میں نماز پڑھ کر جو دعا پسند ہو مانگے اور دعا کے بعد کہے۔

”اے مزید کنندہ لوگوں کی فزاد پر توجہ کرنے والے اور انصاف کے طلب گاروں کے ساتھ انصاف کرنیوالے۔ اے مصیبت میں مبتلا لوگوں کی مصیبت دور کرنے والے اے بے قرار لوگوں کی (صل) سننے والے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمت کا ملہ کا نزول فرما۔ اور میرے کرب و غم کو دور کر دے جیسے تو نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کرب و غم کو اس مقام پر دور کر دیا تھا اے شفیق اے احسان کنندہ اے بکثرت بھلائی و احسان کرنیوالے۔ اے ہمیشہ نعمت بخشنے والے اے رحم کرنے والوں میں تمام سے بڑھ کر رحم کرنیوالے اور ہمیشہ رحمت باری تعالیٰ کا نزول بھلائے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب پر اور ہمیشہ ہمیشہ سلا متی کا نزول ہوا تمام عالموں کے پروردگار۔ (آمین)

ختم شد



علی جواہر پائے

تشریحات بخاری (اردو) ترجمہ جامع اور سلیس

ترتیب استاد العلماء مولانا علی قادری صاحب دینی مدرسہ فاضل دیوبند
جس میں بخاری ترجمہ جامع اور سلیس
اور ان ہرگز کے افادات درج ہیں
ظاہر اور غائب کھینچے انتہائی عمدہ
اعلیٰ کاغذ محلہ ڈاکو دارمیلہ

افادات =
مولانا سید حسین احمد مدنی
مولانا محمد زکریا کاندھلوی
مولانا رشید احمد گنگوہی

اشرف الہدایہ (اردو) ترجمہ الہدایہ

مولانا جمیل احمد صاحب دارالعلوم دیوبند
فدائی کی ہر مقام ہدایہ کو مائل ہے وہ تمام تعارف نہیں ہے اس میں
محققین کے تمام مباحث میں سہولتیں مائل ہیں اس کی تفسیر مولانا جمیل
نے نہایت سلیس اور جامع کیلئے ۱۶ جلدوں میں مکمل فرمائی ہے

معدن الحقائق (اردو) ترجمہ کنز الدقائق

مولانا محمد منیف گنگوہی دارالعلوم دیوبند
فدائی کی مستزاد درسی کتاب کنز کی مفہ شرح ترجمہ سلیس
اور مفہ شرح سفید کاغذ، مجلد ریچون، ۲ حصے بجلی

تذکرۃ الموضوعات (عربی) علامہ طاہر پسنی

اعلیٰ کاغذ، مجلد دیگرین
پاکستان میں پہلی مرتبہ شائع کی گئی ہے
اسماء الرجال کے فایادے کتاب

خلاصۃ الخواص (اردو) ترجمہ اصول النشاش

مفتی محمد ابراہیم صاحب فاضل دیوبند
اصول فقہی مشہور درسی کتاب اصول النشاش کا سلیس
اور جامع ترجمہ ایچ بی بھٹن شریعہ سفید کاغذ، مجلد ریچون، ۲ حصے بجلی

تقریر ترمذی (اردو) ترمذی شریف پڑھنے والے

ظہار اور استاذ کیلئے بہترین
افادات سلج اسلام مولانا سید حسین احمد مدنی دار
سفید کاغذ، مجلد ریچون —

الصّحیح النّوری (اردو) ترجمہ قدوری

مولانا محمد منیف گنگوہی دارالعلوم دیوبند
فدائی کی مستزاد درسی کتاب فقہ و دعویٰ کا مین مستزاد
پیشہ شرح، ۲ حصے بجلی، مجلد ریچون، آفسٹ پیپر

المبشرات یعنی عالم خواب نبوی تعبیرات

ترتیب: قاری محمد ادریس ہوشیار پوری
بنی کریم علی اثر علیہ کمل، حضرت، انباء سابقین، اور مہاجر کرام کے
خواب اپنے شاہد کو قرآن کریم، احادیث و سیر میں شاندار ہے

ناشر: کتب خانہ مجید میر برن بوہڑ گٹ ملتان